تفسیری خزانہ

آیات قرآنیہ کی تفسیری تشریحات

مع اضافاتِ جدیدہ

مفسر: حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مرتب: شاہ [illegible]ری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی

تفسیری خزانہ

آیاتِ قرآنیہ کی تفسیری تشریحات

دوسرا اڈیشن مع اضافات

صاحبِ تفسیر

مترجم کلام و مفسر قرآن حضرت مولانا

عبدالکریم پاریکھ

صاحبِ ترتیب

شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی

IQBAL LIBRARY
& PUBLIC READING ROOM (REGD.)
IQBAL MAIDAN, BHOPAL (M.P.) 462001
PHONE - Post Box No.

toobaa-elibrary.blogspot.com

IQBAL LIBRARY, BHOPAL
Accession No. 8581
Class الف
Book No. 8381
Date 20-9-05

نام کتاب : تفسیری خزانہ
صاحبِ تفسیر : حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ
صاحبِ مقدمہ : حضرت مولانا مفتی محمد اشرف علی باقوی
صاحبِ ترتیب : شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی
طباعت : بھارت آفسیٹ، ۲۰۳۵ گلی قاسم جان۔ دہلی۔۶
کتابت : سہیل احمد ملک، عبیدالرحمٰن
ناشر : الاصلاح ۲۵۔ فرسٹ فلور۔ عیدگاہ کامپلکس
بی۔ یس۔ یے۔ روڈ بنگلور ۵۶۰۰۰۵
سالِ طباعت : ۱۴۱۸ ہجری مطابق ۱۹۹۷ عیسوی
قیمت : ۲۰۰/- روپیئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	تقدیمی کلمات حضرت مولانا محمد اشرف علی باقوی	۸
	پیش لفظ حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ	۱۱
	عرضِ مُرتّب شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی	۱۶
	عرضِ فقیر شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی	۲۰
	مفصّلات	
۱	اللہ	۲۳
۲	توحید	۳۱
۳	سجدہ	۳۸
۴	احسانات وانعاماتِ خداوندی	۴۲
۵	خدا کی کائنات	۵۲
۶	خدا کی نشانیاں	۵۵
۷	آسمان	۵۸
۸	تخلیقِ انسانی	۵۹
۹	سمندری نعمتیں	۶۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰	ملائکہ	۶۳
۱۱	قرآن	۶۷
۱۲	قرآنی الفاظ کی تشریح	۸۰
۱۳	قرآنی امثلہ	۸۶
۱۴	آیاتِ متشابہات	۸۹
۱۵	پیش خبریاں	۹۱
۱۶	صاف صاف ہدایات	۹۲
۱۷	بعث بعد الموت	۱۰۱
۱۸	عالمِ برزخ	۱۰۵
۱۹	جنّت	۱۰۲
۲۰	جہنّم اور جہنّمی	۱۱۳
۲۱	عذابات وتنبیہاتِ خداوندی	۱۱۸
۲۲	مہلتِ خداوندی	۱۲۵
۲۳	اِبتلاآت وآزمائشات	۱۲۷
۲۴	قیامت وحشر کے احوال	۱۳۰
۲۵	آثارِ قیامت	۱۳۴
	انبیاء علیہم السّلام	
۲۶	حضرت آدمؑ	۱۳۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۷	حضرت نوحؑ	۱۴۸
۲۸	حضرت ہودؑ	۱۵۲
۲۹	حضرت صالحؑ	۱۵۹
۳۰	حضرت لوطؑ	۱۵۶
۳۱	حضرت ابراہیمؑ	۱۵۷
۳۲	حضرت یوسفؑ	۱۶۵
۳۳	حضرت ایوبؑ	۱۸۰
۳۴	حضرت موسیٰؑ	۱۸۲
۳۵	حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ	۲۰۴
۳۶	حضرت الیسعؑ اور حضرت ذوالکفلؑ	۲۱۷
۳۷	حضرت یونسؑ	۲۱۷
۳۸	حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ	۲۲۰
۳۹	حضرت عیسیٰؑ	۲۲۱
۴۰	بشریتِ انبیاءؑ	۲۲۴
۴۱	انبیاءؑ اور کارِ نبوت	۲۲۶
۴۲	نبوتِ محمدیﷺ	۲۳۷
۴۳	شانِ محمدیﷺ	۲۳۷
۴۴	معجزات	۲۴۵
۴۵	علمِ غیب	۲۴۸
۴۶	قبلہ وکعبہ	۲۵۴
۴۷	مدینہ منورہ	۲۵۶
۴۸	حج وعمرہ	۲۵۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۹	اسلام و مسلمین	۲۵۹
۵۰	مومنین کے اوصاف	۲۶۷
۵۱	امتِ مسلمہ کو نصیحتیں	۲۷۰
۵۲	جنات	۲۸۸
۵۳	شیطان اور شیطانیت	۲۹۰
۵۴	تفرقہ بازی اور گروہ بندی	۲۹۳
۵۵	شرک اور مشرکین	۲۹۷
۵۶	بنی اسرائیل یہودی	۳۲۲
۵۷	بنی اسرائیل عیسائی	۳۴۳
۵۸	اصحابِ کہف	۳۴۷

شخصی تذکرے

محبوب ہستیاں اور مردود لوگ

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۹	حضرت جبرئیلؑ	۳۵۳
۶۰	حضرت ذوالقرنینؒ	۳۵۴
۶۱	حضرت ابوبکرؓ	۳۵۶
۶۲	حضرت عبداللہ بن سلامؓ	۳۵۷
۶۳	حضرت عبداللہ بن امِ مکتومؓ	۳۵۸
۶۴	حضرت سارہؑ	۳۵۸
۶۵	حضرت ملکہ سباء	۳۵۹
۶۶	حضرت مریمؑ	۳۵۹
۶۷	حضرت عائشہؓ	۳۶۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۸	حضرت زینب بنتِ جحش رضؓ	۳۶۳
۶۹	حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضؓ	۳۶۴
۷۰	ہامان	۳۶۵
۷۱	قارون	۳۶۵
۷۲	ابولہب اور امّ جمیل	۳۶۵
۷۳	ولید	۳۶۶
۷۴	منافقین	۳۶۶
۷۵	دوغلے مذہبی لیڈر	۳۷۴

دوغلے عوام اور رہنما

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۷۶	دوغلے لوگ	۳۷۹
۷۷	گمراہ رہنما لوگ	۳۸۱
۷۸	گمراہ مالدار لوگ	۳۸۲
۷۹	گمراہ لوگ	۳۸۳
۸۰	سحروساحرین	۳۸۶
۸۱	دعاء	۳۹۲
۸۲	نذرونیاز	۳۹۸
۸۳	وسیلہ وتوسّل	۴۰۱
۸۴	نکاح	۴۰۳
۸۵	طلاق اور خلع	۴۰۵
۸۶	خواتین کے حقوق ومسائل	۴۱۲
۸۷	میراث اور وصیّت	۴۱۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۸	قسم اور کفارہ	۴۲۰
۸۹	قصاص اور ہرجانہ	۴۲۱
۹۰	جزیہ اور ذِمّی	۴۲۴
۹۱	شکر	۴۲۵
۹۲	ناشکری	۴۲۶
۹۳	حکومت اور حکمرانی	۴۲۸
۹۴	فرعون اور فرعونیت	۴۳۰
۹۵	جہاد	۴۳۵
۹۶	غزوۂ بدر	۴۴۱
۹۷	غزوۂ اُحد	۴۴۴
۹۸	غزوۂ احزاب (خندق)	۴۴۶
۹۹	غزوۂ خیبر	۴۴۷
۱۰۰	غزوۂ حُنین	۴۴۸
۱۰۱	غزوۂ تبوک	۴۴۸
۱۰۲	مالِ غنیمت اور فئے	۴۵۰
۱۰۳	شہادت اور شہداء	۴۵۲
۱۰۴	صلحِ حُدیبیہ	۴۵۳
۱۰۵	انفاق فی سبیل اللہ	۴۵۶
۱۰۶	فکرِ آخرت	۴۵۸

مختصرات

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۷	اخلاص	۴۶۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۸	کلمۂ طیبہ	۴۶۲	۱۳۰	عرش وکرسی	۴۸۳
۱۰۹	نماز	۴۶۳	۱۳۱	نامۂ عمل	۴۸۳
۱۱۰	روزہ اور اعتکاف	۴۶۵	۱۳۲	حُوریں	۴۸۴
۱۱۱	تہجد	۴۶۶	۱۳۳	پُل صراط	۴۸۴
۱۱۲	سورۂ فاتحہ	۴۶۶	۱۳۴	اعراف	۴۸۵
۱۱۳	سجدۂ تلاوت	۴۶۷	۱۳۵	تحت الثریٰ	۴۸۵
۱۱۴	حروفِ مقطّعات	۴۶۷	۱۳۶	رُوح	۴۸۶
۱۱۵	طہارت	۴۶۸	۱۳۷	درود وسلام	۴۸۶
۱۱۶	تیمم	۴۶۸	۱۳۸	بدعات	۴۸۸
۱۱۷	حرمتِ حرم	۴۶۹	۱۳۹	عذابِ قبر	۴۸۸
۱۱۸	حُرمت کے مہینے	۴۷۰	۱۴۰	توبہ	۴۸۹
۱۱۹	مساجد	۴۷۲	۱۴۱	تعلیم وتعلّم	۴۹۰
۱۲۰	متولّیانِ مساجد	۴۷۳	۱۴۲	علمائے سوء	۴۹۱
۱۲۱	حلال وحرام	۴۷۳	۱۴۳	عربی زبان	۴۹۱
۱۲۲	اللہ ورسولؐ کی تابعداری	۴۷۴	۱۴۴	شعروشاعری	۴۹۲
۱۲۳	شفاعت	۴۷۶	۱۴۵	امربالمعروف ونہی عن المنکر	۴۹۳
۱۲۴	ہجرت	۴۷۷	۱۴۶	پردہ	۴۹۳
۱۲۵	معراج	۴۸۰	۱۴۷	صلۂ رحمی	۴۹۴
۱۲۶	حوضِ کوثر	۴۸۱	۱۴۸	والدین	۴۹۴
۱۲۷	شقِّ قمر	۴۸۱	۱۴۹	لڑکیاں	۴۹۵
۱۲۸	سدرۃ المنتہیٰ	۴۸۲	۱۵۰	مال واولاد	۴۹۶
۱۲۹	دیدارِ الٰہی	۴۸۲	۱۵۱	یتامیٰ	۴۹۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۵۲	امانتِ خداوندی	۴۹۸
۱۵۳	مہر	۴۹۹
۱۵۴	لعان	۴۹۹
۱۵۵	ظہار	۵۰۰
۱۵۶	بیعت	۵۰۱
۱۵۷	بیعتِ رضواں	۵۰۱
۱۵۸	قربانی و ذبح	۵۰۱
۱۵۹	حق و باطل	۵۰۲
۱۶۰	دین و دنیا	۵۰۳
۱۶۱	خلافت و حکومت	۵۰۴
۱۶۲	پنچایتی نظام	۵۰۴
۱۶۳	رہبانیت	۵۰۵
۱۶۴	مرض و شفا	۵۰۶
۱۶۵	موت و فنا	۵۰۶
۱۶۶	تدفین	۵۰۸
۱۶۷	عبرت	۵۰۸
۱۶۸	تہمت زنی	۵۰۹
۱۶۹	سُود	۵۱۰
۱۷۰	زِنا	۵۱۰
۱۷۱	شراب	۵۱۲
۱۷۲	فیملی پلاننگ	۵۱۲
۱۷۳	عریانیت	۵۱۳
۱۷۴	جاہلی رسوم	۵۱۴
۱۷۵	گواہ	۵۱۴
۱۷۶	تجارت	۵۱۵
۱۷۷	شکار	۵۱۵
۱۷۸	زمین	۵۱۶
۱۷۹	رزق	۵۱۶
۱۸۰	ہوائیں	۵۱۷
۱۸۱	ہوائی جہاز اور دیگر سواریاں	۵۱۷
۱۸۲	شہد کی مکھیاں	۵۱۸
۱۸۳	زیتون	۵۱۹
۱۸۴	باغبانی	۵۱۹
۱۸۵	اُمّہات المومنین	۵۲۰
۱۸۶	اُمّیین	۵۲۲
۱۸۷	انصار	۵۲۳
۱۸۸	قُریش	۵۲۳
۱۸۹	قومِ لوطؑ	۵۲۴
۱۹۰	یاجوج ماجوج	۵۲۵
۱۹۱	قومِ تبّع	۵۲۶
۱۹۲	دورۂ حاضرہ	۵۲۶
۱۹۳	اقوامِ عالم	۵۲۷
۱۹۴	دل کے اندھے	۵۲۷
۱۹۵	دعاء	۵۲۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

تقدیمی کلمات

حضرت امیر شریعت کرناٹک مولانا مفتی محمد اشرف علی باقوی زیدت فیوضہم
شیخ الحدیث و مہتمم دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کی کتابِ مبین ہے۔ ساری انسانیت کے لیے دستورِ حیات اور اللہ تعالیٰ کا آخری پیغامِ نجات ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ کلام، بے عدیل و بے نظیر بھی ہے اور لافانی و لازوال بھی۔ منفرد و لاجواب بھی ہے اور بے ریب و ارتیاب بھی۔ باعظمت و باوقار بھی ہے اور پُر شوکت و پُر جلال بھی ــــ بے حد پاکیزہ، نفیس اور لطیف بھی اور بے حد وزنی، بھاری اور ثقیل بھی۔ نہایت گہرا، اتاہ اور عمیق بھی اور نہایت نازک، مشکل اور دقیق بھی ــــ اِس کا ایک ایک حرف اپنے اندر معانی و مطالب، معارف و مسائل اور حقائق و دقائق کا سمندر لیے ہوئے ہے۔ اِس کی نزاکتوں، لطافتوں اور باریکیوں کی بھی کوئی انتہا نہیں اور اِس کے وزن و ثقل کی بھی کوئی حد و نہایت نہیں۔

یہی وہ وجوہ و اسباب تھے کہ نزولِ وحی کے موقع پر حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ تعب ہوتا تھا اور حدیث شریف کی تفصیلات کے مطابق چہرۂ انور کا رنگ متغیّر ہو جاتا، آنکھیں سُرخ ہو جاتیں، جسمِ اطہر وزنی اور بھاری ہو جاتا، جبینِ مبارک سے پسینہ پھوٹ پھوٹ کر اِس طرح بہنے لگتا جیسے فصّاد، رگ کا منہ کھول دے تو خون کی رَو بہتی ہے اور اِسی وجہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے غارِ حرا کی تنہائیوں میں جبرئیلِ امین ؑ نے خدمتِ اقدس ؐ میں حاضری دی اور گذارش کی کہ اِقراء، پڑھیے تو آپ ؐ نے تأمل کا اظہار فرمایا اور پڑھنے سے معذرت فرمائی کہ مَا اَنَا بِقَارِیٔ، اور جب جبرئیلِ امین نے بار بار اپنے سینے سے لگا کر اور دبا کر آپ ؐ کو خود اپنے کمالاتِ باطنی کی طرف متوجہ کیا اور عرض کیا کہ اے پیغمبر ؐ! اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیے، جس نے جمے ہوئے خون سے انسان کو پیدا کر دیا، جس خدا نے جمے ہوئے کراہت انگیز خون سے، جس میں نہ کوئی ظاہری خوبی نہ باطنی کمال، انسان جیسی خوبصورت، دلکش اور باصلاحیت مخلوق پیدا فرما دی، کیا وہ آپ ؐ میں اتنی طاقت نہیں رکھ سکتا کہ اس کے کلام کی آپ ؐ تلاوت فرمائیں۔ حضور ؐ! پڑھیے گا، آپ کا ربّ تو بڑا کریم ہے، جس نے قلم سے انسان کو انجانی باتوں کی تعلیم دے دی تو جو خدائے برتر قلم جیسی بے روح اور جامد شئی کو انسان کی تعلیم کا ذریعہ بنا سکتا ہے، وہ آپ ؐ کی ذاتِ عالی میں ایسی صلاحیت کیوں نہیں رکھ سکتا، جس سے آپ ؐ اس کے کلام کو پڑھیں۔

جبرئیل امین ؑ کی اِس گذارش پر آپ ؐ نے خود اپنی طرف توجہ فرمائی اور جبرئیل ؑ کے آئینہ میں اپنے جمالِ جہاں آراء کو دیکھا اور اولینِ وحی کی تلاوت فرمائی لیکن حدیث شریف بتاتی ہے کہ آپ ؐ دولت کدۂ نبوّت کی طرف واپس ہو رہے تھے تو جسمِ مبارک پر کپکپی طاری تھی اور قلبِ اطہر دھڑک رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی اِس آخری کتاب کو پڑھنا، اس کو اپنے سینے میں محفوظ کرنا، اس کے معانی و مطالب کو سمجھنا اور اس کی ترویج و اشاعت کی خدمت انجام دینا سعادت مند اور خوش نصیب انسانوں کا حصّہ ہے، چنانچہ روزِ اوّل سے ایسے سعید اور خوش بخت بندگانِ خدا اِس مقدّس کتاب سے اپنی دلچسپی اور قلبی تعلق کا ثبوت، مختلف خدمات کے ذریعہ مہیّا کرتے رہے ہیں۔

مترجم و مفسر حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ ناگپور زیدت فیوضہم کو قرآن مجید سے جو گہرا تعلق ہے اور زندگی کے کسی بھی معاملے سے متعلق، آیاتِ قرآنی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت موصوف کو جس طرح مُستحضر ہوتی ہیں، وہ ہم طالبِ علموں کے لیے قابلِ رشک ہے۔

حضرت موصوف نے اپنے مترجَم قرآنِ شریف میں حواشی پر جو تشریحات وتوضیحات تحریر فرمائی ہیں، وہ دینی معلومات کا ایک خزانہ ہیں اور نصائح کا مجموعہ بھی۔

محترم ومکرّم حضرت مولانا شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی دامت برکاتہم نے اُن تفسیری حواشی کو بڑے دلکش عنوات کے تحت نہایت سلیقے سے مرتّب فرماکر "تفسیری خزانہ" کے نام سے شائع فرمایا ہے۔ اس کا پہلا اڈیشن طبع ہوکر، قبولیتِ عامّہ حاصل کرچکا ہے، اب دوسرا اڈیشن جدید ومفید اضافوں کے ساتھ، منظرِ عام پر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت ومقبولیت عطا فرمائے۔ آمین

(حضرت مولانا مفتی) اشرف سعودی

۲۶ر فروری ۱۹۹۷ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

پیش لفظ

مترجم و مفسّر قرآن حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ دامت برکاتہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ○ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ○ (۱۸-الکہف آیت ۱،۲،۳)

" تعریف اور تمام خوبیاں تو بس اسی ایک اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں کسی طرح کا ٹیڑھا پن نہیں رکھا، یہ کتاب بڑی بند و بست والی ہے، اس کے ذریعہ سب کو خبردار کیا جاتا ہے کہ اللہ کی طرف سے بہت ہی سخت عذاب آنے والا ہے اور خوش خبری سنائی جاتی ہے، ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرنے میں لگ جاتے ہیں کہ ان کو بڑا اجر ملنے والا ہے، ایسا شاندار اجر کہ اُس میں ہمیشہ عیش کرتے ہوں گے۔"

خاتم النبیین صاحبِ قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب " قرآن مجید " کو نازل فرمایا، اِس زمانہ میں روئے زمین پر پندرہ ۱۵ سو کروڑ سے زیادہ تعداد میں اُمّتِ مسلمہ موجود ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی محافظ اور اَمین ہے۔ اللہ ربّ العزّت نے انسانی زندگی کا بند و بست سکھانے اور بتانے کے لیے اپنا کلام نازل کیا، اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے انسانیت کو یہ شرف عطا فرمایا کہ انسانوں میں سے سب سے اعلیٰ ہستی کے قلب کو نزولِ قرآن کی جگہ تجویز فرمائی۔ ربِّ کائنات نے ارشاد فرمایا:

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○

(۲۶- الشعراء : آیت ۱۹۲ تا ۱۹۵)

"اور یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے، روحُ الامین نام کا فرشتہ لے کر اسے اترا ہے، اے نبیؐ آپ کے دل پر اس قرآن کا نزول فرمایا گیا ہے تاکہ آپ ہمارے اس بیان سے لوگوں کو خبردار کر دیں۔ اس قرآن کو صاف صاف بیان کرنے والی عربی زبان میں نازل فرمایا گیا ہے۔"

لیکن جو لوگ عربی زبان نہیں جانتے اُن کے لیے بھی ہمارے علماءِ حقانی ربانی نے اللہ کی نصرت کے سہارے ترجمہ اور تفسیر لکھ کر ہر زبان کے لوگوں کے لیے قرآن مجید کا سمجھنا اور اُس کے معانی پر نظر رکھنا آسان فرما دیا، جو حسبِ ذیل آیت میں دکھائی دیتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

(۱۴- ابراہیم : آیت ۴)

"اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی بولی میں اپنا پیغام دے کر بھیجا تاکہ لوگوں کے سامنے بات کھل کر آجاوے۔"

اوپر لکھی گئی آیتِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ ہر نبیؑ اپنی قوم کی زبان میں اللہ کا کلام سناتا رہا تاکہ لوگ اپنے مالک کے حکموں سے واقف ہوں، ہمارے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے کلام پاک کا جو عربی زبان میں ہے، اس امت کے علماءِ کرام نے دنیا کی قریب قریب تمام زبانوں میں ترجمہ تفسیر کر دیا کہ سب زبان والے سمجھ سکیں۔ ترجمہ سے مطلب سمجھ میں آتا ہے اور عربی متن کی حفاظت اصل ہے تاکہ کلامِ الٰہی میں کہیں فرق نہ آوے، اصل عربی میں قرآن کا نماز میں پڑھنا اور ناظرہ قرآن مجید عربی میں پڑھنا بہت ضروری ہے، اس امت میں حفظِ قرآن بھی بڑا معجزہ ہے، فضیلت تو اس میں ہے کہ ہم تھوڑی بہت عربی زبان ضرور سیکھیں تاکہ مطلب پر نگاہ رہے باقی ترجمہ و تفسیر پڑھنے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی عادت بنی رہنے سے ہر وقت قرآن مجید کی آیات پر دھیان لگا رہے گا اور انسان مالک کے حکموں کی غفلت سے محفوظ رہے گا اور آیت کا دل پر اثر ہوگا۔

قرآن مجید ربُّ العالمین کی طرف سے اہلِ ایمان کے لیے نصیحت، شفاء ہدایت و رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

(۱۰-یونس: آیت ۵۷)

"اے انسانو! تمہارے پاس ایک نصیحت تمہارے رب کی طرف سے آچکی ہے اور سینوں کی تمام بیماریوں کا علاج بھی اسی میں ہے، جو ایمان لائیں گے ہدایت کا راستہ ان کو مل جائے گا، ساتھ ہی ساتھ اللہ کی رحمت بھی پالیں گے۔"

عالمِ انسانیت کے اس حصّہ کے لیے جو صاحبِ تدبّر اور اہلِ بصیرت ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا:

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○ (۶- الانعام: آیت ۱۰۵)

"آپ فرمادو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس صاف صاف دکھائی دینے والی بصیرت کی بات آچکی ہے، جو بھی آنکھ کھول کر اسے دیکھ لے گا، اس کا خود بھلا ہوگا اور جو اندھا بنا رہا تو اس کا اندھاپن اسی پر پڑے گا اور میں، کچھ تم پر نگہبانی کرنے نہیں آیا۔"

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

(۳۸-ص: آیت ۲۹)

"یہ کتاب جو ہم نے آپ کی طرف نازل فرمائی ہے بڑی برکت والی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقلمند اور صاحبِ سمجھ آدمی نصیحت حاصل کرسکیں۔"

یہ اور اس طرح کی بیشتر آیتوں سے معلوم ہوا کہ کتابِ مبین قرآن مجید کو رب تعالیٰ

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے نازل فرمایا ہے، اب رہا سوال یہ کہ عربی زبان میں "کتابِ ہدایت" نازل ہو تو جو غیر عرب ہیں وہ کیسے سمجھیں گے، تو ان کے لیے ہمارے علماءِ ربّانی حقّانی نے مختلف زبانوں میں تراجم کا اہتمام فرمایا۔ اللہ کا شکر ہے کہ دنیا کی چند زبانوں کو چھوڑ کر سبھی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا جا چکا ہے۔

قرآن مجید میں یہ بھی ارشاد ہے:

فَاسْـئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۱۶۔ النحل: آیت ۴۳)

پس اے لوگو اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہلِ نصیحت سے پوچھ لو

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اسے اہلِ نصیحت اور علم والے لوگوں سے پوچھ لیا جائے، اسی لیے علماء کرام نے تفسیری حاشیے بھی لکھے۔ کہیں بہت مفصل اور کہیں مختصر، اِس عاجز کے اپنے ترجمۂ قرآن کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے کہ تشریح القرآن کے نام سے الحمدللہ شائع ہوا۔ اس پر الحمدللہ علماء ربّانی حقّانی نے مقدّمے تحریر فرمائے اور اپنے گرانقدر آراء اور تاثرات سے سرفراز فرمایا۔ ترجمہ کے ساتھ ساتھ اِس عاجز نے مختصر تفسیری حاشیہ بھی لکھا ہے۔

ہمارے رفیقِ مکرم حضرت مولانا شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی مدظلہ العالی نے جو سلسلۂ رفاعیہ کے بزرگ ہیں اور بزرگ زادے ہیں، قرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر کے کاموں میں ہمارے رفیقِ کار رہے، انھوں نے بڑی کاوش اور محنت اور عرق ریزی سے اِس عاجز کے تفسیری نوٹس کو "مفصّلات" اور "مختصرات" دو حصّوں میں تقسیم کر کے گراں قدر عنوانات کے تحت بڑے سلیقے سے کتابی شکل میں مرتّب فرمایا ہے اور اِس شان سے انھوں نے ترتیب دیا کہ میں تو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ پڑھنے والے اس کتاب کے پڑھنے کے بعد یہ فیصلہ کریں گے کہ انھیں اس سے کیا فائدہ پہنچا ہے، الحمدللہ قرآن مجید کی معلومات نفع سے خالی ہرگز نہیں ہیں بلکہ دنیا میں بھی نافع ہیں اور آخرت میں اللہ کی رضا کا سبب ہیں۔

حضرت مولانا شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی صاحب مدظلہ العالی نے خوب

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے خوب تر محنت فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر سے نوازے۔ میرے ذہن کے کسی گوشے میں یہ بات نہیں تھی کہ اللہ کا کوئی مقبول بندہ اُٹھے گا اور میرے تفسیری حواشی پر یہ کام کرے گا۔ یہ محض اللہ رب العزت کی رحمت ہے کہ حضرت مولانا شاہ رفاعی صاحب مدظلہ کو یہ توفیق اللہ نے مرحمت فرمائی، اللہ رب العالمین اس عاجز کو اور "تفسیری خزانہ" نام کی کتاب کے مرتّب کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے سرفراز فرمائے اور اس کتاب کو قرآن مجید سے ربط و تعلق پیدا کرنے کا، امّتِ مسلمہ کے لیے سبب اور ذریعہ بنائے، امید ہے کہ اس سے فائدہ اٹھانے والے لوگ مرتّب اور اِس عاجز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

خادم و طالبِ دعا

(حضرت مولانا) عبدالکریم پاریکھ (دامت برکاتہم) ناگپور-۸

۱۲-۴-۱۹۹۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

عرضِ مرتّب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

- قرآن مجید، عالم انسانیت کے لیے اللہ ربّ العزّت کی طرف سے آخری آسمانی کتاب ہے۔ تمام انسانوں کے لیے رشد و ہدایت، تعلیم و تربیت اور اصلاح و تزکیہ کا یہ آخری صحیفہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔
- قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں نازل فرمایا ہے چونکہ دنیا میں ہزاروں زبانیں پڑھی لکھی، بولی سمجھی جاتی ہیں اس لیے مختلف زبانوں میں قرآنِ مجید کے ترجمے ہوئے تاکہ اہلِ زبان اپنی زبان میں اللہ کا کلام سمجھ سکیں۔
- قرآن مجید، سمجھنے والوں کے لیے بہت آسان کتاب ہے، پھر بھی اس کے ترجمہ پر تفسیری تشریحات لکھ کر علمائے کرام نے قرآن کے معانی و مطالب کو مزید سلیس اور سہل فرمادیا ہے۔
- اردو زبان، دنیا کی معروف اور رائج زبان ہے، جس کے پڑھنے، لکھنے، بولنے، سمجھنے والوں کی تعداد کروڑوں میں ہے، اس لیے اردو زبان میں بھی قرآن مجید کے ترجمے ہوئے اور ان ترجموں پر تفسیری حواشی لکھے گئے۔ مترجمین حضرات نے خود تفسیری حاشیے لکھے یا دوسرے حضرات نے مترجَم قرآن مجید پر حاشیے تحریر کیے ہیں۔
- اردو زبان ایک ترقی پذیر زبان ہے، اس کی تشکیل و تدوین کا ارتقائی سلسلہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

تاہنوز بتدریج جاری ہے۔ قدیم اردو زبان میں بھی قرآن مجید کے ترجمے ہوئے اور جدید اردو میں بھی۔ جدید ترجموں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب ناگپوری زیدت فیوضہم کے ترجمہ کو اردو داں عوام و خواص میں بڑی مقبولیت عطا فرمائی ہے۔

- حضرتِ موصوف کا ترجمہ، جدید اردو میں فصیح و بلیغ ہونے کے ساتھ بہت آسان و سلیس اور سہل بھی ہے۔ عصرِ حاضر کے جیّد علمائے کرام نے اس ترجمہ کی تصویب فرمائی ہے۔
- حضرتِ موصوف نے نہ صرف قرآن مجید کا بہت آسان ترجمہ فرمایا ہے بلکہ اپنے ترجمہ پر خود تفسیری حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں۔ جن سے قرآن فہمی آسان تر ہوگئی ہے۔
- حضرتِ موصوف کے تفسیری نوٹس اور توضیحی نکات، ایک معلوماتی خزانہ ہیں مختصر ہونے کے باوجود بہت جامع ہیں۔ بیسویں صدی کے اختتام پر ہی دنیا کا حال یہ ہے کہ انسانوں کو وقت اور فرصت کی تنگ دامانی کا گلہ ہے۔ اکیسویں صدی میں یہ گلہ اور عذر مزید بھرپور ہو جائے گا۔ ایسے مشغول و مصروف اور عدیم الفرصت زمانے میں قرآن مجید کا ایسا جدید اور آسان ترجمہ اور مختصر تفسیر نعمتِ غیر مترقّبہ ہے۔
- تفسیری تشریحات سے وہی حضرات استفادہ کرتے ہیں جو باوضو تلاوتِ قرآن مجید کرتے اور ترجمہ پڑھتے ہیں۔ آج تک ایسی کوشش نہیں ہوئی کہ تفسیری حواشی کو مصحف شریف سے الگ کتابی شکل میں لایا جائے کہ ہر کوئی اس سے مستفید ہو۔ "تفسیری خزانہ" اس سلسلہ کی اردو میں پہلی کوشش ہے۔
- "تفسیری خزانہ" کے تفسیری توضیحات و تشریحات، قرآن مجید کے معانی سے ہی متعلق و مربوط ہیں اور انھیں کے ترجمان و عکاس ہیں۔ قرآن مجید میں جتنے اہم مذکورات و مضامین ہیں "تفسیری خزانہ" میں تقریبًا سب کا کہیں اجمالاً اور کہیں تفصیلاً تذکرہ آگیا ہے۔
- "تفسیری خزانہ" اعتقادات و نظریات، احکامات و ہدایات، تاکیدات و ترغیبات اور معروفات و عبادات کی تعلیمات کا خزینہ ہے۔ اور شرکیات و کفریات، بدعات و رسومات، خرافات، ومنہیات اور تنبیہات و منکرات کا بے لاگ ناقد و مبصر مجموعہ ہے۔
- "تفسیری خزانہ" قدیم و جدید اعتقادی و مذہبی، تہذیبی و تمدنی، معاشرتی و ثقافتی

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور سیاسی وسماجی افکارات وحالات پر، محققانہ جائزوں ونباضانہ تجزیوں اور غیر جانبدارانہ تبصروں کا دستاویز ہے۔

● "تفسیری خزانہ" اسلامی علوم ومعلومات کا گلدستہ، معارف وحکم کا مخزن، شرعی احکام وفقہی مسائل کا مجموعہ، قدیم ماضی اور عصر جدید کے حالات وکوائف کا ذخیرہ اور محفوظ مامون مستقبل کے لیے سرمایہ ہے۔

● مترجم ومفسّر حضرت پاریکھ صاحب نے اپنے تفسیری حواشی میں "سمندر را ایک کوزے میں بند" کے مصداق آیاتِ قرآنیہ کی تشریح وتوضیح اور تسہیل کے لیے اب تک لکھی ہوئیں تمام تفسیری کاوشوں سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے، اُن کے خلاصے اور عطر کو جمع فرما دیا ہے۔

● مترجم ومفسّر حضرت پاریکھ صاحب کا یہ "تفسیری خزانہ" بڑا ہی ایمان افروز روح پرور ہے اور نہایت ہی ولولہ خیز وفکر انگیز بھی۔ انشاء اللہ اس کے مطالعہ سے قاری حضرات، توحید کے حامی وشریعت کے علمبردار ہوں گے اور ان کے داعی بنیں گے اور شرکیات و بدعات اور معصیات سے متنفّر ہوں گے اور ان کے قلع قمع کے لیے مبلّغ بنیں گے۔

● مترجم ومفسّر حضرت پاریکھ صاحب نے اپنے ترجمہ قرآن مجید پر جو تفسیری حاشیے تحریر فرمائے ہیں، ان کو مختلف عنوانات کے تحت ترتیب دے کر کتابی شکل دی گئی ہے اور اِس کا نام "تفسیری خزانہ" رکھا گیا ہے۔

● "تفسیری خزانہ" میں مختلف موضوعات وعنوانات کے تحت جمع کردہ مضامین کی ترتیب، قرآنی سورتوں کی ترتیب پر رکھی گئی ہے اور حوالوں کو تلاش کرنے میں سہولت کے لیے سورتوں کے نام ونمبر اور آیات کے نمبر درج کردیے گئے ہیں۔

● اس ادنیٰ رفاعی فقیر نے حضرت شاہ عبدالکریم پاریکھ صاحب (خلیفہ ومجاز حضرت اقدس سیدابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم) کے ترجمہ قرآن مجید اور تفسیری تشریحات کو از اوّل تا آخر حرفاً حرفاً پڑھا اور ترجمہ وتفسیر دونوں سے فیضیاب ہوا اور متاثر بھی۔ ترجمہ وتفسیر دونوں اتنی آسان اردو میں ہیں کہ تعلیم یافتہ طبقہ کے ساتھ کم تعلیم یافتہ طبقہ بھی ان سے استفادہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرسکتا ہے۔ حضرت موصوف نے اپنے ترجمہ و تفسیر میں قدما بسلف صالحین کی اقتداء فرمائی ہے اور جدّت طرازی سے اور تفسیر بالرائے سے احتراز فرمایا ہے۔ حضرت موصوف نے اپنے ترجمہ و تفسیر میں اصلاحی اور دعوتی دونوں نقطہ نظر کو ملحوظ رکھا ہے، جس کی وجہ سے آپ کا ترجمہ مصحف شریف "اُمّتِ اجابت" مسلمین کے ساتھ "اُمّتِ دعوت" غیر مسلمین کو بھی ہدیہ کیا جاسکتا ہے۔

- بالخصوص آیاتِ قرآنیہ کے تحت، حضرت موصوف نے جو مختصر تفسیر فرمائی ہے وہ معلوماتی ہونے کے ساتھ بہت مفید اور بڑی مؤثر ہے۔ ان تفسیری تشریحات و نکات کو پڑھتے ہوئے اس ادنیٰ رفاعی فقیر کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ ان تفسیری تشریحات کو مصحف شریف سے لے کر، مختلف عنوانات کے تحت ترتیب دیا جائے تاکہ ان سے استفادہ عام و تام ہو۔ حضرت موصوف زیدت فیوضہم سے فقیر نے اپنے داعیہ کا اظہار کیا تو آپ نے بطیبِ خاطر ان تفسیری تشریحات کے جمع و ترتیب اور طباعت و اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

- حضرت شاہ عبدالکریم پاریکھ صاحب کے تحریر فرمودہ تفسیری توضیحات و تشریحات سے چنے ہوئے اور ایک لڑی میں پروئے ہوئے قیمتی جواہر پارے "تفسیری خزانہ" کے نام سے کتابی شکل میں قارئینِ کرام کے سامنے ہیں۔ اہم کتاب کو اپنے قرآنی معلومات میں اضافہ کے ساتھ، اپنی اصلاح و تربیت کی نیت سے پڑھیں اور حضرت مفسّر کو اور اس ادنیٰ مرتّب کو، اپنی دعاؤں میں یاد فرمائیں۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى آلِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا۔

ادنیٰ رفاعی فقیر
شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی
۱۱ر جنوری ۱۹۹۶ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

عرضِ فقیر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم !

"تفسیر خزانہ" کا پہلا اڈیشن، زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر، ماہ جون ۱۹۹۶ء کو منصۂ شہود پر آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے، قرآن پاک کے اس معلوماتی مجموعہ کو، خواص وعوام میں اتنی مقبولیت عطا فرمائی کہ صرف دو ماہ میں، یہ اڈیشن ختم ہوگیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

یہ ادنیٰ رفاعی فقیر اِس کتابِ مُستطاب کے طبعِ ثانی کی فکر میں تھا کہ اِسی اثنا میں صاحبِ تفسیرِ خزانہ، مترجم ومفسرِ قرآن حضرت مولانا شاہ عبدالکریم پاریکھ زیدت فیوضہم کا گرامی نامہ موصول ہوا کہ "مزید ارسال کردہ غیر مطبوعہ تفسیری تشریحات کو ترتیب دے کر، تفسیری خزانہ میں داخل کرلیں"۔ فقیر نے ارسال فرمودہ غیر مطبوعہ تفسیری نوٹس کو، مضامین وعناوین کے تحت، جمع وترتیب کے لیے پڑھنا شروع کیا تو، اُن کی قدر وعظمت اور اہمیت وافادیت کا بار بار معترف ہوتا رہا۔ یقیناً اللہ ربّ العزّت نے اپنے اِس خادمِ قرآن محبوب بندے کے دل میں اِس کا اِلقاء فرمایا ہوگا کہ اِن غیر مطبوعہ قرآنی نکات وتوضیحات سے بھی بندگانِ خدا فیض یاب ہوں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مُترجم ومفسرِ قرآن موصوف کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور اُن کے فیوض کو عام فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کو، اپنے کلام پاک کے ترجمہ پر مامور فرمائیں اور اپنے کلام کی تشریح وتفسیر کی اُسے توفیق بخشیں، یقیناً ایسا بشر تمام انسانوں کے لیے خیر وبرکت کا سبب وباعث اور موجِب ہے۔ اِس دنیا میں کسی انسان پر، اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا کرم اِس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ اپنے پاک کلام کی،

toobaa-elibrary.blogspot.com

اُس سے ترجمہ و تفسیر کے ذریعہ، نشر و اشاعت کے ذریعہ، دعوت و تبلیغ کے ذریعہ، خدمت لے لے۔ حضرت موصوف اللہ تعالیٰ کے انھیں خوش نصیب بندوں میں سے ہیں۔

حضرت موصوف، نصف صدی سے پورے عالم میں اور خاص طور پر ہندوستان میں، قرآن پاک کے علوم و معلومات کی تعمیم میں، درس و تدریس سے، تصنیف و تالیف سے، وعظ و تقریر سے، نشر و اشاعت سے، تن من دھن کے ساتھ اور پوری دلچسپی اور مکمل یکسوئی کے ساتھ، مصروف و منہمک اور مشغول ہیں حتیٰ کہ ملک و بیرونِ ملک آپ کے اسفار بھی اسی مناسبت سے ہوتے ہیں اور لوگوں سے ملاقاتیں بھی اِسی عنوان پر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک سے جس بندے کو اِس درجہ اشتغال اور اِس قدر استغراق عطا فرمائیں اُس کی نیک نصیبی و خوش بختی کا، کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے۔

حضرت موصوف زیدت فیوضھم کے ارسال فرمودہ غیر مطبوعہ تفسیری تشریحات کو، اِس ادنیٰ رفاعی فقیر نے ترتیب دے کر، تفسیری خزانہ میں شامل کر دیا ہے۔ نئے سرے سے ترتیب دادہ تفسیری خزانہ کا یہ دوسرا اڈیشن، نئی خوبیوں اور نئے اضافوں کے ساتھ "نورٌ علیٰ نورٍ" ہے۔

8581

تفسیری خزانہ کے اِس نئے دوسرے ایڈیشن پر حضرت مولانا محمد اشرف علی باقوی زیدت الطافھم نے گراں قدر مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔ حضرت موصوف مُتدیّن و مُتّقی اور مُوقّر شخصیت اور متبحر عالِم ہیں۔ تیس ۳۰ سال سے زیادہ عرصہ سے دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور میں، تفسیر و حدیث اور فقہ کا درس دے رہے ہیں۔ اپنے والدِ ماجد شیخ طریقت علّامہ حضرت ابوالسعود احمد شاہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ (بانی و مہتمم دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور اور امیرِ شریعت کرناٹک) کے وصال کے بعد، اُن کی جانشینی میں، پسر نمونۂ پدر است کے مصداق، اوصافِ حمیدہ و کمالاتِ جلیلہ میں اپنے والدِ بزرگوار کے مثنیٰ ہیں ہی، ساتھ ساتھ دارالعلوم سبیل الرشاد کے مہتمم و ناظم اور ریاستِ کرناٹک کے "امیرِ شریعت" بھی ہیں۔ نہ صرف ریاستِ کرناٹک اور جنوبی ہند بلکہ پورا ملک (اور بیرونِ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملک بھی) آپ کی دینی رہنمائیوں اور شرعی فیصلوں اور فقہی فتاووں سے فیضیاب ہو رہا ہے۔ حضرت موصوف نے بڑی بشاشت اور پورے انشرح سے فقیر کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے اِس کتابِ مُستطاب، پر گرانقدر "مقدمہ" تحریر فرمایا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ ربّ العزّت اِس بیش بہا اضافوں اور خوبیوں سے مُزیّن دوسرے اڈیشن کو بھی قبول فرمائے اور اِس سے فیض رسانی کو عام و تام فرمائے۔ آمین

ادنیٰ رفاعی فقیر
شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی
سجّادہ خانوادۂ قادریہ رفاعیہ کرناٹک
۷ر جون ۱۹۹۷ء
یکم صفر المظفر ۱۴۱۸ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مُفصّلات

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللّٰہ

(۱) " اللہ کی صفتِ رحمٰن، عمومی اور وسیع رحمت کا مظہر ہے اور صفتِ رحیم، خاص خاص مواقع پر اچانک و خصوصی مہربانی کا مظہر ہے۔ بس ایک صفتِ رحمت، عام ہے۔ دوسری صفتِ رحمت، خاص ہے۔" (۱۔الفاتحہ۔آیت ۲)

(۲) " اللہ کی تجلّیات، کسی خاص جہت پر محدود نہیں۔ ہر سمت اور ہر طرف، اُس کا جلوہ کارفرما ہے۔ جدھر مُنہ کرو گے، اللہ کو پاؤ گے، کعبہ کا تقرر، ایک سمتِ مقررہ ہے جو، وحدتِ امّت کے لیے لازم قرار دیا گیا۔ "بیٹا"، نشان ہے محتاجی کا، یہ عیب جس نے خدا کو لگایا، وہ مردود ہے۔ اللہ بے عیب ہے اور پاک ہے۔ اگر بیٹا ہو تو، بیوی بھی لازم ہوئی اور یہ تمام باتیں، مخلوق کے لیے ضروری ہیں، خالق کے لیے نقص ہیں اور اللہ ہر نقص سے پاک ہے اور کائنات میں جو کوئی بھی ہے اس کے حضور، مجبور و بیکس ہے۔ کوئی بھی اس کی برابری کا نہیں۔ بیٹا آخر کبھی نہ کبھی، باپ کا مقام پاتا ہے۔ ایسا عقیدہ، خدا کے لیے، اگر کوئی رکھے تو، بے شک وہ کافر ہو گیا۔" (۲۔ البقرہ آیت ۱۱۵۔۱۱۶)

(۳) "تین مرتبہ فرمایا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، صرف اللہ ربّ العزّت کا ہے۔ ہر انسان اسی کا بندہ ہے۔ جو کچھ بھی ہے اُسی کا بنایا ہوا ہے۔ تمام کائنات اُسی کی ملکیت ہے۔ اب اگر کوئی غیر کو، خالق و مالک جانے تو، وہ مُنکر ہوا۔ اللہ کو اُس کی کچھ پرواہ نہیں کہ لوگ اُسے مانیں۔ وہ بلاشبہ خالق و مالک ہے۔ لوگ کہیں تب ہوگا، ایسا نہیں۔ دنیا میں بادشاہ کو اگر لوگ بادشاہ مانیں تو ٹھیک، ورنہ وہ عام آدمی کی طرح ہے معلوم ہوا کہ وہ ماننے کا محتاج ہوتا ہے لیکن اللہ اس کا بالکل محتاج نہیں۔ وہ غنی ہے اُس کو کسی کی پرواہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں"۔ النساء-آیت ۱۳۱ - ۱۳۲

(۴) "کسی آدمی کی سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ وہ ضد میں آکر، حق کی مخالفت میں لگ جائے، اور کسی طرح بھی سچ کو قبول نہ کرے، تو اللہ بھی اُسے چھوڑ دیتا ہے کہ جتنا بھی بہکنا و بھٹکنا ہو خوب خوب گمراہ ہولے، تاکہ جہنّم میں جانے کے لیے اپنے آپ کو پورا مستحق ثابت کر دے اور بخشش و نجات کا اپنے لیے کوئی راستہ ہی کھلا نہ رہنے دے۔ اللہ بچائے اس بدنصیبی سے"۔

(٦ - الانعام-آیت ۱۱۱ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۵) "آسمانوں اور زمین کو بنانے کے بعد اس پر اپنی بادشاہی کا تختِ سلطنت قائم کیا اور سب کچھ اپنے قبضہ میں رکھا۔ رات اور دن، سورج و چاند اور ستارے سیارے سب اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ جب خلق اسی کی ہے تو حکم بھی اسی کا ہے۔ نہ خلق کسی اور کی، نہ حکم کسی اور کا۔ تمام جہانوں میں برکت و رونق اور روشنی صرف اسی ایک اللہ کے وجود سے ہے۔ معلوم ہوا کہ آسمان، زمین، چاند، سورج، ستارے خود کوئی صاحبِ اختیار ہستیاں نہیں ہیں کہ کسی کا برا یا بھلا کر سکیں۔ بلکہ حکمِ الٰہی کے تابع ہیں اور مشینوں کی طرح بھی نہیں ہیں کہ پُرزے خراب ہوں تو مرمّت کرنی پڑے بلکہ صرف اللہ کے حکم سے کام میں لگے ہیں۔ جب تک وہ چاہے گا، چلتے رہیں گے۔ جب چاہے گا فنا کر دے گا۔ ہماری دنیا میں بادشاہ کو لوگ تخت پر بٹھاتے ہیں، مانتے ہیں، تب تک وہ بادشاہ۔ اور نہ مانا گیا تو کچھ درجہ نہ رہا۔ اللہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ خود ہی تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہے۔ کسی کے ماننے اور بنانے سے نہیں۔ جو مانے اُس کا بھی بادشاہ، جو نہ مانے اُس کا بھی بادشاہ البتہ نہ ماننے والوں کو جہنّم اور ماننے والوں کے لیے اُس نے جنّت تیار کر رکھی ہے"۔

(۷ - الاعراف-آیت ۵۴)

(٦) "چھ دن میں جتنی دیر لگے، اتنی دیر میں سب آسمان اور زمین بنا ڈالے اور اپنا دربار عرش پر قائم کیا۔ سب کام اپنی مرضی اور تدبیر سے اور اپنے حکم سے وہ چلاتا ہے۔ کسی کی ہمّت نہیں کہ اس کی اجازت و مرضی کے خلاف کوئی کسی کی سفارش کر سکے۔ ہمارے رب کی شان بڑی عالی ہے۔ اُس کے سوا کسی اور کو رب بنایا جائے تو وہ کس کام کا۔ جوہر

toobaa-elibrary.blogspot.com

کس و ناکس کی بات پر عمل کرتا رہے۔ درباری لوگ جیسا مشورہ دیں، اس کا پابند ہو۔ کسی کے دباؤ و محبّت اور لحاظ میں مجبور ہو کر حق و انصاف چھوڑ دے۔ دنیا کے عارضی حاکم اور منتظم بھی جب اس راہ پر پڑ جاتے ہیں تو ملک کا نظام، افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے اور کسی کی بھی جان و مال اور عزّت و آبرو محفوظ نہیں رہ پاتی۔ انصاف میں کسی کی سفارش ہونی ضرور ہے، جبکہ حاکم کے سامنے معاملہ کی تمام تر حالت بے نقاب نہ ہو اور بعض پہلو اس کی نگاہ میں نہ ہوں، تب مشورہ و اطلاع اور سفارش سے انصاف کا رخ ٹھیک پڑ جاتا ہے، مگر اللہ کے علم سے کوئی چیز چھپی نہیں اور ہر ایک کے حال سے واقف ہے۔ ہر ایک کا خالق مالک ہے۔ بندے کے ہر کام کے وقت، ہر جگہ خود آپ موجود ہے۔"

(۱۰ - یونس آیت ۳ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑦ "مشرک قوموں نے جب اپنے معبودوں کی جے پکاری اور اُنھیں خوب اُچھالا، خوب ناچے کودے، تب کچھ اُن کی آؤ بھگت ہوئی، ورنہ کوئی اُنھیں پوچھتا نہیں تھا۔ اللہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ کوئی اُس کی تعریف کرے یا نہ کرے، کوئی اُسے مانے یا نہ مانے، کوئی اُس کا حق اور ادب سمجھے یا نہ سمجھے۔ اللہ کی عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لیے کہ وہ غنی ہے۔"

(۱۴ - ابراہیم آیت ۸)

⑧ "تمام انسانوں کو پیدا کرنا، مارنا اور پھر زندہ کرنا یا ایسے اور بڑے بڑے کام جیسے آسمان زمین سورج چاند کو وجود میں لانے کے لیے، اللہ کا صرف ارادہ کرنا ہی کافی ہے۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ "کُنتُ کنزاً مخفیاً فاردتُ اَن اُعرف فخلقتُ خلقاً"، میں تو مخفی خزانہ تھا کہ میرے سوا مجھے کوئی نہیں جان سکتا تھا پھر جب میں نے ارادہ کیا کہ مجھے پہچانا جائے تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔"

"اللہ نے دنیا میں انسانی آبادی کو ایک کا کام دوسرے سے ہو، اس ڈھب پر ڈالا ہے کہ کوئی عالم ہے، کوئی طالبِ علم۔ کوئی مالدار ہے تو کوئی غریب۔ کسی کو عقل زیادہ دی کسی کو کم، کسی کو مرد بنایا کسی کو عورت۔ کوئی جسمانی لحاظ سے مضبوط اور کوئی قوتِ فیصلہ اور عقل میں دوسروں سے آگے۔ اس طرح ہر ایک کا دوسرے سے کام بنتا ہے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے۔ اسی طرح اللہ کو اپنی تمام مخلوقات پر فضیلت ہے۔"

(۱۶۔ النحل آیت ۴۰۔ ۷۱)

"حدیثِ قدسی میں اللہ کا فرمان ہے کہ "میں تو مخفی خزانہ تھا۔ میرے سوا مجھے کوئی نہیں جان سکتا تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ مجھے پہچانا جائے تو میں نے مخلوق پیدا کی"۔ یہ مضمون بہت لطیف اور نازک ہے۔ اِس میں نکتے نکالنے اور بال کی کھال نکالنے کی عادت، کام نہیں دیتی۔ بس اتنا جان لیں کہ ہر چیز کا وجود، ارادۂ الٰہی کا محتاج ہے اور ہمیں اللہ کی معرفت مل جائے تو ہماری تخلیق کا مقصد پورا ہوا۔"

(۱۶۔ النحل آیت ۴۰۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۹) اللہ نے اپنی جس مخلوق کو جب بنانا چاہا، بنادیا۔ کسی سے پوچھا نہ مشورہ لیا، بلکہ کسی کا نمونہ بھی دیکھنے کی ضرورت نہیں کہ کس چیز کو دیکھ کر ویسی بنا دے۔ وہ خود ہی ہر ہر چیز کا موجد ہے۔ تخلیق میں ہر کام صرف اُسی کی مرضی سے ہوتا ہے۔ کسی مخلوق کا نہ عمل دخل ہے نہ کسی کو مدد کے لیے طلب کیا جاتا ہے۔" (۱۸۔ الکہف آیت ۵۱)

(۱۰) "دنیا کے آقا اپنے غلاموں سے کام لے کر اُن کی روزی کمائی کھاجاتے ہیں بلکہ اپنے غلاموں چاکروں اور ماتحت لوگوں کے بل پر اُن کی محنت پر حکومت جماتے ہیں۔ غلاموں نے نافرمانی کر کے اگر جتھابندی کر دی تو اُن کی حکومت ڈانواں ڈول ہو گی۔ لیکن سچّا مالک اپنے غلاموں سے صرف بندگی چاہتا ہے۔ روزی رزق خود عطا فرماتا ہے۔ کھانا کسی سے مانگے نہیں، بلکہ سب کو کھلائے اور خود نہ کھائے کہ اُسے کسی چیز کی حاجت نہیں۔" (۲۰۔ طٰہٰ آیت ۱۳۲)

(۱۱) "آسمانوں اور زمین میں اور اُن کے آگے پیچھے جو کچھ بھی موجود ہے۔ آگے جو بھی وجود میں آنا ہے اور کب آنا ہے یا اس میں سے کس کس چیز کا، فنا ہو کر کب مٹ جانا ہے، یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اور اللہ نے اس علم میں جتنا ضروری ہوا، فرشتوں کے لیے کتاب میں درج بھی کر دیا تاکہ اس کارخانۂ قدرت میں کام کاج کرنے والے کارکنوں کو دفتری حکم بجالانے میں آسانی ہو۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

" اللہ کو ہر بات کا علم ہے۔ ہر نعمت دینے یا چھین لینے کا اختیار ہے۔ ہر مصیبت کو دور کر ڈالنا، اسی کے اختیار میں ہے۔ زمین آسمان کی ایک ایک چیز کا بلا شرکتِ غیرے اکیلا خالق بھی مالک بھی۔ اس حقیقت کا سب کو دل میں خیال ہے پھر بھی آدمی، یہاں کسی کے دھوکہ میں آکر یا حالات کے دباؤ سے یا نادانی سے غیر کی بندگی کرے تو، یہ بے عقلی و بے علمی اور جہالت ہی نہیں بلکہ بہت ہی ذلیل قسم کی نمک حرامی اور ظلم کا کام ہے۔ ظلم بھی اپنے آپ پر کیا۔ اب دوسرا کوئی کیا اس کی مدد کرے گا۔ اللہ کی مدد و نصرت سے بھی محروم اور غیر کی مدد کا بھی کہیں اتا پتہ نہیں۔" (۲۲۔ الحج آیت ۷۰-۷۱)

(۱۲) " دنیا میں بہت سے مجرم لوگ، بھاگ کر روپوش ہو جاتے ہیں، چھپ جاتے ہیں، لاپتہ ہو جاتے ہیں، تب حکومت یا بادشاہِ وقت مجبور ہو کر عاجز ہوتے ہیں۔ مجرم کو پکڑ کر لانے والے کو انعام دینے کا وعدہ کر کے اپنی بے لسی ظاہر کرتے ہیں کہ اب وہ ملزم کو کیسے پکڑیں؟ اور آخر میں تھک ہار کر طاقت رہنے کے باوجود بھی ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں مگر اللہ کا مجرم کہیں بھی بھاگ کر چھپ کر بچ نہیں سکتا۔"

(۲۴۔ النّور آیت ۵۷۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۳) " دنیا کا ہر آدمی ایک دوسرے کے لیے امتحان کا سبب ہے، اسی طرح اللہ کے پیغمبرؑ اور نبیؑ تمام انسانوں کے لیے آزمائش کا سبب ہیں۔ اب جو کوئی بھی اپنے نفس کو قابو میں کر کے اپنی اصلاح کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دے، وہ کامیاب رہا۔ باقی جو غافل ہے وہ ایک دن اپنا انجام خود ہی دیکھ لے گا اور ہر آدمی کو اللہ خوب اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔ کوئی ایک بھی اس کی نگاہ سے بچ کر کہیں پناہ نہ پا سکے گا۔"

" اللہ کے بندے جہاں جس حال میں، اللہ کی نافرمانیاں کرتے ہیں، اللہ کو ہر ایک کی پوری پوری خبر ہے۔ خدا کو یہ اطلاع حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ اُسے بتایا جائے کہ کون مخلوق کس وقت کیا گناہ کر رہی ہے۔ وہ بذاتِ خود ہر جگہ ہر ایک پر موجود ہے اور اس کی کائنات میں ایک پتّا بھی درخت سے الگ ہوتا ہے تو اس کی بصیرت میں ہے اور یہ واقعہ بغیر کسی کے بتائے، اُس کے علم میں محفوظ ہے۔" (۲۵۔ الفرقان آیت ۲۰-۵۸۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۴) "اللہ کو معلوم ہے کہ کون کیسا ہے۔ بغیر کام کیے بھی ہر ایک کے بارے میں اُسے معلوم ہے کہ کس نے کیا کام کرنا ہے لیکن اُسے اپنے علم سے ظاہر کرکے منظرِ عام پر لانے کے بجائے انصاف کے تقاضوں کے تحت ہر ایک کو عمل کرنے کا موقع دیتا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اپنے صفتِ علم کے تحت ہر ایک کو پکڑ لیا۔ صفتِ عدل کے تحت کام کرنے والوں کو امتحان میں بیٹھنے کا موقع نہ دیا۔"

"کوئی بھی نیکی پر لگے گا، اُس سے اُسی کا بھلا ہوگا۔ خدا کو اس کی نیکی سے کچھ نفع نہیں اور آدمی کی بدی سے، نافرمانی سے اسے کوئی خطرہ نہیں، جیسے دنیا کے بادشاہوں کا حال ہے کہ لوگ ان کے نافرمان ہوں تو بادشاہی کا تختہ الٹ جائے اور اطاعت کریں تو، بادشاہ کی حکومت مضبوط ہوتی ہے۔ مگر اللہ کے یہاں یہ قاعدہ نہیں ہے۔ اُسے کسی کی حاجت نہیں، وہ ہر ایک سے غنی ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں کہ لوگ اُسے مانیں گے تو وہ مالک ہے اور نہ مانیں گے تو اُس کی خدائی میں کچھ نقص ہوگا بلکہ جو مانے اس کا بھی سچّا بادشاہ، وہی اکیلا ہے اور جو نہ مانے اُس کا بھی سچّا بادشاہ وہی اکیلا ہے۔ رہی نیکی بدی اور تابع فرمانی و نافرمانی تو، اس سے آدمی کا بھلا برا، جڑا ہوا ہے، اُسی پر اُس کو جزا اور سزا ملتی ہے۔ خدا کی ذات کو اس سے کچھ نفع نقصان نہیں۔"

"دنیا میں کوئی ملزم فرار ہو کر حاکم کی نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ حاکم سزا دینے میں بے بس ہے کہ اُس کی پکڑ سے مجرم بھاگ گیا۔ مگر اللہ کو یہ بے بسی نہیں۔ کہیں بھی کوئی بھاگے چھپے، وہیں اللہ کی پکڑ سے گھرا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ اپنے مجرم کو پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ کافی ڈھیل دے کر سنبھلنے کا موقع دیتا ہے۔"

(۲۹ - العنکبوت آیت ۳ - ۶ - ۲۲)

"آسمان زمین کو بنانے میں اُسے کسی کی مدد، مشورے اور ساتھ کی ضرورت نہیں تھی تو اب جو کام ہیں وہ تو زمین آسمان کے بنانے سے بہت چھوٹے اور معمولی کام ہیں، ان کاموں میں کسی دوسرے کی اللہ کو کیا ضرورت ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں جناب حضرت مولانا شاہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ کے موضح القرآن کا حاشیہ بھی پڑھ لیا جائے۔ ہم اسے یہاں نقل کرتے ہیں۔ "یعنی کبھی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک لکڑی سے ہانک دیا۔ بعض خلق بُت پوجتی ہے۔ بعضے آگ پانی کو، بعضے اولیاء، انبیاءؑ کو یا فرشتوں کو، سو اللہ نے فرمادیا کہ اللہ کو سب معلوم ہے اگر کوئی کچھ کر سکتا تو اللہ سب کو ایک قلم موقوف نہ کرتا اور اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہیے، زبردست ہے مشورہ نہیں چاہیے۔ حکمتیں اسی کو ہیں۔"

(۲۹ - العنکبوت آیت ۴۲ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۵) "اللہ کو سب معلوم تھا اور سب کچھ اس کے علم میں تھا کہ کون شخص آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون شک میں ہے، لیکن وجود کا جامہ پہنا کر دنیا میں بھیج کر ہر ایک کو عمل کرنے کا موقع دیا اور آزادی عطا کی تاکہ ہر کوئی اپنی راہ کا انتخاب کرے۔ چاہے سیدھی راہ چل کر جنّت کا راستہ لے یا آخرت کے انکار کی راہ چل کر جہنّم میں جائے۔ اب یہ بات تو اللہ کو معلوم ہی تھی کہ کون جنّت میں جائے گا اور کس نے جہنّم کے داخلے کی راہ اختیار کی۔ مگر اپنے اس علم کو ظاہر کرنے کے لیے یہ تدبیر اختیار فرمائی کہ دنیا میں انسان کو بھیج کر موقع دے کر کام کرنے دے۔ اور پھر حشر و حساب کے دن اپنے علم کے مطابق لکھے ہوئے دفتر سے ان کا عمل عقیدہ ملا کر ظاہر کر دے کہ ہم تو سب کچھ جانتے تھے لیکن انصاف کرنا بھی مقصود تھا، اس لیے دنیا میں بھیج کر پھر واپس بلا کر حساب میں پکڑا تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ صرف اپنے علم کی بنیاد پر ہم کو سزا میں ڈالا اور عمل کا موقع نہ دیا۔"

(۳۴ - سبا۔ آیت ۲۱ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۶) "اولاد ہو تو، بیوی بھی ہو اور رشتے ناطے خاندان، پھر گدّی قائم ہو تو اس پر وارثوں کا ہجوم اور تخت پر بیٹھنے کے لیے لڑائی جھگڑے ضروری ہوں۔ یہ سب عیب اور نقص ہیں جو مخلوق میں پائے جاتے ہیں۔ اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔" (۳۷ - الصّٰفّٰت آیت ۱۵۹)

(۱۷) "اوّل تو کوئی اللہ کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے اور کیوں ہو سکتا ہے پھر اگر اللہ کو ایسا کرنا منظور ہوتا تو اپنی پسند سے خاص طور پر کسی کو بنا کر مخصوص صورت شکل دے کر تجویز کرتا اور اس کا اعلان بھی کر دیا جاتا، لیکن مشرکین کی پسند کے خیالی بیٹے کو بھلا اپنا بیٹا وہ کیوں قبول

toobaa-elibrary.blogspot.com

رکھے گا، پھر کسی کو بیٹا ہو تو بیوی بھی لازم ہوئی اور خالق مالک، واحد سُبحان، حمید حکیم، قہار کے لیے یہ عیب کی بات ہے۔ مشرک لوگ اللہ کی اعلیٰ ہستی کو اپنے پر قیاس کر کے خیالی طور پر، جیسے چاہتے ہیں، اللہ کا بیٹا بیٹی اور عورت بتا کر اُسے خاندان والا اور سسرال والا ثابت کر کے اپنی عقل پر پتھر ڈالتے ہیں۔ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا جو کوئی ہے جہاں ہے جیسا ہے، سب کے سب اُس کی مخلوق ہیں۔ بیٹا، وزیر اور بیوی یہ بات مخلوق کے لیے ضرورت کی چیز ہے۔ لیکن خالق کے لیے عیب ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ "سُبحانہ" یعنی تمام عیبوں سے وہ پاک ہے۔" (۳۹- زمر آیت ۴)

(۱۸) "جب کسی بادشاہ نے ظلم کیا ہو یا فیصلہ دینے میں کچھ کسر رہ گئی ہو یا عدل میں غلطی ہو گئی تو فیصلہ بدل دیا جاتا ہے مگر اللہ کے دربار میں ایسا کچھ بھی نقص نہیں۔ اس لیے اس کے فیصلے میں پھیر بدل یا نظر ثانی کا کوئی سوال ہی نہیں۔" (۵۰- قٓ آیت ۲۹)

(۱۹) "اللہ تعالیٰ ہر گھڑی ہر پل اپنی کائنات کو برابر دیکھتا ہے۔ ہر ایک کے سوال اسی کے بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ ہر دن اسے کام ہی کام ہے۔ نہ آرام نہ نیند۔ نہ اکتاہٹ نہ غفلت اور نہ تھکان۔ کوئی چیز اسے کبھی چھو نہیں سکتی۔" (۵۵- الرحمٰن آیت ۲۹)

(۲۰) "کوئی ایمان سے چاہ کر اپنے اللہ کی تسبیح اور پاکی بیان کرتا ہے اور کوئی مجبور ہے کہ اُسی کی خوبیوں کا اقرار کرے۔ چاہے عقل اور دل یا تجربے و مشاہدے سے بولے یا لاچار ہو کر مگر ہر ایک کو اُس کی خوبیوں کا اقرار کیے بغیر چارہ نہیں۔"

(۵۹- الحشر آیت ۱)

توحید

(۱) "دورِ جاہلیت میں اہلِ کتاب ہو کر اپنے مذہب میں داخل ہونے والے بھولے بھالے لوگوں کو تعلیم کتاب کے بجائے رنگ میں ڈبکیاں لگواتے اور رنگین کپڑے بھی پہناتے۔ ان کی رسم کے توڑ اور مخالفت میں اللہ نے فرمایا کہ یہ ڈھونگ ہے۔ اصلی رنگ تو اللہ کا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نجاستوں سے پاکی اور تمام باطل عقائد سے دوری تو، عقیدۂ توحید سے حاصل ہوگی اور یہ رنگ جسے چڑھ گیا، سمجھ لو کہ بڑا چوکھا رنگ اس نے پالیا۔"

(۲- البقرہ آیت ۱۳۸)

(۲) " نازک وقت میں اور اچانک ٹوٹنے والی مصیبت میں کٹّر مشرک بھی صرف ایک اکیلے اللہ کو پکارتے ہیں اور جن کو خدا کا شریک بنا کر دعائیں مانگتے ہیں، ان کو بھول بھال جاتے ہیں، مگر نبی کی تعلیم سے یا اللہ کی کتاب سے سمجھانے پر اس کے پہلے، شرک نہیں چھوڑتے بلکہ اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں۔"

"جھوٹے مالک بنا رکھے تھے۔ وہ سب مر کر دفن تھے۔ اب خود موت کے شکنجہ میں پھنسا اور لوٹا کر اپنے سچّے مالک کے حضور پہنچا دیا گیا۔ تب عقل ٹھکانے آئی کہ یہاں تو صرف ایک اللہ کا حکم چلتا ہے۔"

" موت کے بعد پہلی پیشی پر ہی مشرک کو معلوم ہو جائے گا کہ ایمان و عملِ صالح کے سوا کچھ کام نہ آیا۔ مال و دولت، ملک و حکومت، کنبہ و قبیلہ اور اولاد سب کو چھوڑ چھاڑ کر موت میں آ کر بے بس ہو چکے اور اب یہاں اللہ نے ان کو ایک اور پھٹکار برسائی کہ اکیلے آئے ہو تمھارے سفارشی ہم کو دکھتے ہی نہیں۔ وہ کہاں گئے؟۔ بلکہ جن پر شفاعت کا تکیہ تھا اور ان کے سہارے شرک ہانکتے تھے، وہ نیک ہوں تو جنّت میں جا چکے ہوں گے۔ مجرموں اور مشرکوں کے ساتھ کیوں ہوں گے اور اگر ڈھونگی اور بدکار و مکّار ہوں گے یا بُت وغیرہ ہوں گے تو وہ جہنّم کا ایندھن بننے اپنے مقام پر جا پہنچے ہوں گے۔ اب بے چارے مشرک بے یار و مددگار ہو کر اللہ کی رحمت سے مایوس ہو چکے ہوں گے، اسی لیے فرمایا کہ شفاعت کرنے والے سب غائب ہو گئے۔ آج کے زمانے میں نام کے مسلمان جن کو نماز روزے زکوٰۃ اور توحید سے کچھ لگاؤ نہیں رہا، بلکہ پیروں فقیروں کی قبروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ یہ ان کی شفاعت کریں گے۔ حشر کے دن معلوم ہو گا کہ کس دلیل سے اپنے شرک کو اسلام ثابت کرتے ہیں۔"

"آسمان اور زمین کا کسی نے نقشہ بنا کر اُسے نہیں دیا تھا کہ اس طرح بنایا جائے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بلکہ اکیلے نے خود ہی بنا دیا۔ اُسے اولاد بیوی کی کیوں حاجت ہوگی؟۔ جو خود ہر چیز کا ذاتی علم رکھتا ہے۔ اُسے کسی نائب، پیشکار یا وزیر کی ضرورت ہی نہیں، کبھی اُسے فنا نہیں، موت نہیں — وارث بنانے کی ضرورت پیش آئے۔ ہر ہر عیب و نقص سے پاک ہے وہ اللہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ"

(۶ - الانعام آیت ۴۰-۶۲-۹۵-۱۰۲)

(۳) "معلوم ہوا کہ ہر انسان سے اس دنیا میں آنے کے پہلے یہ عہد لیا گیا ہے کہ اُن کا ربّ صرف اللہ ہے اور دینِ توحید ہی انسانیت کا دین ہے۔ شرک بعد میں، باطل پرست اور جاہل لوگوں نے شیطان کے جھانسے میں آکر ایجاد کیا، ورنہ انسانی فطرت توحید پر ہی قائم ہے اسی لیے مصیبت کے وقت بات کھل جاتی ہے کہ کوئی غیر اللہ وقت پڑے کام نہیں آتا اور کٹر سے کٹر مشرک بھی صرف اللہ ہی کو پکارنے لگتا ہے"

"حشر میں اپنے مشرک باپ دادوں کو جھوٹے اور باطل پرست کہیں گے اور آج دنیا میں اپنے باپ دادوں کے جھوٹے طریقے پر چلنا، دین سمجھتے ہیں اور اس پر فخر کر کے اتراتے بھی ہیں۔ لیکن انسانی فطرت، انسان کا ضمیر اور اُس کی عقل اور تجربہ ہر وقت شرک کا اِبطال یعنی جھوٹا ہونا ثابت کرتا ہے اور توحید کا اقرار ہر دل میں سمایا ہوا ہے۔ وقت پڑنے پر دل کا اقرار جو کسی وقت عالمِ وجود میں آنے سے پہلے آدمی اپنے ربّ کے حضور کر چکا ہے۔ اِسی دنیا میں کھل کر رہتا ہے۔ لاعلاج بیماری، طوفان، آگ، سیلاب، وبا، اور خون خرابے، زلزلے اور بجلیاں ان سب موقعوں پر شرک کا بھرم کھل جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی بھی غیر اللہ کو اپنی مدد کے لیے نہیں پکارتا بلکہ صرف اللہ کی طرف ہر شخص متوجہ ہو جاتا ہے۔ یہی دینِ فطرت ہے"

(۷ - الاعراف - آیت ۱۷۲-۱۷۳)

(۴) کعبہ کی ادب والی مسجد میں مشرک لوگ سیٹی یعنی بانسری کی طرح کی چیزیں بجاتے، گاتے اور اس پر تالیاں پیٹتے۔ یہ ان کی عبادت تھی۔ آج بھی مشرک سماج کا یہی حال ہے۔ ڈھولک، گانا، ناچنا، تھرکنا، قوالی، باجے گاجے، پکھراج، گھنگھرو، گھنٹہ، سارنگی، طبلہ ساتھ میں عورت کا ناچ اور وہ بھی طوائف، مخنّث، ہیجڑے۔ یہ بھی ان کی عقل کا کمال دیکھو کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان سب حرکتوں سے ان کے عبادت کے ذوق کو تسکین ہوتی ہے۔اس کے مقابلے میں مومن، اللہ کے سامنے سادگی سے سر جھکا کر بندگی کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔شرک اور توحید کے اِس فرق کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہیے، تب توحید کی آدمی کو قدر ہوگی۔"

(۸۔ الانفال آیت ۳۵)

⑤ "ان ظالموں نے اللہ کو اپنی حیوانی زندگی پر قیاس کیا اور غلطی میں پڑے۔ پہلی غلطی یہ کہ جو فانی ہو، اُسے اولاد کی ضرورت ہوگی۔اللہ تعالیٰ تو غیر فانی ہے پھر اُسے اولاد کی کیا حاجت؟۔ دوسرے یہ کہ آدمی اپنے کاموں میں پیشکار و مددگار کا حاجت مند ہوتا ہے۔یہ بھی عیب کی بات ہے پھر خدا پر ایسا عیب لگا کر توحید کھو بیٹھے اور بے ادبی کے گناہ میں جا گرے۔تیسری بات یہ کہ جو اولاد رکھے اُسے بیوی بھی ضروری ہے۔خدا اس عیب سے پاک ہے کہ کسی کو اپنی عورت بنائے۔توبہ، توبہ۔جس کو یہ خطرہ ہو کہ میرے بعد میرے کاموں کا کیا بنے گا اُسے اولاد کی ضرورت محسوس ہوگی۔عقل اور علم سے بھی یہ بات خدا کے لیے ماننا بہت بڑی حماقت ہے کہ اس کائنات کے مالک کو صاحبِ اولاد مانا جائے۔ایسا عقیدہ رکھنے والے کے مقابلے میں کائنات کا پورا نظام انکار کرتا ہے۔ ہم جس دنیا میں بستے ہیں، اس کا ایک ایک ذرّہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میرا مالک و خالق صرف ایک ہے اگر اللہ صاحبِ اولاد ہو تو بیوی بچے، خاندان سسرال، رشتے ناطے اور نسل چلے گی۔یہ تمام اوصاف مخلوق کے ہیں۔خالق کے لیے عیب اور نقص ہے۔اسی لیے فرمایا کہ "سُبْحٰنَهٗ هُوَ الْغَنِیُّ" اللہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے اور غنی ہے یعنی اسے کسی کی کوئی حاجت نہیں کسی کا محتاج نہیں۔کسی کی اسے کچھ بھی پرواہ نہیں۔سب کے سب اگر فنا ہوں تو بھی اللہ کا کچھ نہیں بگڑے گا اور سب کے سب کئی گنا بنا دیئے جائیں تب بھی اس کی بڑائی میں کچھ بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔" (۱۰۔ یونس آیت ۶۸)

⑥ "آسمان، زمین، چاند، سورج ہر ایک، ضابطہ میں جکڑا ہوا ہے۔عرشِ عظیم سے احکامات جاری ہوتے ہیں۔اُسی کے مطابق ساری کائنات میں کام ہو رہا ہے۔عرشِ عظیم پر جلوہ فرمائی اسی کی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔یہ نہیں کہ آج ایک کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حاکم ہوگا۔"

"چکرّ لگاتی گھومتی پھرتی زمین کو بچھونے کی طرح بچھا دیا۔ ہلنے جلنے میں، وزن میں فرق نہ ہو، اس کے لیے پہاڑ ڈال دیئے اور بھی بہت سی انسانی ضروریات کا تعلق پہاڑوں سے ہے جیسے سونا چاندی دھات آگ کا لاوا، گیس، مینگنیز وغیرہ، ہر طرح کی پیداوار میں نر مادہ کے کئی قسم کے جوڑے بنا دیئے۔ زمین دن میں روشن ہو کر اپنا نورانی چہرہ ظاہر کرتی ہے اور رات میں سیاہ نقاب اپنے منہ پر ڈال لیتی ہے۔ یہ سب کام ایک ہی خالق اور مالک کے حکم کے بغیر ہو نہیں سکتے۔ دوسرا اگر بیچ میں ہوتا تو ٹکراؤ کی صورت ہوتی اور اس ہنگامے کے سبب، مخلوق پریشان ہوتی۔" (۱۳۔ الرعد آیت ۲۔۳)

(۷) "بہت سے کافر کچھ نہ کچھ نیک کام کرتے ہیں، جس کا بدلہ ان کو دنیا میں رہنے بسنے کی مہلت اور کھانے پینے کے سبب مل گیا، لیکن کسی نے ڈھیروں نیک کام کیے تب بھی توحید کے بغیر ان کا عمل مقبول نہیں۔ اس کی مثال بیان فرمائی کہ نافرمانوں کا نیک عمل راکھ کا ڈھیر ہے جس کو تیز آندھی کا دن اڑا لے جائے اور ہاتھ کچھ نہ لگا۔ یہ لوگ آخرت میں دیکھ لیں گے کہ توحیدِ خالص پر تھوڑا عمل بھی مقبول ہے۔ مشرک اور منکر کا کوئی نیک عمل مقبول نہیں۔ چاہے تعداد میں کتنا ہی زیادہ ہو۔" (۱۴۔ ابراہیم۔ آیت ۱۸)

(۸) "کوئی سپاہی اور کوئی کمانڈر، اس طرح ہر ایک کا دوسرے سے کام بنتا ہے ہے اور ایک دوسرے پر فضیلت ہے۔ اِسی طرح اللہ کو اپنی تمام مخلوقات پر ہر طرح فضیلت ہے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں تم لوگ ایک دوسرے کو اپنا مرتبہ اور فضیلت نہیں دیتے پھر اللہ کے بارے میں کیسے سمجھ لیا کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے اختیارات دے ڈالے گا۔ ہر مشرک کو اس مثال سے اپنے عقیدہ کو جانچنا چاہیے۔ عقیدۂ توحید اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس کی قدر کرنی چاہیے۔"

(۱۶۔ النحل آیت ۷۱۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۹) "کوئی بھی آسمانی کتاب جب کسی نبیؑ پر اتاری گئی تو اس کا پہلا مقصد، انسانوں کو راہِ ہدایت دکھانا تھا اور ایک اللہ کی توحیدِ خالص کی تعلیم دینا تھا۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

" خالص توحید کے لیے ضروری ہے کہ صرف اللہ ہی کو اپنا حاجت روا و مشکل کشا اور ربّ مانا جائے۔ ہمارے تمام کام اسی کے سپرد ہوں، وہی ہمارا وکیل ہے "
(۱۷۔ بنی اسرائیل آیت ۲-۳)

(۱۰) " نوحؑ کے بعد بھی نبیوںؑ اور رسولوںؑ کا سلسلہ اُن کی اولاد میں توحید کی دعوت کا کام پھر سے قائم کر دیا گیا اور یاد دلایا گیا کہ توحید کو ترک کرنا اور شرک میں غرق ہونا، پھر کبھی ڈوب مرنے کا سبب ہو سکتا ہے۔ اللہ کو ہر طرح اب بھی قدرت ہے، اس لیے ہمیشہ اس سے ڈرتے رہو اور غیر اللہ کی بندگی سے کنارہ کش ہو جاؤ "

" کسی کو بیٹا بنانے کی حاجت اُسے ہو، جس کو اپنی نسل چلانی ہو۔ وارث کی ضرورت ہو یا اپنی سلطنت کے کاروبار میں اُسے اپنا معاون اور ہاتھ بٹانے والا درکار ہو۔ یہ سب باتیں عیب و کمزوری اور نقص کا نشان ہیں۔ اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے۔ بھلا اسے کسی کو بیٹا بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر اللہ کے ساتھ کسی اور کی حکومت ہوتی یا کوئی اس کا وزیر ہوتا یا کوئی اس کا بیٹا ہوتا تو، چھوٹا بڑا ہونے کے احساس سے کبھی نہ کبھی جھگڑا شروع ہوتا اور ہر جگہ ٹکراؤ فساد کی شکل بن جاتی اور ایک معبود دوسرے معبود کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے عرش کے مالک کو بے دخل کر کے خود ہی راج سنہاسن پر براجمان ہوتا پھر ایک دوسرے کو اتارنے چڑھانے کا یہ سلسلہ جاری رہتا اور یہ سلسلہ کبھی نہ رکتا۔ توبہ، توبہ۔ یہ تو ایسا ہی ہوتا جیسا کہ آج کے سیاست دان اور گذرے دور کی تاریخ کے راجہ مہاراجہ اور اُن کی اولاد ایک دوسرے کو تخت سے بے دخل کر کے بار بار حکومت کی چھینا جھپٹی میں مصروف ہوتے رہے، تب کائنات کا یہ نظام جو خاصُ الخاص ایک ہی بادشاہِ حق کی اطاعت میں چل رہا ہے ہرگز چل نہ پاتا "

(۲۳۔ المومنون۔ آیت ۹۲-۹۱۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۱) " اللہ کا دین، دینِ حنیف ہی ہو سکتا ہے۔ جس میں صرف ایک اللہ کی بندگی ہو، باقی سب سے کٹ کر آدمی یکسو ہو کر ایک اللہ کا ہو رہے، یہی تخلیق یعنی پیدائش کا مقصد ہے اور یہی فطرت یعنی اللہ کی طرف سے انسانی فطرت میں بھی " حنفیت " رکھی۔ مثال کے طور پر کوئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی آدمی اپنے دو باپ تسلیم نہیں کرتا اور کوئی عورت اپنے لیے ایک سے زیادہ خاوند نہیں چاہے گی اور کوئی مرد اپنی زوجہ کی کسی دوسرے کے ساتھ ملی بھگت کو برداشت نہیں کرسکتا۔ بس اسی میں آدمی کو سمجھ آجانی چاہیے کہ فطرت اور دینِ فطرت یہی ہے کہ بندگی، دعا، سجدہ، رکوع، قربانی، نذر نیاز اور منّت سب ایک اللہ کے لیے کرے، اسی طرح طواف صرف اسی کے گھر یعنی کعبہ شریف کا کرے اور دعا بھی اسی سے مانگے۔ اپنی تمام حاجات کا پورا کرنے والا صرف اسی ایک کو جانے مانے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے اور آخرت میں اس کے حضور، حساب کا یقین رکھے اور پھر ان باتوں میں کسی ایک کے بارے میں بھی غیر اللہ کی طرف نسبت نہ کرے۔ یہی کھری توحید اور دینِ حنیف ہے۔ اسی عقیدہ کا اظہار، نماز شروع کرتے وقت ہوتا ہے جب مومن اپنے رب کے حضور نماز کو کھڑا ہوتا ہے۔"

(۳۰ - الروم آیت ۳۰)

(۱۲) "یہ تذکرہ ہے سمندر میں کشتی جہاز کے مسافروں پر طوفان کے وقت کی حالت کا۔ جب اوپر آسمان اور نیچے پانی ہی پانی اور جہاز اب ڈوبا کہ تب ڈوبا۔ ایسے وقت میں ہر کوئی غیر اللہ کو بھول کر صرف اکیلے اللہ کو پکارتا ہے کہ اب تمام سہارے کہیں دکھائی نہیں دیتے۔ اس موقع پر دل کی جو کیفیت ہوتی ہے وہی اصل دین کا تقاضہ ہے کہ خالص عقیدہ کے ساتھ صرف اللہ کو پکارنا اور باقی سب کو بھول جانا۔"

(۳۱ - لقمان - آیت ۳۲)

(۱۳) "پہاڑوں میں بے شمار دَرّے پھر چھوٹی پہاڑیاں اور سلسلہ وار طویل پہاڑیاں، اس میں چھوٹے بڑے غار، کھوہ، قدرتی چٹانوں کا منظر۔ یہ قدرت کا ایک خاص نمونہ ہے۔ پھر اس میں ہر جگہ رنگ الگ الگ، سفید، سُرخ، بھورا اور خاکی وغیرہ۔ زمین سے اگنے والی چیزوں میں پھول، پھل فروٹ، میوے، چارہ، اناج، پتیاں اور کلیوں وغیرہ میں بھی رنگ اور خوشبو کا تناسب اور آیت نمبر ۲۸ میں زمین کے جانداروں کے علاوہ چوپایوں اور انسانوں کا بھی تذکرہ فرمایا کہ ان میں بھی الگ الگ رنگ ہیں۔ گورے، کالے، بھُورے، سرخ رنگ۔ آدم کی نسل میں بھی رکھ دیئے۔ یہ سب نشانی دیکھ کر بھی، جس کو اللہ کی توحید سمجھ میں نہ آئے،

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کی عقل پر افسوس ۔" (۳۵ - فاطر: آیت ۲۷)

سجدہ

(۱) " اصل میں "لِآدم" استعمال ہوا ہے یعنی آدمؑ، سمت ہے کعبہ کی طرح - اصل سجدہ رب تعالیٰ کو ہوا - مگر ملائکہ کو تحیّت کے لیے آدمؑ کی طرف رخ کرنا ضروری تھا - یہ کوئی شرعی حکم نہیں تھا بلکہ ایک نوع کو دوسرے نوع کے سامنے جُھکانے کا حکمِ رب تھا جو عالمِ ارواح میں دیا گیا تھا - شرعی احکام کا تعلق تو ہماری اس دنیا سے ہے - بس یہ سلطانِ حقیقی کے نائب کو سلامی تھی - زمین پر پیشانی رکھنے کا سجدہ، یہاں ثابت نہیں ہوتا جو ہماری زمین پر اور ہماری شریعت میں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ۔" (۲ - البقرہ: آیت ۳۴)

(۲) " اپنی بڑائی ہانکنے والے گھمنڈی لوگ، اللہ کا تقرب نہیں پا سکیں گے - حدیث شریف میں آیا ہے کہ سجدہ میں بندہ، اللہ کے بہت قریب ہوتا ہے - سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں کیا جا سکتا - اس آیت کو پڑھنے یا سننے پر سجدہ کرنا ضروری ہے - قرآن مجید میں چودہ (۱۴) مقامات پر سجدۂ تلاوت، حنفی فقہ کے لحاظ سے واجب ہے اور امام شافعیؒ کے یہاں سنّت ہے اور سجدۂ تلاوت کی اُن کے یہاں تعداد پندرہ (۱۵) ہے - سورۂ حج میں حنفیہ کے نزدیک ایک سجدہ واجب ہے اور شافعی مسلک میں، سورۂ حج میں دو سجدے مانے گئے ہیں - اِس لحاظ سے پورے قرآن شریف میں حنفی مسلک سے چودہ سجدے واجب ہیں اور شافعی مسلک میں پندرہ سجدے سنّت مانے گئے ہیں ۔" (۷ - الاعراف: آیت ۲۰۶)

(۳) " رہی حضرت یوسف علیہ السّلام کے بھائیوں کے سجدہ کی بات، تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سجدہ اضطراری تھا - یعنی بے اختیار ہو کر جُھک گئے - بھائیوں نے اُس بھائی کو دیکھا جسے کنویں میں ڈالا، بچپن میں ستایا تھا - اور بھائیوں کے دیش نکالے ہی کی وجہ سے جیل جانا پڑا تھا - یہی بھائی جب مصر کا بادشاہ بنا تو مُنہ در مُنہ چور کہا - اُسی کے حضور، اناج مانگنے آئے - حتّٰی کہ بھوک اور تنگی کی وجہ سے خیرات بھی مانگی اور جب یہ بھید کھلا کہ بادشاہِ مصر تو وہی اپنا

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھائی یوسفؑ سے، جو برسوں تک اپنی ایذا رسانی کا شکار رہا تو اپنے کیے کرتوت پر اس قدر شرمندہ ہوئے کہ لجاجت کے مارے بے ساختہ سجدے میں گر پڑے، جو بھائیوں کا ایک بے ارادہ عمل تھا۔ یہ کسی غیر اللہ کو سجدہ جائز کرنے کا حکم بتانے والی آیت نہیں بلکہ ماضی کا ایک تاریخی واقعہ ہے۔ قرآن نے اس کا صرف ذکر کیا ہے۔ اِس آیت کی تفسیر میں بریلوی علماء کی رائے بھی دیکھ لی جائے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب کے ترجمہ کے حاشیہ میں مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں کہ "یعنی والدین اور گیارہ بھائی، یہاں سجدے سے وہی عُرفی سجدہ مراد ہے یعنی پیشانی زمین پر رکھنا۔ بلا دلیل قرآن کی آیت میں تاویل نہیں کرنی چاہیے، جیسا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ جو مشائخ زمانہ اِس آیت سے سجدۂ تعظیمی کا جواز ثابت کرتے ہیں، انھیں چاہیے کہ وہ، اپنے مریدوں کو سجدہ کریں، مریدوں سے اپنا سجدہ نہ کروایا کریں، کیونکہ یہاں یعقوب علیہ السّلام نے یوسف علیہ السّلام کو سجدہ کیا ہے یعنی باپ نے فرزند کو یا پیر نے مُرید کو۔" بہ ہر حال یہ سجدہ اضطراری تھا نہ کہ سجدہ عبادت اور نہ تعظیمی۔"

(۱۲ - یوسف - آیت ۱۰۰)

(۴) "آسمانوں میں زمین میں جو کوئی بھی ہو، کیسا ہی بڑا ہو چھوٹا ہو، جاندار ہو بے جان ہو، اسے لازم ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کے آگے پیشانی ڈال کر سجدہ کرے۔ سورج، چاند، تارے دریا، سمندر، ندی نالے جھاڑ، پہاڑ، فرشتے، انبیائؑ، اولیاء سارے کے سارے صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور اچھے انسان بھی اللہ کو ہی سجدہ کریں گے۔ جو نہیں کرتا یا کسی غیر اللہ کو سجدہ کرتا ہے، وہ ملعون ذلیل ہے۔ بے عزت پھٹکارا ہوا ہے۔ مخلوق کو عزت و احترام، سجدے سے ہے، جس نے اللہ کو سجدہ نہ کیا، اس کی تکریم عزت سب ختم ہوئی اور تمام مخلوقات میں ذلیل و خوار ٹھہرا۔ اس آیت کو پڑھ کر اللہ کو ہی سجدہ کرنا چاہیے۔"

"ایک اللہ کی بندگی اور صرف اسی کو سجدہ کرنا ہی دینِ خالص ہے۔ اس دعوت پر دنیا میں انسانی آبادیاں لڑ پڑیں۔ ایک ایمان والے، دوسرے مُنکر ہوئے۔ یہاں پر انکاریوں کے لیے آخرت کی سزا بتا دی کہ جہنّم کی آگ کا بھیانک انتظام ان کے لیے ہو چکا ہے۔ جس کی ایک شکل یہ ہے کہ ہر مُنکرِ حق کے بدن کے ناپ کے آگ کے کپڑے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کاٹ سی کر تیار کر لیے گئے ہیں ۔" (۲۲-الحج-آیت ۱۸-۱۹)

(۵) "نبی کی صحبت میں رہ کر ایک پرندہ بھی تربیت پا گیا کہ اللہ کے سوا، کسی کو سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔ آج کے مسلمان آخری امت ہو کر بھی قبروں اور پیروں کو سجدے کرتے ہیں بلکہ بہت سے مسلمان تو ایسی جگہ مزاروں پر سجدے کرتے ہیں جس میں صاحبِ قبر ہی موجود نہیں۔ توبہ، توبہ۔ پھر بہت سے جاہل اور پیٹ بھرو جعلی جھوٹے مکار جو عالم کا بھیس بدل کر عوام کو، قبروں کا سجدہ کرنے کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔" (۲۷-النمل-آیت ۲۴)

"ایک بات یہاں اور معلوم ہوئی کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السّلام کو ہُدہُد یا لشکر کے لوگ سجدہ کرتے ہوتے تو، ان کے ذہن میں یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا تھا، بلکہ پھر تو بات یوں ہی ٹل جاتی کہ جیسے ہم سلیمان علیہ السّلام کو سجدہ کرتے ہیں، دوسرے بھی اپنے بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ تو کیا حرج ہوا، بلکہ اصل تعلیمِ سلیمانی میں ہُدہُد نے تربیت پائی تھی کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا سرے سے حرام ہے۔ اب نقلی مسلمان اپنا حال خود سمجھ لیں۔"

"صحبتِ سلیمانیؑ کا اثر ایک پرندہ ہُدہُد پر ایسا ہوا کہ معرفتِ ربّانی کا چشمہ اس کی زبان سے اُبلنے لگا اور ایک عارف باللہ کے طرز پر دربارِ سلیمانیؑ میں توحید کے پرزور داعی کی طرح ایک تقریر کر ڈالی۔ شاید ہُدہُد کے اندر یہ جذبہ بھی کام کر رہا ہو کہ سورج کو سجدہ کرتے ہوئے قوم سبا اور ملکہ سبا، کو دیکھ کر غصّہ میں مغلوب ہو گیا ہو کہ میں ایک پرندہ کیا کر سکتا ہوں مگر حضرت سلیمانؑ فوراً ملکِ سبا، پر چڑھائی کر کے سورج کی بندگی روک کر، ایک اللہ کی بندگی کا نظام جاری فرما دیں تو اس کا دل خوش ہو جائے۔ ہُدہُد کی اِس تقریر میں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہزاروں لاکھوں خزانے انسان کی نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان خزانوں کو انسانوں کے لیے ضرورت کے وقت بے نقاب کرتا ہے تاکہ آدمیت کی زمین پر زندگی میں اس کی نت نئی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں۔ آج کی نئی دنیا میں پیٹرول، یورینیم، پلوٹینیم اور مختلف گیس وغیرہ بھی اسی ضمن میں گنے جا سکتے ہیں۔"

"ہُدہُد کی تقریر کے اس حصّہ کو قرآن میں بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے امّتِ محمدیہ پر یہاں سجدہ واجب کر دیا۔ یہ ایک چھوٹے سے پرندے کی فضیلت ہے جس نے توحید کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

خلاف عمل دیکھ کر، ایسی بے قراری کا اظہار کر کے حضرت سلیمان کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ ملکِ سبا، والوں کو طاقت کے زور سے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے روک دیا جائے "۔ (۲۷- النمل آیت ۲۵- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۶) "اِس آیت میں ایک لفظ "ساق" متشابہ ہے۔ جس کے معنی، اللہ تعالیٰ کے سوا، کون جان سکتا ہے؟۔ عربی زبان میں ساق، پنڈلی کو کہتے ہیں۔ پنڈلی جو کہ انسانی جسم کا وزن اٹھانے میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح قیامت میں اللہ کی تجلّیات کے مرکز سے جب پردہ اٹھایا جائے گا اور مالکِ حقیقی کا جلوہ اور اس کی تجلّی کا ظہور ہوگا تو، سب کو سجدے کی دعوت دی جائے گی۔ اس وقت سچّے دل سے صرف اللہ کو سجدہ کرنے والے اہلِ ایمان بڑا مرتبہ پائیں گے کہ ان کو آج اپنے حقیقی مالک کی جلوہ فرمائی پر سجدہ کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتے تھے یا غیر اللہ کو سجدہ کرتے تھے، وہ لاکھ چاہنے کے باوجود سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ان کے گھٹنے، کمر کی ہڈی سے پسلی، ایسی جام ہو جائے گی اور بدن کے جوڑ ایسے سخت ہو جائیں گے کہ سجدہ میں گرنا، جھکنا اُن کے لیے ناممکن ہوگا اور قیامت کے دن اس عزّت اور شرف سے محروم ہوں گے جو آدم علیہ السّلام کی مومن اولاد کو عطا فرمایا جائے گا۔ اللہ ہم سب کو صرف اپنے لیے سجدہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ساق کی تجلّی کے دن راضی ہو کر ہمارا سجدہ قبول فرمالے۔ ہر کوئی جان لے کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے تقرّب کا ذریعہ ہے اور غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنے سے خاتم الانبیاء احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب اہلِ ایمان کو منع فرمایا ہے۔ جو لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں، وہ اپنا انجام سمجھ لیں "۔

(۶۸- القلم۔ آیت ۴۲)

(۷) "سجدہ بندے کے لیے، اللہ کے قرب کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ کے قریب، نزدیکی میں درجہ حاصل کرنے کے لیے سجدہ سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں۔ جن کی پیشانی پر سجدے کے نشان ہیں، وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچّے اُمّتی ہیں۔ جن کی صفت، قرآن و توریت اور انجیل میں بیان ہوئی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دیکھیے سورۂ الفتح ۴۸ آیت ۲۹ - یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے۔"

(۹۶- العلق: آیت ۱۹)

احسانات وانعاماتِ خداوندی

(۱) "اللہ چاہتا تو زور اور جبر سے ہر کسی کو ایمان پر قائم کر دیتا۔ اس کے لیے کیا مشکل تھا کہ جو ایمان نہ لاتا اُس کو اندھا کر دیتا کوڑھی بنا دیتا یا حلق میں اناج یا پانی اٹک کر رہ جاتا جب تک کہ ایمان قبول نہ کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس قدرت کا استعمال یہاں نہیں کیا، بلکہ انسان کو آزادی عطا کی کہ حق و باطل کے درمیان فرق کو جان کر، سچ پر ایمان لائے اور اجر پائے یا جان بوجھ کر غلط فیصلہ کر کے کفر پر جا مرے اور دوزخ میں جائے۔ اپنے اپنے عمل کا بدلہ پانے کا یہی طریقہ تھا۔ اس لیے پیغمبروںؑ کو بھیجا، کتابیں نازل کیں اور کفر و ایمان کے بیچ مقابلہ رکھا کہ آدمی کو سوچنے سمجھنے کا موقع ملے اور جسے جو کچھ حاصل کرنا ہو کر لے۔"

(۶ - الانعام: آیت ۱۱۲ - ۱۱۳)

"اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی آیات پر ایمان لانے والوں پر نبی علیہ السّلام کے ذریعہ، اللہ نے سلام بھجوایا اور یہ بشارت دی کہ تمھارے حق میں تمھارے ربّ نے اپنے ذمّہ رحمت لازم کر لی ہے۔ اب اگر نادانی سے تم گناہ کر بیٹھو تو گذشتہ پر ندامت اور آئندہ کی اصلاح لازم پکڑو، تاکہ اللہ کی طرف سے سلامتی، رحمت، مغفرت اور مہربانی ہوتی رہے۔"

(۶ - الانعام: آیت ۵۴ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "اللہ نے اولادِ آدمؑ کو زمین پر رہنے کے لیے جگہ دی اور گزران کے لیے سامانِ زندگی عطا فرمایا۔ ساتھ ساتھ انسان کی ہدایت کے لیے رسولؑ بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں تاکہ آدمؑ کے بیٹے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ کر اپنی اصلاح بھی کر لیں۔"

(۷ - الاعراف: آیت ۳۵)

(۳) "برسہا برس سے ایمان والوں کے سینوں میں بھٹّی سلگ رہی تھی۔ ہر طرح کا دُکھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

درد، جلاوطنی، بھوک پیاس اور جنگ کے خطرے مول لے کر، ایمان کو سینوں میں محفوظ رکھا۔ اللہ نے اب فتح دے کر کلیجہ ٹھنڈا کیا اور سب غم جاتے رہے۔"

"قرآن مجید کے آنے سے پہلے، مذہب، دھرم، دین، اُن کی صرف صورت شکل تھی اور ایک دینِ حق کئی کئی شکلوں صورتوں میں، فرقہ پرستی، ٹولی بازی اور مسلک میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔ اب جس کے پاس مذہب کی جیسی کچھ شکل ہے، اس پر مرمٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانیت پر بڑا کرم کیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیج کر، دین کی تمام بگڑی ہوئی شکلوں پر، اِس دینِ حق کو غالب فرمایا۔"

(۹- التوبہ : آیت ۱۴-۳۳)

④ "اللہ نے اپنی خالص توحید اور مغفرت کی طرف، ان کو دعوت دی۔ قوم کے چودھریوں نے اسے رد کر دیا اور اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک بنانے میں اپنی قوم کو لگا دیا، تاکہ اللہ کا راستہ بحث و تکرار اور پھوٹ و مارا ماری میں کسی کو سجھائی نہ دے۔ ایک طرف اللہ کی بندگی کی دعوت چل رہی تھی، اُسے قبول کرنے کے بجائے اُس کے مقابلے میں لگ گئے، پھر اپنی بڑائی اور چودھراہٹ کو قائم کرنے کے لیے غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے میں ان کو بہت اصرار تھا۔ اس طرح اللہ کی نعمت کو ٹھکرا کر عذاب مول لیا۔ خود بھی ڈوبے اور اپنی قوم کو بھی ڈُبایا۔"

"اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کی گنتی اور شمار، انسان کے بس کے باہر کی چیز ہے۔" (۱۴- ابراہیم: آیت ۲۸ تا ۳۴)

⑤ "معلوم ہوا کہ حق بات سب کے دل میں ڈال دی جاتی ہے مگر جو قبول نہیں کرتے اُن کے دل سے بات نکل جاتی ہے۔ اِسی لیے فرمایا کہ مجرم لوگوں کے دلوں میں بھی ہم حق بات کو چلا دیتے ہیں تاکہ حشر و حساب کے دن یہ کہہ نہ سکیں کہ حق بات، جی میں کبھی آئی نہ تھی۔" (۱۵- الحجر- آیت ۱۲)

⑥ "درخت، پہاڑ اور مکان کی چھاؤں میں، دھوپ کی بچاؤ سے چلتا آدمی بھی آرام پا لیتا ہے۔ پہاڑوں میں درّے، کھوہ، غار، جس میں آدمی پناہ لیتے ہیں۔ دشمن اور جنگلی

toobaa-elibrary.blogspot.com

جانوروں سے بچنے کے لیے چھپ جاتے ہیں۔ گرم ملکوں میں جب لو کی لپٹ چلتی ہے تب گردن اور کنپٹی کو کپڑے سے اچھی طرح ڈھانک کر ہی آدمی باہر نکلتا ہے۔ جانوروں کو اپنی لڑائی کے بچاؤ میں صرف ان کا اپنا جسم، کام دیتا ہے جبکہ آدمی کو اللہ تعالیٰ نے عقل عطا کی اور اس نے ہتھیار تو بنائے ہی، ساتھ ساتھ جنگی سامان میں کڑیوں کے کرتے قمیص، چوغے جھبے بنائے، تاکہ دشمن کی تلوار پڑے تو جسم گھائل نہ ہو۔ اللہ نے انسانوں کو ایسی ہزاروں ہزار نعمتیں دیں، تاکہ آدمؑ کا بیٹا، مسلم بنے اور اپنے مالک کے سامنے سر جھکا دے۔"

(۱۶۔ النحل: آیت ۸۱)

" شرارت کی یہ بات، نادان آدمی کو تعجب میں ڈال دیتی ہے اس لیے اُسے سمجھ لینا ضروری ہے۔ اللہ تو چاہتا ہے کہ تمام انسان، بھلائی کی راہ اختیار کریں، جس میں خود انسانوں ہی کا بھلا ہے اور اپنے پیغمبروں کے ذریعہ بار بار یہ بھی تبلادیا کہ کون سی راہ، بھلائی کی ہے اور کون سی راہ بُرائی کی۔ انسان اپنی پسند سے برائی کی راہ اختیار کرتا ہے تو اللہ اس سے ناراض ہوگا۔ جو چاہے اُسے کرنے کی اس میں قدرت ہے۔ لیکن انسان کو آزمانے کی خاطر اُسے چاہ کر ہی اختیار بھی عطا کیا ہے اور صاف صاف یہ بھی بتا دیا کہ کن کاموں سے وہ راضی اور کن کاموں سے ناراض ہوتا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ انسان اپنے ہر کام میں ہر دم اُس کی خوشی اور ناخوشی کا خیال رکھے۔ یہیں سے ہر ایک کو یہ سمجھ لینا ہے کہ اللہ کے چاہنے یعنی کسی کو اچھا برا کام کرنے کی چھوٹ دینا اور اس کی رضا حاصل کرنا، یہ دونوں باتیں الگ الگ ہیں۔"

"توحید کے عقیدے سے سماج میں امن و امان قائم رہتا ہے شرک سے سر پھٹول دنگے فساد اور دھینگا مُشتی کا شیطانی چکر چلتا ہے۔ ملکوں اور قوموں میں آپسی فساد کی جڑ بنیاد شرک ہے۔ اُسی کو دور کرنے کے لیے تمام نبیؑ بھیجے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر امت میں آج بھی کائنات کو پیدا کرنے والے ایک ہی خالق و مالک کا تصوّر باقی ہے یہ اور بات ہے کہ ساتھ میں شرک کو بھی ملا کر چلتے ہیں۔"

"اللہ کے بڑے بڑے انعام انسان پر ہیں۔ ان میں سے بیوی، بیٹے، بہو، پوتے،

toobaa-elibrary.blogspot.com

جن کے ذریعہ خاندان قبیلہ اور نسل چلتی ہے۔ رشتے ناطے اور سماج کی بنیاد پڑتی ہے اور کھانے کے لیے انسان کو لذیذ پاک اور ستھری روزی کا ذوق عطا فرمایا۔ کتنے جاندار ایسے ہیں جو یاخانہ کھاتے ہیں۔ کچھ گھاس پھونس اور چارہ اور کچا گوشت کھاتے ہیں۔ انسان کے سوا کھانا پکا کر کوئی نہیں کھاتا اور شادی بیاہ، رشتے ناطے اور خاندان کی بنیاد بھی انسان کے سوا، کسی کو حاصل نہیں۔ یہ تمام انعام پا کر بھی آدمی شرک کا باطل عقیدہ مانے اور اللہ پر ایمان نہ رکھے وہ بڑا منکرِ حق ہوا۔" (۱۶-النحل: آیت ۳۶-۲-۷۲- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۷) "پہاڑوں کو اِس ڈھب پر زمین میں گاڑ دیا کہ قدرتی راستے، پگڈنڈیاں اور درّے بن گئے اور جہاں ضرورت پڑی، آدمی نے جھیل تالاب اور پانی جمع کرنے کے لیے باندھ اور ڈیم بنانے میں سہولت پائی۔ اگر پہاڑوں کا ایسا قدرتی نظام نہ ہوتا تو انسان زراعت آبپاشی میں لاکھوں دِقّتوں میں پڑ جاتا۔" (۲۱-الانبیاء: آیت ۳۱)

(۸) "اللہ تعالیٰ نے زمین میں دریا، ندی، نالے، جھیل، سمندر، خشکی، جنگل اور پہاڑ اس ڈھب پر ڈالے کہ انسانی آبادی پھیل سکے۔ اگر کسی تنگ اور بے منصوبہ جگہ پر آدم کا گھرانا، بسایا جاتا تو سب کا دم گھُٹ جاتا۔ کشادگی، رہائش، وطن، گاؤں، شہر، محلہ اور گھر مکان، آنگن، یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ اس کا شکر ماننا ضروری ہے۔"

(۲۳ - المومنون: آیت ۷۹)

(۹) "رات بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک بڑی نعمت ہے۔ مخلوق کو لباس کی طرح ڈھانک لیتی ہے۔ تمام تھکاوٹ ایک گہری نیند سے دور ہو جاتی ہے اور دن کو اُٹھ کر چلنے پھرنے میں سہولت رکھ دی کہ ہر کوئی اپنا کام بغیر چراغ بتّی آسانی سے کرے۔"

"پانی سے ہر جاندار میں جان ہے، ورنہ تڑپ تڑپ کر مر جائے۔ ادھر پانی کا انتظام اللہ نے کئی طرح فرمایا۔ ایک تو بارش، دوسرے بہتے ہوئے ندی نالے، آبشار، نہریں، قدرتی جھرنے وغیرہ، زمین میں پانی کا خزانہ رکھ دیا تاکہ کنویں کھود کر آدمی اپنی پیاس کا قدرتی سامان حاصل کرلے۔ یہ سب اللہ کی نعمت کے انمول خزانے ہیں۔"

"پانی کے نطفے سے آدمی کو وجود میں لایا۔ انسان کو خاندان اور سسرال والا بنا کر رشتوں شامل

toobaa-elibrary.blogspot.com

ناطوں کے سلسلے کی ڈوریوں میں ایک دوسرے کو باندھ دیا اور ہر ایک کو تقدیر کے شکنجے میں ایسا کس دیا کہ جس کو جو چاہا بن جانے پر مجبور کر دیا۔ کسی کو مرد بنایا تو کسی کو عورت بنا دیا۔ اس طرح انسان کی خاندانی زندگی میں حُسن اور رنگ بھر دیا۔ ایسی محبت اور رشتے ناطے سے تعلق پیدا کر دیا کہ اگر یہ نہ کیا جاتا تو انسانی سماج کی بنیاد، اپنی چوکھٹ پر بیٹھ نہیں سکتی تھی۔"

(۲۵- الفرقان: آیت ۴۷ تا ۵۴)

(۱۰) "ایمان لے آئیں تو پچھلے گناہ سارے معاف ہو جائیں اور اللہ جو باوجود بہت ہی طاقتور، غالب، قہار، جبّار، انتقام لینے والا اور سخت پکڑ والا ہو کر بھی بندوں کے حال پر رحم کرنا زیادہ پسند فرماتا ہے، ایسے رب پر ایمان لا کر جو آدمی اپنے آپ کو اس کی مہربانی کا مستحق نہ بنا سکے تو ایسا شخص بدنصیب ہے۔"

"بیماری میں مرض کی صحیح تشخیص اور دوا کی تجویز سب کچھ اپنی جگہ اچھے سے اچھی ہو، تب بھی اللہ کے شفا عطا فرمائے بغیر کسی کو شفاء حاصل نہیں ہو سکتی۔ آج کے دور میں کافی کھوج بین سے بہت سی عجیب عجیب اور جلد اثر کرنے والی دوا، انجکشن، جرّاحی اور سرجری کا علم حاصل کر لیا گیا ہے مگر پھر بھی قانونِ قدرت میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے۔ چاہے تندرستی عطا کرے چاہے نہ کرے۔ یہیں آ کر بڑے بڑے ڈاکٹر بھی گھٹنے ٹیک دیتے ہیں کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا، جو مالک کو منظور ہے وہی ہو گا، یعنی مریض اب نہیں بچ سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے عقیدہ کا اظہار کر کے بتا دیا کہ شفاء دینا بھی صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

(۲۶- الشعراء: آیت ۶۸- ۸۰)

(۱۱) "بغیر امتحان کے ہدایت دینا مقصود ہوتا تو یہاں پر انسانوں اور جنّاتوں کو بھیجنے کی ضرورت ہی نہیں تھی بلکہ اللہ نے یہ فیصلہ کر رکھا تھا کہ چاہے جنّات ہوں یا انسان، زمین پر جا کر میری نافرمانی کر کے مجرم بن کر آئیں گے تو ایسوں کو اکٹھا جہنّم میں بھر دوں گا۔ ظاہر ہے کہ اس قول کے پورا کرنے کے لیے جبر اور طاقت سے کسی کو ہدایت پر چلا دینا، انصاف کی بات نہیں تھی، اس لیے ہر ایک کو عمل اور عقیدہ کی آزادی عطا کی جو جیسا عمل کرنا چاہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر کے آئے مگر نتیجہ میں سزا اور جزا آخرت میں سامنے آئے گی۔"

(۳۲ - السجدہ : آیت ۱۳)

(۱۲) "شہری آبادی سے جیسے ہی سفر شروع ہو، دور سے چھوٹی چھوٹی بستیاں نظر آجائیں تاکہ آدمی کو ہر طرح سہولت ہو اور رات دن کہیں بھی ڈر خوف نہ رہا۔ تجارتی سفر اور سیر سیاحت بھی خوب سے خوب تر ہوگئی۔ جہاں جس چیز کو چاہتے آسانی سے حاصل کر لیتے۔ لبِ سڑک ہر جگہ آبادیاں اور بہتی نہروں کے کنارے ہرے بھرے، آباد گاؤں، رات دن امن چین، روڈ صاف ستھرے دو طرفہ، وَن وے ٹرافک اور نہریں بھی دو طرفہ سفر کی مقدار، اسٹیج آف جرنی بھی مقرر کہ وقت پر پہنچے اور وقت پر واپس ہوئے۔ آج کے دور کے لوگوں کو بھی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ریل، موٹر اور ہوائی سفر میں وقت پر پہنچنا، یہ نئے دور میں اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ جگہ جگہ اسٹیشن اور ہوائی اڈے اور ہر جگہ ہوٹل اور چائے خانے ہیں، جہاں چاہا منزل پر پڑاؤ کیا اور جب چاہا چل دیئے۔"

"کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ مشورے میں سر جوڑ کر بیٹھیں، تب ان کا دماغ چلتا ہے لیکن کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ تنہائی میں ان کی عقل کام کرتی ہے، مجمع میں نہیں۔ اس لیے ہر طرح سے سمجھایا کہ ہلّا گلّا دھوم دھام کرنے کے بجائے کچھ وقت نکال کر غور کرو، چاہے جمع ہو کر چاہے تنہائی میں اکیلے، جیسا تم کو ٹھیک لگے۔"

(۳۴ - سبا : آیت ۱۸ - ۴۶)

(۱۳) "کسی پر جو بھی احسان ہوتا ہے وہ ہماری طرف سے ہی ہوتا ہے۔ انبیاءؑ ہوں چاہے اولیاء ہوں، فرشتے ہوں یا کوئی اور۔" (۳۷ - الصّٰفّٰت : آیت ۱۱۴)

(۱۴) "نیند میں سوتے وقت جب تک اللہ تعالیٰ اپنی طرف انسانی روح کو عارضی طور پر کھینچ نہ لے، آدمی سو نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعضوں کو لاکھ علاج کرنے پر چند گھنٹے کی نیند میسّر نہیں، جب تک اللہ اپنی طرف انسانی روح کو متوجہ نہ کر لے، نیند نہیں آسکتی۔"

"اللہ کا وعدہ سچّا ہے مگر یہ ہم پر احسان ہوا کہ اپنا وعدہ ہم پر سچّا کر دیا اور ہمارے چھوٹے موٹے عمل کو قبول فرما کر ایسی جگہ اتارا جہاں رہنے سہنے میں کچھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

پریشانی تکلیف نہیں رہی۔" (۳۹-الزمر: آیت ۴۲-۴۷)

(۱۵) "جانوروں، چارپایوں میں انسان کے لیے لاکھوں فائدے ہیں - دودھ، دہی، مکھن، گھی، تیل، چربی، چمڑا، ہڈیاں، اُون پھر بعض کھانے میں آئیں اور سواری میں بھی اور ان کی کھالوں کے ڈیرے، تنبو بنا کر سفر میں استعمال کرتے ہیں، اس طرح سمندر میں کتنے جہاز ہیں، ملکوں ملکوں کا سفر، تجارتی قافلے اور رنگ برنگی زندگی کہ آدم علیہ السلام کا گھرانہ قدرتی اسباب سے یہاں آباد ہے، ورنہ ویران ہو جاتا اور یہاں رہنے بسنے کے قابل نہ رہتا، اگر اللہ تعالیٰ یہ سب انتظام خاص اپنی طرف سے نہ کر دیتا تو انسانیت اس دھرتی پر ٹک ہی نہیں سکتی تھی۔" (۴۰-مومن: آیت ۸۰)

(۱۶) "یعنی یہاں انسان کے رہنے کے لیے زمین کو اس اندازے پر رکھا - پہاڑ ڈال کر اس کا توازن قائم کر دیا اور غذا پیدا کرنے کی صلاحیت زمین میں بھر دی کہ رزق ابلتا رہتا ہے جس کی وجہ سے جہان میں روزی اور خوشحالی ہے، سب انتظام میں ایک حصہ دو ایام میں اور باقی چار ایام میں اس طرح جملہ چھ دن میں، زمین آسمانوں کا نظام ٹھیک ٹھاک کر دیا۔"

(۴۱-حٰم السجدہ: آیت ۹-۱۰)

(۱۷) "سواری پر بیٹھ کر یہ دعا پڑھنا چاہیے - سواری میں آدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتا ہے - یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے - سوار چاہے گھوڑے اونٹ کا ہو یا کشتی جہاز کا یا آج کی موٹر یا ہوائی جہاز کا مسافر - ہر ایک کے ذہن میں یہ آیت اپنے مالک کے حضور لوٹ کر جانے کا خیال پیدا کرتی ہے - قرآن مجید کی تعلیم کتنی لطیف اور کتنی برو قت ہوتی ہے اس کا اندازہ جسے کرنا ہو، اپنی چھوٹی بڑی سواری پر کر کے دیکھ لے تو وہ ایمان کی لذت، اللہ کا خوف اور محبت اپنے دل میں محسوس کرے گا۔" (۴۳-الزخرف: آیت ۱۳-۱۴)

(۱۸) "اطاعتِ رسولؐ پر جمع ہو کر مل کر کام کرنے پر بشارت دی کہ آگے اب ہم فتوحات کا سلسلہ جاری کریں گے کہ بڑے بڑے علاقے فتح کرائیں گے اور بے شمار مالِ غنیمت پاؤ گے اور یہ بشارت برابر سلسلہ وار جاری رہی، حتیٰ کہ روم اور فارس، مصر اور عراق کی بڑی بہادر اور لڑاکا قومیں بھی اہلِ ایمان کے سامنے ٹھہر نہ سکیں - کچھ ایمان میں آ گئے اور دوسرے مفتوح بن کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

رہے ہے۔ انتھک کوشش سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی دعوت کو ساری دنیا میں پھیلایا۔" (۴۸ - الفتح : آیت ۱۹)

(۱۹) "آدمی چاہ کر بھی کتنا چاہے گا۔ ربّ نے فرمایا کہ ان کے خیال میں بھی نہ ہونگی، ایسی ایسی نعمتیں ہمارے پاس اور بھی بہت ہیں، جسے پا کر یہ اور بھی بے انتہا خوش خوش ہو جائیں گے۔"

(۵۰ - قٓ : آیت ۳۵)

(۲۰) "آسمان کی وسعت لمبان چوڑان کو ناپ لینا، کسی انسان کے بس کی بات نہیں اس لیے فرمایا کہ آسمان کو ہم نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور ہم وسیع سے وسیع تر اور انتہائی پھیلاؤ رکھنے والی چیزیں بنا دینے پر قادر ہیں۔"

"صرف فرش بچھا دیتے اور سجاوٹ ہوتی مگر ضرورت کی چیزیں نہ ہوتیں، نعمتوں کے خزانے نہ ہوتے تو آدمی کی زندگی اس زمین پر بے سامان ہوتی۔ اس لیے فرمایا کہ چھت بھی خوب بنائی اور فرش بھی خوب بچھایا کہ زمین اللہ کی نعمتوں سے بھرا ہوا تھال ہے آدمی کھاتا جائے اور شکر بجالاتے۔" (۵۱ - الذاریات : آیت ۴۷ - ۴۸)

(۲۱) "یہاں سے آخر سورت تک بار بار اپنی نعمتوں کی یاد کرائی اور جنّاتوں اور انسانوں کو پوچھا کہ بتاؤ کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اس سورت میں بعض نعمتوں کا ذکر کیا اور بعض عذاب کا ذکر کیا کہ اس کی اطلاع پہلے سے دینی بھی نعمت ہے اور بہت سی مصیبتوں سے بچا دینا بھی نعمت ہے۔ ہم نے ہر آیت میں مضمون کے لحاظ سے "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" کے ترجمے میں ایسی رعایت اختیار کی ہے کہ نعمت کی طرف آدمی کا دھیان رہے۔"

"یعنی ایسا ربّ۔ جو تمہاری ہر ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہے۔ یہ بھی اُس کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔"

"یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ آسمان کے چھت کے نیچے آدمؑ کا خاندان پڑا ہے۔ جب یہاں سے اٹھانے کا وقت آئے گا تو آسمان کو پھاڑ دیں گے، جو تیل کی طرح پگھلا ہوا مادہ بن کر شدّتِ حرارت سے لال گہرا گلابی رنگ اختیار کر لے گا۔"

"مجرم برابر پکڑ لیے جائیں گے۔ یہ بھی مظلوم کے لیے ایک نعمت ہے مجرموں کی شناخت

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے لیے زحمت نہ ہوگی، چہروں سے پہچان لیے جائیں گے۔ لعنت اور پھٹکار کی سیاہی لپٹی ہوگی۔ کالے کالے بھیانک چہرے ہر مجرم کے گناہ کے لحاظ سے اس کی پہچان ہو جائے گی۔ یہ ایک اور ذلت ہوئی کہ مخلوق کے سامنے رسوائی ہوگئی، سب کو پتہ لگ گیا کہ کس بے ایمان نے کیا کیا جرم کیا تھا۔"

"یعنی میوے ایک ہی قسم کے نہیں کہ کھاتے کھاتے جی اکتانے لگے بلکہ ہر طرح لذت، مزہ، رنگ، خوشبو، نت نئی تاکہ طبیعت ہر وقت بشاش رہے۔"

(۵۵ - الرحمٰن : آیت ۱۲ - ۳۸ - ۴۱ - ۵۲)

(۲۲) "انسان کی صورت اللہ بناتا ہے۔ صورت چہرے سے آدمی پہچانا جاتا ہے۔ یہ نعمت یاد دلا دی کہ ایک روز اپنے مالک کے یہاں جانا ہے، ابھی سے سوچ لو کہ کیا مُنہ لے کر اس کے دربار میں حاضری دو گے۔" (۶۴ - التغابن : آیت ۳)

(۲۳) "نُون" ایک حرف ہے۔ "قلم" ایک ربّانی عطیہ ہے، جو صرف انسان کو دیا گیا ہے اور لکھنے والے بھی انسانوں میں ہوتے ہیں۔ زمین پر بسنے والے کسی اور جاندار کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔ آدمی کو اللہ نے حروف سے لکھنا بولنا سکھایا۔ حروف سے الفاظ بنتے ہیں۔ آدمی اُسے زبان سے بولتا ہے اور قلم سے لکھتا ہے۔ حروف کی آواز کی ادائیگی میں انسان کو اس کے ہونٹ، زبان، منہ کا اندرونی حصّہ اور حلق وغیرہ ساتھ دیتے ہیں، یہ معاملہ کسی غیر انسان کے ساتھ نہیں ہوتا۔ انسان نے زمین پر جو کچھ بولا اور لکھا ہے اور ابھی بھی بولتے لکھتے جا رہا ہے کہ روزانہ لاکھوں ٹن کاغذ لکھنے میں استعمال کر رہا ہے، اس میں کتنا سچ اور کتنا جھوٹ ہے اس کا حساب لیا جانا یقینی ہے، اسی لیے حرف "نون، قلم اور سطر" سے لکھاوٹ لکھے جانے کی شہادت پیش کی گئی۔" (۶۸ - القلم : آیت ۱)

(۲۴) "یہ نوح علیہ السّلام کی کشتی ہے۔ طوفان کے وقت اس پر سوار انسانوں کے چھوٹے سے قافلے کو بچا نہ لیا گیا ہوتا تو زمین پر آدمیت کا بیج نہ رہتا۔ جن کانوں نے یہ واقعہ سنا ہے، اُنھیں اس نعمت کو بھولنا نہیں چاہیے۔" (۶۹ - الحاقّہ : آیت ۱۲)

(۲۵) "دنیا میں مصیبت جھیلتے رہے، رنج کھینچتے رہے، مخالفین کے طعنے تشنے سُنتے رہے،

toobaa-elibrary.blogspot.com

آخر ترکِ وطن اور قتل کی نوبت بھی آئی مگر ہر موقع پر صبر سے کام لیا، دکھ اٹھاتے رہے، اللہ کو ان پر بہت پیار آیا کہ جس بدن کو دنیا میں ایمان کے جرم میں بے آرام کیا گیا تھا، اُن کو بہت ہی اعلیٰ درجے کے ریشمی لباس عطا فرمائے گا کہ سب دکھ درد بھول جائیں گے۔"

(۷۶- الدہر : آیت ۱۲)

(۲۶) "زمین میں پانی کے جھرنے ہوتے ہیں، اسی طرح پہاڑوں میں بھی بڑی سے بڑی اونچان پر اللہ نے ٹھنڈے پانی کے جھرنے جاری رکھے تاکہ آدم کا بیٹا ہر جگہ اپنی پیاس بجھالے۔"

(۷۷- المرسلات : آیت ۲۷)

(۲۷) "اللہ نے انسان کی خوراک غذا اِس ڈھب پر پیدا فرمائی کہ اصل طاقتور لذیذ غذا آدمی کھائے اور اُس کے غلاف اور پتّے چھلکے جانور کے کام آئیں، ورنہ انسان اتنا دلدار نہیں کہ اپنے جانوروں کو پھل فروٹ اور میوے کھلاتا۔ پھر جانوروں کے لیے اور بھی خاص انتظام فرمادیا کہ گھاس، چارہ، پتّیاں خاصی مقدار میں بغیر کاشتکاری کے پیدا فرمادیا کہ جانوروں کے چارے کی کاشت کاری آدمی کو نہیں کرنی پڑتی۔ مکئی کا ایک بُھٹّا، آم، جام یا اناج کی بالی پر آدمی غور کرے تو دانے، رس، گودا، مٹھاس سب انسان کی روزی رزق بنے اور باقی پتے چھلکے جانوروں کے لیے۔ موسمبی، سنترہ، کیلا اور دیگر پھل فروٹ پر، میوے کی حفاظت کے لیے قدرت نے غلاف پہنائے کہ ایک طرف چیز کی حفاظت ہو اور دوسری طرف انسان کھا چکے تو چھلکے غلاف، جانوروں کے کام آئیں۔" (۸۰- عَبَسَ : آیت ۳۱)

(۲۸) "بہت سی راتیں آدمی پر ایسی بھیانک آتی ہیں کہ کاٹے نہیں کٹتیں۔ کسی رات کا آسانی سے کٹ جانا، یہ بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔

"بہت سی راتیں آدمی پر ایسی بھیانک آتی ہیں کہ کاٹے نہیں کٹتیں۔ کسی رات کا آسانی سے کٹ جانا، یہ بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ قرآن وحدیث میں نعمت سے بھرپور راتوں کا ذکر آیا ہے۔ جیسے شبِ معراج، شبِ قدر، شبِ برأت اور رمضان شریف کی تمام راتیں۔ خصوصاً رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی تمام طاق راتیں اور ماہ ذی الحجہ میں حج کے دنوں کی راتیں اور عیدالفطر، عیدالضحیٰ کی راتیں وغیرہ۔ (۸۹- الفجر: آیت ۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

خدا کی کائنات

(۱) "اللہ تعالیٰ نے آدمی کو بنایا اور اُس کے رہنے سہنے کو زمین بنائی۔ آسمان کو چھت بنایا، سورج، چاند، ستارے، ہوا، بادل، پانی، غذا سب کچھ پیدا کر دیئے۔ ایسے رب کی بندگی میں آدمی اگر کسی کو شریک کرے یا اللہ کے برابر کسی اور کو ٹھہرائے تو یہ حرکت گویا جان بوجھ کر اس نے کی، اس لیے فرمایا کہ (اللہ کی اس تخلیقی کارسازی کو) تم جانتے بھی ہو۔"

(۲ - البقرہ: آیت ۲۲)

(۲) "چاند، سورج، نظامِ فلکی، ستاروں کے مدار، ان کے درمیانی فاصلے، گردش پیمائش، گرمی، دھوپ چھاؤں، بارش، ہوا، بادل، پانی، زمین میں کھیتی، معدنیات، کشش، ثقل، موسم کے تغیرات، یہ سارے دفتر ایک لفظ "تخلیق" میں سمیٹ لیے گئے ہیں کہ مالک نے ان سب کو بنا کر کام میں لگا دیا تا کہ تم کو نفع پہنچتا رہے۔ جو عقلمند ہے، اس کے غور و فکر اور تلاش و جستجو کا نتیجہ و حاصلِ مطالعہ "ذکر اللہ" ہے۔ یعنی اس کارخانۂ حیات میں انسان کا آنا بے مقصد نہیں بلکہ یہاں پر ایمان اور نیکی کا امتحان دینے کے لیے ہر انسان بھیجا گیا ہے، جو ناکام ہوگا، اس کے نصیب میں جہنّم کی آگ لکھ دی گئی ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی بھی حمایتی نہیں ہوگا۔" (۳ - آلِ عمران: آیت ۱۹۰ تا ۱۹۲)

(۳) "پو پھٹتی ہے اور صبح نمودار ہوتی ہے فجر کا وقت بڑا سہانا اور بابرکت ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی قدرت کا مظہر ہے۔ اسی طرح سورج چاند، برابر چکر لگاتے جا رہے ہیں اور دن رات کا حساب لگانے میں ہم کو سہولت ہے۔ یہ سب غالب زبردست علم والے کی قدرت کا نشان ہے۔" (۶ - الانعام: آیت ۹۷)

(۴) "پہاڑوں کو اس زمین میں کھونٹے کی طرح گاڑ دیا کہ اس کا توازن اور بیلنس برقرار رہے اور سمندروں جنگلوں اور انسانوں سمیت ایک یا دوسری طرف ڈھلک نہ جائے اور پہاڑوں کو اس ڈھب سے رکھا کہ قدرتی راستے بن گئے تاکہ لوگ آسانی سے ایک ملک سے دوسرے ملک آجا سکیں۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"ندیوں، پہاڑوں، درّوں اور سمندروں سے علاقوں کی سرحدیں بن جاتی ہیں -
اندھیاری راتوں میں دریائی جنگلوں کے سفر میں ستاروں سے مدد ملتی ہے۔ آج کے سمندری
سفر میں مشینی آلات جو سمت بتاتے ہیں، وہ بھی ستاروں کی کشش کی بنا پر کام کرتے ہیں۔"

(۱۶- النحل: آیت ۱۵-۱۶)

۵ "انسان کی پیدائش اور موت کا تسلسل یہاں پر لاکھوں انسانوں کا، ظُلم کا شکار ہونا،
قتل غارت گری، ناانصافی، طبقاتی کشمکش گناہ کی ریل پیل، دوسری جانب نیکی تقویٰ، سچائی
پاکبازی، انصاف اور انسانیت کے تقاضوں کے تحت جینا مرنا، لیکن نتائج کبھی سیدھے
کبھی الٹے۔ یہ سب باتیں دیکھ کر درمیانی سطح کے آدمی کے لیے شبہ پڑنے کی گنجائش ہے
کہ کیا یہ دنیا کھیل تماشہ اور بے مقصد تخلیق تو نہیں؟ اس کا جواب یہاں دیا گیا ہے کہ اگر یہاں
سب کچھ دل بہلانے اور بے نتیجہ زندگی کا مقصد ہوتا تو ہم اس کائنات کو اتنا سنجیدہ اور
منظم وجود عطا نہ کرتے بلکہ ایسے نچلی سطح کے مقصد کے لیے کسی اور منصوبہ کے تحت یہاں کا
نظام ہوتا اور پوری انسانیت کو اس الجھن میں نہ ڈالا جاتا۔"

(۲۱- الانبیاء: آیت ۱۷- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

۶ "مٹی میں پانی کا سَت اور خُلاصہ رکھ دیا اور پانی سے ہر جاندار کی تخلیق اور حیات کو
جاری کیا۔ پیٹ کے بل رینگنے والے جیسے کہ سانپ، سنپولیے، کیچوے وغیرہ پانی کے
جانداروں میں مچھلی اور دوسرے بے شمار دریائی جانور، چار پیر والوں میں جنگل کے شیر، بھالو،
بھیڑیئے اور پالتو جانوروں میں گائے بیل بھینس بکری وغیرہ اور دو پیر والے انسان تو اپنی
جگہ خوب سے خوب تر ہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ"
ہر جاندار کے بدن کے سانچے ڈھانچے کے لحاظ سے اسے ترتیب اور ڈیزائن دیا اور تجسیم
کا خوب لحاظ رکھا کہ کسی طرح کی ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح بعض کے پاؤں چار سے بھی
زیادہ رکھے، جیسے کہ گوم اور کیکڑے وغیرہ۔" (۲۴- النور: آیت ۴۵-۴۶)

۷ "اللہ نے سورج بنایا۔ ہر چیز کا سایہ ٹھیک دوپہر میں کھڑا ہوتا ہے۔ پھر ڈھلنے لگتا
ہے۔ صبح شام پرچھائیاں زمین پر پھیل جاتی ہیں۔ جیسے جیسے سورج دوپہر کی طرف آگے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بڑھتا ہے۔ ہر چیز کی چھاؤں سکڑنے لگتی ہے۔ اس اُلٹ پھیر اور گھٹ بڑھ پر سورج کو دلیل بنادیا۔ بعض نادان لوگ سورج کے طلوع اور غروب کو پوجتے ہیں۔ وہ بھی اپنی راہ صحیح سمجھتے ہیں۔ ان کی گمراہی بھی عجیب ہے۔"

"سورج اپنے اندر بڑا زبردست ایندھن رکھتا ہے اور ہماری آنکھ سے دکھائی دینے والے سیّاروں میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ گرم ہے کہ ہماری زمین کی طرح کئی کئی زمینیں، اکٹھی کھینچ لے تو ایک پلک جھپکنے کی دیر میں گھاس کے تنکے کی طرح سب کو جلا کر رکھ دے مگر یہ بھی اللہ کی قدرت ہے، جب چاہے اپنے قبضۂ قدرت میں ایسا کس دے کہ سورج بھی اپنی رفتار میں ذرہ برابر ادھر ادھر نہ ہو سکے۔ یہ سورج بھی ایک دن بے نور ہو جائے گا۔" (۲۵ - الفرقان : آیت ۴۵-۴۶)

(۸) "ہر کوئی اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے کہ آسمان بغیر کسی کھمبے اور ستون اور سہارے کے، تنا ہوا ہے۔ مضبوط بندش کہ کہیں جھول نہیں۔ پکی چھت ایسی کہ کہیں سوراخ نہیں، کہیں تفاوت نہیں، فرق نہیں۔ اس کا تمام تر وزن اللہ کے امر کے تحت لٹکا ہوا ہے۔ پھر پہاڑ اسی ڈھب پر ڈالے کہ زمین کا قدرتی توازن اور نیچرل بیلنس برقرار رہے، اگر ایسا نہ کرتے تو زمین کی گردش میں ہر گھڑی بڑے بڑے حادثے ہوتے اور آدمؑ کا گھرانہ یہاں آباد نہیں ہو سکتا تھا۔" (۳۱ - لقمان : آیت ۱۰)

(۹) "معلوم ہوا کہ اللہ کی بنائی ہوئی کائنات میں ہر جگہ دن بارہ گھنٹے کا نہیں بلکہ زمین پر ایک ہزار برس ہوں تو آسمان والی مخلوق کا ایک دن۔ اور پچاس ہزار سال ہمارے یہاں تو ان کے یہاں پچاس دن۔" (۳۲ - السجدہ : آیت ۵)

(۱۰) "زمین میں قدرتی جنگلات، خودرو درخت بھی ہوتے ہیں، جس کی کاشتکاری انسان نہیں کرتا۔ بلکہ اب بھی زمین کے بعض خطّے ایسے ہیں کہ انسان وہاں تک پہنچ بھی نہیں پایا۔ جہاں ہزاروں سال کے درخت کھڑے ہیں۔ یہ قدرت کی دین ہے۔ آدمی کی محنت اس پر کچھ نہیں مگر یہ بھی اس کو کھاتے اور استعمال میں لاتے ہیں۔ انسان پر لازم ہے کہ کھانے پینے کی ہر چیز پر اللہ کا شکر ادا کرے۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"فلک کے دائرے اور ہر سیارے ستارے کا مدار اور دائرہ الگ الگ ہے۔ کوئی کسی کی سرحد میں نہیں جا سکتا۔ بس لٹک رہے ہیں پرندے جیسے ہوا میں اُڑتے ہیں۔ رحمٰن کے سوا اُنھیں کوئی تھام نہیں سکتا۔ سورج چاند کا خاص یہاں ذکر فرمایا کہ ان دونوں سے انسانوں کے لاکھوں لاکھ ظاہری باطنی کام ہوتے ہیں۔ باقی اور ستاروں سیاروں کی بھی کمی نہیں، جس کی اونچائی تک انسانی نگاہ ابھی تک نہیں پہنچ سکی۔"

(۳۶ - یٰسٓ : آیت ۳۵-۴۰)

(۱۱) "زمین پر جس طرح آدمی اور دوسرے ذی روح چلتے پھرتے اور رہتے بستے ہیں، آسمان بھی خالی نہیں۔ وہاں پر فرشتوں کا وجود ثابت ہے۔ آدمؑ علیہ السّلام کی اولاد میں انبیاء اور مرسلینؑ بھی زمین سے آسمان تک جا چکے ہیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور ہمارے سردار جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم۔ اس آیت سے اشارہ ملتا ہے کہ آسمانوں میں بھی مخلوق ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح زمین پر ہم چلتے ہیں، آسمانوں میں، زمین کی طرح چلنے والی مخلوق کا وجود ہوگا۔"

(۴۲ - الشوریٰ : آیت ۲۹ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۲) "اللہ تعالیٰ نے زمین میں اُگنے والی ہر چیز کے نر مادہ کے جوڑے بناتے جدید تحقیقات نے اب اس کو ثابت کر دیا ہے۔ قرآن مجید کے نازل کرنے والے نے اپنے نبیِ برحق صلی اللہ علیہ وسلّم پر قرآن شریف میں آج سے پندرہ (۱۵) سو برس پہلے ہی اس کو بتا دیا ہے۔"

(۵۰ - قٓ : آیت ۷)

(۱۳) "آسمان کے تاروں کی چال، اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دی ہے۔ مغرب سے مشرق کو اور کبھی ٹھٹھک کر، اُلٹے پھرتے ہیں، کبھی ٹھہر جاتے ہیں، کبھی ڈُبک کر چھپ گئے اور بعض تو ایک ساتھ مل کر چلتے ہیں، جیسے سات ستاروں کا ایک ہی جُھمکا ساتھ ہی ساتھ چلتا ہے۔ اللہ نے ان کو قسم میں بطور شہادت پیش فرمایا کہ میری قدرت کے نشان بھی دیکھتے جاؤ۔"

(۸۱ - تکویر : آیت ۱۵-۱۶)

خدا کی نشانیاں

(۱) "جانوروں کے چارہ گھاس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے، آدمی خود کاشت نہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرتا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے جنگل میں اس کا ایسا انتظام کیا کہ بارش کے پانی سے چوپایوں کی غذا، بڑی مقدار میں تیار ہو جاتی ہے ورنہ آدمی اپنے حصّہ کی روزی میں سے جانوروں کو کیسے کھلاتا۔ قدرت کا ایک کھلا نشان ہے اور یہ بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ پھلوں میں جو غلاف اور چھلکا چڑھا ہوتا ہے، وہ پھل کے اصل کارآمد حصّہ کو محفوظ کرتا ہے اور اسی چھلکے کو آدمی پھل کھانے کے بعد پھینک دیتا ہے اور اناج وغیرہ میں بھی جو چیز آدمی کے کام کی نہیں دوسرے جانور بہت شوق سے اُسے کھا لیتے ہیں۔ یہ قدرت کا وہ نشان ہے کہ اندھا بھی اس سے ہدایت پا جائے اور اپنے مالک کے حضور سر جھکا دے۔"

(۱۶۔ النحل: آیت ۱۰)

(۲) "رات اور دن کے آنے جانے کے نظام میں بڑے بڑے نشانات ہیں۔ رات میں ہر مخلوق کو زمین پر آرام ملتا ہے۔ نیند کا سبب اور جسمانی حاجت کے لیے قدرتی چھاؤں کا انتظام، پھر دن میں روزی روٹی کمانا، جوڑنا، چلنا پھرنا، بونا، جوتنا کاٹنا، آسان ہوتا ہے اور دن رات کے چکر سے ہفتے مہینے برس کی گنتی، عمروں کا حساب، مکان زمین کے کرائے، قول و قرار کی مدّت کا تعیّن، تاریخ نویسی اور مدّت دراز کا بیورا اور لاکھوں لاکھ کام نکلنے لگے۔ اس طرح اللہ کی یہ دونوں نشانیاں، زمین والی مخلوق کے لیے نہایت ہی مفید ہیں اور کوئی غیر اللہ ایسی مفید نعمت کا موجد اور بنانے والا نہیں ہو سکتا۔"

(۱۷۔ بنی اسرائیل: آیت ۱۲۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۳) "آسمان سے پانی برسانے میں بڑی لطیف تدبیر فرمائی کہ بھاری بوجھل بادلوں سے قطرہ قطرہ بارش ہوتی ہے اور ایک بوند دوسری بوند سے الگ ہو کر برستی ہے۔ ورنہ بادل سے پرنالہ کھول دیتے یا موٹی دھار سے پانی برساتے تو مخلوق کے سر پھٹ جاتے۔ مکان لوٹ جاتے اور زمین میں گڈھے پڑتے۔ یہ سب کام اس مالک نے ایک باریک اور لطیف تدبیر سے کر دیئے کہ وہ مخلوق کی تمام ضرورتوں حاجتوں سے خوب واقف ہے۔"

"اللہ پر ایمان لانے کے لیے لاکھوں لاکھ نشانات، انسان کے اندر اور باہر موجود

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں اور بہت سی نشانیوں سے انسانوں کو رات دن واسطہ پڑتا ہے۔ پالتو جانور اور سواری کے جانور، دریا میں چلنے والی کشتیاں اور آج کے بڑے بڑے جہاز اور جنگی بیڑے اور بغیر کسی کھمبے اور ستون کے تنا ہوا آسمان، سر پر موجود سورج، چاند تارے کہ جب سر اٹھائے دیکھ لے۔ یہ سب کارخانہ قدرت، آدمی کے اوپر برابر لٹکتے چلتا رہتا ہے اللہ جب چاہے سب کچھ ان کے سر پر گرا دے، قیامت کے دن ایسا ہونا لازمی ہے۔"

(۲۲-الحج : آیت ۶۳-۶۵)

(۴) "کوئی آدمی اللہ کے وجود اور اس کے خالق مالک ہونے کا نشان کبھی پوچھے تو یہ جواب بتایا کہ مٹی سے آدمی کا بنانا پھر صورت بنا کر زمین میں اُسے پھیلاتے رہنا اور آدمی کے جوڑ کی عورت پیدا کر دینا، آسمان اور زمین کا پیدا کرنا، ہزاروں زبانوں اور بولیوں میں انسان کو تعلیم کرنا، رات دن میں آدمی کا سونا جاگنا، چلنا پھرنا، روزی کی تلاش کرنا، رنگا رنگ آدمی پیدا کرنا، بجلی، بارش، خوف و امید کے درمیان جلانا مارنا، آسمان سے پانی کا برسانا، آسمان کو کھڑا رکھنا، یہ سب نشانات کافی ہیں تاکہ ہر شخص کو زیادہ باریکی میں نہ جا کر آسانی سے اللہ کی معرفت حاصل ہو جائے۔" (۳۰-الروم: آیت ۲۰ تا ۲۵)

(۵) "اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے، ایک نشانی یہ ہے کہ سورج کے نکلنے کے مقامات، ہر دن الگ الگ ہوتے ہیں۔ اس لیے "مشارق" فرمایا۔ مشرق وہ سمت ہے جہاں سے سورج نکلتے ہوئے دکھائی دیتا ہے، لیکن پو پھٹتے ہی پہلی کرن جب زمین والوں پر پڑتی ہے، وہ ہر دن جدا جدا ہوتی ہے۔ اسی طرح غروب ہونے کے بھی الگ الگ مقامات ہوتے ہیں۔" (۳۷-الصّٰفّٰت : آیت ۵)

(۶) "اگلے دور میں آگ سے کھانا پکتا، بدن سینکتے، شہر پناہ کے گیٹ پر بادشاہی چوکیدار، آگ کے الاوے روشن رکھتے، تاکہ دور سے مسافروں کو پتہ لگے کہ یہاں آبادی ہے۔ جنگلوں میں مسافر اپنے آس پاس آگ جلا کر رات میں سوتے، تاکہ وحشی جانوروں سے بچاؤ رہے اور اب یہی آگ مسافروں کی مزید ضرورتیں پوری کرتی ہے۔ ریل، سمندر کے جہاز، موٹر، بس، ہوائی جہاز، ایسی تمام سواریوں میں آگ کا ایندھن ہی، اب بھی اصل ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

چاہے لکڑی کا کوئلہ ہو یا پٹرول، ڈیزل، مٹی کا تیل یا اور کچھ ہو، ہر حال میں آگ سے مسافروں کا نفع وابستہ رکھے اب اصل مالک کو جاننا ماننا ہو تو، ہزاروں نشانیاں ہیں اور جو نہ مانے اس کی عقل پر افسوس۔" (۵۶-الواقعہ: آیت ۷۳)

آسمان

① "قیمتی کاغذات، قبالے، شاہی فرمان، سرکاری دستاویزات اور آج کل کے جائداد اور رجسٹری کے کاغذات جس طرح لپیٹے جاتے ہیں اُسی کی طرح آسمان کو اللہ تعالیٰ لپیٹ لے گا۔" (۲۱-الانبیاء: آیت ۱۰۴)

② "آسمان میں اوپر راستے کا یہاں تذکرہ فرمایا- روح، فرشتے، احکامات کا نزول، عذاب، رحمت، ان سب کے آنے کے راستے، آسمان میں الگ الگ ہیں- ہوائی پٹیاں اور سیدھی شفاف راہیں، جن کی حدبندی ایک سے دوسرے کو الگ رکھتی ہے- یعنی نیک اور بد کی روح کے جانے کے راستے الگ الگ ہوں گے- اسی طرح رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے بھی آنے جانے کی راہیں ایک دوسرے سے ممتاز ہوں گی۔"

(۲۳- المومنون: آیت ۱۷)

③ "آسمان نیچے اوپر سات ہیں- ہماری زمین سے دنیا میں ہمیں جو آسمان دکھائی دیتا ہے اُسے قرآن پاک میں آسمانِ دنیا کہا گیا ہے یعنی دنیا میں رہنے والوں کے لیے اِس پار کا آسمان۔"

"آسمان کی طرف فرشتے چڑھتے ہیں- اہلِ ایمان کی روح اور جیتے جی بعض انبیاءؑ و مرسلینؑ بھی آسمان پر بلائے گئے، جیسے حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف میں، آسمانوں کی سیر کرائی گئی- حضرت ابراہیمؑ حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے حضورؐ کی ملاقات، معراج شریف میں ہونے کا تذکرہ بھی علمائے کرام کرتے ہیں۔" (۳۷-الصّٰفّٰت: آیت ۶-۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴) "آسمانوں میں گذرگاہیں اور راستے ہیں۔ چاہے خلاء میں ہوں یا نورانی کرنوں کے ہوں یا فضائی نشانات کے ہوں یا روشنی کے عکس کی پٹیاں ہوں، جو بھی ہوں، اللہ بہتر جانتا ہے" (۵۱-الذّٰریات : آیت ۷)

(۵) "آسمان کی وسعت، لمبان، چوڑان کو ناپ لینا کسی انسان کے بس کی بات نہیں، اس لیے فرمایا کہ آسمان کو ہم نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور ہم وسیع سے وسیع تر اور انتہائی پھیلاؤ رکھنے والی چیزیں بنا دینے پر قادر ہیں" (۵۲-الطور : آیت ۴۷)

(۶) "اِس آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان بھی گردش میں ہے اور گھومتا ہے۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم پر طواف میں مشغول ہے۔ اِسی مضمون کی بات سورۂ یٰسٓ آیت ۴۰ میں دیکھی جا سکتی ہے" (۸۶-الطارق : آیت ۱۱)

تخلیقِ انسانی

(۱) "روح بدن میں پڑی، سوچنے سمجھنے کی اہلیت پیدا ہوئی اور مٹی کے اِس پُتلے میں چلت پھرت شروع ہوئی۔ انسان کے پہلے کی مخلوق، فرشتوں کی تھی جن کا بدن نورانی ہونے کی وجہ سے، اُنھیں نہ دیکھ سکیں نہ چھو سکیں۔ جنّات جو آگ کی لپیٹ سے بنائے گئے ہیں، ان کا جسم بھی چھو کر دیکھا نہیں جا سکتا، مگر آدمی کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا کہ دونوں کے مقابل، خوب سے خوب تر، کہ بدن بھی ظاہر اور ایسا کہ حاجتیں اور آرزوئیں بےشمار پھر کھانا، پینا، سونا، کمانا، شادی بیاہ، بیوی اولاد، خاندان، رشتے ناطے پھر عقل ہوش، ایمان عقیدہ، اللہ کے ساتھ لگاؤ، ذکر فکر بھی ساتھ، ارادہ، قوتِ اختیار اور رنگا رنگ صفات کا مجموعہ۔ انسان میں ایسا کچھ جمع ہوا کہ تمام مخلوقات میں افضل ہو گیا" (۱۵- الحجر : آیت ۲۹)

(۲) "انسان کی پیدائش، منی کی حقیر بوند پر رکھ دی تا کہ انسان اپنی اصل کو جان کر اپنے مالک کے سامنے سر جھکا دے، لیکن بہت سے لوگ اس حقیقت کو جان کر بھی اپنے ربّ کے متعلق حجّت کرتے ہیں" (۱۶-النحل : آیت ۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳) " انسان کی تخلیق میں اللہ نے مٹی کا سَت، جوہر اور زمین کی تمام خاصیت کا خلاصہ رکھ دیا اور اوپر سے روح ڈال کر ایک بڑی عجیب مخلوق بنا دی جس کا تمام مخلوقات میں مرتبہ بلند ہوا۔"

" ٹپکتی بوند کو قرار دیا یعنی ٹھہرا دیا ایک خاص مقام پر، جہاں اِس پر نقشہ، صورت اور تشکیلِ بدن کے مرحلے گذرتے گئے۔ بہتے پانی پر شکل و صورت اور جسم بنانا، واقعی ایک بڑا کمال ہے۔ جو خالقِ کائنات کے سوا کسی میں نہیں۔"

" یہ انسان کی تخلیق کے احوال ہیں۔ جو ہر آدمی پر ماں کے پیٹ میں گذرتا ہے۔ پانی کی بوند، نطفہ کی شکل میں، پھر جما ہوا خون بنا اور بوٹی بنی، تب اللہ نے اس کے اندر ہڈیوں کا ڈھانچہ پھیلا دیا اور اوپر سے کھال کا لباس چڑھا دیا۔"

(۲۳- المومنون: آیت ۱۲ تا ۱۴- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) " زمین آسمان اور اس کے بیچ کی ہر ہر مخلوق، اپنے وجود سے اپنے خالق کے مصوّر (صورت بنانے والا) اور حکیم ہونے کی شہادت دے رہی ہے کہ اس نے جو چیز بھی بنائی خوب بنائی اور ہر ایک اپنے وجود سے اس کی تعریف و توصیف کا ثبوت دے رہا ہے۔ پھر ان میں ہر ایک مخلوق، اللہ کی بندگی، تسبیح، آداب وغیرہ سے بھی واقف ہے۔ اب صرف آدمؑ کا بیٹا رہ گیا جو اپنی اختیاری زندگی میں آزاد ہے۔ چاہے بندگی، تسبیح، نماز، حمد کرے نہ کرے لیکن باقی مخلوق ہر طرح سے مجبور ہے کہ ایک اللہ کی خوبی بیان کرتی ہی رہے۔ چونکہ انسان کے علاوہ تمام مخلوق کو بندگی کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اس لیے ان میں سے کسی کو سزا جزا نہیں، لیکن انسان کو اختیار اور آزادی ہے کہ چاہے تو اپنے مالک کی بندگی کرے چاہے نہ کرے۔ جو چاہے اپنے مالک پر ایمان لائے۔ جو چاہے نہ لائے۔ لیکن اب انسان پر نتیجہ بھگتنے کا بوجھ، آپ سے آپ قانونِ قدرت کے تحت آگیا کہ اچھا عمل کرے، جنّت پائے، بُرا عمل کرے جہنّم کا ایندھن بن کر اپنے انکار کی سزا بھگتتے رہے۔"

(۲۴- النور: آیت ۴۱- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۵) " پانی کے نطفے سے آدمی کو وجود میں لایا، انسان کو خاندان اور سسرال والا بنا کر،

toobaa-elibrary.blogspot.com

رشتوں ناطوں کے سلسلے کی ڈوریوں میں ایک دوسرے کو باندھ دیا اور ہر ایک کو تقدیر کے شکنجے میں ایسا کس دیا کہ جس کو جو چاہا بن جانے پر مجبور کر دیا۔ کسی کو مرد بنایا تو کسی کو عورت بنا دیا۔ اس طرح انسان کی خاندانی زندگی میں حسن اور رنگ بھر دیا۔ ایسی محبت اور رشتے ناطے سے تعلق پیدا کر دیا اگر یہ نہ کیا جاتا تو سماج کی بنیاد اپنی چوکھٹ پر بیٹھ نہیں سکتی تھی۔"

(۲۵-الفرقان : آیت ۵۴)

⑥ معلوم ہوا کہ چیونٹیاں بھی بول بولتی ہیں اور پرندے بھی اپنی بولی بولتے ہیں۔ قوتِ ناطقہ سب کو ہے مگر ان سب میں اہلِ زبان صرف انسان ہے جسے اللہ نے قوتِ بیان عطا فرمائی ہے۔" (۲۷-النمل : آیت ۱۸)

⑦ "پانی کے نچوڑ سے انسان کی تخلیق سے شاید یہ مراد ہو کہ منی میں خاندان کے اثرات، صورت شکل، قدو قامت اور عادت وغیرہ میں عورت مرد، دونوں کے کنبے قبیلے کا نچوڑ آجاتا ہو تو کوئی تعجب نہیں۔" (۳۲-السجدہ : آیت ۸)

⑧ "آدمی کو آگ ایندھن کی سخت ضرورت ہے، اس کے بغیر زندگی کا سامان تیار نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلے پتھروں کی رگڑ سے آدمی چنگاری حاصل کرتا رہا۔ بانس کی ہری ہری ٹہنیوں میں رگڑ سے آگ پیدا ہوتی ہے پھر لکڑی اور پتھر کا کوئلہ، اس کا پتہ بھی اسے آگے چل کر ہو گیا اور اب بجلی گیس سے بھی ایندھن حاصل کرنا آدمی کو اللہ نے سکھا دیا۔ یہ سب نشان ہیں اُس کی قدرت کے ورنہ آدمی اگر جانور کی طرح بے عقل ہوتا تو اپنی ضروریات کے لیے ایسے سامان حاصل کرنا اس کے لیے ممکن نہیں تھا، پھر کمال یہ ہے کہ پانی کی ٹپکتی بوند سے بنے انسان میں اللہ نے یہ سب کمالات رکھ دیئے۔"

(۳۶-یٰسٓ : آیت ۸۰ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑨ "اُس کی کلائی، گھٹنے، ٹخنے، پنڈلی، کمر کی ہڈیاں، گلے، گردن اور پیٹھ کے منکے، ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ برابر جوڑ دیا کہ بدن جسم درست ہو گیا۔ اوّل قطرہ، منی کا تھا اس میں بظاہر یہ اوصاف نہیں تھے۔ اللہ جلّ شانہ نے اپنی قدرت کا منظر، ہر آدمی کے بدن میں دکھایا۔ ہزاروں ہزار نشانیاں ایک سے ایک عجیب۔ جو چاہے غور کرے تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

اپنے مالک کو پہچان لے۔ بے دھیان رہا وہ معرفت سے خالی ہوگیا۔"

(۷۵-القیٰمۃ : آیت ۳۸)

(۱۰) "انسان کو زمین پر بسنے والے ہر جاندار کے مقابلے میں، قوتِ سماعت اور قوتِ بصارت عطا فرمائی تاکہ امتحان میں بیٹھنے کی انسان، پورے طور پر تیاری کر سکے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ کان اور آنکھ تو ہر مخلوق کو ہے لیکن سماعت و بصارت میں انسان کو دوسروں پر ممتاز فرمایا۔" (۷۶-الدہر : آیت ۲)

سمندری نعمتیں

(۱) "دریا سے مچھلی، جھینگا وغیرہ لاکھوں ٹن تازہ گوشت کھانے کو اور اسی سمندر سے موتی، مونگا، قیمتی ہیرے، پتھر، دریائی زیورات کے انبار کے انبار، انسان کے ہاتھ آتے ہیں۔ غوطہ خوروں اور جہاز والوں کو اللہ نے سمندری رزق سے مالا مال کر دیا ہے۔"

(۱۶-النحل : آیت ۱۴)

(۲) "سمندر کے سفر میں کشتیاں جہاز چلتے ہیں۔ ان پر ہوا کا اثر بہت پڑتا ہے۔ موافق ہوا میں جہاز سہولت سے چلتے ہیں۔ مخالف ہوا اور طوفان میں جہاز کے سفر میں تکلیف ہوتی ہے اور کبھی ڈوب جاتے ہیں اور کبھی چند دن کا سفر، مہینوں میں پورا نہیں ہوتا۔ کھانے پینے کے سامان ختم ہوں تو سمندر کے مسافر، بے موت مرتے ہیں۔ آج کے مشینی دور میں بھی ہوا، آندھی، طوفان کا اثر جہازوں پر پڑتا ہے اور تمام جہاز مشین سے اب بھی نہیں چلتے۔ کبھی ایسی کھاڑی اور کم گہرا پانی ہو، وہاں مشینی جہاز کام کے نہیں، بلکہ بادبانی کشتیاں اور وہ جہاز جو ہوا کے محتاج ہوتے ہیں، ان ہی سے کام چلایا جاتا ہے۔ یہاں ایک اور نعمت کا ذکر فرمایا کہ ہوا، اگر ساکن ہو کر تھم جائے تو پانی میں چلنے والی کشتیاں کھڑی رہ جائیں اور مسافر، دانے پانی کو ترس کر دم توڑ دیں۔ اس مصیبت پر جس کو صبر اور شکر کی راہ ملی وہ اپنے اللہ کو پا گیا۔" (۴۲-الشوریٰ : آیت ۳۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملائکہ

(١) "تخلیقِ انسانی کا ابتدائی منصوبہ، خالقِ کائنات نے ہم سے پہلے کی مخلوق کے سامنے رکھا۔ انھوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ بھلا، اللہ تعالیٰ کا کوئی کیسے نائب ہو سکتا ہے۔ اگر ذرا بھی خلافت میں من مانی کی تو زمین کے نظام میں بڑی خرابی اور خون خچر ہوگا۔ رہا یہ کہ انتظام مقصود نہ ہو، صرف حمد و تقدیس ہی مقصود ہو تو ہم' برابر یہ سب انجام دے رہے ہیں۔ نیازمندی اور جوش اور جاں نثاری کے لیے ہماری پوری جماعت موجود ہے۔ کوئی نئے اور مستقل عملہ کو یہ ذمہ داری ہرگز نہ دی جائے کہ بعض کو آپ کی مرضی پر چلنے کا تحمل نہ ہو اور زمین کے بندوبست کو بگاڑ ڈالے تو حضرت والا کی خفگی کا باعث ہوگا۔ پھر اب تک کسی کام میں، ہم غلاموں نے کوئی عذر اور کاہلی نہیں کی ہے، کسی نئی خدمت کے لیے بھی ہم پر نظرِ عنایت ہوئی تو ہمیں کوئی عذر وانکار نہ ہوگا۔" البقرہ: آیت ٣٠

(٢) "معلوم ہوا کہ موت کے وقت، فرشتوں کا سلوک، مرنے والوں کے ساتھ اُن کے اعمال کی نسبت سے ہوگا۔" (٨- الانفال: آیت ٥١)

(٣) "اِس آیت سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ (١) فرشتے انسانی شکلوں میں آ سکتے ہیں۔ (٢) فرشتے انبیاءؑ کو سلام کہتے ہیں اور جواب میں انبیاءؑ بھی سلام کہتے ہیں (٣) فرشتے جب انسانی شکل میں آتے ہیں تو پیغمبرؑ بھی ان کو پہچان نہیں سکتے۔ اگر پہچانا جاتا کہ یہ فرشتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کھانے کا انتظام کیوں فرماتے اور ایک اچھا خاصہ بچھڑا گھی میں تل بھون کر مہمانوں کے لیے دستر خوان پر کیوں رکھتے۔ (٤) معلوم ہوا کہ فرشتے دستر خوان پر کھانے کے لیے بیٹھ بھی گئے، لیکن کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے بلکہ خاموش بیٹھے رہے اور حضرت ابراہیمؑ ان کو پہچان نہ سکے اور ابراہیم علیہ السّلام کے دل میں مہمانوں کے بارے میں ڈر پیدا ہو گیا۔ تب فرشتوں کو اپنی حقیقت بیان کرنی پڑی کہ ہم انسان نہیں بلکہ ملائکہ ہیں، جو انسانی شکل میں آپ کے پاس آئے ہیں۔ (٥) یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ فرشتے روپ بدل سکتے ہیں لیکن ان کی فطرت نہیں بدلتی۔ اگر فطرت میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی تبدیلی ممکن ہوتی تو کھانا کھا لیتے لیکن کھانا نہیں کھا سکے۔ یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ کچھ ان کو حاجتِ بشری بھی نہیں۔"

"معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی بستی میں نوجوان، کمسن اور خوبصورت لڑکوں کی شکل میں پہنچے اور حضرت لوط علیہ السلام، اُن کو پہچان نہ سکے کہ یہ فرشتے ہیں۔ تب وہ بہت غمگین ہوئے کہ اب اللہ خیر کرے، میری قوم کے بدنیّت لوگ پتہ نہیں، اِن مہمانوں کے ساتھ کیا سلوک کریں اور میں کمزور ہوں، مہمانوں کو بچا نہیں سکوں گا۔"

(۱۱-ہود: آیت ۶۹ تا ۷۹)

④ "فرشتے خدائی فوج کے ارکان ہیں۔ اللہ کے حکم پر عمل کرنا، ان کا مقصود ہے۔ ایک کو (حضرت ابراہیمؑ کو) بشارت دی اور دوسرے علاقہ میں ایک قوم کو جو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم تھی، اُسے اس کے گناہوں کے بدلے میں تباہ کرنے بھی جانا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کو خیال ہوا کہ جتھے کی شکل میں ان کے زمین پر آنے کا اور بھی کچھ پروگرام ہوگا۔ حضرتؑ کے پوچھنے پر فرشتوں نے یہ جواب دیا۔" (۱۵-الحجر: آیت ۵۸)

⑤ "ہر آدمی کے اپنے اپنے عمل کے لحاظ سے موت کے فرشتے، اس محکمہ سے آتے ہیں جہاں پر مُردے کو آخرت میں رہنا ہے۔ آخری وقت جس کا جیسا ہوگا، اسی کے مطابق، اس کا مقام، آخرت میں بنے گا۔ جو لوگ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اُن کی موت پر جنّت کی بشارت ہے اور جو قرآن پر ایمان نہیں رکھتے اُن کی موت پر جہنّم کی بری خبر اُن کو موت کے بستر پر ہی مل جاتی ہے۔"

"یہ شاید اُن لوگوں کے حق میں فرمایا جو موت سے پہلے فرشتوں، جنّت، جہنّم، یومِ حساب اور محشر کو دیکھنے کی مانگ کرتے تھے کہ جب ان کو یہ سب چیزیں دکھا دی جائیں تو ابھی ایمان لانے کو یہ لوگ تیار ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ انتظار کرو۔ بہت جلد یہ سب تم کو دیکھنا ہے لیکن دیکھنے کے بعد ایمان لانے سے کچھ بھی حاصل نہیں۔ تم سے پہلے بھی بہت سے لوگ ایسی الٹی عقل چلاتے تھے مگر مر کر جب دربارِ خداوندی میں پہنچ گئے تو سب دیکھ لیا۔ مگر ان کا بھلا اسی وقت ہوتا جبکہ دنیا میں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بات پر ایمان لاتے۔ جب دنیا کی زندگی میں امتحان کا وقت گذر گیا تو اب یوم الحسا
حساب ہونا ہے۔" (۱۶-النحل : آیت ۳۱ تا ۳۳)

(٦) "اِس آیت میں مقرّب فرشتوں کا تذکرہ ہے کہ اعلیٰ مقام پر اللہ کا قرب ہونے کے باوجود ان کے دل کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ احکاماتِ الٰہیہ کو سُنتے ہی، فقط آواز سے ان پر اتنی ہیبت طاری ہوتی ہے کہ دل مارے دہشت کے کانپ اُٹھتے ہیں۔ جب قرار آتا ہے تو آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں کہ حکم کا منشاء، اور مقصد ہم نے ٹھیک سمجھا یا نہیں۔ تو دوسرے فرشتے سے جواب مل جاتا ہے کہ ہاں ٹھیک سمجھا، پھر اس پر عمل کرتے ہیں اور اللہ کے اُس حکم کو یا امر کو مخلوق پر جاری کر دیتے ہیں۔ اِس آیت میں یہ بات صاف جھلکتی ہے کہ اللہ کے مقرّب فرشتے بھی جلالِ ربّانی کی صرف آواز سنتے ہی، مارے دہشت کے کانپ جاتے ہیں۔ جب دل کو قرار آتا ہے، تب آپس میں ہلچل شروع ہوتی ہے۔ ایک دوسرے سے پوچھ کر حکم کا اصل منشاء معلوم کر لیتے ہیں تاکہ گھبراہٹ میں کسی حکم کے سُننے سمجھنے میں کوئی کوتاہی نہ رہ جائے۔ ہر فرشتہ اپنے دوسرے ساتھی کے لیے حکمِ الٰہی کا منشاء سمجھنے سمجھانے میں ایک دوسرے کی تسکین اور تعاون کرتا ہے۔ زیادہ تفصیل کے لیے دیکھ لیا جائے، سورۃ انبیاء ۲۱ آیت ۲۶ تا ۲۹ اور سورۃ ۲۰ طٰہٰ آیت ۱۰۹-۱۱۰"

(۳۴ - سبا : آیت ۲۳)

(٧) "معلوم ہوا کہ فرشتوں کے پر ہیں، جیسے پرندوں کو، مگر فرشتوں کے پر، دو، تین اور چار۔ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ تین اور چار کی شکل کیا ہو گی مگر حدیث شریف کے مطابق تو حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اس حال میں دیکھا کہ چھ چھ سو پَر تھے۔ جو زمین کو ڈھانپ لینے میں کافی تھے۔ (۳۵-فاطر : آیت ۱)

(٨) "یہ قول ہے فرشتوں کا کہ ہمارا کیا مقام و مرتبہ ہے، ہم کو معلوم ہے اور ہمارے ذمہ کیا کام ہے، ہم کو معلوم ہے، لیکن دنیا میں مشرک لوگ اللہ کے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے اور اُن سے دعا کرتے تھے جبکہ ملائکہ اپنے فرائض میں مشغول ہیں۔ کسی کی حاجت روائی کرنا اور کسی کی دعا سننا اور نذر و منّت قبول کرنا اور فریاد کو پہنچنا فرشتوں کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کام نہیں " (۳۷-الصّٰفّٰت : آیت ۱۶۴)

(۹) " ملائکہ یعنی فرشتے جو زمین اور آسمان میں قضا و قدر کے انتظامی کارکن ہیں، انسان کو اللہ کے یہاں واپس آنے پر جو حالات پیش آئیں گے، فرشتوں کو اس کا مشاہدہ ہے، اس لیے وہ برابر اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ نادان اور ناسمجھ انسانوں پر رحم کیا جائے اور بہت جلد وہ وقت آرہا ہے جب آسمان اوپر سے پھٹ جائیں گے اور زمین بھی چور چور ہو جائیگی "

(۴۲-الشوریٰ : آیت ۵)

" قیامت برپا کرنے کے لیے آسمانوں اور زمین کا نیا نظام بنا کر انسان کو سزا اور جزا کے دن، حساب کے لیے اللہ کے دربار میں کھڑا کیا جائے گا۔ اُس دن کی ہیبت اور بھیانک حادثے کا فرشتوں کو اندازہ ہے، اس لیے وہ حمد و ثنا کے بعد، اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ انسانوں کے حال پر رحم کیا جائے اور اُن کو رعایت دی جائے۔ معلوم ہوا کہ انسانوں کا بھلا چاہنا فرشتوں کی صفت ہے ورنہ اُن کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ہماری فکر کریں اور ہمارے لیے دعا کریں "

(۴۲-الشوریٰ : آیت ۵ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۰) " ہر آدمی کے دونوں طرف نیکی بدی کی ہر چھوٹی بڑی بات کو بڑی تیزی سے جھپٹ کر لے جانے کے لیے دو فرشتے مقرر ہیں "

" ایک ہانکنے والا ہوگا کہ ٹھیک محشر میں آدمی کی جگہ پر، اُسے کھڑا کرے گا نیکی والے کو ادب اور احترام سے لے چلے گا اور بدکار کو ذلیل مجرم کی طرح گھسیٹتے، ڈھکیلتے اور ہانکتے لے جاتے گا اور ایک دستاویزی ثبوت کا پورا دفتر لے کر گواہی کے لیے ساتھ ساتھ چلے گا۔ حساب کتاب کے انتظامی بندوبست میں یہ دو فرشتے ہوئے۔ آیت نمبر ۱۷ میں دو کاتب آیت نمبر ۱۸ میں ایک پہرے دار، آیت نمبر ۱۹ میں ایک موت کا فرشتہ، آیت نمبر ۲۱ میں ایک ہانکنے والا اور ایک دفتری گواہ، آیت نمبر ۲۳ میں ایک قرین، جو ہر وقت پیچھے لگا رہتا تھا۔ آیت نمبر ۲۴ میں دو فرشتے۔ ایک پیشانیوں سمیت بال پکڑے گا دوسرا دونوں ٹانگ پکڑے گا۔ جیسا کہ سورۂ رحمٰن آیت ۴۱ میں ہے۔ دو جکڑنے باندھنے

toobaa-elibrary.blogspot.com

والے مقرر کیے کہ کسی طرح عذاب کم نہ ہونے پائے۔ ان حوالوں سے یہ بات سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں رہی کہ اِس کائنات کے بادشاہ نے اپنی رعایا کے ایک ایک فرد پر کتنے چوکی پہرے بٹھا رکھے ہیں۔" (۵۰-قٓ : آیت ۱۷ تا ۲۱)

(۱۱) "ان آیات میں فرشتوں کے پانچ اوصاف بتائے گئے ہیں۔ کافر کی جان نکالتے وقت ان کی روح بدن میں چھپتی پھرتی ہے۔ فرشتے اندر گھس کر ہر جگہ سے گھسیٹ کر باہر نکالتے ہیں۔ اس میں مرنے والوں کو بہت ہی سخت تکلیف ہوتی ہے اور ایمان والے کی روح بہت ہی سہل اور آسان طریقہ سے نکالتے ہیں جیسے بند کھول دیا، پھر ان روحوں کو لے کر فرشتے اوپر کی طرف اُڑتے ہوئے ایسے جاتے ہیں جیسے ہوا میں پرندے پُرسکون اُڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم بجا لانے کو ایک سے دوسرا فرشتہ آگے بڑھ جانے میں دوڑ لگاتا ہے اور اللہ کے ہر حکم کو اچھی طرح سمجھ کر اس کی منشاء کے مطابق اس حکم کو نافذ کرتے ہیں۔" (۷۹-النّٰزعٰت : آیت ۵)

قرآن

(۱) "مخالفین اور ان کے حمایتی و مددگاروں کے ساتھ، سارے انسان اور جن اور دوسری تمام مخلوق مل کر اکٹھی ہو، تب بھی ایک سورت قرآن کی طرح نہیں بنا سکتے۔ یہ کسی کی تصنیف و تالیف ہرگز نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کسی بھی معنی میں تصنیف تالیف نہیں بلکہ از اوّل تا آخر مکمل تنزیل ہی تنزیل ہے۔ اگر یہ تصنیف ہوتی تو اس کے مثل، دوسری کتاب لکھنا کوئی ناممکن بات نہ ہوتی۔ مخلوق کے مضمون اور خالق کے کلام میں درجہ کا اتنا ہی فرق ہے جتنا خالق و مخلوق میں ہے، پھر اس کے کلام کی برابری و مقابلہ کون کر سکتا ہے۔"

"قرآن نے توریت، انجیل، زبور، صحفِ ابراہیمؑ کا تذکرہ کیا اور ساری دنیا میں اللہ کی ان کتابوں کی تصدیق کا اعلان ہو گیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو دوسری کتابوں کی طرح توریت و انجیل

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی وہ شہرت باقی نہ رہتی جو آج ہے، پھر مسلمانوں کو بھی اسی کا پابند کر دیا کہ اللہ کی ان کتابوں پر وہ ایمان لانے کا اعلان و اقرار کریں، ورنہ ان کا اسلام قبول ہی نہیں۔ قرآن نے تو توریت و انجیل کو سچا ثابت کر دیا کہ ان کتابوں نے قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خوش خبری دی تھی، اگر یہ قرآن نہ آتا تو یہ سب خبریں جھوٹی ہو جاتیں اور اسی قرآن نے توریت و انجیل کو سچ کہلوایا، ورنہ جن پیغمبروں اور کتابوں کا ذکر قرآن نے نہیں کیا وہ سب گم ہو کر رہ گئے کہ انھیں کوئی جانتا تک نہیں۔ تب بھی قرآن نے ان گمنام کتابوں کا بغیر نام لیے تعارف کرا ہی دیا کہ "وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (۴۔ النساء: آیت ۱۶۴) بہت سے رسولوں کا قصّہ ہم نے بیان نہیں کیا۔ شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ قرآن کی ضخامت بڑھ جاتی اور عام آدمی پڑھ نہ سکتے، اس لیے اجمالاً کہہ دیا کہ ہم نے ہر ایک امت میں رسولؑ بھیجا۔"

"اگلی کتابوں میں درج شدہ بہت سے نبیوںؑ کے قصص اگر آج بھلا دیئے گئے یا آیاتِ مکتوبی کے احکامات موقوف ہوئے تو قرآن کے نازل ہونے کے بعد جو ان سب کا نگہبان ہے، اگلی کتابوں کے موقوف ہوتے پر اب کسی دینی تعلیمی نقصان کا اندیشہ نہ رہا۔ یہ جواب ہے ان لوگوں کی باتوں کا جو کہتے ہیں کہ اگلی کتابیں اور نبیؑ سب کے سب سچ ہیں تو پھر قرآن کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ پہلی بات تو یہ کہ سلطانِ کائنات اپنی رعایا کو جب چاہے اور جو چاہے حکم بھیجے، اس میں کسی مخلوق کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ دوسری بات جو ظاہر ہے کہ ان کتابوں کے وارثوں نے جب خود ہی اپنی کتابوں کا الٹ پھیر کر ڈالا تو قرآن کے آئے بغیر، حق و صداقت بے نقاب نہیں ہو سکتی تھی اور اس قرآن میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں، اس لیے قیامت تک کسی نبیؑ اور کتاب کا بھی موقع نہیں رہا اور آخری ہدایت نامہ اور کامل رہنما، اہلِ عالم کو آج حاصل ہے، پھر قضیہ ختم ہوا۔"

(۲۔ بقرہ: آیت ۲۳۔ ۱۰۱۔ ۱۰۶)

(۲) "قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے کی یہ ایک اور دلیل ہے کہ اپنے مخالف کے سب عیب ہی نہیں گنائے بلکہ دشمن کی خوبیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ مذمّت کرنے

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں بسب کو ایک ہی لکڑی سے نہیں ہانک دیا بلکہ جو اچھے لوگ ہیں ان کی تعریف کر کے انھیں غلط لوگوں سے الگ شمار کیا۔ آدمی کے کلام میں ایسا انصاف بہت مشکل ہے کہ اختلاف میں ہر ایک کے مرتبے کا خیال رکھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کو تلاوت کرنا اور سجدے کرنا، بندے کے لیے اللہ سے نزدیکی اور قُرب کا نشان ہے، جو غیر اللہ کو سجدے کرے وہ مشرک ہوا۔" (۳۔ آل عمران: آیت ۱۱۳)

(۳) "مخلوق کی بات اپنے حال کے مطابق ہوتی ہے۔ غصّہ میں مہربانی کی طرف دھیان نہیں اور اگر کسی پر خوش ہوئے تو اُس کی غلطی کو ٹال گئے، کسی نے کوتاہی کی تو احسان کرنا بند کر دیا، لیکن قرآن جو اللہ کا کلام ہے اس میں ہر چیز کے بیان میں جہاں ایک چیز کو اُجاگر کرنا ہوتا ہے، وہیں دوسرے پہلو پر بھی اس کی نظر ہوتی ہے۔ اوپر کی آیات میں منافق لوگوں کا بیان تھا مگر سب کو ایک ساتھ نہیں کہا بلکہ فرمایا کہ ان میں سے بعضے ایسے ہیں اور اُن میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے غلط کام کرتے ہیں۔ اگر یہ کسی مخلوق کا کلام ہوتا تو غصّہ کی حالت میں سبھوں کو ایک ساتھ نشانہ بنا دیا جاتا اور فوراً معلوم ہو جاتا کہ بدلہ اور انتقام میں قصور واروں کے ساتھ بے قصوروں کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے، چنانچہ معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اسی لیے اس میں کوئی تفاوت نہیں ہے۔"

"اس کلام میں اللہ نے خاص اپنا علم نازل فرمایا اور اللہ نے حق کو ظاہر فرما دیا۔ اس کلام اور اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انسانوں کو بہت بہت ہدایت ہوئی۔"

(۴۔ النساء: آیت ۸۲۔ ۱۶۶)

(۴) "قرآن مجید وحی کے ذریعہ جبرئیلؑ کے واسطے سے صاحبِ قرآن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر نازل فرمایا گیا۔ اگر کاغذ کے کسی ورق پر لکھا ہوا بھیجا جاتا اور لوگ اسے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تب بھی جو بدنصیب ضدّی ہیں، وہ یہی کہتے کہ یہ جادو ہے۔ قرآن مجید کے مضامین، ہدایت کے لیے کافی ہیں اور جن کو ہدایت سے کچھ کام نہیں، صرف اعتراض کرنا جانتے ہیں کہ ایسی کتاب لاؤ، ویسی کتاب لاؤ۔ مگر کچھ بھی آئے تب بھی جسے نہیں ماننا ہے وہ پھر کوئی بہانہ بنا کر بات کو ٹال دے گا۔ جیسے کہ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے ۹۴ میں آگے بیان آئے گا۔"

"مخالف لوگ جاہل، بے علم ہیں۔ ورنہ یہ قرآن تو لاکھوں لاکھ نشانیوں کا ایک نشان ہے، جس کو جاننا ماننا ہو، اس کو کافی ہے۔"

"قرآن مجید کے نازل ہوجانے کے بعد اب کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ رہا کہ خدائی ہدایت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ہر کسی سے آگے بڑھ کر دکھا دیتے۔"

(۶- الانعام: آیت ۷-۳۷-۱۵۸)

⑤ "حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب یعنی قرآن کا علم عطا فرمایا پھر وہ دوسرے علوم کو قرآن پر ترجیح دے، اُس نے اللہ کی اس عظیم نعمت کی بڑی ناقدری کی۔"

"اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جتنا اور جب قرآن اُترتا، اتنا ہی پڑھ کر سنا دیتے اور جب کوئی آیت نازل نہ ہوتی تو خاموشی اختیار فرماتے۔ مخالف لوگ سچائی کی اس دلیل سے ہدایت پانے کے بجائے الٹا اعتراض کرتے کہ اب کیوں نہیں کوئی آیت بتاتے؟۔ جاننا چاہیے کہ قرآن مجید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا اتارا گیا، کبھی ایک آیت کبھی چند آیتیں، کبھی کوئی چھوٹی یا بڑی سورت ایک ہی بار میں بھیج دی جاتی اور کبھی کبھی وحی کا سلسلہ بہت دنوں تک بند بھی رہتا، جیسا کہ سورہ مریم آیت نمبر ۶۴ میں آیا ہے کہ جبرئیلؑ بہت دنوں تک وحی لے کر نہیں آئے۔"

"یہ حکم معلوم ہوا کہ جب کوئی قرآن پڑھے تو بہت دھیان لگا کر اور ادب سے خاموش ہو کر سننا چاہیے۔ اس طرح آدمی اللہ کی رحمت کا مستحق ہونے میں کامیاب ہوگا۔"

(۷- الاعراف: آیت ۱۷۵-۲۰۳-۲۰۴)

⑥ "لڑائی اور صلح میں کسی مخالف سے کوئی قول و قرار ہوگیا ہو، پھر آگے اس قوم سے کبھی اندیشہ ہو کہ یہ خلاف کریں گے، تو قول و قرار ان کو کھلے طور پر واپس کر دیا جائے تاکہ اہلِ اسلام پر خیانت و دغابازی کا الزام ہی نہ رہے۔ جنگ میں جس کتاب نے اخلاق کا یہ معیار رکھا ہو، وہ زندگی کے عام معاملات میں اپنے ماننے والوں کو کتنا بلند معیاری انسان بناتی ہوگی، یہ بات سب کو جان لینا ضروری ہے۔" (۸- الانفال: آیت ۵۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۷) "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورہ (التوبہ) میں اول "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" نہیں لکھوائی اور صحابہ کرامؓ نے اسی پر عمل کیا اور آج تک اس سورہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی اور نہ لکھی جائے گی۔ یہ حفاظتِ قرآن کی ایک اور روشن دلیل ہے کہ اللہ نے جو کچھ اور جتنا کلام نازل فرمایا، اُسے جوں کا توں، دنیا کے لیے محفوظ رکھا گیا۔"

"ایک قوم کو جب اللہ نے صحیح راہ دکھا دی اور اس پر یہ لوگ چل پڑے تو پھر گمراہی کا خطرہ نہیں رہا۔ لیکن راستہ میں اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا ضروری ہے، ورنہ راستہ بھول کر بھٹک جانے میں دیر نہیں لگتی، اس لیے جن کاموں سے بچنا ضروری ہے، ہدایت پر چلنے والوں کے لیے ان کو صاف صاف بیان فرما دیا۔ خدا کو معلوم ہے کہ کب کون سی بات کس قوم کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے، اسی لیے اپنے کلام میں ہر بات کو کھول کر بیان کر دیا۔"

"معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنے سننے سے ایمان والے کا ایمان اور بڑھتا ہے۔"

(۹-التوبہ: آیت ۱ - ۱۱۵ - ۱۲۴)

(۸) "مخالف لوگ اس قرآن کی اخلاقی تعلیمات اور عام نصیحت کی بات تو پسند کرتے لیکن ہر جگہ شرک کی مذمت، غیر اللہ سے دعا کی ممانعت، نذر و نیاز، سجدہ، رکوع، قربانی اللہ تعالیٰ کے سوا سب کے لیے منع کرنا اور حرام و حلال کی قید لگانا، آخرت میں حشر و حساب کے وقت انصاف میں غیر اللہ کی مداخلت کو، ناممکن بتانا، یہ سب باتیں انھیں اچھی نہیں لگتی تھیں، اس لیے کہنے لگے کہ اس قرآن کے سوا، کچھ اور لاؤ یا پھر اس میں اتنی ترمیم کر دو کہ ہم کو بھی بات ماننے میں سہولت رہے اور جھگڑا ختم ہو۔"

"جس کو قرآن مجید مل گیا، اُسے سارے انسانوں کی جمع پونجی سے زیادہ خیر و برکت ہاتھ آئی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ جس کو قرآن مجید عطا فرمائے، پھر وہ کسی کے پاس مال و دھن اور دولت دیکھ کر حسرت کرے، اس نے قرآن مجید کی ناقدری کی۔" (۱۰-یونس: آیت ۱۵-۵۸)

"یعنی اگر میں جھوٹ موٹ بات بنا کر، اللہ کے نام سے پیش کرتا ہوں تو مجھ سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بڑا ناانصاف کون ؟ - اور اگر تم اس قرآن جو اللہ کی کھلی نشانیاں بتا کر سچ اور حق کی سیدھی راہ چلنے کی تم کو آسان ترکیب بتاتا ہے، اُسے جھوٹ بتاتے ہو اور مخالفت کرتے ہو، تو تم سے بڑا ظالم اور ستمگر دوسرا کون ہوگا ؟ - انصاف سے کہو کہ میری بات حق اور کھلی دلیل سے مضبوط ہے اور تم کو اصل بیماری شرک کی لگی ہے، جو توحید سے صحت حاصل کرنے کے بجائے تم کو طبیب کے خلاف بھڑکاتی ہے کہ پرہیز کی بات کیوں کہتا ہے۔ اگلی آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت میں لگے ہو، جن کو نفع نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں - ان کو سفارش کے لیے پکار کر شرک کی گندگی میں پڑے ہو۔ ظالمو! اب بھی قرآن کے آنے کے بعد، راہ پر نہ لگے تو اپنا انجام سوچ لو۔"

(۱۰ - یونس : آیت ۱۶ - ۱۷ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۹) "قرآن مجید آسمان سے زمین پر اتارا گیا، اس کا مقصد انسانوں کو اندھیرے سے نکال کر اجالے کی طرف لانا ہے، اب جو لوگ مشرک ہیں اور اپنے شرک پر اڑتے ہیں، وہ اندھیرے سے نکلنا نہیں چاہیں گے تو خود عذاب بھگتنے کو تیار رہیں، جیسے گندگی کے بہت سے کیڑے روشنی سے گھبراتے ہیں اور اندھیاری کو پسند کرتے ہیں۔ انسانوں میں جو لوگ اپنی انسانیت کو مٹا کر کیڑے مکوڑے کی طرح جینا چاہتے ہیں، اس کتاب سے وہ دور بھاگیں گے۔"

"معلوم ہوا کہ ہر نبی اپنی قوم کی زبان میں اللہ کا کلام سناتا رہا، تاکہ لوگ اپنے مالک کے حکموں سے واقف ہوں - ہمارے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے کلامِ پاک کا جو عربی زبان میں ہے، اِس امت کے علمائے کرام نے دنیا کی قریب قریب تمام زبانوں میں ترجمہ کر دیا تاکہ سب زبان والے جان لیں - ترجمہ سے مطلب سمجھ میں آتا ہے اور عربی متن کی حفاظت ضروری ہے تاکہ اصل کلامِ الٰہی میں کہیں فرق نہ آئے - اصل عربی میں قرآن کا نماز میں پڑھنا اور ناظرہ قرآن مجید، عربی میں پڑھنا بہت ضروری ہے - اس امت میں حفظِ قرآن بھی بڑا معجزہ ہے، فضیلت تو اس میں ہے کہ ہم تھوڑی بہت عربی زبان ضرور سیکھیں تاکہ مطلب پر نگاہ رہے، باقی ترجمہ پڑھنے کی عادت بنی رہنے سے ہر وقت قرآن مجید کی آیات

toobaa-elibrary.blogspot.com

پر دھیان لگا رہے گا اور مالک کے حکموں کی غفلت سے محفوظ رہے گا۔ آیت کا دل پر اثر ہوگا اور نماز میں جی لگے گا۔ یہ یاد رہے کہ نماز صرف عربی زبان میں ہی پڑھنی چاہیے۔ ترجمہ کے شوق اور جوش میں کوئی آدمی اپنی زبان میں نماز میں قرآن کا ترجمہ پڑھے یا نماز اپنی زبان میں پڑھے یعنی غیر عربی میں تو ادا نہیں ہوگی بلکہ ساری امت سے کٹ کر دور جا پڑے گا۔ عربی زبان میں تمام دنیا کے ایمان والے نماز ادا کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے کہ جہاں جس ملک میں ہم جائیں، نماز صرف ایک ہی زبان میں ملے گی۔"

(۱۴۔ ابراہیم: آیت ۱تا۴)

(۱۰) "اس آیت سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ سے وہی نفع اٹھا سکیں گے جو ایمان میں آئیں، اسلام لائیں، فرماں برداری کریں اور اللہ تعالیٰ کی بات مانیں۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو جس طرح نابینا اندھے کو آفتاب کی روشنی نفع نہیں دیتی، اسی طرح قرآنِ مجید کی ہدایت سے وہ لوگ محروم رہیں گے جو ایمان میں نہ آئیں گے۔"

"معلوم ہوا کہ جب قرآن مجید پڑھنا شروع کیا جائے تو "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھ لیا جائے۔ آدمی جب قرآن کی طرف رجوع ہوتا ہے تو شیطان کے پھندے سے پورے طور پر نکل جانے کا اُسے موقع ہاتھ آتا ہے۔ ایسے وقت پر شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ آدمی کسی طرح بھی قرآن سے ہٹ جائے۔"

"جو لوگ ایمان اور توکل علی اللہ سے قرآن مجید کی طرف رجوع ہوں گے۔ شیطان کا داؤ گھات کسی طرح بھی اُن پر نہیں چل سکتا۔"

(۱۶۔ النحل: آیت ۸۹۔۹۸۔۹۹)

"مکہ کے مشرکین ہر طرح کے اعتراض قرآن اور صاحبِ قرآنؐ پر کرتے رہتے۔ کبھی کسی ایک بات پر ٹھہرتے ہی نہیں۔ اب ایک اور نئی بات چلا دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آدمی، یہ کلام سکھاتا ہے، جس آدمی کی طرف اُن کا اشارہ تھا وہ عربی زبان بھی ٹھیک سے نہ بول پاتا تھا۔ ایک غلام رومی نصرانی تھا۔ مکہ میں تلوار بنانے کا کام کرتا تھا اور انجیل پڑھتا تھا۔ کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا تھا اور قرآن سنتا

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھا۔ اس کا نام بلعام یا یعیش تھا۔ کبھی حضورؐ بھی راستے سے چلتے چلتے اس کے یہاں ٹھہر جاتے تھے۔ بس مخالف لوگوں نے بدحواسی میں اس کے نام کی افواہ اڑا دی کہ یہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھاتا ہے، جو شخص اہلِ زبان نہیں۔ عربی کی فصاحت بلاغت سے واقف نہیں اور یہ قرآن، نہایت فصیح اور بلیغ ایسا کہ اہلِ زبان بھی اس کے سامنے عاجز، پھر ایک غیر فصیح شخص، اللہ کے نبیؑ کا معلم کیسے ہو سکتا ہے؟"

(۱۶ - النحل: آیت ۱۰۳ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۱) "اوّل تو کسی ایک کام پر تمام انسان اور جنّات کا ایک جگہ اکٹھا ہو کر پروگرام بنا کر کام کرنا، ناممکن ہے لیکن ایسا محال اور ناممکن اجتماع، جنّ و انس کا ہو بھی جائے، تب بھی اس قرآن کے جوڑ کی کوئی اور کتاب تو دور کی بات ہے، صرف اس کی کسی مثال کی نقل میں ایسی مثال بنا لانا بھی کسی کے لیے ممکن نہیں" (۱۷ - بنی اسرائیل: آیت ۸۸)

(۱۲) "کلام اللہ کی تلاوت، سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہے اور حکمِ خدا بھی ہے۔ تمام مسلمانوں پر ضروری ہے کہ تلاوت کا اچھی طرح اہتمام کریں۔"

(۱۸ - الکہف: آیت ۲۷)

(۱۳) "اہلِ فقہ کے نزدیک جس شخص پر قرآنِ مجید آسان ہو جائے یعنی اس کی تعلیم و تذکیر تو، اس پر واجب ہے کہ قرآن مجید کے ذریعہ دوسروں کو نصیحت کرتا رہے۔ جو کوئی بھی اللہ کے عذاب سے بچنا چاہے اُسے نجات کا راستہ مل جائے گا اور اجڈ جھگڑالو، سخت دل قوم کو بھی اس سے آگاہ کر دیا جائے۔ چاہے کوئی مانے یا نہ مانے مگر اللہ کا کلام سب کو ہانکے پکارے سنا دیا جائے۔" (۱۹ - مریم: آیت ۹۷)

"حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ کسی شخص کو قرآن کی آیت یاد ہو اور وہ اُسے بھلا دے، اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔" (۲۰ - طٰہٰ: آیت ۱۲۶)

(۱۴) "انسانی آبادی کے حساب کا دن قریب ہے اور ان کی غفلت اور بے دھیانی کا حال یہ ہے کہ جب بھی ان کو اس معاملہ میں توجہ دلانے کے لیے کوئی نصیحت نامہ بھیجا گیا تو اُسے نظر انداز کر دیا گیا۔ اب یہ تازہ نصیحت نامہ آخری طور پر جناب محمد مصطفیٰ

toobaa-elibrary.blogspot.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھیجا گیا مگر اس درسِ نصیحت کے ساتھ بھی اُن کا یہی رویہ ہے جو پہلے کے ناانصاف لوگوں کا رہا کہ اوّل تو داعیٔ حق کے مقابلے میں جھوٹے اعتراض، معاشی بائیکاٹ حتیٰ کہ وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ ہر طرح کی جتھے بندی کر کے حق بات کو دبانے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کیے، لیکن اِس درسِ نصیحت سے ہمیشہ انجان بنے رہے۔ معلوم کرنے کی فکر و توفیق اُنھیں کبھی نہ ہوئی کہ آسمانی نصیحت نامہ کی باتوں پر غور کرتے جو خود اُن کے لیے آگے آنے والے دن میں، جبکہ انھیں اپنی زندگی کے ہر عمل کا حساب دینے کی فکر و توجہ اور دھیان دلاتا ہے۔ ہم آج کے غافل مسلمان بھی اپنی حالت پر غور کریں کہ ہم کو سب کچھ معلوم ہے لیکن اپنی عاقبت اور حشر و حساب کے متعلق جو واقعات، قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں، ہم ان سے غافل اور انجان ہیں۔"

"مخالف کو جواب دینے کا قرآنی اسلوب یہاں جھلک کر سامنے آیا۔ مخالف کہتے تھے کہ اجی! یہ مرگئے تو بات ختم ہو جائے گی۔ قرآن نے کہا کہ مرنا تو سب کو ہے اور تم بھی وفات پا جاؤ گے مگر کیا تمھارے دشمن یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اِس دھرتی پر سدا زندہ رہیں گے۔"

"مُشرکین اور ملحد و کافر اور ضدّی قسم کے لوگ، قرآن مجید میں عذاب کے وعدے پر یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جلدی سے یہ وعدہ پورا کر ڈالو، تو ہمیں معلوم پڑے کہ تم سچّے ہو، اللہ نے یہاں فرمایا کہ تمام مخلوقات سے جلد بازی، انسان میں کچھ زیادہ ہے لیکن ٹھہرو، موت میں دیر کتنی ہے۔ ابھی ابھی آیا ہی چاہتی ہے، جیسے ہی موت کا پہلا جھٹکا تم پر پڑا اور سب کچھ دکھنے لگے گا۔ زندگی کی سانس ٹوٹنے کی دیر ہے۔"

"دعوتِ حق کے مقابلہ میں جاہلوں کا طریقہ ہر زمانے میں جواب دینے کا یہی رہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو جس طریقہ پر پایا ہے، بس اُسی پر ہم بھی چلتے ہیں۔ قرآن نے بہت جگہ اِس پر گمراہ لوگوں کو الزام دیا کہ، یہ کیا ضروری ہے کہ باپ دادے صحیح راستے پر نہ ہوں تب بھی اُن کے نقشِ قدم پر بعد والے چلیں بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ آدمی ہدایت اور حق کی تلاش میں رہے۔ باپ دادے راہِ حق پر نہ ہوں تو پھر اُن کی راہ ترک

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنا ہی عقلمندی ہے۔" (۲۱-الانبیاء: آیت ۳-۳۴-۴۷-۵۳)

(۱۵) "قرآن مجید کے اور بھی بہت سے صفاتی نام ہیں جیسے الکتاب۔ قرآنٌ حکیم۔ قرآنٌ مُبین۔ کتاباً مفصلاً۔ کتابٌ مبارک وغیرہ۔"

"نزولِ قرآن تیئیس ۲۳ برس میں پورا ہوا۔ تھوڑا تھوڑا اُتارے جانے پر منکروں نے اعتراض کیا کہ اکٹھا ایک ہی بار میں پورا قرآن کیوں نہیں اتار دیا گیا۔ اس کی مصلحت یہ بتائی گئی کہ کلام الٰہی یکبارگی اکٹھا نازل کردیا جائے تو آدمی کا دل اُسے برداشت نہ کرسکے، اس لیے وقفہ وقفہ سے اتارا گیا تاکہ صاحبِ قرآنؐ اُسے پڑھ کر دوسروں کو سُنا سکیں۔"

"قرآن مجید تھوڑا تھوڑا اور وقفہ کے ساتھ اتارنے کی ایک اور مصلحت یہاں بیان کی گئی کہ مخالف اپنی دلیل، مثال یا سوال لے کر کوئی بات پوچھنے آئے پھر اس کا صحیح اور خوبی والا صاف صاف جواب، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قرآن کے ذریعہ زمین پر بھیج دیا جاتا۔ اگر قرآن مجید جملہ ایک ہی بار اکٹھا اتارا جاتا تو اس وقت کے لوگوں کو اپنے روزمرّہ کے مسائل کے جواب حاصل کرنے میں دقّت ہوتی۔"

(۲۵ -الفرقان: آیت ۱ -۳۲-۳۳)

(۱۶) "قرآنِ مجید کا نزول یعنی آسمان سے زمین کی طرف اُترنا، یہ سب اِس طرح ہوا کہ اللہ کا کلام لے کر جبرئیلؑ زمین پر تشریف لاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک کی طرف متوجہ ہو کر پڑھتے۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضورؐ کے دل میں محفوظ ہو جاتا اور پھر آپؐ اپنی زبان سے اُسی طرح پڑھتے جیسے جبرئیلؑ لے کر آئے تھے۔"

(۲۶- الشعراء: آیت ۱۹۲-۱۹۴)

(۱۷) "حفاظت کے کڑے غیبی انتظامات کے ساتھ فرشتوں کا لشکر، سخت چوکی پہرے سے لیس ہو کر اترتا۔ قرآن مجید کی آیات لے کر آسمان سے زمین تک کا راستہ بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے جبرئیلؑ کی قیادت میں طے کیا جاتا اور اِس طرح قلبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کر دیا گیا۔ اس پوری کارروائی میں کسی بھی شیطان کا خلل یا دخل ممکن ہی نہیں رہا۔ کبھی کسی شیطان نے چوری چھپے سننے کی ذرا بھی کوشش کی تو سخت

toobaa-elibrary.blogspot.com

انگاروں کی مار سے اُسے جلا کر بھسم کر دیا گیا" (۲۶-الشعراء: آیت ۲۱۲)

(۱۸) "یعنی ہمیشہ باقی رہنے والی آسمانی کتاب، اُن پر پڑھ پڑھ کر سُنائی جا رہی ہے جس میں ایمان والوں کے لیے بھرپور رحمت اور تذکیر و نصیحت کا خزانہ موجود ہے، پھر کسی اور نشانی کو طلب کرنے سے کیا فائدہ" (۲۹-العنکبوت: آیت ۵۱)

(۱۹) "یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ بہت سے ان پیغمبروں کا بھی تذکرہ کیا، جن کو دنیا بھول چکی تھی۔ اس میں دو نام یہاں گنائے۔ ایک الیسعؑ دوسرے ذوالکفلؑ سورہ انعام اور سورہ انبیاء میں بھی یہ نام آئے ہیں۔ (۳۸-ص: آیت ۴۸)

(۲۰) "یہ تاثیر ہے قرآن مجید کی۔ ایک بہت ہی حسین ترین کتاب، جس کا ہر مضمون اپنے دوسرے مضمون کی تائید کرتا ہے۔ پورے کلام اللہ میں کسی بھی مضمون کا کسی دوسرے بیان سے ٹکراؤ نہیں، باوجود اس کے کہ یہ کلام ایک سو چودہ [۱۱۴] سورتوں کی شکل میں تیئس سال کی مدّت میں نازل ہوا۔ اور کلام میں کہیں بھی نظریاتی اختلاف نہیں، ورنہ انسانی تصنیف کا خاصّہ یہ ہے کہ کوئی مُفکر اپنی فکر اور نظریہ پر کوئی تصنیف ترتیب دے کر ایک طویل مدّت میں وہ خود ہی اپنے نظریہ سے پھر جاتا ہے اور دوسری تحریر اور بیان کے مقابلے میں تضاد پایا جاتا ہے بلکہ کبھی تو اپنی پہلی بات کی تردید خود ہی کر دیتا ہے۔ غیر اللہ کی تصنیف پر یہ ایک ایسا داغ دھبّہ ہے۔ جو اہلِ نظر کو نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے، لیکن قرآن مجید اس عیب سے پاک ہے۔ اس کی ایک آیت کا دوسری آیت کے مضمون سے ربط جڑا ہوا ہے اور جو لوگ بھی اس پر ایمان لائیں گے اُن میں اپنے ربّ سے خوف اور دل کے پگھل جانے کی کیفیت پیدا ہو گی، جس کا ظاہری اثر اُن کے بدن پر بھی ہو گا کہ کلام سُن کر یا پڑھ کر ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف مائل ہوں گے اور بدن تھر تھر کانپ اُٹھے گا اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازے، اس کا یہ ظاہر نشان ہے جو چاہے ایمان لا کر قرآن سے تعلق پیدا کر کے تجربہ کرے اور دیکھ لے" (۳۹-الزمر: آیت ۲۳)

(۲۱) "قرآن مجید عربی میں آتارا اور رسولؐ بھی عربی اور اوّل مخاطب بھی عرب۔ اتنی سہولت ہونے کے بعد بھی جن کو نہیں ماننا تھا، وہ انکاری ہی رہے رسولؐ، عربی اور کتاب اگر غیر عربی میں ہوتی تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی اعتراض کرتے کہ ہم کیا سمجھیں۔ عربی میں ہوتی تو سمجھ لیتے وغیرہ۔"

"کتاب اللہ میں شک کیا تو دنیا میں بھی چین سے نہیں رہ سکے، بلکہ ہر جگہ الجھن اور پریشانی میں مبتلا ہوتے رہے۔ مرتے دم تک سکھ چین نہ پایا اور مرے تو سیدھے جہنم میں پہنچا دیئے گئے۔ دنیا میں بھی چین نہ پایا اور آخرت میں بھی نجات سے محروم رہے۔"

"نزولِ قرآن کے بعد انسانیت، علم و تجربہ اور تحقیق میں جتنی آگے بڑھتی جائے گی، اتنا ہی زمین و آسمان میں ہر طرف سے اُسے یہ دکھائی دے گا کہ قرآن مجید نے جو بات پیش کی، وہی برحق ہے۔ چیزوں میں رکھی ہوئی خاصیت سے آدمی جیسے جیسے واقف ہوگا، علم و ہنر کے ذریعہ وہ اس مقام پر پہنچ جائے گا کہ اس کائنات کا خالق و مالک ایک ہی ہے اور اس کی صفات کے نت نئے خزانے انسان پر بے نقاب ہوں گے۔ آج ہم ہجری ۱۴۰۶ اور عیسوی ۱۹۸۶ میں یہ تحریر لکھ رہے ہیں۔ اب تک انسان نے جو کچھ پایا ہے وہ بھی اتنا کچھ ہے کہ اللہ کو نہ ماننے والے بھی اب یہ بات کہنے پر مجبور ہو گئے کہ قرآن مجید کی بتائی ہوئی تعلیم ہی، علم اور تحقیق کی کسوٹی پر صحیح اور سچ ثابت ہوتی ہے۔ باقی رہے مشرکانہ مذہب اور خیالی وہمی رسومات تو، یہ پہلے بھی بے وزن تھے اور اب تو اور بھی زیادہ کھوکھلے ثابت ہو گئے اور ہوا میں انسان کی اڑان، چاند پر جا پہنچنا، زمین اور ستاروں کی گردش کا علم، فضا میں آواز اور لہروں پر انسانی تحقیق نے ہر صاحبِ عقل کو، اللہ کے ماننے پر مجبور کر دیا ہے۔" (۴۱- حٰم السجدہ : آیت ۴۴-۴۵-۵۳)

(۲۲) "اللہ نے اپنا کلام، صاحبِ قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمایا۔ یہ حق ہے اور اسی کلام سے اللہ کا سچا فرمان، انسانوں تک پہنچایا گیا۔ یہ سب اللہ کے چاہنے سے ہوا، اگر اللہ نہ چاہتا تو یہ قرآن، دنیا کے انسانوں کے سامنے لے آنا ممکن نہیں تھا۔" (۴۲-الشوریٰ : آیت ۲۴)

(۲۳) "دنیا کی معیشت، رزق، مال، دولت، حکومت اور افسری میں ہم نے جس کو جتنا چاہا دیا، نہ دیا۔ اِس تقسیم میں بھی ہم نے ان سے پوچھا نہیں کہ کس کو کیا چیز دیں اور کتنا دیں تو پھر اس عارضی سامانِ زندگی کے مقابلے میں قرآن جو آپ کے رب کی لازوال رحمت ہے،

toobaa-elibrary.blogspot.com

اُسے اتارنے میں ہم اُن سے بھلا کیوں پوچھیں کہ کس پر یہ قرآن اتاریں۔ ان کی پسند ناپسند سے ہم رزق کی تقسیم نہیں کرتے تو آسمانی ہدایت نامے کے لیے اور کسی کو رسولؐ بنانے میں ہم کو اُن کے مشورے کی کیا ضرورت ہے۔"

(۴۳۔ الزخرف : آیت ۳۲)

(۲۴) "قرآن مجید کی حفاظت کا یہ ایک اور اعجاز ہے کہ نمازوں میں پڑھا جاتا اور حفظ کے علاوہ لکھا جاتا رہے گا اور خوب سے خوب، ایک سے ایک نقش و نگار، اہتمام، عزت، عظمت، سجاوٹ، ادب و احترام کے ساتھ ہوتا رہے گا۔ یہ پیشین گوئی پوری ہوتی۔ آج دنیا میں کروڑوں نسخے قرآن مجید کے ایک سے ایک ڈیزائن اور نمونے کے ملیں گے۔ اور ابھی بھی اس فن میں کمال حاصل کرتے میں اللہ کے بہت سے بندے جو خوشخط لکھنے کے ماہر اور کتابت کا ذوق رکھتے ہیں، لکھنا جاری ہے۔ دستاویزی جھلّی چمڑے سے آگے، اب کاغذ کا دور ہے پھر سنہری اوراق اور کہیں سونے کے پانی سے اور کہیں سونے کے ڈھلے ہوتے حروف سے لکھا گیا ہے۔ قرآن مجید کی عظمت الحمدللہ عالم میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے۔" (۵۲۔ الطور : آیت ۲-۳۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲۵) "اگلی قومیں عذاب میں ہلاک ہوگئیں۔ اِس امّت پر قرآن ہمیشہ باقی رکھا اور نصیحت آسان کر دی تاکہ عذاب سے بچتے رہیں۔ اب جس کا جی چاہے اِس ہدایت نامے کی اطلاع پر نصیحت قبول رکھے۔" (۵۴۔ القمر : آیت ۳۲)

(۲۶) "یہ فرمایا اس لیے کہ قرآن میں کوئی ایک بات بھی بناوٹی نہیں اور کوئی ایک بات بھی امینِ برحق، نبیِ صادق رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل سے بنا کر نہیں کہی۔"

(۶۹۔ الحآقّہ : آیت ۴۶ تا ۴۸)

(۲۷) "اوروں کو زبانی رٹ لینے سے یاد ہوتا ہے، ہمارے سرکارِ دوعالم، رحمتِ عالم، حبیبِ خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلِ مبارک پر خدائے رحمٰن و رحیم نے قرآن کو نقش فرما دیا کہ ظاہر میں رٹنے کی حاجت نہیں رہی۔ سید الانبیاء، خاتم المرسلین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں قرآن کا جمع کر دینا، زبان سے پڑھا دینا اور پھر بیان کرا دینا،

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ تعالیٰ نے سب اپنے ذمہ لے لیا۔ یہ ایک بڑا معجزہ ہے۔"

(۷۵-القیامہ : آیت ۱۶)

(۲۸) "قلم سے انسان کو علم دیا اور اس کو وہ علم دیا جو اب تک انسان جانتا نہ تھا۔ نزولِ قرآن کے زمانے سے اب تک انسان نے سائنس اور چیزوں کی خاصیت کا علم حاصل کر کے جو تکنیکی ترقی کی ہے، وہ سابقہ زمانے سے زیادہ ہے۔ ہواؤں میں اُڑنے سے لے کر چاند پر کمند ڈال آیا اور مشینی دور میں نہایت ہی مفید چیزیں دریافت کرلیں۔ اس پر انسان کے لیے یہ خطرہ بنا ہوا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غنی، بے پروا، غیر جوابدہ اور بے لگام سمجھ کر شرارت، ظلم اور فساد مچائے گا، اور یہی کچھ ہم اپنے دور میں دیکھ رہے ہیں۔ سب سے آخری نبیؐ اور آخری کتاب اتارنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اب اس دنیا کا آخری دور ہے اور اُسے ایک ایسا ہدایت نامہ دیا جائے جو اُس کی علمی ترقی میں اُسے برابر یاد دلاتا رہے کہ اُسے اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔" (۹۶-العلق : آیت ۴ تا ۷)

قرآنی الفاظ کی تشریح

(۱) " "ارض"۔ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو آدمی کے قدموں تلے ہو۔ یہاں اُن کا بھی ردّ آگیا جو زمین، پتھر، جھاڑ، پہاڑ وغیرہ چیزوں کی پوجا کرتے ہیں۔ (۲-البقرہ: آیت ۲۲)

(۲) "فرقان"۔ حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی کتاب کو کہتے ہیں، جس سے معاملات فیصل ہوں۔" (۲-البقرہ : آیت ۵۳)

" فرقان" کا لفظ فرق سے نکلا ہے یعنی جدا کرنا، الگ کرنا، فرق کرنا یعنی حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی، سچ اور جھوٹ میں جدائی ڈالنے والی، صحیح اور غلط میں امتیاز پیدا کرنے والی، سچ کو سچ، جھوٹ کو جھوٹ ثابت کرنے والی، اچھے اور برے کی تمیز پیدا کرنے والی۔ یہ تمام معانی ایک لفظ فرقان کی عام تشریح کے لیے بہت سے علمائے کرام نے استعمال کیے ہیں۔" (۲۵-الفرقان : آیت ۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

③ "من" ایک دانہ تھا ہوتا ہے دھنیے کی طرح کا، جو بارش یا پھوار کی طرح پورے لشکر پر برس جاتی۔ لوگ اُسے جمع کر لیتے۔ یہ ایک طرح کا میٹھا حلوہ بن جاتا۔ اور "سلویٰ" بٹیر کی طرح کا پرندہ تھا، جو لشکر کے آس پاس آگرتے۔ چالیس برس تک یہ قوم اِسی غذا پر پرورش پاتی رہی۔" (۲-البقرہ : آیت ۵۷)

④ " "مشیّت" اللہ کی مشیّت اور رضا میں فرق ہے۔ مشیّت یہ ہے کہ کوئی شخص زنا کرنا چاہے، چوری کرے تو قانونِ قدرت اُس کو جبر سے نہیں روکے گا، البتہ اللہ تعالیٰ اُس کے اِس فعل سے راضی نہیں بلکہ اس کو دنیا میں کچھ سزا ملے گی تاکہ توبہ اور اصلاحِ نفس کا موقع پاکر اپنے گناہ کو دھو سکے ورنہ قیامت کے دن پوری پوری سزا اُسے بھگتنی ہوگی۔"

(۲-البقرہ : آیت ۲۵۳)

⑤ " "سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا" جس کے معنی ہوتے ہیں کہ ہم نے سنا اور قبول کیا۔ اس کے بجائے "سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا" جس کے معنی ہیں کہ ہم نے سُنا مگر مانیں گے نہیں۔ "عصینا" کے لفظ کو زبان کو پیچ دے کر، مروڑ کر اس طرح (منافق) کہتے تھے کہ سننے والا اسے "اطعنا" سمجھے۔" (۴-النساء : آیت ۴۶)

⑥ " "نبی" نبیؑ اُسے کہتے ہیں جس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہو۔ "صدّیق" صدّیق اُسے کہتے ہیں، جن کا دل وحی پر یعنی کلام اللہ پر خود گواہی دینے کے لیے اُبل پڑتا ہے۔ "شہید" شہید وہ ہے جو اللہ کے حکم پر جان دے کر ثابت کر دیتا ہے کہ میں حق کا گواہ ہوں۔ "صالح" صالح وہ لوگ ہیں جن کی طبیعت نیکی کو قبول رکھتی ہے۔ اب جو اہلِ ایمان، اللہ اور رسول کے حکم کے تابع ہیں تو اُن کو آخرت میں، نبیؑ صدّیقین، شہدا، اور صالحین کی دوستی اور پڑوس میسّر ہوگا۔"

(۴-النساء : آیت ۶۹)

⑦ "بحیرۃ" لوگ کسی جانور کے کان پھاڑ کر بطور نذر و نیاز کسی بُت کو بزرگ جان کر اس کے نام پر اُسے چھوڑ دیتے۔ اُس جانور کو بحیرہ کہا جاتا۔ جیسے ہمارے ملک میں بہت سے جاہل مسلمان اپنی اولاد کے کان چھید کر نذر و نیاز میں بزرگوں کے نام کی بالیاں نتھنیاں

toobaa-elibrary.blogspot.com

پہناتے ہیں یا کڑے باندھتے ہیں یا بالوں کی لٹیں چھوڑتے ہیں۔" سائبۃ ": کسی جانور کو، کسی مورتی کی نیاز میں بیماری سے شفا پانے کے وہم میں آزاد کر دیتے۔ جیسے ہمارے ملک ہندوستان میں ہندو لوگ بیل سانڈھ کو چھوڑتے ہیں۔" وصیلۃ ": اگر کسی جانور کا پہلا بچہ نر ہو تو اُسے غیر اللہ کے نام ذبح کرتے یا کوئی اونٹنی دو مرتبہ مادہ جنے۔" حام " کسی اونٹنی کا پوتا سواری کے قابل ہو جاتا تو یہ اونٹ حام کہلاتا اور اس کو مقدس مان لیا جاتا۔"

(۵-المائدہ: آیت ۱۰۳)

(۸) " مکین ": مکین عربی میں اُس با اختیار شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس قانون کو نافذ کرنے کا اختیار ہو۔" امین ": امین کے معنی ہیں امانت دار۔ قرآن مجید میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے" رسولٌ امین " کا لفظ استعمال ہوا ہے۔"

(۱۲-یوسف: آیت ۵۵)

" رحل ": عربی میں رحال دو پنکھی چیز کو کہتے ہیں یعنی اونٹ یا کسی جانور پر برابر وزن ڈالنے کے لیے دونوں طرف بڑی بڑی تھیلیاں ہم وزن ہوتی ہیں، اسی طرح کسی مقدس کتاب کو رحل پر رکھ کر پڑھتے ہیں۔ وہ رحل بھی قریب قریب ایسی ہی ہوتی ہے۔"

(۱۲-یوسف: آیت ۶۲-اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۹) " سُبحان اللہ " قرآن مجید میں بہت سی جگہ پر جہاں شرک کی مذمت کی گئی ہے اور مشرکین کو آگاہ کیا گیا ہے وہاں اکثر سبحان اللہ کا استعمال ہوا ہے۔ سُبحان اللہ کے اصل معنی یہ ہیں کہ ہر طرح کے عیوب مثلاً بھول چوک، سونا اونگھنا، کسی کا محتاج ہونا، پکارنے والے کی بات کو نہ سننا، دینے اور چھیننے پر قدرت نہ رکھنا وغیرہ عیبوں سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ کوئی شخص جب شرک کرتا ہے تو آپ سے آپ، یہ گناہ اس کے سر پر آجاتا ہے کہ وہ اپنے سچے مالک کو عیب لگاتا ہے یعنی یہ کہ سچا مالک اللہ، دے نہیں سکتا اس لیے وہ دوسروں کو پکارتا ہے۔" (۱۲-یوسف: آیت ۱۰۸)

(۱۰) " قطران ": یعنی گندھک، تارکول، پگھلا ہوا تانبا، زفت، قیر، رال، ڈامر یا دوسرا کوئی ایسا آتش گیر مادہ جو بھڑک اُٹھے، آگ کو پکڑ لے اور پگھل کر ایسا گرم ہو کہ لاوے کی طرح

toobaa-elibrary.blogspot.com

بہنے لگے۔ کسی چیز پر لگے تو چپک جائے اور دیر تک تیز گرم بنا رہے۔ ایسی بھیانک چیز سے جہنّم والوں کے کپڑے بنائے گئے ہیں۔" (۱۴-ابراہیم: آیت ۵۰)

(۱۱) "ایکہ" بہت گھنے جنگل کو کہا جاتا ہے۔ یہاں اصحاب الایکہ ایک بن باسی قوم کو کہا گیا ہے۔ ان کے علاقہ میں جنگل بہت تھے۔ دور دور تک طویل جنگل میں ان کی چھوٹی چھوٹی بستیاں تھیں۔ ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السّلام کو نبی بنا کر بھیجا تھا۔"

"اصحاب الایکہ" یہ بن باسی لوگ پہاڑوں کو کھود کر اس میں عمارتیں بناتے۔ اپنی چھینی ہتھوڑی سے بوجھل چٹانوں کو کاٹ کر مکان بنا لینے کے اپنے ہنر اور کاریگری پر انھیں بڑا ناز تھا۔ اِس گھمنڈ میں انھوں نے کسی نبیؑ کی دعوت پر دھیان ہی نہیں دیا، آخر برباد ہو گئے۔ پہاڑوں میں تراش کر گھر بنا کر ان میں بے فکری اور اطمینان سے رہ رہے تھے۔ اُن پہاڑی مکان کو وہ اپنے لیے محفوظ قلعے سمجھتے تھے لیکن ان کے وہ سنگین مکانات ایک ہولناک دھماکے کے ساتھ مٹی کے گھروندے کی طرح تہس نہس ہو گئے، دیکھتے دیکھتے تمام مکان اور مکین بے نام ونشان ہو گئے۔" (۱۵-الحجر: آیت ۷۸تا۸۴)

(۱۲) "بارزۃ"، بارزہ کے معنی ہیں، صاف نکلی ہوئی، کھلی بے نقاب کہ اندر کی چیزیں بھی اوپر آجائیں۔ قیامت میں زمین کا تمام خزانہ۔ جو اندر ہے باہر آجائے گا۔"

(۱۸-الکہف: آیت ۴۷)

(۱۳) "ادریس" حضرت ادریس علیہ السّلام، کتاب اللہ کا خوب درس فرماتے تھے۔ کثرتِ درس کے سبب ان کا نام، ادریس مشہور ہوا۔" ذوالکفل" ذوالکفل کے معنی ہیں بڑا صاحبِ نصیب، قسمت والا اور فضیلت والا۔"

(۲۱-الانبیاء: آیت ۸۵)

(۱۴) "اصحابُ الرَّس"، اصحاب الرّس اُن لوگوں کو کہا گیا ہے جن کے علاقے میں گھنے جنگلات تھے اور ندیاں نہ ہونے کے سبب انھوں نے بڑے بڑے کنوئیں کھود رکھے تھے۔ اُن کو توحید کی طرف دعوت دینے کے لیے جو نبیؑ بھیجے گئے تھے، اُن کو اِن ظالموں

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے کنوئیں میں ڈال کر اوپر سے بند کر دیا، اس لیے ترجمہ کرنے والے بعض عالموں نے اصحابُ الرّس کا ترجمہ کنوئیں والے کیا ہے "

(۲۵-الفرقان: آیت ۳۸ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑮ " روحُ الامین " کے معنی ہیں امانت والی روح۔ یہ لقب ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جو تمام فرشتوں کے سردار ہیں اور عالمِ ملکوت میں دوسرے تمام فرشتے ان کے ماتحت ہیں۔ تمام آسمانی کتابوں کے نزول کا دفتر بھی اُنھیں کے ذمّہ ہے۔ ہر سال شبِ قدر میں قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے والوں کا جائزہ لینے کے لیے اُن کا نزول اب بھی دھرتی پر ہوتا ہے۔ حضرت جبرئیل کی مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے سورۂ النجم آیت ۴ تا ۹۔ سورہ البقرہ آیت ۹۷۔ سورہ تحریم آیت ۴۔ سورہ القیامۃ آیت ۱۶ تا ۱۹۔ سورہ النّبأ آیت ۳۸۔ سورہ تکویر آیت ۱۹ تا ۲۳ " (۲۶-الشعراء: آیت ۱۹۳)

⑯ " حنیف " حنیف کہتے ہیں، سب سے کٹ کر ایک طرف کا ہو جانا۔ دینِ حنیف ملۃ ابراہیم حنیفاً، حُنفاء لِلّٰہ غیر مشرکین، اور انّی وجّہت وجھی للّذی فطر السّمٰوٰت والارض حنیفاً، وغیرہ آیات میں قرآن مجید میں بار بار حنیف کا لفظ آیا ہے۔ اِس لفظ میں اللہ نے اپنے دین کا تعارف کرایا۔ اللہ کا دین، دینِ حنیف ہی ہو سکتا ہے جس میں صرف ایک اللہ کی بندگی ہو، باقی سب سے کٹ کر آدمی یکسو ہو کر ایک اللہ کا ہو رہے "

(۳۰-الروم: آیت ۳۰)

⑰ " قطمیر " جو شخص اللہ کے سوا کسی دوسرے سے دعا کرے تو جس کسی سے وہ دعا کرتا ہے اُسے قطمیر کا اختیار بھی نہیں۔ کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو ایک باریک جھلّی کی طرح کا پتلا چھلکا ہوتا ہے اُسے قطمیر کہتے ہیں " (۳۵-فاطر: آیت ۱۳)

⑱ " شکور " شکور کے معنی ہیں بہت تھوڑی چیز دی جائے تب بھی قبول کر کے مطمئن ہو اور شکر ادا کرے یعنی دینے والے کی قدر جانے اور لفظ شکور، جب اللہ کے لیے بولا جائے تو معنی ہوں گے کہ بندے نے بہت تھوڑی محنت کی اور حقیر سا عمل کیا مگر مالک نے اُسے قبول فرمالیا اور قدرداں کی قدردانی قبول فرما کر قصور معاف کیے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

انعام سے نواز بھی دیا" (۳۵-فاطر: آیت ۳۴)

(۱۹) "میزان" قرآن مجید کی اور بہت سی صفات ہیں۔ یہاں ایک صفت 'میزان' فرمائی یعنی ترازو، جس سے حق اور باطل کو، ناپ تول کر دیکھا جا سکتا ہے۔"

(۴۲-الشوریٰ: آیت ۱۷)

(۲۰) "احقاف" ہود علیہ السلام جس قوم میں بنا کر بھیجے گئے تھے، اُن کی آبادی اکثر ریگستانی علاقے میں تھی اور قومِ عاد کے نام سے مشہور تھی۔ احقاف، حقف کی جمع ہے اور حقف کہتے ہیں ریت کے پہاڑ یا ریگستانی علاقے کو۔"

(۴۶-الاحقاف: آیت ۲۱)

(۲۱) "لاتُ وعُزّیٰ ومنات" مشرکینِ مکّہ کے لات وعزّیٰ نام کے دو بُت تھے، جن پر یہ لوگ ٹوٹے پڑتے تھے۔ نذر، منّت، چڑھاوے، ناچ، گانے، میلے ٹھیلے رچاتے اور اپنی حاجتیں اُن سے طلب کرتے۔ جبکہ اُن کی حقیقت یہ تھی کہ ایک نیک آدمی تھا حاجیوں کی خدمت کا اُسے بہت جذبہ تھا اور حاجیوں کو ستّو گھول کر پلایا کرتا تھا۔ کسی چیز کو گھول کر تیار کرنے والے کو "لات" کہا جاتا ہے۔ ان صاحب کا نام یہی پڑ گیا مرنے کے بعد کچھ دن تو اُن کی قبر پر تماشے ہوئے بعد میں اُن کا بُت بنا کر لات نام مشہور کیا اور "عُزّیٰ" ایک کھجور کا گھنا درخت تھا۔ اس پر لوگ سُکھانے کے لیے چمڑے پھیلاتے تھے اور "منات" کا بُت، کُھلے بالوں والی ایک عورت کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ سب بے سر پیر کی کہانیاں گھڑ کر شرک کرتے تھے۔ رسولِ اعظم محسنِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو توڑ پھوڑ کر بے نشان بنا دیا" (۵۳-النجم: آیت ۱۹-۲۰ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲۲) "سلطان" معلوم ہوا کہ زمین کی سرحدوں سے باہر نکلنا ممکن نہیں لیکن اس کے لیے سلطان چاہیے۔ سلطان کے معنی قوت، طاقت، زور اور علمی سند کے بھی ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (۵۵-الرحمٰن: آیت ۳۳)

(۲۳) "ساق" اِس آیت میں ایک لفظ سَاقٌ، متشابہ ہے، جس کے معنی اللہ تعالیٰ کے سوا کون جان سکتا ہے۔ عربی زبان میں ساق، پنڈلی کو کہتے ہیں۔ پنڈلی جو کہ انسانی

toobaa-elibrary.blogspot.com

جسم کا وزن اٹھانے میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح قیامت میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مرکز سے پردہ اٹھایا جائے گا اور مالکِ حقیقی کا جلوہ اور اُس کی تجلّی کا ظہور ہوگا۔"

(۶۸۔ القلم : آیت ۴۲)

(۲۴) "ماعون" ماعون کہتے ہیں ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں کو جو اکثر لوگوں کے یہاں نہیں ہوا کرتیں۔ تب پڑوس سے مانگ لیتے ہیں جیسے دیگ، نمک، ماچس، تیل، پھاوڑا، کدال، سوئی، دھاگا، ڈول، رسی، بالٹی، شطرنجی وغیرہ۔ ایک باکمال مومن کی شان یہ ہے کہ مانگنے والوں کو یہ چیزیں خوشی سے دیدے۔"

(۱۰۷۔ الماعون : آیت ۷)

(۲۵) "فلق" فلق کہا گیا یعنی جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ تھا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے بنایا، وجود کا جامہ پہنایا، تب وہ چیز دکھائی دیتی ہے۔ صبح کو پھاڑتا ہے تو دن نمودار ہوتا ہے۔ دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے تو اس سے اناج اور درخت نکلتے ہیں۔ چٹانوں کو پھاڑ دیتا ہے تو اس سے جھرنے بہنے لگتے ہیں۔ فلق کا لفظ سورہ انعام آیت ۹۶ اور ۹۷ میں بھی آیا ہے۔"

(۱۱۳۔ الفلق : آیت ۱)

قرآنی امثلہ

(۱) "قرآن میں اللہ نے بندوں کی سمجھ کے مطابق کلام فرمایا ہے اور اُنھیں بات سمجھانے کو انہی کے تجربے و مُشاہدے کی مثالیں بیان فرمائی ہیں جیسے کوئی غیر اللہ کو اپنا سہارا مانے تو اس کی مثال مکڑی کے گھر کی دی گئی ہے، جو سب گھروں میں کمزور گھر ہوتا ہے۔ کسی انسان کی جائے پناہ مکڑی کا گھر کبھی نہیں بن سکتا (دیکھو سورہ عنکبوت آیت ۴۱) اور غیر اللہ کو پکارنے کی مثال میں ایک جگہ (سورہ حج آیت ۷۳ میں) فرمایا کہ لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے، غور سے سنو کہ اللہ کے سوا، جن کو تم دعا کے لیے پکارتے ہو وہ ہرگز ہرگز ایک مکھّی تک نہیں بنا سکتے اگر یہ تمام کے تمام جمع ہو جائیں اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک مکھی اگر اُن سے کچھ چھین کرلے جائے تو وہ واپس نہ لاسکیں گے۔ اس مثال میں "تب تمھارے لیے وہ کیا نفع لاسکیں گے اور کیا مصیبت کو دور کرسکیں گے"۔ یہی سمجھایا گیا ہے، چنانچہ مشرکین نے اسی بات کا بتنگڑ کھڑا کیا کہ اللہ کا ایسی حقیر چیز کو مثال میں بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو اللہ سے ارادہ پوچھنا چاہے اس کی گت بننی ہی چاہیے اور منافقین کو اسی غلط اعتراض پر اللہ نے انھیں راہِ ہدایت سے محروم کردیا حالانکہ اسی مثال سے حق پسند آدمی بات کو برابر سمجھ جائے گا اور کٹ حجتی کرنے والا خود اپنا نقصان آپ ہی کر بیٹھے گا"۔ (۲-البقرہ: آیت ۲۶)

(۲) "اللہ تعالیٰ نے ایک مثال سے توحید کا درس بڑے دلنشین انداز میں فرمایا کہ دو آدمی ہیں۔ ایک پرائے بس کا غلام، بے اختیار، اپنی مرضی سے کچھ نہ کرسکے۔ کسی کو کچھ بھی دے نہ سکے اور ایک بندہ ایسا کہ اللہ نے اپنے فضل اور رزق سے اُسے بے حد حساب نوازدیا۔ اب یہ بندہ بغیر کسی کے پوچھے اپنی مرضی سے کھُلے چھپے جیسا موقع ہوا ایسا خرچ کرڈالے کہ کوئی اُسے پوچھنے والا نہ ہو۔ ظاہر میں ہو یا باطن میں کسے دیا اور کسے نہ دیا۔ جب یہ دونوں بندے ہوکر بھی برابر نہیں ہوسکتے تو اللہ، جو اپنے ہر بندے کا اصل مالک وخالق رازق ہے اُسے چھوڑ کر کسی دوسرے سے مانگنا اور اس پر غلط مثالیں، کہاوتیں بٹھانا، بے وقوفی ہے۔ مُشرک اناڑی اور جاہل لوگوں کے کرتوت ہیں۔ علم سے ایسی دلیل یا مثال کا کوئی واسطہ نہیں بلکہ علم وحکمت کی مثال چاہو تو یہ آیت والی مثال ہے جس سے اللہ کی قدرت اور اختیارات کے بارے میں صحیح عقیدہ بنتا ہے"۔

"اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال، دو نوکروں کی بیان فرمائی کہ ایک ناکارہ ہے، دماغ اور عقل کا کورا، گونگا، بہرا بھی کہ نہ کسی کی سُنے، نہ کسی سے کچھ بول بتاسکے اور اپنے آقا کے لیے وبالِ جان اور دوسرا خادم ایسا اچھا کہ ہر کام سیدھا سیدھا، وقت پر کرکے آئے۔ آقا کی پوری بات اور مقصد سمجھ لے اور مالک کی مرضی کے مطابق سارا کام انجام دے اور حق وانصاف کی تعلیم کا بھی حکم دے۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انسانوں سے اس مثال اور سوال کا جواب طلب کیا گیا کہ بتاؤ تم کو ان دونوں میں سے کون سا خادم پسند

toobaa-elibrary.blogspot.com

آ ئے گا۔"   (۱۶-النحل: آیت ۷۵-۷۶)

(۳) "آیت ۳۹ میں سراب کی مثال بیان فرمائی تھی۔ یہاں ایک گہرے اندھیرے سمندر کی مثال سے بات سمجھائی کہ جب آدمی اندھیاری میں ایسا غرق ہوا کہ ہاتھ کو ہاتھ بھی سجھائی نہ دے، جب روشنی کی ضرورت ہو تو ایک کرن بھی نہیں مل سکی، یعنی مر کر آخرت میں گئے جہاں بدلہ پاتے کے لیے عمل کے ثواب کی ضرورت تھی وہاں جاکر معلوم ہوا کہ سارے عمل برباد ہوئے کہ اللہ پر ایمان، اخلاص اور اس کی رضا کا عقیدہ ساتھ میں نہیں تھا اس لیے عمل بے نتیجہ ہو کر رہ گئے۔ دیکھیے سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۶۶ اور سورہ الکہف آیت نمبر ۱۰۵ اور سورہ الفرقان آیت نمبر ۲۳" (۲۴-النور: آیت ۴۰-اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) "مشرک لوگ اپنی دلیل میں اللہ کے نیک بندوں کو پیش کر کے بتاتے ہیں کہ خدا کی ملکیت میں ان کو اختیار حاصل ہے۔ اس دلیل کو رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال یہاں بیان فرمادی کہ آدمی تو خود پرائے بس کی ملکیت ہے یعنی اللہ کا بندہ ہے، غلام ہے۔ اس بندے کو اللہ نے اپنے پاس سے رزق دیا اور مالدار بنا دیا، اب اس کے نوکر چاکر، خادم غلام اور کنیز وغیرہ ماتحت میں بہت سارے ہیں تو کیا مالدار شخص اپنے مال میں دوسروں کو ایسا ہی اختیار دیتا ہے جیسا اختیار اپنے لیے محفوظ رکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا جواب ہر کوئی یہی دے گا کہ ہرگز نہیں۔ مالک، آقا، بادشاہ، مالدار، اپنے مرتبہ اور حق کا لحاظ رکھتا ہے، اتنا کچھ اپنے ماتحت کو دینے پر کبھی راضی نہیں ہو سکتا، تب پھر اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ کیسے مان لیا جائے کہ وہ اپنے بندوں کو ایسا اختیار دے گا جیسے خود اپنے لیے اختیارات کا حق اس نے محفوظ کر رکھا ہے۔"

(۳۰-الروم: آیت ۲۸)

(۵) "قیامت ایسی ہولناکی اور دہشت سے بھری ہوگی کہ آدمی کو ایسے محبوب مال کی بھی کچھ پرواہ نہ رہے گی۔ عرب تمدن اور عرب سماج میں پورے ماہ کی گابھن اونٹنی کی بہت خبر گیری کرتے کہ بچّہ جنے گی تو پورے خاندان کی مالی حالت میں سدھار ہوگا۔ گابھن اونٹنی بہت قیمتی سمجھی جاتی۔ اسی کو مثال میں اللہ نے بیان فرمایا کہ کھلی پھرے گی، کوئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کا پرسانِ حال نہ ہوگا کہ سب کو اپنی جان کی پڑی ہوگی۔" (۸۱۔ تکویر: آیت ۳)

آیاتِ مُتشابہات

(۱) "قرآن پاک میں دو طرح کی آیات ہیں، ایک تو حکم بتانے والی یعنی کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔ یہ آیاتِ محکمات ہیں۔ اسی طرح دوسری آیات ہیں، متشابہات یعنی ملتے جلتے معنی سے حقیقت کا پتہ دینے والی۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے۔ اب اگر کوئی کرسی کے پیر گنے یا کرسی کی تفصیلات معلوم کرنا چاہے یعنی کس چیز سے بنائی گئی ہے وغیرہ تو اس کا جواب، خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا اور اگر خدا بتا بھی دے، تب بھی آدمی اس کی حقیقت اور وسعت کو نہیں پا سکے گا، جب تک دیکھ نہ لے اور ضروری نہیں کہ دیکھ کر بھی پوری حقیقت پا لے۔ دوسرے یہ کہ "ساق کی تجلّی" فرمائی جائے گی۔ ساق کہتے ہیں پنڈلی کو۔ آدمی کسی بڑے کے پاؤں پر گر پڑتا ہے اس تصوّر کو سامنے رکھ کر قرآن نے یہ بات کہی ہے۔ اب کوئی مشاہدہ والا مطلب نکالے تو بے عقل بنے بغیر چارہ نہیں۔ ایمان والا تو یہی سمجھے گا کہ میرا ربّ جب ساق کی تجلّی فرمائے گا تو مجھے سجدے میں گر جانا ہے اور اُس کی مشق، اِس زمین پر مرتے دم تک کیے جانا ہے! اب اگر کوئی یہ کہے کہ متشابہ آیتیں جب سمجھ کی چیز نہیں تو کیوں نازل کی گئیں۔ عمر، عقل، علم، تجربہ اور مرتبہ کے لحاظ سے ہر شخص کے لیے متشابہات، کم زیادہ ہوتی رہتی ہیں۔ کوئی نابالغ بچّہ ہو تو مرد و عورت کے آپسی ملاپ کی لذّت، اس کو بتانا متشابہات سے ممکن ہوگا، مشاہدہ سے نہیں اور متشابہات تو واقعی ایسے موقع پر بڑا سہارا بن جاتی ہیں کہ بات کے مفہوم سے قریب آدمی کو لانے میں مدد ملتی ہے۔ کسی ان دیکھی چیز کو کم سمجھ و کم علم آدمی کو سمجھانے کے لیے اُس کی سمجھ میں آنے والے اور مشاہدہ کے الفاظ استعمال کر کے ایسی بات سمجھا دینا جو اس نے دیکھی نہ ہو، جس طرح اللہ نے کئی مقامات پر زمین و آسمان کا چھ دن میں پیدا کرنے کا بیان فرمایا ہے۔ یہ چھ دن ہمارے یہاں کے رات و دن تو نہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو سکتے، البتہ ہم کو اپنے چھ دن سامنے رکھ کر تصور کر لینا چاہیے۔ ایسا ہی تمام باتوں میں علمی خاکہ ذہن میں بیٹھے تو بس زیادہ کھوج میں نفع نہیں۔ چیزوں کے مفہوم سے قریب لے جانے کے لیے ایسے معلوم الفاظ۔ جو باہم معنی و مفہوم میں ملتے جلتے ہوں سکھانے والا، طالب علم کو اس کا ہلکا سا تصور دلانے کے لیے اور معنی کے قریب لے جانے کے لیے اس طرح کی بات سمجھائے گا لیکن مشاہدہ کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ کرسی کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے بے پناہ اقتدار، زبردست قدرت کے اندازے کے قریب لے جانے کے لیے استعمال کیا گیا۔ اب ہم کرسی کو محدود معنی میں چار پیر کی کرسی یا اور کچھ بولنے بتانے لگیں یا اُس کی کھوج میں پڑیں، تو یہ بے وقوفی ہے۔"

"بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ" "يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ" "وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" "كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ" "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" وغیرہ آیات اسی درجہ متشابہات میں آتی ہیں۔ ایک بات اور مان لینی چاہیے کہ متشابہ آیات جتنی بھی ہیں، ان میں سے بعض، انسانی علم اور کھوج کے بعد محکمات ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر سورہ طلاق آیت ۱۲ میں اللہ الذی سے بکل شیٔ علماً تک (وہ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اسی طرح زمین بھی) اِس آیت میں سات زمینوں کے وجود کا پتہ چلتا ہے مگر ابھی تک یہ، متشابہات میں ہے۔ اب اگر انسان نے تلاش و جستجو کے بعد دوسری زمینوں کا پتہ لگا لیا، چاہے وہ ہم سے اوپر ہوں یا نیچے تو پھر یہ آیت، متشابہات کے زمرے سے نکل کر علم و مشاہدہ کے دائرہ میں داخل ہو جائے گی۔"

"اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ عام لوگوں کے لیے جو بات متشابہات میں ہو، وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرامؓ یا ائمہ دین یا علمائے کرام کے لیے اپنے اپنے درجہ و مرتبہ کے لحاظ سے مشاہدہ کے درجہ میں بھی آسکتی ہے جیسے معراج کا سفرِ مبارک ہمارے لیے متشابہ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشاہدے کی بات ہے۔"

(۳۔ آل عمران: آیت ۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

پیش خبریاں

(۱) "رومی لوگ اہل کتاب نصرانی تھے، جن کی لڑائی ایران کے لوگوں سے ہوئی جو آتش پرست تھے۔ یہ دونوں عرب کے ہمسایہ ملک عراق کی سرزمین پر جنگ میں مصروف تھے۔ ادھر مکّہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوتِ قرآنی کا کام جاری رکھے ہوئے چند سال کا عرصہ ہوگیا تھا۔ مکّہ کے مشرک یہ چاہتے تھے کہ ایرانی لوگوں کی جیت ہو اور مکّہ کے مسلمان یہ چاہتے تھے کہ رومی لوگ کامیاب ہوں کہ وہ اہلِ کتاب ہیں۔ لیکن ہوا یہ کہ رومی ہار گئے۔ اِس خبر سے مکّہ کے مشرک لوگ بہت خوشیاں منانے لگے کہ اُن کے ایرانی مشرک بھائی بند جیت گئے۔ مسلمان غمگین ہوئے کہ ہارنے والے رومی اہلِ کتاب تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے پیش خبری دی کہ چند سال میں رومی غالب آجائیں گے۔"

(۳۰-الروم: آیت ۴)

"اللہ نے پیش خبری دی کہ چند سال میں رومی غالب آئیں گے اور یہ خبر جب مسلمانوں کو ملے گی تو اُس دن، اُن کو بھی اللہ کی مدد سے فتح ہوگی اور رہوا ایسا ہی۔ جب بدر کے دن مسلمان کافروں پر غالب آگئے، ٹھیک اُسی دن رومی لوگ، ایرانیوں پر فتح پاتے۔" (۳۰-الروم: آیت ۴ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "نبیٔ رحمت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرہ سال مکّہ میں بڑی کٹھن اور بہت ہی امتحان کی زندگی گذارنی پڑی۔ مشرک ہر طرح سے آپؐ کو ستاتے۔ آخر ہجرت کا موقع آیا۔ اس کے پہلے پیش خبری سنادی کہ آج انھوں نے اس شہر میں آپ پر پابندی لگا رکھی ہے اور حرم کعبہ میں نماز کو نہیں آنے دیتے۔ شہر میں چین سے رہنے نہیں دیتے، بڑی رکاوٹ ڈالتے ہیں مگر اب تھوڑے ہی وقت میں آپؐ اِس شہر میں اِس شان سے داخل ہوں گے کہ آپؐ پر کوئی پابندی نہ ہوگی۔ آج تک اللہ نے یہ بشارت قائم رکھی ہے کہ حضور اکرم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہی حرم مکّہ میں داخل ہوسکتے ہیں۔ مشرک کو ہمیشہ کے لیے مکّہ میں داخلہ ممنوع ہوا۔" (۹۰-البلد: آیت ۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳) "سورۃ النصر کے نازل ہونے پر حضور سرورِ عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اعلیٰ درجے کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اندازہ ہو گیا کہ آپ کا سفرِ آخرت اب شروع ہو گا۔ دنیا میں جو کام آپؐ کے ذمّہ تھا، وہ پورا ہو چکا۔" (۱۱۰-النصر: آیت ۱)

صاف صاف ہدایات

(۱) "مذہب کے نام پر کچھ لوگوں نے غلط عقائد عام کر دیئے اور اپنی مذہبی دکانداری کو خوب چمکایا۔ قرآن نے صاف کہہ دیا کہ بخشش کا دار و مدار صرف ایمان اور نیک عمل پر ہے۔ وہاں اللہ کے سوا کوئی دوست اور مددگار بن کر، کسی کے کام نہ آسکے گا۔ گذشتہ کتاب یافتہ اقوام نے بھی ایسا گمان کر لیا تھا کہ ہم خاص بندے ہیں۔ ہمارے گناہوں پر پکڑ نہ ہو گی اور اگر ہوئی بھی تو پیغمبرؑ ہمیں بچا لیں گے۔ لہٰذا قرآن مجید نے صاف صاف حکم صادر فرما دیا کہ جو نیک کام کرے گا وہ جنّت کا حقدار ہو گا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، کسی پر بال برابر بھی ظلم نہ ہو گا۔" (۴-النساء: آیت ۱۲۳-۱۲۴)

(۲) "یہاں اللہ تعالیٰ نے دس احکامات بتائے ہیں۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا۔ ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اولاد کو قتل نہ کرنا۔ ظاہر و باطن میں بے شرمی سے بچتے رہنا۔ ناحق خون خرابہ نہ کرنا۔ یتیم کا مال کھانے سے بچتے رہنا۔ ناپ تول کی میزان پوری رکھنا۔ بات انصاف کی کہنا، چاہے رشتے ناطے والوں کے خلاف پڑتی ہو، کوئی پرواہ نہ کرنا۔ اللہ کے قول و قرار کا پابند رہنا۔ ان سب باتوں کو خوب یاد رکھنا۔"

(۶-الانعام: آیت ۱۵۲-۱۵۳)

"صاحبِ قرآن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں غرباء و مساکین کو دیکھ کر مالدار لوگ کہتے کہ ہم اُن کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے۔ اُنھیں اپنی مجلس سے ہٹا دو تو ہم آپؐ کی بات سُننے کو آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے حساب کی ذمہ داری تم پر نہیں۔ اور تمھارے حساب کی جوابداری اُن پر نہیں۔ تم ایسے لوگوں کو ہرگز اپنی مجلس

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے دور نہ کرنا جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اُس کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے آپؐ کی مجلسِ مبارک میں حاضر ہوتے ہیں۔"

"جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا طلب گار رہے، اللہ نے اس پر احسان کیا کہ حق اس پر کھول دیا۔ غریب اور مالدار کا اس میں کوئی سوال اور فرق نہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ حق ماننے والا کون ہے۔" (۶-الانعام: آیت ۵۲-۵۳-اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۳) "یہ بیان ہے اہلِ کتاب کا، جن کے پاس توریت شریف اور انجیل شریف موجود تھی، لیکن اپنے نبیوںؑ کو خدا کا بیٹا اور شریک بنایا اور اپنے پیروں وفقیروں کو حاجت روا و مشکل کشا بنالیا اور یہ بھی مشرک بن گئے تھے اور حرام کاموں میں مُبتلا تھے اور صرف نام کے اہلِ کتاب مشہور تھے۔ اُن کے بارے میں حکم ہوا کہ اللہ پر ایمان لائیں اور آخرت پر اور اللہ کی منع کی ہوئی چیز چھوڑ دیں اور سچّا دین قبول رکھیں۔ جو اُن کی کتابوں میں بھی بیان ہوا ہے اگر یہ لوگ اس حکم کو نہ مانیں تو، پھر اُن کو مسلمانوں کے علاقہ میں رہنے بسنے کے لیے جِزیہ وصول کرو۔ اگر اپنے ہاتھوں جِزیہ دے کر، ماتحت بن کر رہنا چاہیں تو رہیں یا چلے جائیں، ورنہ اُن سے جنگ کرو۔"

(۹-التوبہ: آیت ۲۹-اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) "اِس آیت سے کئی باتیں معلوم ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو نبی اور رسول نہیں بنایا۔ رسولؑ تمام کے تمام آدمی تھے، جو لوگ رسولؑ اور نبیوںؑ کو آدمیت اور انسانیت سے نکال کر کچھ اور بنانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں، اُن کے ہاتھ سے پیغمبرؑ چھوٹ جاتے ہیں اور خداؤں کی فہرست بہت طویل ہوجاتی ہے، اِس لیے کہ پیغمبرؑ سے بڑھ کر درجہ میں، خدا اور نبیؑ کے بیچ میں کوئی اور ہستی کی عظمت نہیں۔ سب سے بڑھ کر عظمت صرف اللہ کی ہے اور اگر اللہ کے بعد کسی کا بلند اور اعلیٰ درجہ ہوسکتا ہے تو رسولوںؑ اور نبیوںؑ کا ہے۔ اب جو لوگ اپنے نبیوںؑ کو انسانیت کی سطح سے اوپر اٹھانے کی بات چلاتے ہیں اُن کی نیّت میں شرک وفساد ہے اور اُنھیں کے سبب لوگوں میں بگاڑ آیا۔ اس لیے کہ پیغمبرؑ کو جب بھی اس کے مرتبہ سے اوپر اٹھائیں گے، اُسے خدا بنائے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بغیر چارہ نہیں اور جب کسی نبیؑ کو آدمیت کی سطح سے ہٹانے کی کوشش کی گئی تو بیچ میں خدائی تخت کے سوا اور کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ مشرکین کا یہی گورکھ دھندہ ہے۔ جس نے عام آدمیوں کو تفرقوں میں مبتلا کیا اور سب کے ہاتھوں سے نبیؑ جاتے رہے۔ نبیؑ چھوٹے تو اللہ بھی چھوٹ گیا۔ یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ رسولؑ اور نبیؑ بستیوں میں رہتے تھے۔ گاؤں، شہر اور آبادیوں میں ان کے مکان بھی تھے اور یہ لوگ، بیوی بچوں والے، خاندان اور رشتے ناطے والے بھی تھے۔ کوئی بھی نبیؑ جنگل، پہاڑ یا ندی نالے پر اکیلا جاکر بیٹھا نہیں ہے بلکہ ہر نبیؑ نے انسانی بستیوں میں پوری محنت کرکے اللہ کا راستہ عام انسانوں کو بتایا۔"

(۱۲-یوسف: آیت ۱۰۹- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑤ "اللہ تعالیٰ نے بہت ہی صاف انداز میں یہاں نصیحت فرمائی۔ جو کوئی اُسے یاد رکھے وہ نجات پائے۔ تین کام کرنے کے۔ اور وہ ہیں عدل کرنا، احسان کرنا اور قرابت کے لوگوں کو مال دینا۔ اور تین کاموں سے منع فرمایا۔ بے شرمی اور منکر یعنی جسے ہر کوئی برا سمجھے جیسے چوری، زنا، لوٹ مار، جھوٹ، پرایا مال ہڑپ لینا، کم تولنا، فضول خرچی کرنا، گالی گلوچ، پڑوسی کو ستانا اور ایسی تمام ناحق باتیں جن سے کسی انسان کو تکلیف پہنچے اور اُس کا حق مارا جائے، سب منع ہیں۔ اِسی طرح بغاوت، سرکشی اور فساد و بدامنی سے بھی منع کر دیا۔"

"قول و قرار میں ضامن، اللہ کو بنایا یا مومن زبان سے کہے، اُس کی پابندی کرے۔ کسی کو گرانے یا چڑھانے کے لیے اور طبقاتی جتھ بندی میں قول و قرار کو نہ توڑنا چاہیے۔ اِس سے بدقولی کا رواج پڑتا ہے اور بھروسہ اُٹھ جاتا ہے۔"

(۱۶-النحل: آیت ۹۰-۹۲)

⑥ "اللہ کی نشانیاں اور اس کے نام کی ادب کی جگہ، بیت اللہ، صفا مروہ، حج کے مقامات، کلام اللہ، رسول اللہؐ اور اولیاء اللہ، ان سب کا ادب لازم ہے۔ اس جگہ پر کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو اللہ کی نافرمانی کا ہو اور قرآن شریف کا بھی ادب کیا جائے کہ اس میں، اللہ نے احکامات بیان کیے ہیں۔ اس پر عمل کیا جائے اور اولیاء اللہ کی قبروں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو سجدہ گاہ بنا کر اُن کی بے حرمتی نہ کی جائے اور ناچ گانے، ڈھولک، منجیرا، گانجا، چرس، نذر و نیاز بھی نہ کی جائے کہ یہ اُن اولیاء اللہ کی بے ادبی ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ اللہ کا نام جس چیز کے ساتھ لگ جائے، اُس کا ادب یہ ہے کہ اُس جگہ پر کوئی کام ایسا نہ کیا جائے جو اللہ کی ناراضی کا ہو۔ اسی طرح جو جانور حرام ہیں، اُس کا بیان قرآن میں آچکا ہے، اُسے چھوڑ کر باقی حلال جانور کھانا منع نہیں یعنی حدیث میں جن جانوروں کے کھانے کو حلال بتایا گیا ہے، صرف انھیں کو حلال جانتے اور جسے اللہ اور رسولؐ نے حرام فرمایا، اُسے حرام جانتے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، سورہ البقرہ آیت ۱۷۳۔ سورہ المائدہ آیت ۳۔ سورہ الانعام آیت ۱۴۶۔ سورہ النحل آیت ۱۱۵۔"

(۲۲۔ الحج: آیت ۳۰)

(۷) "یوں تو قرآن مجید کی ہر ہر سورت، اللہ نے صاف صاف اور کھلی کھلی نازل فرمائی لیکن یہاں اس کا خاص تذکرہ شاید اس لیے فرمایا کہ اس سورۃ میں زنا کی خرابی اور اس کی سزا بیان فرمائی۔ زانی اور مشرک سے، تعلقاتِ نکاح میں اپنی ناخوشی ظاہر کی، کسی پر تہمت اور بہتان لگانے پر سزا کا حکم نازل فرمایا۔ عدالتی احکامات، شہادت اور سزا کا نافذ کرنا وغیرہ، یہ سب قانونی باتیں سماج کو اچھی طرح یاد رہیں اس لیے اِن احکامات کو فرض کرنے کی حکمت سے آگاہ فرمایا کہ ہم نے اُسے فرض کیا ہے یعنی اُس کے احکامات کی بجا آوری کے لیے، مسلمان حاکم اور رعایا خوب دھیان سے عمل کریں، غفلت نہ برتیں۔"

(۲۴۔ النور: آیت ۱۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۸) "اِس آیت میں دوسروں کے گھر جانے کے آداب بتائے گئے ہیں۔ آدمی کو چاہیے کہ کسی کے گھر میں داخلہ کی اجازت، اپنا نام بتا کر اس طرح حاصل کرے کہ صاحبِ خانہ کو معلوم ہو جائے کہ کون صاحب، اندر آنا چاہتے ہیں اور اجازت ملنے پر سلام کر کے داخل ہو۔ کسی کے گھر میں کوئی جواب دینے والا موجود نہ ہو تو پھر اُس گھر میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں اس گھر کا کوئی ذمہ دار یا ملازم یا گھر کے مالک کا کوئی جان پہچان والا یا رشتے ناطے والا یا حکومتِ وقت، اجازت دے تو اور بات ہے۔ اِسی طرح گھر

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں کوئی موجود ہو اور یہ جواب ملے کہ ابھی آپ واپس جائیں، اس وقت ہم ملنا نہیں چاہتے یا گھر کا مالک ملنا ہی نہ چاہتا ہو یا اپنی کسی ضرورت میں مشغول ہو یا نہ ہو، باہر کے کسی آدمی کا حق نہیں کہ ایسے موقع پر ضد کرے یا زبردستی کسی کے گھر میں گھس جائے یا دھرنا دے کر بیٹھ جائے کہ ملاقات کر کے ہی جاؤں گا۔ یہ سب باتیں قرآنی تعلیم کے خلاف ہیں۔"

"قرآن پاک کی اِس آیتِ شریفہ میں تین باتوں کا خلاصہ ہے۔ (۱) نکاح کا مقدور نہ ہو، مالی حالت اجازت نہ دے یا مناسب رشتہ نہ مل سکے تو مومن کو چاہیے کہ صبر سے اپنے آپ کو تھام رکھے۔ اللہ تعالیٰ جلد ہی نکاح میں رکاوٹ کے اسباب دور فرمادے گا۔ (۲) اسلام نے غلامی کو ختم کرنے کے لیے بہت سے طریقے رائج کیے۔ اس میں سے ایک یہ کہ لونڈی غلام آزادی حاصل کرنے کے لیے کسی رقم کا وعدہ کریں تو آقا کو چاہیے کہ اُن میں بھلائی دیکھے تو ضرور اُنھیں آزادی کا پروانہ لکھ دے۔ لیکن دیکھنا یہ چاہیے کہ یہاں سے چھوٹ کر اپنی آزادی کا غلط استعمال کر کے، سماج میں آوارہ گردی کر کے بگاڑ پیدا نہ کرے۔ (۳) جاہلیت میں لوگ لڑکیوں کو بازار سے خرید رکھتے اور جوان ہو تو ان سے پیشہ کرا لیتے۔ اللہ نے اُسے منع کر دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ اگر ایسی لڑکیاں شادی شدہ ہو کر گھر گرہستی کی زندگی گذارنا چاہیں تو آقا پر لازم ہے کہ انھیں آزاد کرے اور ان کی مالی مدد بھی کرے۔ لیکن جبر و ظلم سے جاہلیت کے زمانے میں جن لوگوں نے ایسی بے بس لڑکیوں سے بُرے کام لیے تھے تو اللہ تعالیٰ ان لڑکیوں کی بے چارگی کے سبب انھیں معاف کر دے گا۔ لیکن جن ظالموں نے جبر سے ان لڑکیوں سے یہ کام کرائے ان کو سزا ضرور ملے گی۔

"جاہل لوگ بعض رشتوں ناطوں کے سبب اور سمدھیانے میں کھانا کھانے جانا منع بتاتے تھے۔ اللہ نے یہاں اس کا خلاصہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا کہ مسلمان اپنے کسی دوسرے رشتے ناطے والے کے یہاں کھانا کھانے جائے تو منع نہیں۔ اور پھر غیر رشتے ناطے والے یا دوست بھی آپس میں ایک دوسرے کے یہاں دعوت میں جائیں، اِس کی کھُلی اجازت ہے۔ پھر اندھے، لنگڑے، لولے، مریض کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی کھانا کھانے کے لیے کسی کے گھر جانا منع نہیں۔ جاہل لوگ اُسے اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں کہ کوئی غریب آدمی یا اندھا لنگڑا، روگی، اُن کے یہاں کھانا کھائے، اُسے عیب جانتے ہیں۔ بعض نادان تو اب بھی ایسے ہیں کہ ہوٹل سرائے میں رہیں گے مگر اپنی بیٹی کے گھر یا فلاں رشتے ناطے کے سبب اپنے عزیز کے یہاں ملاقات کو تو جائیں گے لیکن کھانا نہیں کھائیں گے حتیٰ کہ بعض بے سمجھ لوگ پانی پینا بھی درست نہیں جانتے۔ ایسی برادری کے قوانین اور بے رونق تہذیب کو یہاں منع فرما دیا اور کھانا کھانے کے لیے ایک دوسرے کے یہاں جانا پسند فرمایا اور اُس کی اجازت دی۔ ساتھ میں یہ بھی فرما دیا کہ گھر اپنے ہوں یا دوسروں کے، سلام کا تحفہ ساتھ لے جاؤ اور اپنے آپ کے لیے بھی ایک بہترین سلامتی کی دعا ہے، جو دوسرا جواب میں سلام کی صورت میں پیش کرے گا پھر گھر اپنے ہوں یا دوسروں کے، بے دھڑک گھس جانا منع ہے۔ شریف آدمی کو چاہیے کہ سلام کر کے داخل ہو، تاکہ گھر کے لوگ چوکنا ہوں کہ گھر میں کوئی آرہا ہے۔ بے خبری میں گھس جانے سے عورتوں بچوں کو اچانک سٹپٹا کر بھاگ دوڑ نہ کرنی پڑے، اس لیے بھی اس قاعدے پر عمل کرنا ضروری ہے۔"

(۲۴ - النّور: آیت ۲۷-۲۸-۳۳-۶۱)

"گھر کی لونڈی، غلام اور خادم اور چھوٹی عمر کے لڑکے جو ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے اُن کو مکان میں ہر وقت داخلہ کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ تین وقتوں میں اجازت لیے بغیر کسی کے کمرے حجرے میں داخل نہ ہوں۔ نمازِ فجر کے پہلے اور ظہر کے وقت جبکہ آدمی اپنا بھاری لباس اتار کر ٹانگ دیتا ہے جیسے کہ کوٹ، شیروانی، پگڑی اور موزے وغیرہ اور بنیان، لنگی یا کسی رواجی پہناوے میں یا ہلکا سا لباس پہن کر آرام کرتا ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد جبکہ سونے کی تیاری ہوتی ہے، ان تین وقتوں میں اجازت لینی ضروری ہے۔ صاحبِ خانہ کو بھی چاہیے کہ ان اوقات کے علاوہ اگر عورت مرد ساتھ مل کر بیٹھیں تو دروازے بند رکھیں، پھر بھی دوسروں کو چاہیے کہ اجازت لیے بغیر کسی کی خلوت گاہ میں نہ جائے، یوں تو ہر وقت ہر ایک کو اجازت لیے بغیر کسی کے گھر میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

داخل ہونا منع ہے لیکن اس آیت میں گھر کے ملازم، کنیز، خادم، غلام اور نوکر چاکر جنھیں ہر وقت گھر کے کام میں آنا جانا پڑتا ہے اُن پر پابندی لگادی گئی کہ تین وقتوں میں وہ بھی ضرور اجازت طلب کریں۔"

(۲۴-النور: آیت ۵۸ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۹) سورۂ ہود ۱۱-آیت ۴۵-۴۶ میں اور سورۂ تحریم ۶۶-آیت ۱۰-۱۱ میں یہ بتایا گیا ہے کہ عذاب آنے پر حضرت لوط علیہ السّلام کی بیوی اور بیٹا بچ نہ سکے۔ نبیؑ کا بیٹا اور بیوی ہوتے ہوئے بھی اُن کا ایمان و عمل ٹھیک نہ ہونے سے "اہل" سے خارج ہوگئے۔ بیوی ہو یا بیٹا اگر عمل غیر صالح ہو تو نبیؑ سے رشتہ ناطہ ہونا اُسے نفع یا نجات نہیں دے سکتا۔ دوسری جانب حبشی غلام ہو، غیر رشتہ دار ہو، پردیسی ہو مگر مومن صالح ہو تو، نبیؑ کا ساتھی ہے اور نجات کا مستحق ہے۔"

(۱۰) (۶۶-الشعراء: آیت ۱۵۸ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

"جو لوگ آسمانی کتابیں رکھتے ہیں اور بعد میں بہکے ہیں، اُن سے بحث و تکرار میں جھگڑا فساد نہ کرنا چاہیے، بلکہ اُن کو قریب لانے کے لیے اُن بنیادوں پر نرمی سے بات کرنی چاہیے، جس کے سبب وہ ہم سے قریب ہیں۔"

(۲۹-العنکبوت: آیت ۴۶)

(۱۱) "چال ڈھال سے آدمی پہچان لیا جاتا ہے۔ زمین پر قدم رکھنے کے کئی طریقے ہوتے ہیں، جس میں چلنے کا مزاج جھلکتا ہے۔ اسی طرح شریف آدمیوں کا طریقہ بات چیت میں، مجمع کے لحاظ سے اور موقع کی مناسبت کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔ نرمی کا لہجہ اور شریفانہ کلام اللہ کو پسند ہے۔ گدھوں کی طرح چیخ چیخ کر بات کرنا نیز غصّہ میں لال پیلا ہو کر چلّانے لگنا، اسلامی تہذیب میں عیب مانا گیا ہے بحث و مباحثہ میں بھی طرز کلام نرم ہونا چاہیے۔" (۳۱-لقمان: آیت ۱۹)

(۱۲) "ایمان والے پر لازم ہے کہ اپنے جی جان سے، مال سے، عزت آبرو، وطن اور رشتے ناطے سب کے مقابلے میں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے تعلقِ محبت

toobaa-elibrary.blogspot.com

قائم رکھے اور نبیؐ کے حکم پر اپنی جان اور اپنا مال قربان کر ڈالے۔ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ کی ازواجِ مطہرات میں ہر ایک امُّ المومنین یعنی سب ایمان والوں کی ماں کا درجہ رکھتی ہیں اور حضور اکرمؐ کے ساتھ جن لوگوں نے ہجرت کی۔ مدینہ آنے پر حضور اکرمؐ نے ان میں بھائی چارہ قائم کر دیا۔ رشتے ناطے والے اب تک کافر تھے اس لیے اسلامی بھائی چارہ میں لوگ ایک دوسرے کے خونی رشتہ سے بھی زیادہ ایک دوسرے کے وارث تھے لیکن جب خونی رشتہ والے مسلمان ہو گئے تو اللہ نے وراثت میں اصل خونی رشتے ناطے کو پھر قائم کر دیا۔ اب رہا ایمان کی نسبت والا بھائی چارہ تو اس میں ایک دوسرے پر احسان کرنا منع نہیں، البتہ وراثت میں حق صرف اُسی کو ملے گا جس کے بارے میں قرآن مجید میں وارثوں کے حق مقرر کر دیئے گئے، وہی قانون لاگو ہوگا۔"

(۳۳ - الاحزاب : آیت ٦)

"کسی بھی آدمی کو مخاطب کرنا، آواز دینا یا خط لکھتے وقت یا دستاویز میں نام لکھتے وقت، اُس کے نام کے ساتھ اُس کے حقیقی باپ کا نام ہی، لکھنا بولنا چاہیے۔ کوئی اگر کسی کا منہ بولا بیٹا ہو یعنی لے پالک ہو تو پرورش کرنے والے کا نام، اصل باپ کی جگہ پر استعمال کرنا، اِس آیت سے منع ٹھہرایا گیا۔ انسانی نسل اور خونی رشتہ کا ادب یہاں برقرار رکھا گیا۔ بات چیت کرتے وقت یا مخاطب کرتے وقت یا تعارف کے موقع پر اگر کسی کے اصل باپ کا نام، معلوم نہ ہو تو اُسے صرف اُسی نام سے مخاطب کیا جائے۔ بھائی بندوں، دوستوں اور دینی تعلق والوں میں کسی موقع پر خطاب کرنا مقصود ہو تو، وہ ہمارا اسلامی بھائی ہے، اُس کا اپنا نام ہی کہہ دینا کافی ہے۔ جب تک اس کے اصل باپ کا نام معلوم نہ ہو تو یہ طریقہ بہتر ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ عربوں میں اپنے نام کے ساتھ "ابن" لگا کر اپنے باپ کا نام بھی ساتھ لینے کا رواج تھا اور ہے۔ عبداللہ بن عمر۔ عبدالعزیز بن سعود۔ فیصل بن عبدالعزیز، وغیرہ۔ لیکن ہمارے ملک میں عام طور پر صرف آدمی کا خود کا نام بھی لے کر عوامی زندگی میں کام چلتا ہے، البتہ لکھا پڑھی دستاویز یا نکاح وغیرہ کے موقع پر باپ کا نام بھی اولاد کے نام کے بعد جوڑنا ضروری ہے۔ ایسے موقع

toobaa-elibrary.blogspot.com

اصل باپ کا نام ہی لکھا بولا جائے۔ کسی کا کوئی منہ بولا بیٹا ہو تو اُس منہ بولے باپ کا نام ہرگز نہ لکھا جائے گا۔"

" مدینہ طیبّہ میں ایک ٹولی منافقین کی تھی اور ایک اوباش قسم کی، جنھوں نے اصلاح قبول نہ کی اور جاہلیت کی زندگی بھی نہ چھوڑ سکے۔ تیسری ٹولی وہ تھی جو مدینہ طیبّہ میں رہتے ہوئے بھی رات دن کچھ نہ کچھ افواہ اور جھوٹی خبریں اُڑاتے ہی رہتے۔ آج یہ ہوا، وہ ہوا۔ کل فلاں واقعہ پیش آیا اور فلاں قبیلہ اب چڑھائی کرنے ہی والا ہے اور ادھر سے فلاں فوج مدینہ پر چڑھائی کی تیاری کر رہی ہے۔ ایسی جھوٹی افواہوں کے سبب مدینہ کی اہلِ ایمان سوسائٹی کو دماغی تناؤ کھنچاؤ میں بڑی پریشانی ہوتی۔ اللہ نے اب اس کا حکم اپنے نبیؐ کو آگے دینا ہی تھا کہ مدینہ طیبّہ سے ایسے سب لوگوں کو نکال دیا جائے۔ اِس لیے اس آیت میں اُنھیں آخری موقع دیا گیا کہ یہ تینوں ٹولیاں اپنی حرکتوں سے باز آجائیں، ورنہ اُنھیں مدینہ طیبّہ سے نکال دیا جائے گا اور صرف نکالنے پر ہی بس نہ کیا جائے گا بلکہ ایسے ملعون لوگوں کو جہاں پائے جائیں گے، کاٹ پیٹ کر، بے وجود کر دیا جائے گا"۔ (۳۳-الاحزاب: آیت ۵-۶۰-۶۱- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۳) " یہاں سے یہ حکم ثابت ہوا کہ کوئی خبر ایسی ہو، جس میں انسانی زندگی کے بند و بست میں خرابی کا اندیشہ ہو یعنی جماعتی، سماجی، خاندانی، کاروباری، قومی، ملّی معاملات سے تعلق والی خبر ہو تو ایسی خبر کی تحقیق کرنے کے بعد ہی اگلا قدم سمجھداری سے اٹھانا چاہیے"۔ (۴۹-الحجرات: آیت ۶)

(۱۴) " اللہ تعالیٰ نے امّت کو آسان راستہ بتایا کہ اوّل تقویٰ چاہیے یعنی اللہ کا خوف، لحاظ، ڈر، اُس کے حکم کے خلاف کرنے سے ہر طرح بچتے رہنا، حضرت رسولِ اکرم، نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر سچّے دل سے ایمان رکھنا اور محسنِ انسانیت، محبوبِ ربّ العالمینؐ کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ بنانا، اللہ جلّ شانہ نے ایک نورانی کتاب نازل فرمائی ہے اُس کی روشنی میں زندگی کا سفر جاری رکھے، فرار کی راہ اختیار نہ کرے بلکہ دنیا کے معاملات میں رہ کر ہر طرح اپنے ربّ کو راضی کرلے تو، دوسروں کے مقابلے میں محنت کم اور اجر دُگنا پائے گا"۔ (۵۷-الحدید: آیت ۲۸- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بعث بعد الموت

① "حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اللہ کے حکم کے مطابق مور، مرغا، کوّا اور کبوتر، چار جانوروں کو خوب پہچان کر اپنی طرف مانوس کر کے ذبح کر کے ان کا گوشت آپس میں خوب ملا کر ایک کر لیا پھر دور پہاڑیوں کی چوٹیوں پر الگ الگ یہ ملا ہوا "مکس" گوشت رکھ کر واپس آ گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اُنھیں آواز دی اور سب کے سب اڑ کر حضرت ابراہیمؑ کے پاس پہنچ گئے۔ اللہ کی قدرت کا کرشمہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے تھے سو دیکھ لیا، ورنہ ایمان یقین تو پہلے بھی تھا صرف کس طرح مرے پیچھے کوئی زندہ ہو گا اِس منظر کو دیکھنا چاہتے تھے۔" (۲-البقرہ : آیت ۲۶۰)

② "یعنی نبیؑ کی یہ بات کہ موت کے بعد زندہ ہو کر خدا کے حضور پیشی ہو گی اور اپنے اپنے عمل کا بدلہ پانا ہے تو یہ بات کافروں کو ایسی ناممکن اور اچنبھے والی لگی کہ کہنے لگے کہ یہ باتیں جادو کی ہیں۔" (۱۱-ہود : آیت ۷)

③ "زمین کی پیداوار، باغ باغیچے، کھیت کھلیان، غلّہ، پھل، سبزی، زمین کا پھٹنا، بیج کا زمین میں سڑ گل کر پھر نئی زندگی میں آنا اور خوب آنا، یہ دیکھ کر آدمی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نیرنگیوں پر تعجب کرے گا۔ اِس پر فرمایا کہ تم کو تعجب آئے تو ذرا اُن کی بات پر بھی تعجب آنا چاہیے جو اپنی نظروں سے روز یہ منظر دیکھا کرتے ہیں کہ دانہ زمین میں سڑ گل کر پھوٹ نکلتا ہے، جبکہ قبروں میں سڑ گل کر یہ ہڈی مٹّی ہوں گے تو کیا، ہم اُن کو پیدا کرنے پر قادر نہیں ہیں؟ پھر اُنھیں مرے پیچھے زندہ ہونے کا انکار کیوں ہے؟"

(۱۳-الرعد : آیت ۵)

④ "بڑے بیوقوف ہیں وہ لوگ جو زوردار قسمیں کھاتے ہیں اور بکواس کرتے ہیں کہ کیا حشر و حساب اور کیسی قیامت؟ - جبکہ مُردوں کو زندہ ہی نہیں کیا جائے گا۔ کوئی بھی کمزور ایمان و یقین کا شخص زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مُردے زندہ کیے جائینگے یا نہیں؟ - یہ مجھے معلوم نہیں۔ لیکن دعوے سے یہ کہنا کہ مُردے زندہ کیے ہی نہ جائینگے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِس کے معنی تو یہ ہوئے کہ ایسا آدمی مر کر دیکھ چکا ہے کہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کا اللہ کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔" (۱۶-النحل : آیت ۳۸)

⑤ "آدمی جب کچھ نہیں تھا، تب اس دنیا کی زندگی میں جس خالق نے اُسے موجود کیا، اُس کے لیے کیا مشکل ہے کہ اِسی آدمی کو مارنے کے بعد پھر قبر سے نکال کر اٹھا کر کھڑا کر دے۔" (۱۹-مریم : آیت ۶۷)

⑥ "معلوم ہوتا ہے کہ اس پیغمبرؑ کے مخاطب لوگ، اللہ کو مانتے ہوں گے، تبھی تو جواب میں بولے کہ اِس شخص نے اللہ کے حوالے سے ایک جھوٹ بات چلا رکھی ہے کہ مرنے کے بعد زندہ ہو کر خدا کے دربار میں جواب دینا ہے جبکہ ہمارے خیال میں بس اسی دنیا میں ہم مرتے جیتے ہیں اور اللہ ہم کو اچھے برے کا پھل یہیں دے دیتا ہے اور کہاں کا حساب کتاب؟ - جو کچھ ہے یہیں ہے۔ بس پھر حساب صاف ہو کر آدمی مر گیا، بات ختم ہوئی، اچھے برے عمل کی جزا اور سزا اللہ اِسی دنیا میں دے دیتا ہے، بس ہم نے زندگی پائی کام کیا اور مر گئے۔ بات ختم ہو گئی۔"

"مشرکین کو جب دعوتِ قرآن کے ذریعہ آخرت کی بات بتائی گئی اور موت کے بعد زندگی اور حشر و حساب، جنّت و جہنّم کی تفصیلات بتائی گئیں تو انھوں نے جواب میں کہا کہ یہ سب ڈرانا دھمکانا پہلے سے جاری ہے مگر کوئی مرا مردہ اب تک زندہ ہوا نہیں۔ ہمیں دنیا کے مزے لوٹنے سے روکنے کے لیے یہ بات بہت پہلے سے چلائی جا رہی ہے اور کچھ نہیں۔ بس دنیا کی زندگی ہے، جی لیے موت آئی مر گئے، بات ختم ہوئی۔ کہاں کا پھر دوبارہ جی اٹھنا اور کیسی قیامت؟ - اگر یہ سب کچھ ہونا تھا تو اب تک کیوں نہ ہو گیا۔ یہ اعتراض اور یہ ذہنیت آج بھی بہت سے بیوقوفوں میں دیکھی جا سکتی ہے مگر نہیں جانتے کہ کیا ہر زمانے میں ہر نبیؑ کی دعوت پر قیامت ہو گی یا بڑے بوڑھوں کے دور کے خاتمہ پر حشر و حساب کا دن کھڑا ہو جائے گا؟ - ایسی بات تو کبھی نہیں کہی گئی بلکہ آخر دن جب آئے گا تو تمام مرے مُردوں کو اکٹھا زندہ کر کے حساب لینے کی بات کہی گئی ہے - اور اس وعدہ کو پورا ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آخری پیدا

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہونے والے انسان کے بعد نسلِ آدم کو روک دیا جائے اور سب زندوں کو مار ڈالنے کے بعد قیامت ہو۔ ظاہر ہے کہ اس وعدے کو دیکھنے کے لیے تمام لوگوں کا دوسری بار زندہ ہونا ضروری ہے اور یہ ابھی کہاں ہوا۔ جب ہوگا اُس وقت پھر اُسے مان کر کسی کو کیا نفع ہے؟۔ جو کچھ نفع کمانا ہو تو آج ایمان لا کر نیکی کر کے گناہ سے بچ جائے۔"

(۲۳-المومنون : آیت ۳۸ - ۸۳)

(۷) "مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا عقیدۂ آخرت، جن کو نہیں ہے اُنھیں اِس دنیا میں اپنے کالے کرتوت بہت بھلے اور خوشنما لگتے ہیں۔ جب کوئی آخرت نہیں، کوئی حساب کتاب نہیں، جزا سزا نہیں تو جو چاہیں کریں، ہر جگہ منہ مارتے پھریں، نیکی بدی کا کوئی سوال نہیں رہا۔ ایسے لوگ اپنی دُنیا کی زندگی کو ضائع کر ڈالتے ہیں۔ آخر ایک دن موت سب کو آنی ہے۔ موت کے پہلے جھٹکے میں ہی انھیں معلوم ہو جاتا ہے کہ آخرت کو نظر انداز کر کے دنیا میں جو کچھ کر رہے تھے، اس کا وبال اب اُن کے سر پر آ گیا۔ کاش دنیا میں اندھا دھند زندگی نہ گذارتے اور اپنے مستقبل کی کچھ سوچ فکر کرتے تو، اللہ کی کتاب اور اُس کے نبیؐ کی تعلیم سے وہ سنبھل سدھر کر آخرت میں آ سکتے تھے۔ آخرت میں جانا تو ہر ایک کو ہے مگر جو حشر و حساب سے بے یقین مرا، اُس کا نیک عمل برباد ہوا اور بدی کا وبال بھگتنا ہر حال میں لازم ہوا۔"

(۲۷-النمل : آیت ۴)

(۸) "یعنی یہاں تھے نہیں، بھیجے گئے ہو، رہو گے نہیں بلکہ یہاں سے واپس لوٹا کر اُسی کے حضور سب کو حاضر ہونا لازمی ہے۔" (۲۸-القصص : آیت ۷۰)

(۹) "جس طرح دانہ زمین میں پڑنے کے بعد سڑ گل کر اپنے وجود کو کھو دیتا ہے، پھر اُسی میں سے درخت بنا کر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا منظر دکھاتا اور دکھاتے ہی رہتا ہے۔ اِسی منظر میں نشان ہے مرے پیچھے زندہ ہونے کا۔ جو کوئی آخرت کی زندگی کو نہ مانے وہ عقل کا اندھا ہے۔" (۲۹-العنکبوت : آیت ۱۹)

(۱۰) "جس کو اپنے رب سے ملاقات کا یقین نہیں، وہ آخرت میں اللہ کے سامنے

toobaa-elibrary.blogspot.com

پھر جی کر اُٹھنے کا مُنکر ہوگا، جسے اپنے ربّ سے ملنے کی اُمید ہو، وہ کیوں انکار کرے گا،
جبکہ مرکر زندہ ہوکر ہی دربارِ خداوندی میں آدمی پہونچایا جائے گا"

" معلوم ہوا کہ زندہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی دوبارہ اِسی دنیا میں پھر جنم لے گا بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن انسان کا مُردہ، زندہ ہوگا اور دربارِ الٰہی میں اِس کی پیشی ہوگی۔ رہا اِس دنیا میں پھر واپس آنا تو جو لوگ بدکار ہوں گے، وہ مطالبہ کریں گے کہ ہم نے اب حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی اور سب کچھ سُن لیا، ہمیں پھر ایک بار دنیا میں بھیج دیجیے تاکہ بُرے اعمال چھوڑ کر نیک عمل کر کے آئیں مگر اُن کی یہ تمنّا کبھی پوری نہ ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوبارہ پیدائش یا نیا جنم، اِس دنیا میں ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ سب آخرت میں ہوگا" (۳۲-السجدہ : آیت ۱۰-۱۲)

(۱۱) " مشرک لوگ آخرت میں پیدا ہوکر کھڑا ہونا، ناممکن بتاتے تھے۔ اللہ نے پوچھا کہ تم کو چپکتی مٹّی سے پیدا کر دیا۔ حقیر مخلوق ہو۔ جبکہ فرشتوں جیسی مخلوق اور آسمان، زمین، ستارے ہم نے پیدا کر دیئے۔ واقعی آسان اور مشکل کی بحث ہوتی تو انسان کا پیدا کرنا، زیادہ آسان کام ہے اور زمین آسمان فرشتوں کا پیدا کرنا، اس سے بڑا کام ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے نہ مشکل، نہ وہ مشکل"

(۳۷ الصّافات : آیت ۱۱)

(۱۲) " آسمان اور زمین کو اُس نے پیدا کر ڈالا۔ تھکان نے اس کو چھوا تک نہیں۔ اس کے لیے کیا مشکل ہے کہ انسانی لاشوں کو زندہ کر دکھائے۔ مُردوں کو زندہ ہونے میں جن کو شک ہے اُن کی عقل ماری گئی ہے اور اس کائنات کے پورے نظام کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد بھی اناڑی کے اناڑی رہے۔ اتنا بھی نہیں جانتے کہ جو اللہ، آسمانوں اور زمین کو بنا ڈالے اس کے لیے یہ کون سا بڑا مشکل کام ہے کہ مُردوں کو زندہ کر دے"

(۴۶-الاحقاف : آیت ۳۳)

(۱۳) " مُردے کا جسم، زمین میں سڑ گل جاتا ہے۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی ایک مدّت کے بعد مٹّی میں مل جاتا ہے۔ اِس پر کافر تعجّب کرنے لگے کہ ایسی حالت میں پھر زندہ کر کے اٹھایا

toobaa-elibrary.blogspot.com

جانا، ہماری سمجھ میں نہیں آتا - اللہ تعالیٰ نے بہت سادہ بات یہاں فرمائی کہ اس سے کیا فرق پڑا - انسانی لاشوں کو زمین پانی آگ نے تباہ کر دیا تو یہ سب کچھ ہمارے علم سے اور قانونِ حفاظت کے تحت ہوتا ہے - انسانی جسم کے بکھرے ہوئے ذرّات کو پھر جمع کرنا، ہم کو کیا مشکل ہے - ہماری نگہبانی کے دائرے سے کوئی چیز باہر نہیں، سب کچھ ہمارے علم میں ہے۔" (۵۰-قٓ : آیت ۴)

عالمِ برزخ

(۱) "بدن سے آدمی کی روح نکلنے کے بعد، اللہ کے دربار میں پیشی کے لیے عالمِ برزخ میں رہتی ہے - یہ عالم، دنیا کی زندگی اور قیامت کے بیچ کے وقفہ کا نام ہے - قیامت میں جی کے جوڑ ملائے جائیں گے۔" اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ، سے معلوم ہوا کہ آدمی روح اور جسم کے جوڑ کے ساتھ ہی اِس دنیا میں رہ سکتا ہے - عالمِ آخرت میں دونوں کو الگ الگ رکھ کر بھی اللہ تعالیٰ جب چاہے زندہ کر دے۔"

(۱۰ - یونس: آیت ۹۲)

(۲) "جو لوگ مر گئے، وہ سب دربارِ خداوندی میں قیامت کے دن تک عالمِ برزخ میں ہیں - نیک لوگ "علیین" میں اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور بدکار لوگ "سجّین" کے کارکنوں کے تحت، حراست میں ہیں اور جو ابھی مرے نہیں یا آگے پیدا ہو کر مریں گے، وہ سب اپنے اپنے وقت پر اِس دنیا سے کوچ کر کے آخرت میں پہنچ جائیں گے - یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔" (۱۵- الحجر : آیت ۲۴-۲۵)

(۳) "اِس آیتِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ یہاں ایک بار موت کا شکار ہونے کے بعد آدمی عالمِ برزخ میں پہنچ جاتا ہے - یوم الحساب تک اُسے وہیں حوالات اور کسٹڈی میں رہنا ہے، پھر قیامت کے دن مُردے زندہ ہوں تو ان روحوں کو جسم میں داخل ہو کر حساب دینے کو اللہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے - اِس سے پہلے یہاں پر کسی نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

پھر دوبارہ پیدا نہیں ہونا ہے۔ جو لوگ نیکی اور بدی کا بدلہ چاہنے کے لیے ہر انسان کو دوسری تیسری بار یہاں پھر جنم لینے کی بات کہتے ہیں وہ بے دلیل اور غیر معقول ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ایسے عقیدہ رکھنے والوں کو جاننا چاہیے کہ آدمی کا عمل بہت دیر تک نتائج کا سبب بنا رہتا ہے۔ آدمی کے مرنے سے اس کے بہت سے کاموں کے نتائج سامنے آتے ہیں اور ان کا سلسلہ مدتوں جاری رہتا ہے پھر وہی آدمی دوسری بار جنم لے کر اسی دنیا میں آجائے، جہاں اس کے پہلے جنم کے اعمال کا نتیجہ سلسلہ وار جاری ہے تو ایسی واپسی بے معنی ہی نہیں بلکہ الجھن پیدا کرے گی کہ ابھی پہلی بار کی پیدائش کے کاموں کا نپٹارا ہوا نہیں اور یہی آدمی پھر اس دنیا میں آگیا اور اس کا نامۂ عمل شروع ہوا اور عقیدہ عمل سے پھر دوسری فہرست بننی شروع ہو گئی۔ جاننا چاہیے کہ کسی آدمی نے سرائے، مسجد، کنواں، مدرسہ بنا دیا، اولاد نیک چھوڑی، کسی بیوہ، یتیم کی مسلسل روزی کا انتظام کر دیا، اچھی کتابیں لکھیں، عوام کی خدمت، اللہ تعالیٰ کے نام پر کی، اُس کے مرنے کے بعد ان کاموں کا اور بھی ثواب اس کے لیے جاری ہے، اسی طرح کسی بدکار آدمی کے زنا، چوری، ظلم قتلِ ناحق کے کاموں کے ساتھ اُس کی فحاشی اور بدی سے لوگوں کو اُس کے مرنے کے بعد بھی دنیا آخرت کا نقصان، صدیوں جاری رہتا ہے اور یہی آدمی پھر آجائے تو بات بنتی نہیں، الٹا الجھن بھرا ریکارڈ بنے گا۔ اِس لیے فرمایا کہ جو گیا یہاں سے سو گیا۔ واپسی قیامت کے دن ہوگی، وہ بھی حساب دینے کے لیے۔'' (۲۱۔ الانبیاء: آیت ۹۵)

(۴) ''مرتے دم تک دنیا میں وہی کچھ کرتے رہے کہ حق دب جائے اور ان کی باطل پرستی چل پڑے اور کسی طرح بھی لوگ ایمان، توحید، آخرت اور رسالت کو خالص اعتقاد کے ساتھ قبول نہ کر سکیں لیکن جیسے ہی موت کے شکنجہ میں کس لیے گئے، خوب بلبلانے لگے کہ ہم تو بہت غلط کام کرتے تھے۔ اب ہم کو دنیا میں واپس بھیج دیجیے کہ پھر ایسا کام نہ کریں گے مگر یہ صرف بکواس ہوگی۔ جو وہ لوگ کیے جا رہے ہوں گے۔ انجام ان کا یہ ہوگا کہ برزخ میں قیدی بن کر قیامت تک پڑے رہیں گے جب تک کہ تمام مردوں کو زندہ کر کے اُٹھانے کا دن نہ آجائے، تب تک ایسے لوگ بڑی تکلیف اور غم، مایوسی

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور خوف میں اپنا وقت گذارنے کے لیے مجبور ہوں گے۔ موت کے بعد انسان کی روح آخرت کے دن آنے تک ایک خاص مقام میں رہتی ہے جسے عالمِ برزخ کہا جاتا ہے۔ عالمِ قبر بھی، عالمِ برزخ ہی کا ایک حصّہ ہے۔"

(۲۳-المومنون: آیت ۹۹-۱۰۰)

⑤ "آدمی دھڑ ہے۔ اُس کے اندر اُس کی روح وجان ہے۔ موت کے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملکُ الموت کی کارروائی پر روح اور جسم کی جدائی ہو جاتی ہے۔ روح کی پیشی اللہ کے دربار میں ہونے کے بعد آدمی گنہگار ہو تو عالمِ برزخ کے "سجّین" میں اس کی روح تحویل میں رکھی جاتی ہے اور نیک ہو تو اُس کی روح عالمِ برزخ کے "علّیین" میں رکھی جاتی ہے۔ حشر وحساب کے دن جسم اور روح کا جوڑ ملایا جائے گا تو آدمی جیسا دنیا میں تھا ویسا ہی بنا کر قیامت میں کھڑا کر دیا جائے گا۔" (۳۲-السجدہ: آیت ۱۱)

جنّت

① "جنّت میں میوے پھل فروٹ، کھانے پینے کی چیزیں، رنگ برنگی اور لذیذ سے لذیذ تر ہوں گی۔ آدمی دیکھ کر یہ کہے گا کہ یہ تو شاید ایک بار کھایا تھا مگر جب چکھے گا تو مزہ کچھ نیا نیا پائے گا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ جنّت میں لوگوں کو صرف پیٹ بھر کھانے کے لیے کھانے کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ وہ خوش ذائقہ چیزوں کے نت نئے مزے لیتے ہوں گے اور اسی طرح ان کے جوڑے یعنی بیویاں بھی انتہائی حسین وجمیل اور ہمیشہ پاک وطاہرہ ہوں گی اور وہ کبھی بھی ان تمام لذّتوں اور مسرتوں سے محروم نہ کیے جائیں گے۔"

(۲-البقرہ: آیت ۲۵)

② "جو چیز جتنی چوڑی ہوتی ہے اُس کی لمبائی اس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے جنّت کی چوڑان جب سات آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو لمبائی اس سے لاکھوں کروڑوں گنی زیادہ ہوگی۔ معلوم ہوا کہ جنّت آسمانوں اور زمین سے بھی پھیلاؤ اور کشادگی میں بہت

toobaa-elibrary.blogspot.com

زیادہ ہے۔ یہ بات ہم کو گنجائش کے اندازے کے قریب لانے کے لیے فرمائی گئی ہے ورنہ جنّت کی وسعت اور گنجائش کا صحیح صحیح اندازہ کرلینا، انسانی ذہن کے لیے ممکن نہیں۔"

(۳۔ آلِ عمران: آیت ۱۳۳)

(۳) "جنّت میں مرد و عورت کا جوڑا بندھے گا۔ ہم نے "ازواج" کا ترجمہ بیوی یا عورت کے بجائے "جوڑا" کیا تاکہ معلوم ہو کہ اگر کوئی عورت جنّت میں جاکر اپنے کافر خاوند سے چھوٹ گئی تو اُسے بھی جنّت میں کسی نیک مرد سے بیاہ دیا جائے گا۔ اور دونوں جنّت میں پہنچ گئے تو کیا کہنا، سُبحان اللہ۔ یہاں کا جوڑا وہاں بھی باقی ہوگا۔ اسی لیے دنیا میں ہر عورت مرد پر لازم ہے کہ ایمان اور نیک عمل کو لازم پکڑے، ورنہ یہاں کے بندھے ہوئے جوڑے ٹوٹ جائیں گے۔ آخرت میں تو صرف ایمان اور عملِ صالح کی نسبت سے نئے سماج کی تشکیل ہوگی۔ وہاں منکروں کافروں مشرکوں کو ایمان والوں سے الگ کردیا جائے گا۔"

(۴۔ النساء: آیت ۵۷)

(۴) "دو ایمان والوں میں دنیا کی زندگی میں اگر آپس میں کچھ اَن بَن یا رنجش ہوگی تو جنّت میں جاکر وہ بھی دور ہوجائے گی۔ سب کے سینے اور دل صاف ہوں گے۔ کوئی جنّتی دوسرے جنّتی کا مخالف نہ ہوگا بلکہ سب بھائی بھائی بنے رہیں گے۔"

(۱۵۔ الحجر: آیت ۴۷)

(۵) "اہلِ جنّت کو اور ان کی بیویوں کو خوب سجایا سنوارا جائے گا۔ ہر طرح کے آرام کا انتظام خوب سے خوب تر ہوگا۔ لباس میں، ریشم کئی کئی قسموں کا ہوگا اور ان کو سجانے سنوارنے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے خاص انتظام فرمائے گا۔ دیکھیے سورۃ ۴۳ زخرف آیت ۷۰۔"

"جگہ کتنی ہی اچھی ہو، آدمی کا جی ایک موقع پر بھر جاتا ہے اور وہاں سے نکل کر کہیں اور آس پاس میں جانے کی طبیعت ہوتی ہے لیکن جنّت الفردوس میں اہلِ جنّت کو وہاں ہر طرح کی نعمتیں میسّر ہوں گی کہ کبھی بھی باہر جانے کو اُن کی طبیعت آمادہ نہیں ہوگی۔"

(۱۸۔ الکہف: آیت ۳۱۔ ۱۰۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

⑥ "جنّت آج غیب میں ہے۔ موت کے بعد اور حشر کے دن مشاہدے کی چیز ہو جائے گی۔"

"جنّت کی تین خاص نعمتیں یہاں بیان کی گئی ہیں۔ (١) کسی جنّتی کو اپنے ذوق، مزاج اور طبیعت کے خلاف کوئی بات کبھی سُننی نہ پڑے گی۔ (٢) پورا امن اور کامل سلامتی۔ جس کی ایک شکل آپس میں اُن کا پرامن رہنا اور کسی سے کسی کا کبھی بھی لڑائی جھگڑا یا ناراضی کا۔ اور فرشتوں کی آمد و رفت اور خدّام اور کنیزوں اور حوروں کا جُھرمٹ اُن کے لیے ہو گا اور شور و غل کا سبب ہرگز نہ ہو گا۔ فضا پوری پُرسکون ہو گی (٣) کھانے ہر وقت تازے اور ذوق و ذائقہ اور لذّت کے عین مطابق اور پھر کھانے کی چیز دوسری بار آئے تو اُس کی لذّت پہلے سے الگ اور نئی۔ ہر بار ایک مزہ کے بعد دوسرے مزے کی تبدیلی سے نیا ذائقہ ملتا رہے گا۔ اور کھانے میں کبھی دیر یا خدّام کی طرف سے غفلت یا کسی اور گڑبڑ کا اندیشہ مطلق نہیں۔" (١٩۔ مریم: آیت ٦١-٦٢۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑦ "جنّت کی لاکھوں نعمتیں، انسان کی چار بنیادی ضرورتوں میں گنا دیں۔ بھوک، لباس، پیاس، مکان۔ اس کے لیے کسی کو جنّت میں محنت و مشقّت کرنا نہیں پڑے گا۔ البتہ ان ضرورتوں کو پوری کرنے کے لیے آدمی کو زمین میں محنت مشقّت ضروری ہے اور بہت سے لوگ اسی سے فرصت نہیں پاتے لیکن جو بندگی میں لگے تو روزی روٹی، پانی کپڑا مکان آسان ہو اور ربّ تعالیٰ کی رضا بھی مل جائے کہ جوں توں دنیا کی زندگی کاٹ دے اور آخرت میں آرام پائے۔" (٢٠۔ طٰہٰ: آیت ١١٨-١١٩)

⑧ "جنّت کی زمین یہاں مُراد ہے کہ اس کے وارث، اللہ کے نیک بندے ہوں گے دنیا کی زمین میں تو نیک و بد ہر طرح کے لوگ، قبضہ کیے ہوئے ہیں مگر جنّت کی زمین کے وارث صرف صالح لوگ ہوں گے۔ جنّت کی زمین کا تذکرہ سورۂ زمر ٣٩ آیت ٧٤ میں آیا ہے "وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ" اور اللہ نے ہم کو جنّت کی زمین کا وارث بنا دیا کہ جہاں ہمارا جی چاہے، رہیں بسیں۔" (٢١۔ الانبیاء: آیت: ١٠٥)

⑨ "اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو داخلہ کی ایسی جگہ عنایت فرمائے گا، جس سے وہ راضی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو جائیں گے۔ کسی آدم زاد کے لیے جنّت کی لمبان چوڑان اور اپنے باغ باغیچے، محل، نہریں، ریشمی لباس، زیورات اور سونے چاندی کے برتن، مشروبات اور پھل فروٹ، حوروں کے جھرمٹ اور خدام کی فوج سنبھالنا، دیکھ بھال رکھنا، آسان کام نہیں۔ اِس لیے فرمایا کہ سب کچھ سنبھال لینے والا، اللہ ہے۔ اہلِ جنّت کو تو نعمت سے مالا مال ہونا ہے اور لذّت حاصل کرتے رہنا ہے۔ رہا انتظام تو یہ سب کچھ اللہ کی قدرت سے ہوتا رہے گا۔ کسی جنّتی کو کچھ محنت مشقّت، دیکھ بھال کی اور جنّت کی مرمّت کی کبھی ضرورت نہ ہوگی۔" (۲۲-الحج : آیت ۵۹)

"شریعتِ محمدیؐ میں سونا اور ریشم، یہاں مَردوں کے لیے حرام ہے کہ جنّت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے اُسے مخصوص کر رکھا ہے۔ جو مرد یہاں ریشم اور سونا پہنتے وہ وہاں نہ پہن سکے گا۔ بہت ہی عمدہ موتی کے ہار اور سونے کے کنگن جنّت والوں کو پہنائے جائیں گے۔ ایک آیت کے بقول کھانے کی پلیٹ اور برتن بھی سونے کے ہوں گے۔ دیکھیے سورہ زخرف ۴۳ آیت ۷۱"

"ایسی اعلیٰ جنّت میں داخلہ ہونے کا سبب یہ بتایا کہ کلمۂ طیبّہ اور کلامِ پاک سے ان کو سیدھی راہِ توحید معلوم ہوگئی اور اسی پر چلنے کے نتیجے میں آخرت میں ان کا پڑاؤ جنّت میں ہمیشہ کے لیے قائم دائم ہوگیا۔"

(۲۲-الحج : آیت ۲۳-۲۴- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۰) "دنیا میں گرمی کے موسم میں آدمی کو دوپہر کاٹنی بڑی مشکل پڑتی ہے۔ اہلِ جنّت کی صبح و شام جیسی آرام والی، ویسی ہی دوپہر بھی بہت حسن و خوبی کے ساتھ بسر ہوگی۔"

(۲۵- الفرقان : آیت ۲۴)

(۱۱) "جنّت کی بے شمار نعمتوں میں ایک نعمت یہ بھی ہے کہ آدمی کا دل وہاں کبھی نہیں اُکتائے گا اور نہ ہی طبیعت اُچاٹ ہوگی۔ اپنی حاجت و ضرورت کے لیے کوئی محنت مشقّت نہیں کرنی پڑے گی۔ یہاں تک کہ اپنے رہنے بسنے کی جگہ کی بھی دیکھ بھال کی ضرورت نہ ہوگی۔ سب کچھ وہاں ایسا ہے کہ بس آدمی جا کر دیکھے۔ تب کہیں بیان

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں آسکے۔" (۳۵ - فاطر: آیت ۳۵)

(۱۲) "معلوم ہوا کہ جنّت میں عیش و عشرت، آرام و راحت کے ساتھ آدمی کو مجلسی زندگی بھی نصیب ہوگی۔ تنہائی میں اُن کا جی نہ اکتائے گا اور ہنسی خوشی میں وقت گذاریں گے کہ وقت بھی، کبھی ختم نہ ہوگا۔" (۳۶ - یٰسٓ: آیت ۵۵)

(۱۳) "جس طرح انڈے کے اندر سفید چمکدار صاف ستھری جھلّی ہوتی ہے کہ کسی کا ہاتھ بھی نہ لگا ہو۔ یہ مثال ہے جنّت کی حوروں کے محفوظ ہونے کی پھر بعض مقامات پر یہ بھی فرمایا کہ آج تک کسی جنّ یا انسان نے ان کو چھوا بھی نہ ہوگا۔"

"یہ جنّتی اپنے پڑوسی کو جب جہنّم کے بیچ دیکھے گا تو اُسے اللہ کے بہت ہی فضل اور نعمت کی قدر ہوگی۔ تعجب میں اس کے مُنہ سے نکل جائے گا کہ یہاں اِس جنّت میں کہیں ہم کو مرنا تو نہیں پڑے گا کہ پھر یہاں سے بھی نکالے جائیں۔ بعد میں اُسے خود احساس ہو جائے گا کہ یہاں نہ موت ہے اور نہ یہاں سے نکالے جائیں گے۔"

(۳۷ - الصّٰفّٰت: آیت ۴۹ - ۵۸)

(۱۴) "جنّت کی چیزوں میں خاص برکت ہوگی کہ کبھی ختم نہ ہوں گی، کبھی سڑنے گلنے کی نہیں، کبھی خلافِ مزاج اور بدمزہ نہ ہوں گی۔ جب چاہا مل جائے، جتنا چاہا طلب کرے، سب حاضر ہے۔" (۳۸ - صٓ: آیت ۵۴)

(۱۵) "جنّت کی ایک بڑی نعمت یہ ہے کہ وہاں امن و امان ہوگا، سکھ چین ایسا کہ کبھی وہاں سے نکالے نہ جائیں گے۔ ڈر اور غم کبھی نہ آنے پائے گا۔ ان کے خلافِ مزاج اور خلافِ طبیعت کی بات نہ ہوگی۔" (۴۴ - الدخان: آیت ۵۵)

(۱۶) "جنّت میں ہر کسی کے یہاں چار نہریں ہوں گی۔ پانی، دودھ، شراب، شہد۔ پانی کبھی بدبودار اور بدمزہ نہ ہوگا۔ دودھ میں کبھی بگاڑ یا خرابی نہیں آئے گی۔ شراب پاکیزہ ہوگی، جس سے بک بک یا گالی گلوچ یا اور کوئی حرکت آدمی نہ کرے گا بلکہ یہ پاکیزہ شراب ہوگی، جو اُن کو لذّت کے لیے دی جائے گی۔ شہد یہاں مکّھی کا ہوتا ہے اور جھاگ موم نکلتا ہے۔ وہاں صاف ستھرا اندی میں بہے گا اور ہر چیز بڑی مقدار میں ہوگی کہ کبھی ختم

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ ہو۔ بے موسم ہر طرح کا پھل فروٹ حاضر ہوگا۔ غرض کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ سُکھ چین راحت اور مغفرت والی زندگی اور اس کے مقابلے میں کافروں کا یہ حال ہوگا کہ جہنّم میں صرف گرم پانی پینے سے اُن کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر، گل کر باہر نکلتی ہوں گی اور عذاب مسلسل جاری رہے گا۔ اس پر یہ سوال فرمایا کہ یہ اچھا یا وہ اچھا؟۔ ابھی سے فیصلہ کرلو، کہاں جانا چاہتے ہو' باغ میں یا آگ میں؟" (۴۷-مُحمّد: آیت ۱۵)

(۱۷) "جنّت کی فضاء، خشک و بے مزہ نہ ہوگی بلکہ دوستی، چہل پہل، مجلسی رونق، خوش خُلقی اور آپس میں یارانہ بھی ہوگا کہ کھانے پینے میں چھینا جھپٹی سے مجلس میں کیف اور سرور کا ماحول ہوگا۔" (۵۲-الطور: آیت ۲۳)

(۱۸) "اہلِ جنّت کی خدمت میں دوڑ دھوپ کرنے والے خدّام نوجوان لڑکے ہمیشہ ایک ہی عمر کے کمسن جوان ہوں گے۔ یہ نہ ہوگا کہ کوئی خدمت گار بڑی عمر کا ریٹائرڈ ہوکر خدمت سے چھٹّی لے کر یا بیمار ہو یا مر جائے یا بڑا ہوکر سر چڑھا ہو جائے جیسے دنیا میں بعض خدمت گار بڑے ہوکر اپنے آقا کے مقابلے میں آجاتے ہیں یا بغاوت کر دیتے ہیں بلکہ سدا سدا کے لیے اہلِ جنّت کی خدمت میں رہیں گے، کبھی نافرمانی نہ کریں گے۔"

(۵۶-الواقعہ: آیت ۱۷)

(۱۹) "جنّت میں موسم' اعتدال پر ہوگا، ایسا کہ ہر آدمی کے ذوق کے مطابق، نہ دھوپ ایسی کہ آدمی گرمی سے پریشان ہو اور نہ ایسی ٹھنڈ کہ جسم ٹھٹھر جائے اور تکلیف ہو۔ بلکہ اہلِ جنّت کے مزاج کے مطابق موسم بھی اُن کا دل پسند ہوگا۔"

"درختوں کے سائے ان پر سلامی دینے کے لیے جھکتے ہوں گے اور پھل فروٹ کے گچھّے اتنے قریب لٹک رہے ہوں گے کہ جب چاہا توڑ لیا۔"

"جنّت میں برتن باسن رکابیاں، لوٹے آفتابے، گلاس وغیرہ نہایت ہی بلوری قسم کے ہوں گے۔ چاندی میں شیشہ اور شیشے میں چاندی لگے ہوئے رنگ برنگ جام۔ پھر خدّام اور جام بھرنے والے ساقی۔ ہر ایک کی پیاس پر ناپ کر اندازے سے بھریں گے کہ کہیں نہ چھلکے اور نہ گرے گا۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"سونٹھ اور ادرک میں ہاضمہ خوب ہے۔ وہاں کی زنجبیل (ادرک) کا کیا کہنا"

"خدّام یا اولاد، جب عمر یا مرتبے میں بڑی ہو جاتی ہے تو بڑوں کے قابو میں نہیں رہتی۔ اہلِ جنّت کے خدمت گار لڑکے ہمیشہ ایک ہی عمر کے رہیں گے۔ اُنھیں اللہ نے ایک ہی فطرت پر جما دیا ہو گا کہ اہلِ جنّت کی خدمت کرنا ہی ان کی طبیعت کا تقاضا ہو گا" (۷۶۔ الدہر: آیت ۱۳ تا ۱۹)

جہنّم اور جہنّمی

(۱) "جہنّم والوں کی پیاس بجھانے کے لیے زخموں کا دھووَن، پیپ اور لہو پلایا جائے گا۔ پیاس بجھنے کے بجائے اور بھڑکے گی۔ اللہ پناہ میں رکھے"

"موت آنے سے دنیا کی مصیبت دنیا میں رہ جاتی ہے۔ آدمی آخرت میں پہنچ جاتا ہے مگر جہنّم میں موت پر موت کی تکلیف مسلسل ہونے کے بعد بھی مرے گا نہیں کہ عذاب سے چھوٹے"

"ایک ایک بیڑی، سنکل میں کئی کئی مجرم اکٹھے باندھے جائیں گے۔ ایک جگہ فرمایا کہ زنجیر کی لمبائی، ستّر گز کی ہو گی یعنی دو سو دس فٹ لمبی"

(۱۴۔ ابراہیم: آیت ۱۶۔ ۱۷۔ ۴۹)

(۲) "جہنّم کا عذاب مسلسل و دائم قائم ہو گا۔ کسی دن ہلکا نہیں ہو گا جیسے دنیا کی جیلوں میں ملزم کو مارنے والے تھکتے ہیں یا سو جاتے ہیں۔ اتنی دیر تو ملزم کو عذاب سے بچنے کا موقع مل جاتا ہے، ویسا آخرت میں نہ ہو گا اور نہ کسی دن چھٹی ہو گی کہ آج دوزخ کے کارکن ڈیوٹی پر نہیں ہیں، اس لیے اہلِ جہنّم کو عذاب میں تخفیف ہو گی بلکہ عذابِ جہنّم روز بروز تیز سے تیز تر ہوتا رہے گا" (۱۶۔ النحل: آیت ۸۵)

(۳) "ایمان لانا نہ لانا آدمی کی مرضی پر ہے لیکن ایمان نہ لانے پر سزا بھگتنا بہر حال ہر بے ایمان کے لیے لازم ہے۔ جہنّم تو آگ ہی آگ ہے لیکن اس آگ میں بھی کئی کئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

شکلوں والے عذاب کا تسلسل ہے۔ یہاں پر پینے کی چیز، تیل کی تلچھٹ اور پگھلے ہوئے تانبے کی ہوگی۔ چہرے بھون ڈالے جائیں گے۔ کھال گل جائے گی اور ویسے ہی دوبارہ بنتی جائے گی تاکہ عذاب میں کہیں ٹھہراؤ یا وقفہ نہ ملے۔ زخموں کے دھوون اور لہو پیپ کا بھی تذکرہ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایمان والے کو بچائے۔"

(۱۸۔الکہف: آیت ۲۹۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) "دوزخ کی یہ بڑی بھیانک مصیبت ہے کہ آدمی وہاں، مرے گا نہیں۔ دنیا کی زندگی میں مر کر بھی آدمی کے بہت سے دکھ دور ہو جاتے ہیں لیکن وہاں موت نہیں پھر جو عذاب کی زندگی ہے وہ تو موت سے بھی بدتر کہ کبھی راحت نہیں، عذاب میں تخفیف نہیں اور کبھی چھٹکارا اور نجات بھی نہیں ملے گی۔ دیکھیے سورہ اعلیٰ آیت ۱۳۔"

(۲۰۔طٰہٰ: آیت ۷۴۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۵) "ہاتھ پیر تو زنجیروں میں بندھے ہوں گے اور آگے پیچھے انگاروں کی مار مسلسل پڑتی ہی رہے گی۔ مُنہ اور پیٹھ سے روکنے کے سوا، بچاؤ کی اور کوئی صورت نہ ہوگی اور ظاہر ہے کہ مُنہ کے بل آگ کے ریلے کو روکنے کے بڑے بھیانک معنی یہ ہیں کہ مُنہ سے آگ کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ چہرہ اور پیٹھ کی حالت جو اس وقت بنے گی اُسے بیان کر دینا، کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔" (۲۱۔الانبیاء: آیت ۳۹)

(۶) "کپڑے آتش گیر مادّے کے بنے ہوں گے۔ مُنہ پر آگ کی بارش کے لیے دھات، تانبا، پیتل کے اُبلتے پگھلتے لاوے کی مار پڑتی ہوگی، جس کے سبب انسانی جسم پلک جھپکتے ہی گل جائے گا مگر دوسری طرف اُسی پل اِس جلے گلے اور اُبلے ہوئے جسم کو فوراً وجود میں دوبارہ لایا جائے گا اور عذاب چکھنے کے تسلسل کو ٹوٹنے نہیں دیا جائیگا۔ دیکھیے سورہ نساء آیت ۵۶۔ سورہ محمدؐ آیت ۱۵۔"

"جہنّم کے باہر بھاگنے کا صرف اُن کا ارادہ ہوا کہ اور نیچے کی گہری آگ میں دھنستے جائیں گے، اِس لیے ارادہ بھی ترک کرنا پڑے گا۔ نکلنے کی تدبیر تو دور رہی۔"

(۲۲۔الحج: آیت ۲۰۔۲۲۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

⑦ "جہنّم میں جانے والے ایک خاص طبقہ کا یہاں ذکر ہے، جو دنیا میں خدا کے سیدھے سادے نیک بندوں کو بہت چھیڑ چھاڑ کرتے، طعنے کستے، الزام لگاتے اور اُن کا اتنا پیچھا کرتے رہے کہ اللہ کی یاد اور خوف بھی اُن کے دل میں باقی نہ رہا۔ بس رات دن اُن لوگوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے۔ جو لوگ ایمان لا کر اپنی مغفرت کی فکر میں لگ گئے اللہ کی رحمت کی تلاش میں کوشش کرتے رہے اور اعتراض کرنے والوں کے قول، ایذا رسانی، دشمنی اور سختی پر صبر ہی کرتے رہے۔ آخر یہ لوگ ایمان اور عمل اور دعا و صبر کے سبب کامیاب ہو کر جنّت میں پہنچ گئے اور وہ لوگ دوزخ کے اندر مایوسی میں جا پڑے جو دنیا میں اُن پر رات دن ملامت کرتے تھے اور اُن کو لے دین جان کر اُن کا مذاق اڑانے میں مشغول رہے کہ نہ خدا یاد رہا، نہ اپنی عاقبت کی فکر" (۲۳۔ المومنون: آیت ۱۰۹ تا ۱۱۱)

⑧ "ہمارے یہاں دنیا میں آگ میں اچھی طرح بھوننے سینکنے کے لیے گوشت کو الٹ پلٹ کیا جاتا ہے کہ ہر طرف سے تیز آنچ کا اثر ہو۔ چنانچہ فرمایا کہ جہنّم میں منکروں کو آگ کی تپش ہر پہلو پر ملتی رہے اِس لیے آگ میں ان کی منڈیاں الٹ پلٹ کی جاتی رہیں گی تاکہ آگ کی تیز جلن کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے"

(۳۳۔ الاحزاب: آیت ۶۶)

⑨ " دنیا کی تکلیف میں چھٹکارے کی آخری منزل، موت ہے کہ آدمی کی جان چھوٹی اور آخرت میں چلا گیا اور یہاں کی مصیبت ختم ہوئی، لیکن جہنّم کے لوگ موت سے محروم کر دیئے جائیں گے کہ موت اُن کو نہیں آئے گی" (۳۵۔ فاطر: آیت ۳۶)

⑩ "بے یار و مددگار جہنّم کی طرف ہانکے جا رہے ہیں لیکن کوئی کسی کی کچھ بھی مدد نہیں کر رہا ہے، اس لیے اُن کو کچھ دیر کے لیے کھڑا رہنے کا حکم ہوگا اور اُنھیں پوچھا جائیگا کہ اس طرح سر جھکائے سزا بھگتنے کو چلے جا رہے ہو، تم میں سے کوئی کسی کی مدد کیوں نہیں کر رہا؟ ۔ جبکہ دنیا میں تمہارا جتھہ، جماعت بڑی دور کی ہانکتے تھے کہ یہ فلاں اور وہ فلاں ہمارے مددگار ہیں اور وہ ہماری فریاد کو پہنچے گا۔ یہ شاید اس لیے بھی کہا جائیگا کہ اُن کو مزید ذلت اور رسوائی اٹھانی پڑے"

toobaa-elibrary.blogspot.com

" زقّوم ایک زہریلا درخت ہے جس کے پھل شیطانی کھوپڑی کی طرح ڈراؤنے ہوتے ہیں۔ جہنّم کے ٹھیک بیچ سے یہ درخت نکلتا ہے، جیسے ہی کھانے والے نے اُسے کھایا تو پیٹ کی سب انتڑیاں مارے تیز زہر کے گل پگھل کر باہر نکل آئیں گی۔"

" دنیا میں یہ شبہ کرنے لگے کہ آگ ہی آگ ہو۔ اس کے بیچ میں جھاڑ کیسے رہ سکتا ہے اور آخرت میں بھوک مٹانے کو اُس زہریلے درخت سے پیٹ بھرے بغیر چھٹکارا نہیں۔ ظالموں کے لیے یہ درخت دونوں جگہ آزمائش اور فتنہ کا سبب ہوگا۔"

"جس طرح جانوروں کو یہاں کھلا پلا کر واپس لاتے اور کھونٹے میں باندھ دیتے ہیں، وہاں جہنّم کے لوگوں کو زہریلا کھانا کھلا پلا کر پھر آگ کے ڈھیر میں موند دیا جائے گا۔"

(۳۷-الصّٰفّٰت : آیت: ۶۲-۶۴-۶۲-۶۸)

(۱۱) " ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے لیڈر قسم کے لوگ، دوزخ میں پہلے ڈالے جائیں گے اور ماتحت چلنے والے بعد میں داخل ہوں گے۔ پہلے لوگ آگ میں جل رہے ہوں گے اور سخت عذاب، گرم کھولتا پانی، زخموں کا بہتا پیپ ان کو پینے کو دیا جائے گا۔ ایسے ماحول میں کیا دیکھتے ہیں کہ اور بھی لوگ جہنّم میں گھسے چلے آرہے ہیں۔ وہ ان کو برا کہہ کر لعنت کریں گے کہ بدبختو! تم کیوں آئے۔ جواب میں بعد میں آنے والے بولیں گے کہ تم نے ہمارے لیے آگے سے یہی راستہ اپنی رہنمائی میں بنا دیا تھا، جس کا نتیجہ اب ہم سب کے سامنے ہے۔" (۳۸-صٓ : آیت ۵۹-۶۰)

(۱۲) "کسی کو سزا دی جاتی ہے تو وار کو روکنے کے لیے، اپنے مُنہ کو بچانے کے لیے اپنے ہاتھ کا استعمال کرتا ہے، مگر ہاتھ بندھے ہوں گے اور آگ کی مار کو جہنّم کا قیدی اپنے چہرے پر جھیلنے کو مجبور ہوگا۔ یہ عذاب کی ایک بھیانک شکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایمان والے کو بچائے۔"

" مشرک اپنے بڑوں سے وہاں اپنا دُکھڑا روئیں گے مگر وہ خود بھی جہنّم میں پڑ چکے ہوں گے تو پھر ان کی کیا مدد کرسکیں گے۔ بڑے چودھری اور سردار سب ہاتھ اونچے کردیں گے کہ اب ہم سے تم سے کسی سے بھی کچھ نہیں ہوسکتا۔ سب کو یہیں رہنا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ اپنا آخری فیصلہ کر چکا ہے، اس کے بعد اب نجات کی کوئی راہ نہیں۔"

(۳۹-الزمر: آیت ۲۴-۴۸-اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۳) "اہلِ جہنّم کو کبھی عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ اِس پر وہ جہنّم کے داروغہ سے عرض کریں گے کہ اللہ سے دعا کر دو۔ ہفتہ عشرہ میں یا مہینے میں کسی ایک دن تو ہم کو عذاب سے چھٹی ملے۔ 'رسّی جل گئی بل نہ گیا' والی کہاوت وہاں بھی اُن میں دکھائی پڑی کہ اپنے ربّ سے دعا کرنے کے بجائے جہنّم کے داروغہ کو وسیلہ واسطہ بنایا کہ تم اپنے ربّ سے کچھ کہہ سُن کر اتنی رعایت کرا دو کہ کسی ایک دن تو عذاب میں تخفیف ہو۔"

"آگ میں داخل ہو کر ہر طرح ذلیل ہیں مگر ایک ذلّت اور بھی لگائی جائے گی کہ اپنے شریکوں پر اکڑ بتاتے تھے، وہ کہاں ہیں؟۔ ذرا اُنھیں بلا کر اب اس عذاب میں کچھ کم کر کے دکھا دو۔ اِس پر اُنھیں مزید دکھ اور رسوائی ہو گی کہ ہر طرح اب یہاں سے چھوٹنے میں ناکام ہیں اور یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے کہ اللہ کی کتاب کو سچّا نہیں جانا۔ اُس کے نبیوں کے طریقے کو رد کر دیا اور اپنے خیالی مشرکانہ طریقے پر بہت اصرار کرتے رہے، اُس کی حقیقت آج اُن پر اچھی طرح کھُل گئی۔"

"عذاب کی شدّت اور اذیت میں دل و دماغ کچھ کام کے نہ ہوں گے مگر اپنے شرک پر نادم ہو کر بدحواسی میں جواب دیں گے کہ ہمارے شریک یہاں کہیں دکھائی نہیں دیتے، تب اُنھیں اچانک جھٹکا لگے گا کہ اپنے شریکوں کا اپنے مُنہ سے اقرار کر لیا پھر مُکر جائیں گے کہ نہیں ہم تو کبھی کسی چیز کو پکارتے ہی نہیں تھے۔"

(۴۰-مومن: آیت ۴۹-۷۳-۷۴)

(۱۴) "جہنّم کے افسر کا نام مالک ہو گا یا پھر یہ لوگ اپنی پرانی عادت سے مجبور ہو کر جہنّم کے داروغہ کو ہی مالک کے نام سے پکاریں گے کہ دنیا میں ہر طاقت والے کو مالک مالک کہہ کر اپنا کام نکالتے رہے۔ زندگی بھر اللہ کا دیا کھایا اور مالک غیر ہی کو سمجھتے رہے نہ صرف عام زندگی میں بلکہ عقیدے میں بھی بہت سی نیک مخلوق کو مالک کا درجہ دے کر شریک بناتے تھے۔ اِسی پرانی عادت سے جہنّم کے افسر کو مالک کہیں تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعجّب نہیں "۔ (۴۳-الزخرف: آیت ۷۷)

(۱۵) "جہنّم کے لوگوں کا لہو، پیپ اور رِستے زخم، آدمی کے بدن کا جلتا ہوا بدبودار گوشت اور اُس کی سڑاند سے بنا ہوا کھانا۔ جو زخموں کے دھوؤں کی شکل بن جائیگا' یہ جہنّم کے لوگوں کی غذا ہوگی "۔ (۶۹-الحاقۃ: آیت ۳۷)

(۱۶) "جہنّم میں آگ کی چھتریاں ہوں گی جن کی تین شاخیں ہوں گی۔ دور سے چھاؤں دیکھ کر آدمی دوڑے گا، جیسے ہی پہنچے گا آگ، دھواں، شعلے، چنگاریاں برسنے لگیں گی"۔

(۷۷-المرسلت: آیت ۳۰)

(۱۷) "دنیا میں کھانا کھانے کے بعد پیٹ بھر جاتا ہے۔ گھاس، چارہ، جوٹھن، چھلکے جو بھی ہوں مگر آدمی کا پیٹ تو بھر جاتا ہے۔ اور بدن میں قوّت آجاتی ہے لیکن جہنّم میں زہریلی کانٹے دار جھاڑیوں کے کھانے کھا کر، نہ بھوک مٹے گی نہ بدن کو کچھ سہارا ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو بچائے۔ آمین "۔ (۸۸-الغاشیہ: آیت ۷)

عذابات و تنبیہاتِ خداوندی

(۱) "حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور فرعون کا چالیسؔ سال مقابلہ رہا۔ جب کسی طرح بھی یہ جابر بادشاہ نہیں مانا تو اللہ تعالیٰ نے ایسا طوفان جس میں تیز آندھی اور اولوں کی بارش تھی، فرعون کے ملک پر بھیج دی۔ ٹڈی دل نے مصر کی کھیتی باڑی اور باغبانی کو تباہ کردیا۔ قمل یعنی گھُن یا دیمک اور باریک جوئیں، بھی خوب بڑھ گئیں "۔

"گنہگار کو چاہیے کہ منع کرنے پر سنبھل جائے اور نادم ہو۔ بار بار کی تنبیہہ کے بعد بھی آدمی ضد نہ چھوڑے تو ایسے لوگوں پر قیامت تک پھٹکار ہے کہ کوئی نہ کوئی اُن کو مار کر کبھی دنگے فساد کبھی ترکِ وطن اور کبھی قتلِ عام سے تختۂ مشق بناتا ہی رہے گا۔ چین کی سانس نہ لے سکیں گے، پھر اپنے دکھ درد کی تدبیر کرتے رہیں گے تو وہ بھی الٹی پڑے گی کہ اصل مرض تو اللہ کی نافرمانی سے بچنا تھا اور علاج ہزاروں قسم کے ڈھونڈھے، لیکن نجات نہ مل سکی "۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"دنیا کے بادشاہ اپنے مخالف کو پکڑنے میں دیر نہیں کرتے کہ کہیں سَرک نہ جائے یا میری بادشاہی سے چپکے سے نکل کر بھاگ نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس کے برخلاف اپنے دشمنوں کو ڈھیل دے کر ایسی مخفی تدبیر سے اُنھیں پکڑا کہ خبر بھی نہ رکھتے تھے کہ اِس طرح بھی پکڑے جائیں گے۔ بےخبری میں پکڑا جانے والا سنبھل کر بچاؤ کی کوئی تدبیر بھی نہیں کرسکتا اور اچانک دھر لیا جاتا ہے۔"

(۷۔ الاعراف: آیت ۱۳۳۔ ۱۶۷۔ ۱۸۳)

(۲) "قیامت میں جھوٹے کام کرنے والوں کے مُنہ کالے ہوں گے۔ خوب ذلّت اُٹھانی پڑے گی۔ کالی رات کے ٹکڑے چہروں پر ڈھکے ہوں گے۔ ایسے بدنما اور ڈراؤنے چہرے، جہنّمی لوگوں کے ہوں گے۔ آگ، دھواں، پیپ، لہو، جلتا ہوا گوشت، بدبودار زخموں کا لاوا، ان سب عذابوں نے یہ حال کیا۔"

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم نے جس عذاب کی اُن کو دھمکی دی ہے اس کا پورا منظر تو دیکھ لینا، کسی کے بس کی بات نہیں مگر کچھ حصّہ آپؐ کو دکھا دیں یا وفات دے کر آپؐ کو اپنے پاس بلا لیں، پھر اُن کے کام اور عمل جو ہوں گے اُن پر ہم خود شاہد ہیں۔ یہ کہیں بھاگ نہیں سکتے، چھپ نہیں سکتے۔ معلوم ہوا کہ کافروں کو، جو عذاب ہونے والا ہے، اُسے صرف دیکھ لینے کی بھی تاب، کسی میں نہیں، پھر جو خود اس عذاب میں ڈالا جائے گا، اُس کی کیا حالت بنے گی۔ اِس لیے حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کو پوری نعمتوں سے مالامال کر کے صرف دوزخ کی طرف مُنہ کر کے، دور سے دوزخ کا فقط منظر دکھایا جائے تو وہ تمام نعمتوں کو بھول چکا ہوگا۔ پھر اُس کا مُنہ دوزخ سے پھیر کر اُس سے پوچھا جائے کہ تو کبھی آرام وراحت کی نعمت سے واقف ہوا تھا، تو وہ کہے گا کہ میں نے کبھی سُکھ اور مزہ نہیں پایا۔" (۱۰۔ یونس: آیت ۲۶۔ ۲۷۔ ۴۶)

"اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو عذاب دینے کا وعدہ کیا، اب جب اِس وعدے کی مدّت پوری ہو گی تو وقت پر یہ عذاب آئے گا، جیسے موت اپنے وقت پر آتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لیکن مشرک لوگ اپنی اصلاح کر لینے اور وقت سے فائدہ اٹھا کر اپنے بچاؤ کے لیے ایمان کو قبول کرنے کے بجائے الٹا یہ کہنے لگے کہ عذاب کو جلدی لے آؤ تو جانیں۔ جواب آیا کہ راتوں رات آفت آئے یا دن میں قدرت کے عذاب کے مقابلہ میں تمھاری جلدی سے کیا فائدہ ہوگا۔ دیوانے چھت کے نیچے گناہ کریں اور چھت کے مالک کو کہیں کہ اس جرم پر اپنی چھت کو گرا دے تو جانیں۔ ایسا نادان سماج، عذاب آنے پر اپنا بچاؤ کیا کچھ کر سکے گا۔ خود ہی جان لے۔"

(۱۰-یونس: آیت ۵۰- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۳) "تم سے پہلے کی آبادیاں، عذاب میں دھر لی گئیں اور تم بھی بھولو مت کہ تمھاری ہلاکت کا مقررہ وقت بس آیا ہی چاہتا ہے۔" (۱۸-الکہف: آیت ۵۹)

(۴) "ظالم لوگ اپنے مکان، کھیت کھلیان، مال اسباب اور سامانِ زینت کو اپنی جاگیر مانتے رہے اور گھمنڈ میں اُنھیں چیزوں کو طاقت سمجھ کر ظلم پر اڑے رہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کا حکم آیا اور عذاب کی کالی گھٹائیں چھانے لگیں اور فیصلہ ہوا کہ ان علاقوں کو ویران کیا جائے گا تو یہ لوگ الٹے پاؤں لاتیں جھاڑتے ہوئے، ایسے خالی ہاتھ بھاگے کہ ساتھ میں کچھ بھی نہ لے جا سکے۔ آج بھی ہمارے زمانے میں فسادات، سیلاب زلزلے اور طبقاتی کشمکش میں ایسی حالت، سرمایہ داروں کی تو بنتی ہی ہے، ساتھ ساتھ درمیانی طبقہ بھی پس جاتا ہے اور پوری کی پوری آبادیاں، ضلع، صوبے تو کیا، کبھی کبھی پورے کے پورے ملک اُجڑ جاتے ہیں۔ گھر میں چولھے پر ہانڈی چڑھی ہو اور اچانک اس طرح کا عذابِ الٰہی ٹوٹ پڑے تو کھانے کی سدھ بدھ بھی کسی کو نہیں رہتی مگر حالات پُر امن ہوتے پر ہر کوئی اس مصیبت کو بھول بھال جاتا ہے۔"

(۲۱-الانبیاء: آیت ۱۳)

(۵) "بگڑی ہوئی اولاد کے بارے میں دنیا میں کہا جاتا ہے کہ شروع میں اُن کے ماں باپ اُنھیں دبائے رکھتے، ڈھیل نہ دیتے اور بگڑتے ہی فوراً سزا دیتے تو آج یہ بُرا حال نہ ہوتا۔ اِس طرح کا الزام اللہ پر کوئی نہ رکھ سکے اِس لیے فرمایا کہ ہم نے موقع موقع

toobaa-elibrary.blogspot.com

پر جب ضروری ہوا، دنیا میں اُن کے گناہ پر پکڑ دھکڑ اور سزا کا سلسلہ جاری رکھا مگر پھر بھی یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور اپنے ربّ کے سامنے گڑگڑا کر معافی نہیں مانگی بلکہ عذاب کا دور ختم ہونے پر جیسے پہلے تھے ویسے ہی رہے۔ آج بھی کہیں زلزلہ، سیلاب، قحط، فسادات ہوتے ہیں تو لوگ اس کے ظاہری اسباب کا چرچا کرتے ہیں کہ ایسا ہوا، ویسا ہوا، اِس وجہ سے ہوا، اُس وجہ سے ہوا۔ اور نہیں جانتے کہ عذاب کے فیصلے آسمان سے جاری ہوتے ہیں۔ انسان اس سے عبرت حاصل کر کے مالک کے سامنے جُھک جائے اور سنبھل جائے اور بہانے تلاش کرنے کی اپنی عادت نہ چھوڑی، تو وہ نامراد ہے۔"

(٢٣ - المومنون : آیت ٧٦)

⑥ " فساد، مارا ماری، جنگ لوٹ مار، آگ اور خون کی ہولی کا منظر، دریا جنگل شہر، گاؤں گاؤں ہر جگہ جو دیکھنے کو ملتا ہے، وہ یہاں کے باشندوں کے برے اعمال سے اُنھیں بچانے کے لیے ایک درجہ کی تنبیہہ اور نوٹس ہے۔ اصل عذاب آخرت کا ہے جو کسی پر پڑ گیا تو پھر ہٹ نہیں سکتا لیکن دنیا کی چھوٹی موٹی آفتوں سے آدمی سنبھل جائے اور برے کاموں سے توبہ کر لے تو اسی میں اس کی خیریت ہے۔"

(٣٠ - الروم : آیت ٤١)

⑦ " ملکِ سبا خوب آباد، سر سبز و شاداب ہو گیا مگر جب عوام اور خواص نے اللہ کا شکر ادا کرنا چھوڑ دیا اور ناشکری اور نافرمانی پر اُتر آئے تو پانی کا بند ٹوٹ گیا، جس نے پورے ملک کو اُجاڑ دیا۔"

"پہلے لوگوں کی عمریں بہت طویل ہوتی تھیں اور مال و دولت بھی بعضوں کو بہت دیا گیا تھا۔ بدن میں، قوت میں، اور ڈیل ڈول میں بھی خوب سے خوب تر تھے مگر جب حق کا انکار کیا تو خدائے ذوالجلال کی پکڑ سے بچ نہ سکے اور پھر اُن کے مقابلے میں اے حق کے انکار کرنے والو! تمھاری طاقت تو دسویں حصّے کے برابر بھی نہیں ہے تو پھر تم عبرت حاصل کیوں نہیں کرتے۔"

(٣٤ - سبا : آیت ١٧ - ٤٥)

toobaa-elibrary.blogspot.com

⑧ "پانی خوب گرم کرنے پر کھولتا اُبلتا ہے، اسی طرح زقّوم کا درخت کھانے سے پیٹ میں تانبے کی جیسی دھات پگھلتی ہے ویسا گرم اُبال کھولنے لگے گا۔ اے اللہ! ہم سب کو اس عذاب سے بچائے رکھیے" (۴۴- الدُّخان : آیت ۴۶)

⑨ "اب تک حق کی دعوت دینے والے کی دنیا میں سُننے کو تیار نہ تھے۔ حشر کے فرشتے کی چنگھاڑ پر اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے اور حساب کے بھیانک دن کے آجانے کی خبر سُنیں گے۔ ان کے لیے کیا اچھا ہوتا کہ دنیا میں داعیٔ حق کی بات سُن کر آج کی فکر میں لگ جاتے تو یہ دن خوشی کا ہوتا۔ داعیٔ حق کی بات کو رَدّ کر دینے پر خوشی کا دن بھیانک مصیبت کے دن میں ان کے حق میں تبدیل ہو گیا اپنے اپنے عمل کی بات ہے۔"

"عام حالات میں پانی قطرہ قطرہ برستا ہے تاکہ مخلوق کے سر نہ پھوٹ جائیں اور اُن کے مکان، اسباب ٹوٹنے سے بچے رہیں اور پانی بھی ملتا رہے لیکن نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا پانی تھا، اس لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے کہ پانی کے بڑے بھیانک ریلے نے پہاڑوں کے سر ڈھانک دیئے پھر پیر کے نیچے زمین سے بھی پانی اُبلنے لگا کہ بچاؤ کی کوئی جگہ نہ مل سکی۔"

(۵۴- القمر : آیت ۶-۱۱)

⑩ "یہ کہ پانی نہ ہوا، طوفان آگیا، پالا پڑ گیا، کھیتی اجڑ گئی مگر یہ باتیں بنا کر رہ جاتے ہو، اصل مالک کو بھول بیٹھے ہو، جو یہ سب تم کو عطا فرماتا ہے۔"

"اصل پونجی برباد ہوئی۔ آگے کھانے کو دوسری بار بیج ڈالنے کو قرض کا جرمانہ پڑ گیا پھر بھی تمہاری عقل ٹھکانے نہیں آئی۔" (۵۶- الواقعہ : آیت : ۶۵-۶۶)

⑪ "یہ قصّہ ہے ایک باغ والوں کا۔ ان کا باپ نیک تھا۔ فصل کاٹتا تب اللہ کا حق بھی ادا کرتا یعنی مسکینوں محتاجوں کو دیتا۔ خاندان اچھا خوش حال دین دار تھا، جب یہ نیک آدمی مر گیا تو پیچھے اس کے بیٹوں کو خیال ہوا کہ اپنی کڑی محنت کی پیداوار میں مسکین محتاجوں کو کیوں دینا چاہیے۔ چھپ کر خاموشی سے مُنہ اندھیرے کھیت کاٹ کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

تمام پیداوار گھر لے آنے کا فیصلہ کیا اور جاتے وقت اِنشاء اللہ بھی نہ کہا۔ ان میں ایک منجھلا بھائی تھا، اس نے چلتے وقت بھائیوں سے کہا بھی کہ انشاء اللہ کہہ لو۔ اللہ کی پاکی بیان کرتے چلو مگر کسی نے اس کی بات پر دھیان نہ دیا۔ اِدھر اُن کے پہنچنے کے پہلے باغ اجڑ گیا۔ پوری فصل پر عذاب کا گھیرا پڑ گیا۔ اُن کو خیال ہوا کہ راستہ بھول کر اندھیرے میں کہیں اور آ گئے ہیں۔ ہمارا کھیت باغ تو ایسا نہیں تھا، پھر معلوم ہوا کہ جگہ تو وہی ہے مگر قسمت پھوٹ گئی اور اپنی محنت۔ اور پونجی سے محروم ہوئے۔ یہ قصّہ سب کو یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کی نعمت پر اللہ کا نام لیں۔ اپنی بڑائی نہ کریں اور اللہ تعالیٰ جو رزق عطا فرمائے اس میں اللہ کا حق مان کر محتاجوں کو بھی دیتے رہیں۔" (۶۸ - القلم : آیت ۲۸)

(۱۲) "سات راتیں اور آٹھ دن آندھی مسلسل چلی اور پوری قوم عاد کو درخت کی ڈالیوں کی طرح بنا دیا گیا۔ پھر اُسی تیز آندھی نے اُڑا کر اُن سب کو سمندر میں ڈال دیا اور ایسے بے نام و نشان ہوئے کہ اُن کی قوم کا ایک آدمی بھی باقی نہ رہا۔"

(۶۹ - الحاقّہ : آیت ۷-۸)

(۱۳) "تم سے پہلے یہاں سے لوگ مر کھپ کر چلے گئے تھے۔ اُن کی جگہ ہم نے تم کو آباد کیا۔ تو بھلے آدمیو! اس پر کچھ تو سوچا ہوتا کہ اوّل کے لوگ مر مٹ کر کہاں بے پتہ ہو گئے تو تم کو کچھ خیال آتا کہ سب اپنے مالک کے حضور قید میں ہیں۔ اب فیصلے کے دن سب کے جمع ہونے کا وقت آ گیا، پہلے کے لوگ مر گئے، ان کی جگہ دوسروں نے لے لی لیکن یہ دوسرے بھی کچھ ہمیشہ نہیں رہے بلکہ یہ بھی دنیا سے نکالے گئے، جیسے ان کے پہلے لوگ یہاں سے نکال باہر کیے گئے تھے۔ یہ سلسلہ قیامت تک برابر جاری ہے، اس میں بھی ہر پہلے کے بعد آنے والے کو نشان تھا کہ میں بھی یہاں ہمیشہ نہیں رہ سکوں گا۔ اسی پر اپنا اصل مالک اُسے یاد آ جاتا تو یہ بھی اللہ سے ڈرنے کی ایک بڑی نشانی برابر سب کو دکھائی دے رہی تھی۔"

(۷۷ - المرسلٰت : آیت ۱۶-۱۷)

(۱۴) "یہ نہ ہوگا کہ عذاب کبھی ہلکا ہو یا اپنی ایک ہی حالت پر رہے بلکہ ابھی جتنا عذاب

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے، اس کے بعد اس سے زیادہ بس عذاب پر عذاب اور مسلسل عذاب کا بڑھنا جاری رہے گا۔ اللہ بچائے۔" (۷۸۔ النبا : آیت ۳۰)

(۱۵) "یہ واقعہ ایک ظالم بُت پرست بادشاہ کا ہے جو نہایت ہی ضدی اور اُجڈ قسم کا مشرک تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد بہت سی مخلوق کو سچا ایمان نصیب ہوا۔ اِس بادشاہ کی رعایا میں بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے۔ اِس پر یہ بادشاہ بوکھلا گیا۔ اپنے راج محل کے سامنے ایک خندق کھدوائی اور اس میں خوب تیز آگ بھڑکائی اور آگ کے چاروں طرف مرتبے کے لحاظ سے ہر وزیر اور جتھے دار کے لیے کرسیاں لگوائیں اور محل کی سیدھ پر ایک بُت رکھوایا۔ اپنی رعایا میں سے ہر ایک کو مجبور کرتا کہ وہ اس بُت کو سجدہ کرے، جو سجدہ نہ کرتا اُسے زندہ آگ میں ڈال دیا جاتا۔ ہزاروں ایمان والے جان پر کھیل گئے۔ جیتے جی آگ میں جلنا منظور کیا لیکن بُت کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ آخر اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر ٹوٹ پڑا۔ اس خندق کی آگ پھیل پڑی۔ بادشاہ اور وزیر سب کے سب جل مرے۔"

(۸۵۔ البروج : آیت ۹)

(۱۶) "یمن کے بادشاہ نے دیکھا کہ کعبہ شریف کی زیارت کو لوگ خوب جاتے ہیں۔ اپنے یہاں ایک عبادت گاہ کعبہ جیسی بنائی، خوب سجائی اور ہر طرح کا اس میں بناؤ سنگار رکھا تاکہ مخلوق کے لیے کشش ہو۔ مگر یہاں زیارت کو کوئی نہیں آیا۔ اس پر ایک واقعہ ایسا ہوا کہ کسی عرب نے یمن میں بنے اس نقلی کعبے کی بے ادبی کر دی۔ اس پر وہاں کا حاکم غصّہ ہوا اور ہاتھیوں کا لشکر لے کر کعبہ شریف پر چڑھائی کرنے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حرم شریف کے قریب آنے کے پہلے ہی آسمان سے پرندوں کے غول کے غول بھیجے۔ ٹڈیوں کی طرح لاکھوں کی تعداد میں آئے۔ ہر ایک کی چونچ میں ایک کنکر اور دو پنجوں میں۔ اِس طرح پرندوں کے اس جھنڈ نے پتھراؤ کیا۔ آتشیں کنکر تھے، جس پر گرا وہ بھوسا ہو گیا، تمام لشکر تباہ و برباد ہوا۔ بڑے بڑے ہاتھی لے کر یہ لشکر آیا تھا اس لیے ان کو اصحابِ فیل کہا۔ اسی سال کے آخر میں ہمارے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سردار سید الانبیاء، امام المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ عرب میں یہ سال، عام الفیل کے نام سے تاریخی یادگار بن گیا۔ اتنے بڑے لشکر کے مقابلے کی طاقت قریش کو اور مکّہ والوں کو نہیں تھی۔ شہر کے لوگ اپنے گھروں کو بند کر کے چھپ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر، کعبہ کی حفاظت فرمائی اور تمام ہاتھی سمیت ہاتھی والوں کا لشکر برباد ہو گیا۔ یہ واقعہ عیسوی ۵۷۰ کا ہے۔"

"اللہ تعالیٰ نے اصحابِ فیل کے بھاری لشکر پر آسمان سے پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں نہیں برسائیں بلکہ ان کو ذلیل کر کے مارا۔ چھوٹے چھوٹے پرندے پکّی مٹی کی ہلکی کنکری چونچ اور پنجوں میں دبائے ہوئے پورے لشکر پر پتھراؤ کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اِس باریک کنکر میں یہ طاقت تھی کہ ہاتھی پر پڑا تو کنکر آر پار نکل گیا۔ پھر اس کنکری میں ایسی بھیانک سوزش رکھی تھی کہ جس پر پڑا اُس کے بدن کو پھوڑے پھنسی سے سڑا دیا۔ پیپ کالاوا بنا دیا پھر اُن سب کے سڑے ہوئے بدن سوکھ کر کھائے ہوئے بھوسے کی طرح ہو گئے۔ پورا لشکر بے نام ونشان ہوا۔"

(۱۰۵ - الفیل : آیت ۱-۴)

مہلتِ خداوندی

(۱) "دنیا میں کوئی شخص کبھی کبھی بادشاہ یا حکومت کے ملک سے بھاگ کر بچ نکلتا ہے اور پکڑ میں نہیں آتا، اسی لیے دنیا کے بادشاہ اور حاکم اپنے مخالف کی فوراً دھر پکڑ کرتے ہیں تا کہ ہاتھ سے سرک نہ جائے اور بعد میں حاکم وقت بے بس ہو کر تاکتا رہ جائے، اس لیے پوری طاقت اس پر لگتی ہے کہ دشمن فرار نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے دشمنوں سے ایسا نہیں۔ اس لیے کہ اُسے کچھ خوف نہیں کہ کوئی شخص بھی اللہ کا انکاری ہو کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گا۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی کافر کہیں بھی بھاگ نکلے، آخر اللہ کی زمین اور آسمان کے باہر تو نہیں بھاگ سکتا اور اگر زمین و آسمان سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی بھاگ نکلا تب بھی ہر جگہ، اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہت ہے اور اللہ تعالیٰ ہر جگہ چاہے مُقام ہو یا لامقام، موجود ہے، اسی لیے اپنے دشمنوں کو پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ڈھیل دیتا ہے تاکہ سنبھل جائیں۔" (۸-الانفال: آیت ۵۹)

(۲) "بہت سے ڈھیٹ اور ظالم لوگوں کی کبھی اچانک دھر پکڑ ہو جاتی ہے اور سنبھلنے کا موقع اُنھیں نہیں دیا جاتا۔ کچھ لوگ برائی اور گناہ میں اُن سے کم درجہ کے ہوں تو پہلے اُنھیں تنبیہہ اور خوف یا کسی تکلیف کے ذریعہ سیدھی راہ پر آنے کا نوٹس دیا جاتا ہے کہ گناہ سے بچ جائیں تو اُن کا بھلا ہے ورنہ پھر خیریت نہیں۔ آدمی کو جیسے ہی قدرت کی طرف سے تھوڑی سی آزمائش اور تکلیف میں ڈالا جائے تو فوراً سنبھل جائے۔ جہالت اور ظلم میں آگے نہ بڑھے۔" (۱۶-النحل: آیت ۴۷)

(۳) "ایسی کھلی نشانیاں کہ اگلی قومیں حق کو جھٹلانے پر برباد، ویران ہو کر اجڑ گئیں۔ باؤلیاں، کنوئیں، راج محل، قلعے آج بھی محکمۂ آثارِ قدیمہ کی تحویل میں ہر ملک میں بڑی حفاظت کے ساتھ لوگوں کو دکھانے کے لیے موجود ہیں۔ ان تاریخی مقامات سے عبرت حاصل کرنا چاہیے، لیکن ڈھیٹ اور کٹر قسم کے مُنکر اور اُجڈ گنوار قسم کے مُلحد برابر یہ آواز لگاتے رہے کہ ہمارے گناہوں کی سزائیں عذاب ہمیں جلدی لاکر دکھا دو تو حق کو مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی قوم کو سو پچاس سال کی مدت پر ڈھیل دینا خدا کے یہاں گھنٹے آدھے گھنٹے کی بھی بات نہیں پھر اس قلیل وقفے میں بجائے اپنی اصلاح کرنے کے اوراودھم مچائے رکھنا، یہ حرکت ہے مُنکر لوگوں کی۔ ان کو جان لینا چاہیے کہ اللہ کی کائنات میں ہر جگہ دن بارہ گھنٹے کا نہیں ہوتا۔ یہاں تم ہزار سال پر پہنچے اور اس کے دربار میں بس ایک دن کی مدّت ہوئی۔ اس لیے ضروری ہے کہ کسی قوم کے لیے بھی ایسی زینت آرائش، دبدبہ اور حکومت پر سَو دو سَو برس کی مدّت پر اترانا بھی محض فضول ہے۔" (۲۲-الحج: آیت ۴۷)

(۴) "غلبہ والا ہے، اس لیے اُسے ڈر نہیں کہ مجرم کو دیر سے پکڑے تو بھاگ جانے کا خطرہ ہو، بلکہ جب چاہے جہاں چاہے پکڑ کر سزا دے سکتا ہے، باوجود قوّت کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ڈھیل دیتا ہے اس لیے کہ مہربان ہے۔ چاہتا ہے کہ بندہ معافی مانگ کر سُدھر جائے تو معاف کرنے کے لیے اور اس پر مہربانی کرنے کے لیے تیار ہے۔" (۲۶-الشعراء: آیت ۹)

⑤ "اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کون کیسا ہے۔ بغیر کام کیے بھی ہر ایک کے بارے میں اُسے معلوم ہے کہ کس نے کیا کام کرنا ہے، لیکن اُسے اپنے علم سے ظاہر کر کے منظرِ عام پر لانے کے لیے انصاف کے تقاضوں کے تحت ہر ایک کو عمل کرنے کا موقع دیتا ہے۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اپنی صفتِ علم کے تحت، ہر ایک کو پکڑ لیا۔ صفتِ عدل کے تحت کام کرنے والوں کو امتحان میں بیٹھنے کا موقع نہ دیا۔"

(۲۹-العنکبوت: آیت ۳)

⑥ "فیصلہ کا دن طلب کرتے تھے کہ کب آئے گا؟ فرمایا کہ جب آجائے گا تو بے ایمانی کی موت مرنے والوں کا کچھ بھی نفع نہ ہوگا اور آگے سمجھنے کی مہلت ختم ہو جائے گی۔ سدھرنا اور سمجھنا ہو تو ابھی سے اپنا ایمان ٹھیک کر لو۔"

(۳۲-السجدہ: آیت ۲۹)

اِبتلاآت و آزمائشات

① "بندے کو کبھی سختی، تنگ دستی، بیماری اور تکلیف میں تنبیہہ کی جاتی ہے کہ اللہ کی طرف گڑگڑا کر جھک پڑے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور اپنا ایمان اور عمل نبیؐ کی تعلیم کے مطابق کرے لیکن جن کے دل سخت ہو جاتے ہیں اور شیطان اُن کے کرتوت اُن کی نگاہ میں اچھے کر دکھاتا ہے اور بار بار کی نصیحت پر اور بگڑتے جاتے ہیں، تب اللہ تعالیٰ دوسری طرح سے اُنھیں عذاب میں ڈالتا ہے۔ وہ یہ کہ ہر چیز کے دروازے کھول کر مال کی فراوانی کر دیتا ہے لیکن اس مال میں برکت نہیں ہوتی۔ عذاب چھپا ہوتا ہے، تب عذاب میں اچانک پکڑے گئے کہ اب چھوٹنے سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مایوس ہیں۔ یہ آزمائش بہت عجیب ہوتی ہے جسے اللہ بچائے وہی بچتا ہے"

(۶-الانعام: آیت ۴۳-۴۴)

(۲) "گنہگار کو سال میں ایک دو بار جھٹکے لگتے ہیں۔ آفت آتی ہے۔ اِس سے عبرت پکڑ کر توبہ کرے تو بچ گیا، ورنہ نصیحت قبول نہ کرنے پر آخر میں بری طرح ہلاکت میں پڑے گا" (۹-التوبہ: آیت ۱۲۶)

(۳) "ایمان کا تعلق دل کے ساتھ ہے، اس کا اظہار زبان اور عمل سے ہوتا ہے، اس لیے مومن ظاہر اور باطن میں ہر طرح ایمان اور اسلام کا ادب رکھے، مگر کسی کے ظلم و جبر سے اور مار پیٹ سے یا قتل کی دھمکی سے کوئی ظالم بادشاہ یا بے رحم سماج، کفر کی بات زبردستی کہلوائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو تو، اُسے اللہ تعالیٰ کے یہاں سزا نہیں۔ لیکن مرنا قبول رکھے اور زبان سے کلمہ ایمان کہے اور مارا جائے تو شہید ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بہت سے لوگ جیسے حبیب بن زید بن عاصمؓ اور خباب بن ارتؓ اور عمار بن یاسرؓ اور بلال حبشیؓ، اِس طرح کی آزمائش میں ڈالے گئے اور امتحان میں کامیاب رہے"

" (اِس قریہ والوں کی) یہ مثال ہر اُس آبادی پر صادق آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عطاء و بخشش پر اس کا حق نہ مانے اور مال و دولت، رزق و امن کی نعمت کو شرک و نافرمانی میں بے قیمت کرے، تب اللہ تعالیٰ بھی ایسی آبادیوں کو بھوک اور خوف یعنی رزق کی تنگی اور دشمنوں کے دنگے فساد کا ڈر ایسے پیچھے لگا دیتا ہے کہ گویا یہ مصیبتیں تن کے کپڑے ہیں، جو مرتے دم تک جسم سے لگے رہیں گے"

(۱۶-النحل: آیت ۱۰۶-۱۱۲)

(۴) "لڑائی میں جو لوگ مورچہ پر ڈٹے رہے وہ تو اپنا اجر پا چکے، چاہے شہید ہوں تو جنّت میں جا پہنچے اور زندہ رہے تو غازی ہیں اور دنیا میں سلطنت اور حکمرانی کا راستہ ان کے لیے کھل گیا۔ اب رہے دوغلے منافق جو آزمائش کے وقت میں نامردی دکھا کر مورچہ چھوڑ کر بھاگ گئے، ان میں بھی اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ کون اپنے فرار میں اپنی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کس کمزوری کا شکار تھا۔ جس کے دل کی جیسی حالت ہوگی اُسی مطابق اس کے ساتھ معاملہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اُن کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے۔ ہر طرح مغفرت و رحمت، اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔" (۳۳-الاحزاب : آیت ۲۴)

⑤ "بعض مالدار لوگوں کی عقل الٹی چلتی ہے کہ جب اللہ نے جسے چاہا دیا، جسے چاہا نہ دیا، تو پھر ہم کو کیا پڑی ہے کہ جسے اللہ نے نہیں کھلایا اُسے ہم کھلائیں یا اس کی حاجت پوری کرتے پھریں۔ نہیں جانتے کہ اللہ نے کسی کو کم اور کسی کو زیادہ رزق اسی امتحان کے لیے دیا ہے کہ ایک دوسرے کے کام آئیں۔"

(۳۶-یٰسین : آیت ۴۷)

⑥ رزق کی تقسیم میں کسی کو بہت، کسی کو ضرورت کے مطابق، کم زیادہ رکھا اس لیے کہ امیر کا امتحان مال دے کر ہو اور غریب کا صبر پر امتحان لیا جائے۔ پھر ایک سے دوسرے کا دامن باندھ دیا تاکہ ایک دوسرے کے کام آئیں۔ اگر سب کو برابر کر دیتا تو جہاں میں کوئی کسی کے تابع نہ رہتا۔ نبی اور اُمت، ماں باپ اولاد، عالم جاہل، طبیب و بیمار، بادشاہ و رعیت، حاکم و محکوم، تاجر و مزدور، زمیندار و کاشتکار، استاد و شاگرد، آنکھ والا و اندھا، مالدار و غریب کا فرق رکھا۔ درجات کی حدبندی کر دی طاقتور و کمزور، مرد و عورت، یہ سب اس لیے کہ ایک سے دوسرے کا کام لگا ہوا ہے۔ ورنہ زمین میں سب برابر ہوں اور کوئی کسی کے تابع نہ ہو تو بڑا اُدھم مچے اور دنیا ویران ہو جائے۔" (۴۲-الشوریٰ : آیت ۲۷)

⑦ "ظاہر میں منکرینِ حق کے، چاہے بہت سارے دوست ہوں، مددگار ہوں مگر وقت پڑنے پر اُن میں سے کوئی کسی کے کام نہ آئے گا اور ایمان والوں کا حامی ولی اور کارساز اللہ ہے، اِس لیے ان کو دنیا میں آزمائش کے بعد آخرت مل گئی اور ہر جگہ اللہ کی مدد اُن کو حاصل ہے۔"

"کسی آدمی یا جماعت کے ذمّہ کوئی کام ہو تو لوگوں میں اُس کے بھلے بُرے چرچے جاری ہوتے ہیں اور طرح طرح کی افواہیں اُڑتی رہتی ہیں۔ اس میں صبر کرنے والوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا امتحان ہے کہ مخالف کے اڑائے ہوئے ہر فتنے میں الجھتا نہ پھرے بلکہ اپنے کام اور فریضے کی طرف توجہ زیادہ دے اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے کہ یہ بھی دل کو تھامے رکھنے کا ایک کڑا امتحان ہے۔ جو اس میں کامیاب رہا، اس کا مزاج، اخلاق اور فیصلے، دین کے مطابق ہوں گے اور وقتی حالات، لوگوں کی الزام تراشی اور کھری کھوٹی خبریں اڑانے پر اس کا کچھ بھی نہیں بگڑے گا۔"

(۴۷ - مُحمّد : آیت ۱۱)

قیامت و حشر کے احوال

(۱) "حشر کے دن سوال ہوگا امّتوں سے کہ رسولوں کی دعوت کا انھوں نے کیا جواب دیا اور رسولوں سے بھی سوال ہوگا کہ حق بات کس کس طرح پہنچائی اور جو اصل واقعہ ہوگا اُس کو اللہ تعالیٰ خود بیان فرما دے گا۔ ہر جگہ ہر وقت خود ہی آپ موجود تھا، دوسروں سے پوچھنے کا مقصد صرف مقدمہ کی گواہی، انصاف سے قائم ہو اور تمام مخلوق جان لے کہ واقعی اس دربار میں ہر ایک کے ساتھ انصاف ہوا۔"

"قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے۔ نیک عمل میں جس کا پلّہ بھاری ہوا، وہ کامیاب ہوا اور جس کے عمل وزن میں کم ہوئے وہ نقصان میں پڑا کہ دنیا میں اللہ کی آیات پر اگر غور کرتا تو مرنے سے پہلے اپنا نامۂ اعمال سدھار سکتا تھا۔"

(۷ - الاعراف : آیت ۶ تا ۹)

(۲) "مخالفین کہتے تھے کہ نبی پر کوئی ایسا نشان اتار دیا جاتا کہ اس کی بات کو ردّ کرنے والوں پر فوراً بلا ٹوٹ پڑتی۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ سب دنیا میں ہو جاتا تو قیامت کی ضرورت کیوں ہوتی اور قیامت کا دن کب آئے گا، اُس کو غیب میں رکھ دیا۔ اب وقت آنے تک ہم تم سب انتظار کریں، فیصلہ ہو جائے گا، تب سب کو معلوم ہو جائے گا۔ آج اگر ایسا ہو جاتے تو دنیا، امتحان کی جگہ نہیں رہے گی

toobaa-elibrary.blogspot.com

مگر جب تک انسان کی پیدائش ہوتی رہے گی، اس دنیا میں یوم الحساب کی گنجائش نہیں، اس لیے یہ کام آخر میں رکھا کہ جتنے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ سب کو بھیج کر آخر میں عدالت قائم کی جائے گی۔"

" میدانِ حشر میں ایمان اور عمل صالح کے سوا کچھ بھی کام نہ آئے۔ سب لوگ برہنہ اور بے بس کھڑے ہوں گے۔ مجرم کے پاس لنگوٹی بھی نہ ہوگی، لیکن اگر زمین کے تمام خزانے بھی اس کو ملیں تو وہ اُسے عذاب سے چھوٹنے کے لیے دینے کو تیار ہوگا مگر خزانہ کس کے پاس ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ آدمی حشر کے دن اُس کے عذاب سے نجات پالے۔"

(۱۰۔ یونس : آیت ۵۴-۳۰)

" پہلی بار کوئی بھی چیز بنانا مشکل ہوتا ہے، اسے دوسری بار بنا دینا اور دُہرانا کچھ مشکل نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے نہ یہ مشکل نہ وہ مشکل۔ قیامت کے دن حساب دینے کے لیے سب کو ایک بار اکٹھا کرنا ضروری ہے تاکہ ایمان والے جزا پائیں اور کافروں کو سزا ملے اور انصاف کا تقاضہ پورا ہو۔ کافر لوگ مرنے کے بعد دوسری بار پیدا ہونے کے ہمیشہ مُنکر رہے اور دوسری بار کی پیدائش کو ناممکن بتاتے ہیں، لیکن اس دنیا کی مختصر مدّت میں ایمان والے اور بے ایمان لوگ جزا و سزا کو پورے طور سے بھگت نہیں سکتے۔ جب تک سب کے سب ایک عدالت میں جمع نہ کیے جائیں اور آمنے سامنے سارا معاملہ نہ ہو تب تک انصاف کا تقاضہ پورا نہیں ہو سکتا، اس لیے قیامت کا دن ضروری ہے۔ کیا اس دنیا میں بہت سے ظالم بغیر سزا کے چھوٹ نہیں گئے؟ اور بہت سے سچّے لوگ بے گناہ مارے گئے اور بہت سے لوگ ظلم وستم، ناانصافی، خون خرابے اور جلاوطنی اور لوٹ مار، قتل و غارت گری کے شکار ہوئے اور بہت سی لڑکیاں زندہ گاڑ دی گئیں اور عورت بچّے زندہ جلائے گئے، کیا اُن کا انصاف اِس دنیا میں ہوا؟۔ ظاہر ہے کہ نہیں۔ پھر ماننا پڑے گا کہ ایک دن قیامت کا آنا ضروری ہے، ورنہ انصاف نہیں ہو سکتا۔" (۱۰۔ یونس : آیت ۴۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳) " قیامت کے ہولناک اور دہشت کے دن، انسانوں کی آنکھیں اُلٹ پلٹ ہوجائیں گی۔ کہیں دیدے پتھرا جائیں گے، کہیں آنکھیں نیلی ہوجائیں گی۔"

(۱۴-ابراہیم : آیت ۴۲)

" قیامت کا خوفناک دن آتے ہی لوگوں میں بھاگم بھاگ مچے گی۔ ہر شخص اوپر کو دیکھ رہا ہوگا، اس لیے منڈی اوپر کو اٹھی ہوگی اور بھاگ رہا ہوگا، اُسی میں ایک دوسرے پر ریل پیل میں گرتے پڑتے ہوں گے۔ آنکھ کو اس دہشت میں پلک جھپکانے کی بھی فرصت نہ ہوگی۔ دل پھٹے پھیپھڑے کی طرح سینے کے باہر پھڑپھڑاتے ہوں گے۔ اُس دن تک تکلیف جیسا بھیانک وقت، آدم کے بیٹوں پر اس سے پہلے کبھی نہ آیا ہوگا۔"

" مہلت اب مانگتے ہو جب فیصلہ اور حساب ہوچکا۔ اس سے پہلے کسی کے سمجھائے نہ مانے، بلکہ ضد میں آکر حلفیہ اور قسمیہ کہنے لگے کہ بس یہی دنیا ہے یہاں سے کہیں اور جانا ہی نہیں جبکہ خود یہ لوگ بھی انھیں کے شہروں اور مکانوں میں رہے بسے جو اُن سے پہلے اس دنیا میں اپنا بوریا بستر چھوڑ کر مرکھپ کر آخرت میں جا پہنچے، جیسا کہ اگلی آیت میں بتایا گیا۔ اُنھیں اتنا بھی نہ سوجھا کہ جس طرح اگلے یہاں سے نکالے گئے ہم کو بھی نکلنا ہوگا۔" (۱۴-ابراہیم : آیت ۴۳-۴۴-اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) " کائنات کے حیرت انگیز نظام کی بنیاد حق پر قائم ہے اس لیے قیامت آنا نہایت ضروری ہے اور وہ اپنے وقت پر آکر رہے گی۔ داعی کو چاہیے کہ اپنی بات خوبی کے ساتھ پیش کرنے کے بعد مخالفین سے حُجّت اور تکرار نہ کرے بلکہ خوبصورتی کے ساتھ اپنا دامن بچا کر الگ ہو رہے۔" (۱۵-الحجر : آیت ۸۵)

(۵) " قیامت کے انصاف کے لازمی ہونے کے بہت سے عقلی وجوہ ہیں اس میں ایک یہ بھی ہے کہ اس دنیا میں بہت سی باتوں کے اختلاف کا فیصلہ یا تو انسانوں کے ہاتھوں غلط ہوا یا، جو حقیقتاً مجرم تھے وہ پکڑے ہی نہیں گئے۔ چوروں نے کوتوالوں کو آنکھیں دکھائیں۔ کوتوالوں نے ظالموں کو ظلم کی شہ دی اور مظلوموں کو سزائیں دیں۔ اللہ کے دشمن مزے سے دندناتے پھرے اور اہلِ ایمان تختۂ دار پر کھینچے گئے۔ اِن بے پناہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ناانصافیوں اور مظالم کا کبھی نہ کبھی سچا فیصلہ اور انصاف تو ہونا ہی ہے ۔"

" قیامت کے دن کی تین باتیں ہر ایک کو یاد رکھنا چاہیے ۔ ہر آدمی کو اپنی ہی فکر پڑی ہو گی ، کوئی کسی کے کام نہ آئے گا ۔ ہر آدمی کو اس کے اپنے کئے ہوئے عمل کی ہی سزا یا جزا ملے گی ۔" (۱۶- النحل : آیت ۳۹-۱۱۱)

" قیامت کا لے آنا ، ایک بہت بڑا کام ہے ۔ زمین آسمان کے نظام کو یکسر بدل ڈالنا ، تمام اگلے پچھلوں کو زندہ کرنا ، تمام انسانوں کا دفترِ عمل یومِ حشر کو بے نقاب کرنا ، ایک ایک کا الگ حساب لینا ، گواہیاں ، مقدّمے قائم کرنا ، شہادتوں کے لیے انبیاءؑ ، صلحاء کو جمع کرنا ، دوزخ جنّت کو سامنے لے آنا ، یہ کام اتنے بڑے ہیں کہ کوئی مخلوق کر ہی نہیں سکتی ، لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کام آنکھ کی پلک جھپکنے سے زیادہ وقت کا نہیں ۔ بس کہہ دیا کہ قیامت ہو جا ، وہ ہو گئی اور تمام اسباب اسی وقت جمع ہو جائیں گے ۔" (۱۶- النحل : آیت ۷۷ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۶) " معلوم ہوا کہ قیامت کے دن لوگ اپنے اپنے اماموں ، پیشواؤں ، لیڈروں اور رہنماؤں کے ساتھ جمع ہوں گے ۔ یہ نہ ہو گا کہ چور بدمعاش ، کسی نیک کے ساتھ جمع ہوں یا مشرک کافر ، کسی داعی الی اللہ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں ۔ اِس آیت سے اُن لوگوں کو سبق لینا چاہیے جو بدی اور شرک میں غرق ہیں اور امید لگائے بیٹھے ہیں کہ اولیاء اللہ کے دامن تھام لیں گے ۔ نیک کے امام نیک اور بدکاروں کے امام بدکار ہوں گے ۔ مختصر یہ کہ جو جیسا عمل کرے یا جس کی نقل کرے یا پیروی کرے ، اُسی کے ساتھ اُسے قیامت کے دن اللہ کے دربار میں پیشی کے وقت حاضر ہونا ہے ۔"

(۱۷- بنی اسرائیل : آیت ۷۱)

(۷) " زمین کی سج دھج اور بناؤ سنگار میں سونا ، چاندی ، مال دولت ، کھیت باغ ، مکانات شہر گاؤں ، ندیاں نہریں ، تالاب سمندر ، کشتیاں ، جنگل ، اناج ، پھل فروٹ ، سواریاں ، خوشبودار پھول ، غذائیں ، عورت ، اولاد ، گھر بار ، حسن و جمال اور لذّت کی چیزوں کے انبار لگے پڑے ہیں مگر یہ سب عارضی ہیں ، فانی ہیں زمین

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو ایک دن چٹیل علاقہ بنا کر ایسا سیدھا سپاٹ حشر کا میدان بنا دیا جائے گا۔ جہاں آدمؑ کے تمام بیٹوں کا حساب لینے کو قیامت کا دن قائم کیا جائے گا اور موجودہ رونق فنا ہو چکی ہوگی"۔ (۱۸-الکہف: آیت ۸۰۷)

"قیامت اور حشر و حساب کا دن جیسے جیسے قریب آنے کو ہوگا۔ ظالموں کو کھلا چھوڑ دیں گے تاکہ وہ خوب کھلم کھلا اپنی مَن مانی کر کے تمام ارمان نکال لیں ظالموں کی ایسی کثرت ہو گی کہ دریائی موجوں کی طرح ایک دوسرے میں گھستے ہوں گے اور اچانک قیامت کا بگل بجا دیا جائے گا۔ سب کے سب اکٹھے ایک ہی میدان میں جمع کر دیئے جائیں گے کہ ایک بھی چھوٹ نہ سکے گا"۔

(۱۸-الکہف: آیت ۹۹ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑧ یہ نہ ہوگا کہ دنیا کا کوئی بادشاہ قیامت کے دن اپنے وزیر د لشکر کو لے کر حاضری دے گا' بلکہ تن تنہا ایک ایک کو اپنی حاضری الگ الگ دینی لازم ہو گی"۔

(۱۹- مریم: آیت ۹۵)

⑨ "قیامت کے دن مجرموں کو یہ منظر دکھ جائے گا کہ اب تو بری طرح پھنسے۔ بس چھوٹنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ آپس میں ہر طبقہ کے لوگ ایک دوسرے سے سوال کرینگے۔ چند دن کی زندگی میں اگر ٹھیک رہتے تو یہ مصیبت دیکھنی نہ پڑتی۔ آج کے دن کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی، دس دن سے کیا زیادہ ہوگی۔ لیکن مثالی لوگ، جن کی پیروی کی جاتی تھی اور دنیا اُن کی رہنمائی اور چودھراہٹ کو مانتی تھی وہ تو اور بھی بے انداز نکلے اور کہا کہ ایک دن سے زیادہ دنیا میں نہیں رہے۔ اس کی مزید تفصیل سورہ المومنون آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴ اور سورہ روم آیت ۵۶ میں دیکھیے"۔

(۲۰- طٰہٰ: آیت ۱۰۳-۱۰۴- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑩ "معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کے نامہ اعمال کو تولنے کا کانٹا الگ ہوگا اور وزن کے وقت ہر مجرم و ملزم، اچھا بُرا سبھی کو حاضر کیا جائے گا کہ اپنے نیک و بد کاموں کے وزن کو خود ہی دیکھ لے۔ یہ کانٹا، وزن یا میزان، ترازو بھی ہماری دنیا کی ترازو کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

طرح ہوسکتی ہے اور آخرت کے لحاظ سے اعلیٰ سطح کی بھی ۔ واللہ اعلم ۔ باقی رہا اعمال ، کا وزن تو اس میں کسی کو شبہ ہو کہ اعمال کا وزن کس طرح ہوگا تو جواب یہ ہے کہ جس طرح بخار گرمی سردی کے ناپ تول کے آلے خود انسان نے ایجاد کر لیے تو اللہ تعالیٰ کے لیے کیا مشکل ہے کہ اعمال کا وزن کرنے کے میزان ہر ایک کے سامنے رکھ دے۔ باقی ایک لحاظ سے تو اللہ کو ہر ایک کا عمل معلوم ہے کہ کس نے کب کیا کچھ کیا، اس لیے مزید فرمایا کہ حساب کے لیے ہم اکیلے کافی ہیں، لیکن ملزم و مجرم کو ثابت کرنا ضروری ہے ورنہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے، اس لیے ہر اچھے بُرے کام حتیٰ کہ نفس کے اندر کے خیالات بھی ناپ تول میں لائے جائیں گے اور جانچ پڑتال، ناپ تول، وزن، میزان خفیہ اور چھپی ہوئی نہیں بلکہ سب کے سامنے حشر کے کھلے میدان میں ہوگی۔ جو چاہے اپنی آنکھوں سے اپنا بھی اور دوسروں کا بھی وزن دیکھ لے۔"

(۲۱ - الانبیاء : آیت ۴۷)

(۱۱) "اِس آیت میں قیامت کے زلزلے کا تذکرہ ہے۔ جب بھونچال آئے گا تو ماں اپنی گود میں دودھ پیتے بچّے کو چھوڑ چھاڑ کر اُٹھ کھڑی ہوگی اور مارے دہشت کے بھاگنے لگے گی اور نشہ میں چکرانے والے آدمی کی طرح مدہوشی لوگوں پر طاری ہوگی اور یہ سب اثر ہوگا، اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب کا۔"

"اللہ سب کا خالق مالک ہے، سب کو مر کر اُسی کے حضور حاضر ہونا ہے لہٰذا بندگی اسی کی چاہیے، ایسی سیدھی بات میں، مین میخ، بحث تکرار، حیلہ حجّت نکالنا شیطان مردود کے چیلے چپاٹوں کا کام ہے۔ عقل مند آدمی کو ایسی حرکت سے دور رہنا چاہیے۔"

"قیامت کی گھڑی حساب کا دن ہے۔ عدالت انصاف، سزا اور جزا کا دن ہے، اس لیے تمام مرے ہوئے انسانوں کو زندہ کرنا ضروری ہے۔ تب حساب، میزان، عدل، گواہی اور انصاف سامنے لائے جائیں گے۔ مرے ہوئے لوگ چاہے قبر میں دفن ہوں یا پانی میں بہائے گئے ہوں یا آگ میں جلائے گئے ہوں یا پرندوں درندوں نے اُن کے جسم کھا ڈالے ہوں، اللہ تعالیٰ کے لیے سب کے سب کو ایک ہی حکم میں زندہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر کے حشر میں کھڑا کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں۔ آن کی آن میں یہ سب زندہ ہو کر دربارِ خداوندی میں قیام کی حالت میں لا کھڑے کیے جائیں گے۔"

"صابئین کہا ستارہ پرستوں کو۔ شاید نجومی کاہن بھی اس میں آ گئے ہوں اور مجوس فرمایا ان کو جو آگ کو پوجتے ہیں۔ اب رہے یہود اور نصاریٰ تو یہ دونوں اہلِ کتاب تھے۔ ایک موسیٰؑ اور توریت والے، دوسرے عیسیٰ مسیحؑ انجیل والے۔ لیکن کچھ لوگوں کو چھوڑ کر یہ دونوں طبقے شرک میں جا پڑے تو، یہ بھی اہلِ ایمان سے خارج ہوئے۔ مشرک لوگ تو بے ڈھنگے، بے علم اور نپٹ جاہل پہلے سے تھے، یہ بھی اُن میں جا ملے۔ اب باقی رہے صرف ایمان والے جن کے پاس قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تو ساری دنیا سے اُنھیں کا جھگڑا ہمیشہ رہے گا۔ جب قیامت واقع ہوگی اللہ تعالیٰ خود فیصلہ فرمائے گا تب ساری مخلوق جان لے گی کہ کون حق پر تھا اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ موجود ہے اس لیے قیامت کے دن کسی کی ہیرا پھیری کی بات چل ہی نہیں سکتی۔"

(۲۲- الحج : آیت ۲-۳-۷-۱۷)

(۱۲) "زمین آسمان کی توڑ پھوڑ سے پہلے ایک صور پھونکا جائے گا، جس کی آواز سے کان پھٹ جائیں گے اور پوری دنیا میں ایک گھبراہٹ اور افراتفری ہوگی، ایسی بھگدڑ مچے گی کہ کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ ہوگا۔ ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی۔ وحشی جانور اور انسان ایک جگہ جمع ہو جائیں گے۔ دریاؤں میں آگ لگے گی۔ زمین پہاڑ ٹکنی ٹکنی ہو جائیں گے۔ آسمان کے چیتھڑے اِدھر اُدھر لٹک رہے ہوں گے۔ سورج لپیٹ لیا جائے گا۔ چاند بے نور ہو جائے گا۔ ستارے تمام جھڑ پڑیں گے اور زمین کا تمام نظام ایسا درہم برہم ہوگا کہ آدمی اب اس زمین پر بس نہ سکے گا۔ تب قیامت واقع ہوگی اور پھر زمین دوبارہ اپنے ربّ کے نور سے چمک اُٹھے گی اور تمام مردے زمین سے نکل کر ربّ العالمین کے حضور قیام میں ہوں گے۔ حشر و حساب کا دن آنے سے پہلے خطرے کا بگل بجانے کو حضرت اسرافیلؑ آج بھی صور پھونکنے کے لیے تیار کھڑے ہیں، صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی دیر ہے۔" (۲۳- المومنون : آیت : ۱-۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

"گذری مدت یوں بھی کم معلوم ہوتی ہے پھر اب تو اُس جگہ پہنچ گئے جہاں ایک دن ایک ہزار سال کا۔ وہاں پر یہ چوبیس گھنٹے کا دن رات اور برس، اُن بیچاروں کو ایک دن تو کیا بلکہ اندازے میں اس سے بھی کم لگا۔ افسوس کہ بہت تھوڑے وقت کو اپنی نادانی سے گنوا دیا۔ اب پچھتانے سے کچھ نفع نہیں۔"

(۲۳-المومنون: آیت ۱۱۴-۱۱۳ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۳) "حساب و کتاب، جنّت کا منظر، قیامت کے دن ہی نظر آئے گا۔"

"دنیا کے بادشاہ، وزیر، مال دار، طاقتور سب ختم ہو چکے ہوں گے اور سلطنت کے عارضی تاجدار اور حاکم جو سب اپنی اپنی قبروں میں تھے اُٹھ کر عام لوگوں کی صف میں حساب دینے کے لیے کھڑے کیے جائیں گے۔ تمام کے تمام مجبور ہوں گے اور بادشاہی صرف ایک اکیلے اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔"

(۲۵-الفرقان: آیت ۲۵-۲۶)

(۱۴) "قیامت کا دن ان لوگوں پر بڑی مصیبت کا دن ہوگا جو دنیا میں اللہ کے شریک بنا کر کسی کو حاجت روا، کسی کو مشکل کشا، کسی کو فریاد سُننے والا یا غوث کہہ کر پکارتے تھے۔ آج واقعی مصیبت کا دن ہے اپنے اپنے شریکوں کو دعائیں یاد کرو، شاید کوئی ایک آ جائے، اور تم کو اس مصیبت سے چھٹکارا دلا دے۔ مارے دہشت کے ان کی عقلیں جواب دے چکی ہوں گی۔ بے چارے دعا کریں گے مگر ادھر کوئی شریک موجود ہی نہ ہوگا، جو ان کی مدد کو دوڑے۔ نیک لوگ ہوں گے۔ جو جنّت میں جا چکے ہوں گے، باقی سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہو جائے گا کہ ایمان اور عملِ صالح کے سوا اور کسی طرح یہاں بچاؤ کی کوئی شکل نظر نہیں آتی اور اُسی کی اطلاع اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے اُن کو دنیا میں دے دی تھی مگر یہ لوگ اپنی ضد میں شرک چھوڑنے کو تیار نہ ہوئے اور اصل خالص توحید کی طرف رخ کرنے میں بُرا مانتے تھے۔ اب پتہ چلا کہ سچی بات کون سی تھی۔"

(۲۸-القصص: آیت ۶۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

⑮ "قیامت میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جب حساب کے لیے پیشی ہوگی تب ہر ایک مجرم کی آس ٹوٹ چکی ہوگی اس لیے کہ دنیا میں یہ سمجھتے رہے کہ فلاں کی سفارش سے نجات ہوگی اور فلاں کا دامن پکڑ لیں گے لیکن آخرت میں پہنچ کر اب معلوم ہوا کہ یہاں کسی کا کچھ چل نہیں سکتا، جو کچھ فیصلہ ہوگا، اللہ علیم و خبیر کی طرف سے اس فیصلہ کو جاری بھی کر دیا جائے گا، اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکے گا۔ ہر نفس کو اپنی ہی پڑی ہوگی۔ اِس وقت ایسے مجرم۔ جو خیالی شفاعت کے سہارے دنیا میں جی رہے تھے، آخرت میں دیکھ لیں گے کہ وقت پر اُن کے شریک کچھ بھی کام نہ آئے بلکہ اُس دن مجرم لوگ اپنے شریکوں سے بیزاری اور انکار کا کھُلا اعلان کر دیں گے۔"

"حشر کا میدان ہے۔ اگلے پچھلے سب جمع ہیں۔ ہر زمانے کے لوگ اکٹھے حساب کے لیے پیشی میں صف باندھے کھڑے ہیں۔ ہر کوئی اپنی فکر میں ہے۔ اُس موقع پر مشرک لوگ دنیا میں جن جِن سے آس باندھے غلط عقیدے پر جم کر بُرائی میں دلیر تھے، آج اُن کی مشکل کشائی کو کوئی نہ آئے گا بلکہ ہر گروہ دوسرے گروہ سے الگ ہو جائے گا۔ کوئی بھی کسی کی ضمانت، ذمّہ داری لینے کو تیار نہ ہو گا اور تیار بھی ہو جائے جب بھی وہاں چھٹکارا نہیں۔ دنیا میں جن کو خدا کا مقرّب سمجھ کر پوجتے تھے وہ بھی اُن کی ضمانت لینے کو تیار نہ ہوں گے۔ اِس لیے فرمایا کہ سب ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔"

"قبر میں پڑے مُردے جب حشر کے دن اُٹھ کھڑے ہوں گے تو دنیا کی زندگی اور قبر کی زندگی اُنھیں بہت ہی تھوڑی مدّت، بلکہ گھڑی بھر کی معلوم ہوگی۔ خاص کر مجرم لوگ تو قسمیں کھا جائیں گے کہ گھڑی بھر کے سوا ہم کو دنیا میں رہنے کا موقع ہی کہاں تھا۔ بعض کہیں گے کہ دنیا میں ایک دن کی مدّت رہ آئے ہیں۔ تو کوئی یہ بیان دے گا کہ دس[۱۰] دن تک رہے ہوں گے۔ کچھ یہ بھی کہیں گے کہ زمین میں ہم بہت تھوڑی مدّت رہے ہیں، لیکن جو لوگ اللہ کی کتاب کا علم رکھتے ہوں گے اور ایمان کے داعی ہوں گے وہ بولیں گے کہ مُردوں کے زندہ ہونے کا دن اتنا بڑا ہے کہ تم کو دنیا کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

زندگی اور قبر اور عالمِ برزخ کا وقت بہت کم معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جس کو جتنی مدّت تک یہاں رکھنا تھا، اُتنی مدت وہ رہ کر، اب حشر و حساب کے دن لاکھڑا کر دیا گیا ہے۔" (۳۰-الروم: آیت ۱۲ تا ۱۴- ۵۶)

(۱۶) "قیامت کا علم کہ وہ کب آئے گی، کون سا دن اور کیا وقت ہو گا، یہ صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور کسی کو نہیں۔" (۳۳-الاحزاب: آیت ۶۳)

"تمام نبیوںؑ رسولوںؑ کو ایسی سچی اور صاف سُتھری دعوتِ حق چلانے پر، انھیں آخرت میں بڑے درجے ہیں، لیکن آخرت میں مُنکروں پر الزام ثابت کرنے کے لیے نبیوںؑ کو اکٹھا کیا جائے گا اور اُن سے سوال کیا جائے گا کہ تم نے ہمارا پیغام اُن تک پہنچا یا تھا یا نہیں؟- اللہ تعالیٰ کو سب باتیں معلوم، کسی سے پوچھنے کی کیا حاجت مگر قانون کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اُس عادلِ حقیقی نے ایسا انتظام، حشر و حساب کے دن رکھا کہ جو کچھ بھی فیصلہ ہو، عدل، انصاف، شہادت اور دلیل پر ہو- دیکھیے سورہ اعراف آیت ۶-۷ اور سورہ مُرسلٰت آیت ۱۱-۱۲"

(۳۳-الاحزاب: آیت ۸-اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۷) "قیامت کا دن آنے کے ہزاروں ہزار دلائل ہیں- اِس میں ایک یہاں بیان فرمایا کہ بہت سے ایماندار اور نیک لوگ، دنیا میں بہت ہی تکلیف کی زندگی گزارتے رہے اور اُن کو بہت بہت ستایا گیا اور سُکھ چین سے رہنے نہیں دیا گیا لیکن انھوں نے ایمان اور نیکی کو نہیں چھوڑا- اب ایسے لوگوں کو بخشش اور انعام دینے کا کوئی خاص انتظام، مالک کی طرف سے ہونا ہی چاہیے تھا- اسی طرح اگلی آیت میں فرمایا کہ ہماری آیات کے مقابلے میں جو لوگ دنیا میں اُٹھ کھڑے ہوئے تھے کہ ہماری باتوں کو نیچا دکھا کر ہی دم لیں گے- ایسے لوگوں کو جب دَم نکال کر مُردہ کر دیا گیا تو اُنھیں بھی بہر حال اپنے کیے کی سزا بھگتنے کے لیے قیامت میں پیشی ضروری ہے تاکہ اُنھیں بُری طرح کے عذاب میں ہمیشہ کے لیے ڈال دیا جائے۔" (۳۴-سباء: آیت ۴)

(۱۸) "ایک ایک قبر سے ہزاروں ہزار مُردے زندہ ہو کر ٹڈی دَل کی طرح نکل کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

میدانِ حشر میں صف بندی کے لیے دوڑ رہے ہوں گے "۔

(۳۶-یٰسین: آیت ۵۱)

(۱۹) " قیامت کے دن زمین پر مکمل نورانی روشنی ہو گی۔ اندھیرا مطلق نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا نور زمین پر ایسا پڑے گا کہ زمین جگمگا اُٹھے گی تاکہ ہر آدمی اپنا عمل، اپنا حساب، اپنا نتیجہ خود دیکھ لے گا مگر دوسرے لوگ بھی جس کا عمل دیکھنا چاہیں گے کھلی کتاب کی طرح دیکھ لیں گے۔ اللہ کے نبی رسول اور دوسرے گواہ اُس دن سامنے لائے جائیں گے تاکہ فیصلہ میں اُن کی گواہی لی جائے "۔ (۳۹-الزمر: آیت ۶۹)

(۲۰) " اِس آیت میں تین باتیں فرمائی گئیں۔ (۱) ہر ایک کو صرف اُس کے عمل اور کسب کا بدلہ دیا جائے گا۔ (۲) کسی ظالم پر بھی ظلم نہ ہو گا بلکہ اُس کے ظلم کا بدلہ اُتنا ہی دیا جائے گا جتنا اُس نے کیا ہو گا۔ (۳) تمام انسانوں کا حساب لینے میں کروڑوں اربوں سال بھی ناکافی ہیں۔ دنیا کی عدالت میں بہت سے مقدمے، پچاس پچاس سال چلتے ہیں۔ دعویٰ کرنے والا اور خود انصاف کرنے والے بھی مرجاتے ہیں۔ قیامت میں سب کا حساب لینے میں اللہ تعالیٰ کو اتنی مشغولیت نہ ہو گی کہ ایک کا حساب لے پھر دوسرے کا، بلکہ سب کے حساب الگ الگ ایک ہی وقت میں لیے جا رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کو سب کا حساب چُکتا کرنے اور فیصلہ کرنے میں کچھ بھی دیر نہیں لگے گی "۔

" سچّا سچّا فیصلہ دنیا کے ہر معاملے میں نہیں ہو پاتا۔ اس کی ایک فطری وجہ یہ ہے کہ انسانوں میں کوئی مکمّل سمیع بصیر نہیں ہوتا، کہ ہر آواز اُسے بیک وقت سنائی دے اور ہر چیز اُس کی نگاہ میں سمائی ہوئی ہو۔ یہ صفت، خاص اللہ کی ہے، جو کامل سمیع ہے اور کامل بصیر ہے۔ اُسی کی بنیاد پر قیامت میں سارے فیصلے ہوں گے۔ جو مکمّل طور پر انصاف کے تقاضوں کو پورا کر دیں گے اور اس میں کسی غیر اللہ کو پھیر بدل کا اختیار نہ ہو گا، نہ اُس کے کسی فیصلہ پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہو گی "۔

(۴۰-المومن: آیت ۱۷-۲۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲۱) "ہر کسی بات کا فیصلہ اس دنیا میں نہیں ہو سکا اور کبھی سچا فیصلہ سامنے آیا تب بھی کچھ نے مانا اور کچھ لوگوں نے نہیں مانا اور اختلاف باقی رہا۔ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے۔ اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ کے یہاں جاکر ہو جائے گا۔ وہاں سب مان لینے پر مجبور ہوں گے۔ اُسی کے دربار میں ایک کے بعد ایک سب کو پہنچنا ہے۔ کسی حق والے کی حق بات یہاں ردّ کر دی گئی ہو تو اُسے اللہ پر بھروسہ کیے جانا ہے اور صبر سے وقت گزار دینا ہے، وہاں جاکر سب کا قضیہ فیصل ہو کر رہے گا اور کسی کو بھی اختلاف کی گنجائش نہیں رہے گی۔"

"جان بوجھ کر تمھاری سزا پر کوئی کچھ بولے گا نہیں، لیکن انجانے میں بھی کسی کو تم پر رحم نہ آئے گا اور تمھاری بے بسی پر تمھارا ہر ایک ساتھی بے دھیان اور انجان ہو گا، کسی کو کچھ پڑی نہ ہوگی کہ مزاج پرسی کرے۔ یہاں دنیا میں کسی کی بے دردی سے پٹائی ہو تو راہ چلتا آدمی ٹھہر کر مداخلت کرنے کی سوچتا ہے لیکن جب جرم معلوم ہو تو پھر بچانے کی کوئی نہیں سوچتا بلکہ یہ کہتا ہوا وہاں سے چل دیتا ہے کہ ہاں اچھا ہوا اس کو یہی سزا ملنی چاہیے لیکن قیامت کے دن کسی مجرم کو ڈھارس بندھانے یا پل بھر کو اُس کے معاملہ میں دلچسپی لینے والا بھی کوئی نہ ہوگا۔"

(۴۲ - الشوریٰ : آیت ۱۰ - ۴۷)

(۲۲) "قیامت قریب ہونے کی یہ علامت ہے کہ آسمان سے دھواں ظاہر ہوگا شاید زہریلی گیس پورے عالم کو گھیر لے اور اوپر سے آسمان ٹوٹ پڑے۔ آدمی نے ایسا عذاب کبھی دیکھا نہ ہوگا۔" (۴۴ - الدخان : آیت ۱۱)

(۲۳) "ہواؤں کا نظام یہ ثابت کرتا ہے کہ تقسیمِ رزق میں اللہ تعالیٰ کا منصوبہ اور امر پورے طور پر کام کرتا ہے۔ اتنے بندوبست کے ساتھ انسانوں کو روزی دے پھر اُن سے حساب نہ لے اور ان کے درمیان جو ظلم زیادتیاں ہوئی ہوں، اُن کا انصاف نہ کرے، ایسا ہو نہیں سکتا اور اس دنیا میں انصاف بہت تھوڑے لوگوں کو ملا ہے باقی بھاری اکثریت نے ظلم وستم سہتے میں زندگی گزار دی اور کسی نے اُن کی فریاد نہ سنی،

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ عدل کیا۔ اِس لیے انصاف کا دن ہونا ہی چاہیے ۔"

(۵۱- الذٰریات : آیت ۵-۶)

(۲۴) "تمام جنّات اور تمام انسانوں کا حساب لینا بہت ہی بوجھل اور بھاری کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ پر یہ بھی کچھ مشکل نہیں۔ فرمایا کہ بہت جلد ہی سب کچھ نپٹا دیں گے۔ ہر جنّات اور انسان کا حساب پورا پورا اور صحیح صحیح کر دیا جائے گا۔"

(۵۵- الرحمٰن : آیت ۳۱)

(۲۵) "حشر کا دن ہوگا۔ ہر ایک کے ایمان اور نیک عمل کی مقدار سے اس کے سامنے اور داہنی جانب روشنی ہوگی تاکہ جنّت میں جا سکیں۔ ایمان والوں کے ساتھ جو لوگ دنیا میں دوغلے قسم کے تھے وہ اپنے سامنے اندھیرا پاکر چیخ پڑیں گے کہ ذرا ٹھہرو، ہم بھی تمھاری روشنی میں ساتھ چلیں گے۔ ایمان والے اُنھیں صاف جواب دیں گے کہ آج کی روشنی دراصل دنیا میں حاصل کرنے کی چیز تھی، وہاں واپس جاؤ اور لے آؤ، یہاں تم کو ہماری روشنی میں سے کچھ نہیں مل سکتا۔"

(۵۷- الحدید : آیت ۱۳)

(۲۶) "مالک یوم الدین نے قیامت کی پہچان کے لیے کتابِ مُبین، قرآنِ عظیم میں کئی نام ذکر فرمائے جیسے "یوم القیامۃ" یعنی کھڑے ہونے کا دن۔ "ساعۃ" یعنی ایک خاص گھڑی۔ "یوم الحسرۃ" پچھتانے کا دن۔ یعنی جو لوگ بے ایمان مرے ہونگے وہ بہت پچھتائیں گے۔ "یوم التناد" یعنی جس دن بہت آوازیں اور چیخ و پکار مچے گی۔ "یوم الحساب" یعنی حساب کا دن۔ "یوم الخلود" یعنی ہمیشہ رہنے کا دن اور یہاں فرمایا "یوم التغابن" یعنی ہار جیت کا دن۔ آدمؑ کے بیٹوں میں ایک جماعت اپنی زندگی کی ساری پونجی ہار چکی ہوگی اور دوسری جماعت ایمان لاکر اپنی زندگی کی بازی جیت چکی ہوگی، اس لیے اس دن کو ہار جیت کا دن فرمایا۔" (۶۴-التغابن : آیت)

(۲۷) "معلوم ہوتا ہے کہ اوّل پہاڑوں کو جڑ سے الگ کر دیا جائے گا اور سپاٹ زمین اور پہاڑوں کو آپس میں ٹکرا کر چورا کر دیا جائے گا۔ یہ قیامت کا دن ہوگا۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"یعنی یہ نہ ہوگا کہ جو حاضر ہیں ان کا حساب لے لیا جائے گا اور جو حاضر نہ کیے جا سکے یا کہیں بھاگ گئے ہوں تو وہ چھوٹ گئے، بلکہ کوئی ایک بھی اس پیشی کے دن غیر حاضر نہ ہوگا۔ سب کے سب اکٹھا کر لیے جائیں گے۔

"جو آدمی اپنے بائیں ہاتھ میں اپنا نامۂ عمل پائے گا اُس کی حالت بہت خراب ہو گی۔ اُس کی یہ تمنّا ہو گی کہ کاش مجھے میرا کیا دھرا اور میرا حساب کتاب کیا ہے، کتنا ہے؟۔ یہ سب کچھ معلوم نہ ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔"

"موت کو قصّہ تمام کرنے والی سمجھتے تھے جبکہ حساب کتاب کا معاملہ موت کے بعد ایسا کچھ سامنے آیا کہ آخرت کے مقابلے میں موت کو آسان کہنے لگے جبکہ موت نے ہی اُن کو حشر کے میدان میں لا کھڑا کیا، جسے قضیہ سمیٹنے والی سمجھتے تھے، وہ قضیہ شروع کرانے والی نکلی۔" (۶۹-الحاقہ : آیت ۱۴ تا ۲۷)

(۲۸) "اُس دن جگری دوست دیکھ رہا ہوگا مگر نظر بچالے گا۔ اپنی اپنی سب کو پڑی ہو گی مجرم باؤلا ہو جائے گا۔ اپنی اولاد فِدیہ میں دینا چاہے گا جبکہ اولاد اُس کے ہاتھ سے نکل چکی ہو گی۔" (۷۰-المعارج : آیت ۱۱)

(۲۹) "طویل زمانے اور لاکھوں کروڑوں سال کی مدّت بھی ایک دن تو ختم ہو جاتی ہے لیکن یہاں فرمایا کہ بے مدّت ہمیشہ ہمیشہ اور سدا سدا کے لیے پڑے رہیں گے یعنی کبھی بھی ان کو وہاں سے نکلنا نصیب نہ ہو گا۔"

یہ دن ہے قیامت کا۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں تمام ملائکہ صف باندھے کھڑے ہوں گے اور اُن کے سردار جبرئیلؑ جن کا لقب روحُ الامین ہے اور تمام ذی ارواح۔ مگر کسی کو بات کرنے کی سکت نہ ہو گی۔ ہر ایک پر اللہ تعالیٰ کا جلال اور ہیبت طاری ہو گی۔ کسی مخلوق کی سفارش میں، کوئی کچھ بول ہی نہیں پائے گا۔ کام کرا دینا اور چھڑا لینا تو دور کی بات ہے، البتہ رحمٰن اپنی مہربانی سے جسے چاہے اجازت عطا فرمائے لیکن جب کسی کو اجازت کا مرتبہ ملے گا تو اس کا ٹھیک بولنا بہت ضروری ہے۔ یہ نہ قبول ہوگا کہ کسی کے بارے میں ایسی کچھ عرضی پیش کرے جو رحمٰن کو ناپسند ہو۔"

"اور کافر یہ تمنّا کرے گا کہ کاش میں مٹی ہو گیا ہوتا، کہ آج اپنا یہ حساب

toobaa-elibrary.blogspot.com

مجھے دیکھنا نہ پڑتا۔" (۷۸۔النبأ: آیت ۲۳-۳۸-۴۰)

(۴۰) " قیامت کب ہوگی، اس سے سب بے خبر ہیں۔صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔باقی جب قیامت ہوگی تو انسان کے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے گا اُس کی خبر اللہ نے پیغمبروںؑ اور کتابوں کے ذریعہ انسانوں کو بتا دی، اِس لیے فرمایا کہ قیامت کب ہوگی اِس سے تم کو کیا کام ہے؟۔ہاں جب ہوگی تو کیا بنے گا؟ اِس سے کام ہے تو سُن لو کہ اُس دن کیا ہوگا۔" (۷۹۔النّٰزِعٰت: آیت ۴۳)

(۴۱) " قیامت کے دن ایسی بھاگ دوڑ مچے گی کہ جنگل کے وحشی جانور بھی بھاگ کھڑے ہوں گے۔آدمی، شیر، چیتے اور اژدھے ایک ساتھ دوڑ رہے ہوں گے۔کسی کو ڈرانے ستانے مارنے کی فرصت نہیں ہوگی۔اللہ ربُّ العالمین کا خوف سب پر طاری ہوگا۔آدمی کو بھی اب اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ رہا۔"

" حشر و حساب کے دن، دریاؤں کی ضرورت نہیں ہوگی اس لیے انھیں جلا دیا جائے گا۔دریا کا تمام پانی پٹرول کی طرح جل اٹھے گا اور یوں بھی پانی دو گیسوں سے مل کر بنا ہے۔ایک بھڑکنے سلگنے والی، دوسری بھڑکانے والی۔دونوں گیس الگ ہو کر اپنا کام کرنے لگیں تو پانی کا جل اٹھنا عین ممکن ہے اور موجودہ دور میں محدود پیمانے پر اس کے تجربات ہو چکے ہیں پھر اللہ کو اپنی بنائی ہوئی چیز سے جب جو کام لینا ہو، اس کے حکم کی دیر ہے۔پانی میں آگ لگ جانے سے انسان زمین میں ایک منٹ کے لیے بھی نہیں رہ سکے گا اور پوری زمین کی ساخت اور یہاں کا مزاج ہی بدل جائیگا۔آسمان، سورج، چاند تارے، پانی، پہاڑ سب فنا ہوں تو آدمی کا جو حال بنے گا اُس کے صرف تصوّر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔" (۸۱۔التکویر: آیت ۵-۶)

آثارِ قیامت

(۱) آبادیاں بڑھ رہی ہیں اور زمین تنگ ہوتی جا رہی ہے۔زمین تو بڑھنے گھٹنے سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

رہی لیکن انسانوں کی تعداد خوب بڑھنے سے جگہ کم ہوگی۔ آبادی کا ریلہ دن بدن بڑھتا جائے گا۔ اِس کا اشارہ سورہ کہف آیت ۹۹ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ آثار ہیں قیامت کے، جب اِس دنیا کو فنا کرنے کا حکم، قدرت کی طرف سے ظاہر ہوگا تو آبادی کا بڑھنا خوب شروع ہوگا۔ جو کسی کے روکے رُکنے والا نہیں۔"

(۱۳- الرعد: آیت ۴۱)

(۲) "قیامت میں زمین کا تمام خزانہ جو اندر ہے باہر آجائے گا اور تمام آدمیوں کو اسی زمین پر جمع ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر حساب دینا ہے۔ پہاڑ چلائے جائیں گے اور اتنی تیزی سے اُڑیں گے کہ خود ہی ریزہ ریزہ اور پکتی ہو کر باریک ریت کی طرح ہو جائیں گے۔ ہر چیز اپنی جگہ چھوڑ دے گی اور پورا انتظام ڈانوا ڈول ہوگا اور ایک آدمی بھی کہیں چھپ نہیں سکے گا۔ سب کو حاضر کر لیا جائے گا۔"

(۱۸- الکہف: آیت ۴۷)

(۳) "قربِ قیامت کی علامت اور نشانیوں میں سے ایک نشان یہ بھی ظاہر ہوگا کہ زمین سے ایک بڑا عجیب جانور، انسانی زبان میں بات کرتا ہوا نکل پڑے گا اور لوگوں سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان و یقین سے محروم انسانوں نے اپنی آخرت خراب کر لی۔ یہ جانور ہر ایک سے بات کرے گا۔ لوگ ایمان لانا چاہیں گے مگر توبہ کا وقت ختم ہو چکا ہوگا، اِس لیے اب کسی کا ایمان قبول نہ ہوگا۔ اِس میں ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ رسولوں اور کتابوں کی بات نہ مانی اور ایک جانور آکر اچانک بات کرنے لگا تب یقین آیا، ایسا یقین بھی کس کام کا جو جانور کے کہنے پر آجائے ہر طرح کی دلیل اور آیاتِ الٰہی سے۔ اللہ کے نبی یقین و ایمان کی بات بتائیں تو لوگ رد کر دیں اور جانور سے حق کو قبول کریں۔ اب رہی یہ بات کہ جب توبہ کا دروازہ ہی بند ہوگیا تو پھر جانور کو زمین سے نکال کر بات کرانے کی کیا ضرورت پیش آئی تو اُس کا جواب یہ ہے کہ مُنکروں و مشرکوں کو ذلیل کرنا معلوم ہوتا ہے کہ جانور سے حق مان لیا مگر دلیل اور روشنی سے سچائی کو قبول نہ رکھا۔ ایسے بے توفیق لوگوں کے ایمان یقین کو قبول نہ رکھنا ہی اصل ایمان والوں کی عزت

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے۔ جو غیب پر ایمان لاکر نبیوں کی بات مان چکے تھے ؛؛

"اُس دن ہر چیز کی خاصیت میں پھیر بدل ہوگا۔ پہاڑوں کی مضبوطی اڑتی بدلیوں میں یا بھُربھُری ریت میں تبدیل ہوکر اِدھر اُدھر ہوا میں اڑکر بے وزن ہوجائے گی لیکن یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ کی مشیت اور اس کے حکم جوں کے توں ہوں گے، وہ جسے چاہے گا رکھے گا۔ چاہے گا فنا کے گھاٹ اتار دے گا، چاہے ہوش اڑا دے گا اور چاہے تو اس پر قیامت کی پوری ہولناکی کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سایہ کیے ہوئے ہوگی، جیساکہ اگلی آیت میں آرہا ہے کہ جو نیکی لایا ہوگا وہ اپنی نیکی سے بھی بہتر بدلہ پائے گا اور اس دن کی خطرناک گھبراہٹ سے امن میں ہوگا ؛؛

(۲۷۔ النمل : آیت ۸۲ - ۸۸)

(۴) "ایامِ حج میں نبیِ مکرم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کے قریب مکّہ والوں کو دین کی دعوت پیش فرمارہے تھے۔ مجلس میں شامل لوگوں نے مطالبہ کیا کہ آپؐ اپنی بات پر کوئی نشانی دکھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو فرمایا کہ چاند کی طرف دیکھو۔ سب نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ ایک ٹکڑا مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف۔ سب نے اچھی طرح دیکھ لیا پھر دونوں ٹکڑے مل گئے۔ قیامت کی نشانیاں اِسی طرح سامنے آئیں گی کہ ہر چیز پھٹ کر ٹکڑے ہوجائے گی مگر اس نشانی کے بعد بھی جن کو ایمان نہیں لانا تھا نہ لائے ؛؛ (۵۴۔ القمر : آیت ۱)

انبیاء علیہم السّلام

آدم علیہ السّلام

(۱) آدم علیہ السّلام نے اللہ کے کئی نام سیکھ لیے اور طریقۂ دعا بھی۔ پھر اُسی طرح اللہ تعالیٰ کو پکارا تو بخشے گئے، چنانچہ معلوم ہوا کہ خداوند قدّوس کی بارگاہ میں اس کے نام اور کلماتِ الٰہیہ بطورِ وسیلہ کے لیے جانا اور دعا کرنا مقبول ہے ؛؛

toobaa-elibrary.blogspot.com

"آدم علیہ السّلام کے تمام بیٹوں سے خطاب ہے کہ میری راہ پر چل کر آؤ گے تو ڈر اور خوف جاتا رہے گا، ورنہ سزا بھگتنے کے لیے تیار رہنا۔ اللہ نے اسی لیے اپنے تمام نبی اور رسول بھیجے تاکہ انسانیت کا بھٹکا ہوا قافلہ پھر راہِ راست پر آجائے۔ اب جو شخص اللہ کے نبیوں کے بتائے ہوئے راستہ پر نہ چلا تو اپنی بدنصیبی پر اسے خود ہی رونا پڑے گا۔ ہبوط آدمؑ کی ایک بڑی وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ مٹی سے بنے آدم میں اس کی نسل کے غیر متقی اور خبیث لوگ الگ کر دیئے جائیں تاکہ جنّت میں اب داخلہ ہو تو صرف اہلِ ایمان کا ہو، باقی دوزخ کا ایندھن اپنے اعمالِ بد کے سبب خود ہی بن جائیں۔"

"حضرت آدم علیہ السّلام کا قیام جنّت میں کسی عمل کی جزاء کے طور پر نہیں تھا بلکہ صرف تربیت کے لیے تھا اور زمین پر آنے کے بعد جنّت میں داخلہ جو ہوگا وہ رحمتِ الٰہیہ کے تحت ہوگا اور ایمان و اعمالِ صالحہ کے سبب ہوگا۔"

(۲۔ البقرہ : آیت ۳۷ - ۳۸)

(۲) "(آدمؑ کو) خلیفہ بنایا تھا، ساری مخلوق پر منتخب فرما کر چن لیا اور اپنا نائب بنایا اور جنّت میں امتحان کے لیے رکھا، جب وہاں سے غلطی پر نیچے اُتار کر دنیا میں بھیجے گئے تو پہلا انتخاب اللہ نے برقرار رکھا یعنی خلافت کا، اور توبہ قبول فرما کر قصور معاف کر دیا پھر تاقیامت تمام انسانیت کو زمین پر بسنے کا ذریعہ بنا کر قیامت پر حساب کتاب کے فیصلہ کو موقوف رکھا۔" (۲۰۔ طٰہٰ : آیت ۱۲۲)

"اِس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السّلام میں، جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے حکم توڑنے کی ہمّت نہیں تھی، لیکن بھول سے انھوں نے منع کیے ہوئے درخت سے کھالیا اور خود اس معاملہ میں ابلیس نے انھیں طرح طرح سے پھسلایا، بہکایا حتیٰ کہ قسم کھا کر کہا کہ میں تم کو خیر خواہی سے مشورہ دے رہا ہوں، اِس درخت میں سے تھوڑا سا چکھ تو لو اور پھر دیکھو کیا مزہ آتا ہے، یہاں بات صاف ہوئی کہ جس کسی آدمی سے اللہ کی نافرمانی ہو جائے تو، توبہ کرنے پر اُسے معافی ہے اس لیے کہ وہ اپنے باپ

toobaa-elibrary.blogspot.com

آدم علیہ السلام کی راہ پر ہے لیکن جو کوئی جان بوجھ کر ڈھٹائی، ضد اور تکبر سے نافرمانی پر اتر آئے وہ ابلیس کا چیلہ ہوا کہ اُس نے جان بوجھ کر غرور میں آ کر اللہ کے حکم کو توڑا۔" (۲۰۔طٰہٰ : آیت ۱۱۵ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

نوح علیہ السلام

(۱) "معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے چودھری، اونچ نیچ، حسب نسب اور ذات پات کی بڑائی مانتے تھے۔ شروع میں غریب لوگ ایمان لائے جو پیشہ کے لحاظ سے اُن کی نگاہ میں ہلکے تھے جیسے کوئی دھوبی، چمار، درزی، تیلی، نان بائی، حجّام، بھنگی، لوہار وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی بھی جائز پیشہ میں کوئی برائی نہیں اور ان کاموں سے آدمی چھوٹا یا اچھوت، ہلکا یا ذلیل نہیں مانا جائے گا بلکہ کوئی شخص اپنے آپ کو شریف اور اونچی ذات کا بتائے اور کام بُرے کرے تو دراصل وہ ذلیل اور نیچ ہے۔"

"وہ ہنستے تھے کہ عجیب آدمی ہے، خشکی میں کشتی بنا رہا ہے، کیا کشتی کو اٹھا کر دریا میں لے جائے گا، کشتی یا ناؤ تو کسی دریا کے کنارے بنانا چاہیے کہ بن جانے کے فوراً بعد اسے دریا میں اتار دیا جائے لیکن نہیں جانتے تھے کہ اِس کشتی کو لے جانے کے لیے دریا خود اسی گاؤں میں آئے گا، تب معلوم ہوگا کہ نبیؑ کی مخالفت کا کیا انجام ہوتا ہے۔"

"نہ کوئی منزل ہے کہ کس جگہ جانا ہے اور نہ پتہ ہے کہ کشتی کہاں جا کے ٹھہرے گی، اس لیے نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کے نام کے ساتھ اس کا چلنا اور ٹھہرنا۔ ہم کو سواری ملی یہی غنیمت ہے۔ یہ کشتی طوفان میں ہچکولے کھاتی اللہ کے حکم سے تیرتی چلتی تھی اور اللہ کے حکم سے پانی کم ہونا جب شروع ہوا اور پہاڑوں کے سر پانی سے کھلنے لگے تو ایک پہاڑ جس کا نام "جُودی" ہے اس کی چوٹی پر یہ کشتی آ کر تیرنے سے معذور ہو کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

پہاڑ کے سر سے لگ کر ٹھہر گئی"

(۱۱- ھود: آیت ۲۷-۳۸-۴۱)

(۲) "مخالفین کو پانی میں غرق کرنے کے لیے طوفان کا وقت مقرر کر دیا گیا اور اس کا نشان حضرت نوحؑ کے گھر میں نان پکانے کے بڑے چولھے کو بنایا گیا کہ اس سے پانی کا فوارہ جیسے ہی ابلنے لگے سمجھ لیا جائے کہ اب طوفان کا وقت شروع ہو چکا ہے"

"ظاہر ہے کہ کشتی میں کھانے پینے پہننے اوڑھنے کا سامان ساتھ لیا ہوگا مگر طویل عرصہ تک پانی میں کشتی کا چلتے رہنا جبکہ پہاڑ کے سر بھی پانی میں ڈوب چکے تھے۔ اس کشتی میں جو سامان تھا اُس کے علاوہ کہیں بھی زمین پر طوفان کے سبب کچھ بھی چیز بچنے کا اِمکان نہیں تھا کہ کشتی سے اتر کر آدمی اپنی ضرورت پوری کر سکے، اِس لیے اللہ نے پہلے سے دعا سکھا دی کہ اِس طرح ہم سے مانگنا تو ہم خوب اچھی مہمانی کریں گے۔ جب کشتی جودی پہاڑ کے اوپر جا ٹھہری اور نوح علیہ السّلام نیچے اُترے تو ایک پہاڑ کی چوٹی تھی لیکن اللہ نے نوحؑ اور ان کے ساتھیوں کی بڑی بابرکت مہمانی فرمائی۔ دیکھیے سورہ ہود آیت ۴۸"

"نوحؑ کی قوم مکمل طور پر پانی میں ڈوب چکی تھی، اب دوسری بار زمانے میں انسانی آبادی کھڑی ہوئی تو یہ حضرت نوحؑ کے ساتھ جو لوگ سوار تھے ان کی نسل تھی۔ باقی بنی آدمؑ کا تمام گھرانہ ختم ہوا۔ اِسی لیے حضرت نوحؑ کو تاریخ میں آدمؑ ثانی کے نام سے بھی یاد کیا گیا۔ اِس وقت زمین پر جو انسانی آبادی ہے وہ سب کی سب حضرت نوحؑ اور اُن کے ساتھ کشتی میں سوار لوگوں کی نسل سے ہے۔ دیکھیے سورہ بنی اسرائیل آیت ۳ اور سورہ الحاقہ آیت ۱۱-۱۲"

(۲۳- المومنون: آیت ۲۷-۲۹-۳۱)

(۳) "تکبّر اور گھمنڈ والے سماج میں اکثر لوگ غریبوں کو حقیر سمجھتے ہیں اس لیے کہ روزی کمانے میں انھیں بہت سے چھوٹے چھوٹے کاموں میں خدمت انجام دینی پڑتی ہے مثلاً دھوبی، درزی، بھنگی، چمار، نان بائی، حجام، بڑھئی، لوہار، دُھنیا، حمال وغیرہ اور ایک عجیب بات ہے کہ دعوتِ حق پر لبیک کہنے والوں میں بڑی تعداد غریبوں کی ہوتی ہے،

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس لیے حضرت نوحؑ کی قوم کے بڑے چودھری لوگوں نے کہا کہ تمھارے ساتھ ذلیل پیشہ کرنے والے لوگ ہیں پھر تمھاری بات کیسے مان لیں اور ان کے ساتھ ہم بیٹھ بھی کیسے سکتے ہیں؟۔ لیکن ہر ایک کو جان لینا چاہیے کہ امیری غریبی کے لحاظ سے اللہ کے یہاں نجات کے فیصلے نہیں ہوں گے بلکہ ایمان اور عملِ صالح کے لحاظ سے قیامت میں ہر ایک کا فیصلہ ہوگا "

(۲۶ - الشعرآء : آیت ۱۱۱ - ۱۱۲ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) " طوفانِ نوحؑ کے وقت جو لوگ کشتی میں سوار تھے اُن کو ڈوبنے سے اللہ تعالیٰ نے بچا نہ لیا ہوتا تو انسانی نسل ختم ہو جاتی " یٰسٓ : آیت ۴۱

(۵) " مفسرینِ کرام کہتے ہیں کہ قومِ نوحؑ کے یہ پانچ بزرگ اور نیک لوگ تھے ایک کا نام " ودّ " تھا، دوسرے کا نام " سُوَاع " تھا، تیسرے بزرگ " یَغُوث " تھے، چوتھے بزرگ کا نام " یَعُوق " اور پانچویں کا نام " نَسر " تھا۔ اپنے اپنے زمانے کے یہ اولیاء اللہ اور داعی الی اللہ تھے۔ مخلوق کو صحیح راستہ دکھاتے تھے لیکن مرنے کے بعد ان کے بیٹھنے اُٹھنے کی جگہ کو لوگوں نے پہلے تو زیارت گاہ بنایا، بعضوں کے انتقال کے بعد قبریں معلوم ہوئیں تو انھیں خوب بنایا سجایا اور جاہل و نادان لوگوں نے ان قبروں کی پوجا کی۔ اِس پر بھی پیٹ نہ بھرا تو اُن بزرگوں کی انھوں نے مورتیاں بنا ڈالیں اور اُن پر خوب ناچے کودے اور سجدے کیے اور مجاوروں نے اپنی دکانیں خوب سجائیں۔ قوم کے مالدار چودھریوں نے ان پانچ بزرگوں کو اپنے زمانے کے پنجتن پاک بنا دیا اور مال و اولاد اُنھیں سے ملتی ہے ایسا چرچا کرنے لگے۔ حضرت نوح علیہ السلام جب قوم کی اصلاح کے لیے تشریف لائے تو ان پانچوں بزرگوں کو ماننے والی عوام بجائے حضرت نوحؑ سے تعاون اور دوستی کا ہاتھ بڑھاتی، الٹا دشمنی کا روّیہ اختیار کیا۔ جیسے ہمارے زمانے میں بزرگ پرست لوگ، اصلاح قبول کرنے کے بجائے داعیانِ حق کے جانی دشمن ہو جاتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ بے ایمان اور ظالم مشرکوں کا بہت پرانا طریقہ ہے، چونکہ مشرکوں کے شرک کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا، وحی اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

رسالت سے انھیں کوئی لینا دینا نہیں، عقل سے پہلی فرصت میں چھٹی کرالیتے ہیں۔ اب رہ گئی تاریخ تو اس کے علم سے بھی اُن کو کوئی دلچسپی نہیں۔ اللہ والوں نے جب اللہ کی طرف دعوت دی تو اُسے ردّ کردیا، جب اللہ والے دنیا سے چلے گئے تو اُن کے بیٹھنے کی جگہ پر چلّے اور چھلّے بنالیے۔ کہیں سچّی اصلی یا نقلی جو بھی قبریں مل گئیں انھیں سجاکر آستانے بنالیے۔ کچھ نہیں ملا تو جعلی قبریں بنانے میں بھی ان کو شرم نہیں آئی۔ خود ہندوستان میں ہمارے یہاں کتنی قبریں ایسی ہیں جس میں صاحبِ قبر ہی موجود نہیں۔ اب کوئی عقلمند اُنھیں کیسے سمجھائے چاہے جتنا سر کھپائے۔ ضد میں آگئے تو صاحبِ قبر کا بُت بھی بنالیں گے۔ توحید، رسالت، اللہ، رسولؐ سب سے چھٹی۔ ایسے ہی لوگوں سے حضرت نوح علیہ السَّلام کو سابقہ پڑ گیا۔ بخاری شریف کی کتاب التفسیر میں کسی کو دیکھنا ہو تو یہ عبارت دیکھ لے کہ "اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا هَلَكُوْا اَوْحَى الشَّيْطَانُ اِلٰى قَوْمِهِمْ اَنْ اَنْصِبُوْا اِلٰى مَجَالِسِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَسَمُّوْهَا بِاَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ اُولٰئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ" (یہ نام ہیں ان بزرگ نیک لوگوں کے جو نوحؑ کی قوم میں سے تھے، جب ان نیک لوگوں نے وفات پائی تو ان کی قوم کے دل میں شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کہ ان کے بیٹھنے کی جگہ پر آستانے بناڈالو، جہاں جہاں یہ بیٹھا کرتے تھے، سب جگہ نشانات اور جھنڈے کھڑے کردو اور ان مقامات کو ان بزرگوں کے نام کی نسبت لگادو، پس انھوں نے شیطان کے اکسانے پر ایسا ہی کیا، لیکن اس وقت بھی ان کی عبادت نہیں کی جاتی تھی مگر اس زمانے کے لوگ جب مر کھپ گئے اور ان مقامات کی صحیح معلومات کا علم لوگوں کے دماغوں سے مٹ گیا تو پھر بعد میں جو لوگ آئے انھوں نے ان سب آستانوں پر عبادت شروع کردی)۔

نوٹ: (۱) ہمارے ملک ہندوستان میں کسی خاص فرقہ کے عالم نے انھیں پانچ بزرگوں کے بارے میں لکھا ہے کہ "یہ پانچوں بُت قومِ نوحؑ کے صالحین نہ تھے"۔ دوسری جگہ لکھا ہے کہ "یغوث اور یعوق وغیرہ، گمراہ بُت گر یعنی بُت بنانے

toobaa-elibrary.blogspot.com

والے گمراہ تھے، نہ کہ اولیاء۔" ان کا یہ قول صحیح نہیں ہے اس لیے کہ بخاری شریف سے کتاب التفسیر کی حدیث کا متن، ہم نے نقل کر دیا ہے، اس کی روشنی میں ایسے لوگوں کا قول قطعی طور پر بے سند اور باطل ہے۔ دوسری بات سوچنے کی یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کے زمانے کے لوگوں نے یہ کہا کہ ودّ، سواع، یغوث، نسر کو نہ چھوڑنا" تو اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ بُت گروں کو، بُت سازوں کو نہ چھوڑنا۔ آخر بُت گر اور مجسمہ بنانے والے تو کاریگر اور سنگ تراش ہوتے، اُن کے چھوڑنے نہ چھوڑنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے بلکہ یہ بُت چونکہ اللہ کے نیک بندوں کے تھے جو وفات پا چکے تھے اور قوم ان کی مورتیاں بنا کر پوجتی تھی، اس لیے بولے کہ بھئی اُن کو مت چھوڑنا، ورنہ بد مذہب ہو جاؤ گے۔

نوٹ: (۲) بخاری کتاب التفسیر سے ہم نے اس حدیث کا متن جُوں کا توں نقل کیا ہے۔ بعض دوسری کتب حدیث اور کتبِ تفسیر میں اس حدیث کے متن کے حوالوں میں "نُسِخَ العِلم" اور "نُسِخَ القَلَم" کے الفاظ بھی آئے ہیں۔"

(۷۱-نوح: آیت ۲۳)

ہود علیہ السّلام

(۱) "حضرت ہود علیہ السّلام نے اپنی قوم عاد سے فرمایا کہ بے عقلو! یہ تو دیکھو کہ حق بات بتانے پر کوئی اجرت تم سے مانگتا نہیں، محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے حکم کے مطابق تم کو اُس کا پیغام پہنچاتا ہوں۔"

"گذرے ہوئے وقت پر جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا، اس پر اللہ سے معافی مانگ لو اور آگے توبہ کرو تاکہ مستقبل میں تم پر اللہ کی نعمت ہوتی رہے۔"

"مشرک قوم ظالم تو ہوتی ہی ہے، ضدّی اور ہٹ دھرم بھی ہوتی ہے۔ شرک کے توڑ پر اللہ کے نبی (حضرت ہودؑ) نے ہر دلیل پیش کر دی، پھر بھی ہود علیہ السّلام

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی قوم بولی کہ دلیل تو کچھ لائے نہیں ہو، پھر ہم کیسے تمھاری بات مان لیں۔ توبہ توبہ۔"
"مشرک لوگ بولے کہ اے ہود! ہمارے شریکوں کی تم نے گستاخی کی ہے اور اُن کا غیض و غضب تم پر ٹوٹا ہے اس لیے انھوں نے تم کو آسیب پہنچا کر باؤلا بنا دیا ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اُن کے مشرکانہ عقیدوں کو ٹھوکر مار کر اعلان کیا کہ میں بھی اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمھارے شرک سے بیزار ہوں۔ جس کو میرا جو کرنا ہو کرلے۔"

"حضرت ہود علیہ السلام کی یہ جوابی تقریر کسی بھی داعی حق کے لیے حالات کے لحاظ سے ایک اہم نمونہ ہے، کسی بے سہارا نہتے اور تنہا انسان کا ایسی دلیری، بہادری اور بیباک ذہنی کیفیت کا، یہ کھلا اعلان اللہ تعالیٰ کے نبیوں ؑ کی سنّت ہے۔"

(۱۱- ہود: آیت ۵۱ تا ۵۵)

(۲) "پتھریلے علاقے میں گھاس چارے کی کمی کے باوجود مویشی کی کثرت نیز خاندان اور قبائل کی حکومتوں کے دور میں بیٹوں کی کثرت، اُن کی فوجی قوت بن گئی۔ پہاڑی علاقوں کے نشیب میں بیچ میں ستھری زمین عطا کی، اس پر ہرے بھرے باغ اور چٹانوں کے بیچ بہنے والے جھرنوں سے پانی کی کوئی کمی نہ رہی۔ مکان بنانے کا فن ایسا شاندار عطا فرمایا کہ فقط چھینی ہتھوڑی سے پہاڑوں کے جگر کرید کر اپنی رہائش گاہ بنالی۔ پھر جب مستی آئی تو بے کار عمارتیں بھی بنانے لگے جن کا کچھ کام نہیں۔ کہیں کھمبے کھڑے کیے، کہیں اونچے نشان، کہیں اونچے مینار، کہیں لاٹ، کہیں اپنے پُرکھوں کی ساکھ اور شان بتانے کو بڑے بڑے مجسمے کھڑے کیے اور عجب نہیں کہ قبروں پر بڑی بڑی عمارتیں بھی بناتے ہوں۔ یہ سب کام کسی مخلوق کو نفع پہنچانے یا وہاں لوگوں کے رہنے بسنے کے لیے نہیں بلکہ اپنی دھاک اور دبدبہ، شان و شوکت دکھانے کو کیے۔ دوسری جانب غریب عوام پر اپنی پکڑ سخت کر دی جبکہ مال و دولت کی فراوانی پر تو غریبوں کی مدد کرنی چاہیے تھی۔ ان سب گناہوں کے ساتھ ان میں خدا سے خوف اور اپنے مالک کا لحاظ نہیں رہا تو آخر میں فنا کر دیئے گئے۔ یہ قوم تھی حضرت ہود علیہ السلام کی جو قومِ عاد کے نام سے تاریخ

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں بدنام ہوئی ۔" (۲۶-الشعراء : آیت ۱۳۳-۱۳۴)

(۳) " تاریخ میں ایک قوم 'عادِ اوّل' مشہور ہے۔ ان کی ہدایت کو حضرت ہود علیہ السّلام بھیجے گئے۔ جب یہ قوم، کفر پر ہلاک ہوئی تو، باقی بچے اہلِ ایمان اُن کی اولاد عادِ ثانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہاں عادِ اوّل کی ہلاکت کا ذکر ہے۔"

(۵۳-النجم : آیت ۵۰)

صالح علیہ السّلام

(۱) " حضرت صالح علیہ السّلام کی قوم نے معجزہ طلب کیا۔ اللہ نے پہاڑ میں سے ایک اونٹنی نکال دی اور پتھر سے باہر آتے ہی فوراً اِس اونٹنی نے بچّہ جنا، جو اُسی وقت اپنی ماں کے قد کے برابر ہوگیا۔ یہ بات ایک بہت ہی اہم معجزہ کی ہوگئی کہ قوم کو یقین آجائے۔ اس علاقے میں پانی کی بہت تنگی تھی اور یہ اونٹنی جس جگہ پانی پینے کو جاتی دوسرے جانور بدک کر بھاگ کھڑے ہوتے۔ آخر حضرت صالحؑ اور ان کی قوم کا جھگڑا بہت بڑھ گیا کہ یہ اونٹنی باندھی نہیں جاسکتی تھی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کھلی رکھنے کا حکم دیا تھا، تب (جیسا کہ سورۃ القمر آیت ۲۷ تا ۳۱ میں بیان ہوا ہے کہ) پانی پینے کی باری مقرر کردی گئی۔ لیکن قوم نے ایک بدبخت کو اکسایا۔ اس نے اونٹنی کے پاؤں پر وار کیا۔ یہ بیان سورۃ الشمس آیت ۱۱ سے ۱۵ تک میں بھی دیکھ لیں۔ آخر کو یہ قوم ایسی تباہ ہوئی کہ نام ونشان بھی دنیا میں نہیں رہا۔ اس قوم ثمود کا مفصّل تذکرہ سورۃ الشعراء آیت ۱۴۱ تا ۱۵۸ میں دیکھ لیں۔

بستی والوں پر جب عذاب آیا تو اب وہاں سے بچ کر نکل جانا سخت ناممکن تھا، اسی لیے یہاں اللہ تعالیٰ کی صفت، قوی اور عزیز فرمائی گئی کہ سخت مصیبت کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کی قوت اور بالادستی سے ہی آدمی کو پناہ ملے ورنہ نہیں۔"

(۱۱-ہود : آیت ۶۵-۶۶)

(۲) " دعوتِ حق کو دلیل سے سمجھنے کے بجائے قوم (ثمود) نے معجزہ طلب کیا،

toobaa-elibrary.blogspot.com

نشان مانگا۔ ثبوت پر کوئی خرقِ عادت یا عجیب چیز دکھانے کا مطالبہ کیا۔ چونکہ اس علاقہ میں پانی کی تنگی تھی اور برادری کا گذر بسر مویشیوں پر منحصر تھا۔ گاؤں میں صرف ایک ہی بڑا کنواں تھا۔ باؤلی کی طرح اس کا پھیلاؤ خاصہ بڑا تھا، پورے گاؤں کے جانور پانی پی لیتے، لیکن معجزہ کی طلب پر اللہ نے حضرت صالحؑ کو ایک اونٹنی عطا کی۔ گاؤں کے سامنے کی ایک پہاڑی پھٹی اور اس میں سے ایک اونٹنی زندہ سلامت نکل پڑی۔ مُنہ میں ہرا چارہ لیے گاؤں میں آکر باؤلی کے پاس کھڑی ہوگئی اور اُسی وقت ایک بچّہ بھی جنا۔ اُسے دیکھ کر گاؤں کے پورے مویشی بھاگ کھڑے ہوئے اور گاؤں میں بھگدڑ مچ گئی اور جھگڑا ہوگیا۔ حضرت صالحؑ نے اس جھگڑے کا فیصلہ یوں فرمایا کہ تمھارے طلب کرنے سے اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ بھیجا ہے۔ اب اسے برداشت کیے بغیر کوئی راستہ نہیں۔ ہاں میں یہ کر سکتا ہوں کہ ایک دن گاؤں کی برادری کے سب جانور پانی پئیں گے اور دوسرے دن صرف یہ اونٹنی پانی پئے گی، اُسے ڈرانا نہیں، بھگانا نہیں، لیکن چونکہ قوم نے خود ہی یہ معجزہ طلب کیا تھا اس لیے اُن کی مصیبت کا سبب بھی یہی معجزہ بن گیا۔ ہوا یہ کہ اونٹنی ایک دن میں پوری باؤلی کا پانی پی کر خالی کر جاتی۔ گاؤں کے جانوروں کو دوسرے دن کی باری پر پانی میسّر نہ ہونے سے۔ برادری لڑنے مرنے کو تیار ہوئی۔" (۲۶-الشعراء: آیت ۱۵۶ - ۱۵۷)

(۳) "یہ وحی حضرت صالح علیہ السّلام کی طرف فرمائی کہ ہم اُن پر ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں۔ یہ اُن کے لیے بڑی مصیبت، آزمائش اور فتنہ کا سبب بنے گی۔ اس کے بعد اُنھیں عذاب میں دھر لیں گے۔ تب تک آپ انتظار کریں اور اپنی جگہ برابر جم کر رہیں۔"

"اونٹنی امتحان کا سبب تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈال کر پرکھتا ہے۔ اونٹنی اتنا سارا پانی پی جاتی کہ علاقے میں دوسرے جانوروں کو پانی پلانے میں رکاوٹ پڑ گئی، جھگڑا بڑھ گیا، قوم کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اونٹنی کو مار ڈالیں۔ حضرت صالح علیہ السّلام نے انھیں خبردار کیا کہ تم نے خود معجزہ مانگا تھا کہ کوئی نشانی دکھائی جاتے۔ تمھارے مطالبے پر اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو چیر کر اونٹنی نکالی۔ اب اس کو بُری نیّت

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے ہاتھ لگانے کی کوشش بھی نہ کرنا، خبردار، ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ ہاں پانی کے گھاٹ پر وقت بانٹ دیا گیا ہے۔ مقرّر وقت پر اللہ کی اونٹنی پانی کے لیے گھاٹ پر آئے گی اور تمھارے لیے تقسیم کیے گئے وقت پر تم اپنے حصّہ کا پانی استعمال کرو۔"

(۵۴ - القمر: آیت ۲۷ - ۲۸)

لوط علیہ السّلام

(۱) حضرت لوط علیہ السّلام اللہ کے نبی ہیں۔ اس علاقہ و قوم کی عورتوں کو آپ نے اپنی بیٹیاں کہہ کر قوم کو غیرت دلائی اور قوم کو سمجھایا کہ بھلے آدمیو، کیا میری بیٹیاں تمھارے گھروں میں نہیں کہ تم آدمی ہو کر عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے صحبت کرنا چاہتے ہو۔ جبکہ صاف ستھری حلال عورت اس جنسی فعل کے لیے جائز ہے۔ نبیؑ قوم کا سردار اور بزرگ ہوتا ہے اس لیے ہم نے ترجمہ میں "هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ" کے لیے بہو بیٹیاں کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ہمارے خیال میں حضرت لوط علیہ السّلام پر رات کے وقت اچانک حملہ کیا گیا۔ انتہائی بے بسی کے عالم میں حضرت لوطؑ نے قوم کو یہ الفاظ کہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ حضرت لوطؑ خود اپنی بیٹیوں کو بھیڑ کے سامنے پیش کر رہے تھے بلکہ حضرت لوطؑ کی صرف دو بیٹیاں تھیں۔ ایسا بائبل کی کتاب پیدائش باب ۱۹ آیت ۸ - ۹ میں ہے نیز تفسیر ابنِ کثیر میں صاحبِ تفسیر الامام الجلیل الحافظ عماد الدین اسمٰعیل بن کثیر الدمشقی نے اپنی عربی تفسیر میں حضرت لوط علیہ السّلام کی صرف ایک لڑکی کا ذکر کیا ہے۔ ایک یا دو لڑکیاں ایسے بدمعاش مجمع کے سامنے کسی نبیؑ نے پیش کیا ہو، یہ ممکن نہیں تاہم لوط علیہ السّلام نے ہمارے خیال میں قوم کی بہو بیٹیوں کو جو مجمع والوں کے گھر میں بیاہی تھیں اپنی بیٹیاں کہہ کر مجرموں کو غیرت دلائی اور اس بدمعاش مجمع کے لوگوں کو اپنے اپنے گھر واپس جا کر اپنی ضروریات پوری کرنے کی طرف اشارہ کیا۔ حملہ آور مجمع کے دل پر چوٹ پڑتی کہ ہم نے ان کے گھر دھاوا بول دیا اور یہ ہماری قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں بتا کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

کتنی دلسوزی اور نرمی سے پیش آرہے ہیں۔ حضرت لوط علیہ السّلام کی یہ آخری دانشمندانہ کوشش تھی مگر ظالم قوم کے دل اس پر بھی نرم نہ پڑے بلکہ الٹا حضرت لوط علیہ السّلام کو ڈانٹا کہ اس وقت ہم کو اپنے گھر کی عورتوں سے کچھ مطلب نہیں۔ ہمارے ارادے تم کو معلوم ہیں۔"

"فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آئے۔ اب تک اپنی اصل میں ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ حضرت لوط علیہ السّلام کی پریشانی دیکھی تو اپنا حال، بے نقاب کیا کہ آپ نہ ڈریں اور فکر نہ کریں، بستی والے آپ تک نہیں پہنچ سکتے، تب حضرت لوطؑ کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکے مہمان نہیں بلکہ فرشتے ہیں۔ اِس آیت میں اُن لوگوں کو اپنا چہرہ دیکھنا چاہیے جو نبیؑ اور پیغمبرؐ کو عالم الغیب کہتے ہیں اور جو صرف اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب مانے اُسے گالیاں دیتے ہیں۔"

"عذاب میں پتھروں کی بارش ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس پر جو پتھر گرنا تھا، طے تھا۔ شاید ہر پتھر پر اُس ظالم کا نام لکھا ہو کہ اس پر پڑے۔ یہ پتھر بہت زہریلے مادے کے یا آتش گیر ہوں گے کہ جس پر یہ پتھر پڑا وہ اُسی جگہ جل بھُن گیا اور پوری بستی کا علاقہ الٹ دیا گیا اور یہ علاقہ مکّہ والے مشرکوں سے کچھ زیادہ دور نہیں تھا یعنی حجاز و شام کے راستہ میں یہ علاقہ نہایت ہی بھیانک اور اُجاڑ ہے۔ ابھی بھی قافلے والوں کو آتے جاتے راستہ میں دکھائی دیتا ہے۔"

(۱۱-ہود: آیت ۷۸-تا ۸۳)

(۲) "اجنبی نوجوان جب حضرت لوط علیہ السّلام کے یہاں پہنچے تو حضرت لوطؑ نے اُن کو پہچانا نہیں اور فرمایا کہ تم لوگ اجنبی معلوم ہوتے ہو لیکن وہ فرشتے جو قومِ لوطؑ پر عذاب لے کر آئے تھے، اب اصلی روپ میں ظاہر ہو کر بولے کہ ہم آپ کی قوم کا قضیہ ختم کرنے آئے ہیں۔"

"شہر میں جب یہ بات چل پڑی کہ حضرت لوط علیہ السّلام کے گھر کوئی نوجوان مہمانوں کا ایک پورا قافلہ آیا ہے تو لفنگے بدمعاش بہت خوش ہوئے اور ہنسی اُڑانے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی غرض سے ناچتے کودتے خوشیاں مناتے جلوس کی شکل میں ٹوٹ پڑے نادانوں کو نہیں معلوم تھا کہ اب عذاب میں بہت جلد پکڑے جانے والے ہیں۔"

"یعنی مجھے تم لوگوں نے اتنا بےبس کر دیا کہ اپنے مہمانوں کے سامنے مُنہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا۔ خدا کے لیے شرم کرو، ایسی بےحیائی بدسلوکی سے باز رہو۔ میری آبرو کو اپنی آبرو سمجھو کہ پوری قوم کی یہ بڑی بدنامی ہوگی۔ اس سے ہر ایک پر یہ بات کھل جائے گی کہ جب حضرت لوطؑ جیسے اعلیٰ مقام کے گھر پر اس طرح ٹوٹ پڑے تو عام آدمیوں کا، یہ لوگ کیا حال کرتے ہوں گے۔"

"بڑی مجبوری، بےبسی اور پوری قوم کے گھیرے میں حضرت لوط علیہ السّلام ہیں۔ دوسری طرف بدمعاشوں کا ریلا ہے۔ انھیں سمجھانے کے لیے بڑی ہی پُرحکمت بات حضرت لوطؑ نے فرمائی۔ دلوں میں تھوڑی بھی ملائمت اور نرمی ہوتی تو دل پگھل جاتے کہ حملہ آوروں اور دشمنوں کی بیویوں کو اپنی بہو بیٹیاں بتا کر انھیں شرمندہ کرنے کی آخری کوشش کی کہ تمھارے گھروں میں میری بہو بیٹیاں موجود ہیں، ان کے ہوتے ہوئے تم چھوکروں سے بدکاری کے جرم سے اپنا مُنہ کالا کیوں کرتے ہو۔"

(۱۵-الحجر: آیت ۶۴ تا ۷۱)

(۳) "عذاب کے فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں تھے۔ حضرت لوط علیہ السّلام نے انھیں پہچانا نہیں کہ یہ فرشتے ہیں۔ اس لیے اُنھیں بڑا غم ہوا کہ پردیسی نوجوانوں کے اس قافلے کی میری قوم بےعزّتی کرے گی۔ اس پر دل ہی دل میں تنگ ہوئے کہ اب کیا ہوگا۔ اس پر فرشتوں نے اپنے آنے کا مقصد بتا دیا۔"

"سَدُوم کے علاقے میں بحرِ مردار (ڈیڈ سی) کے مشرق میں اس الٹی ہوئی بستی کے بھیانک کھنڈر اور پتھروں کی بارش کے نشانات اب بھی دیکھنے والوں کو عبرت دلاتے ہیں۔" (۲۹-العنکبوت: آیت ۳۳-۳۵)

(۴) "قومِ لوطؑ کی آبادیاں توڑ پھوڑ کر چورا کر دی گئیں۔ پورا علاقہ ملبہ کا ڈھیر ہو گیا اور لبِ سڑک وہاں سے عربوں کے تجارتی قافلے ملکِ شام (سیریا) کی طرف اور دوسرے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملکوں کی طرف ، اِس علاقے سے ہو کر رات دن آتے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں عبرت دلائی کہ تجارتی شاہراہ سے رات دن تمھارا سفر ہوتا ہے، عقل ہو تو عذاب میں برباد بستیوں کے بھیانک ویران کھنڈر بھی تم کو وعظ نصیحت کا سامان دے سکتے ہیں۔" (۳۷-الصّٰفّٰت : آیت ۱۳۸)

⑤ "آتشیں پتّھر ہوں گے۔ ہر کنکر پر جس کا نام لکھا ہوا تھا، اُسی پر برسایا گیا اور بہت ہی دردناک موت مارے گئے۔"

"چند آدمی بستی میں ایماندار تھے، وہ سب عذاب کے وقت سے کچھ پہلے حضرت لوط علیہ السّلام کے گھر جمع ہو گئے تھے پھر باقی کوئی دوسرا گھر ایسا نہیں تھا جہاں مسلمان رہتا ہو۔"

"اُلٹی ہوئی بستیاں، بدبودار پانی اور بھیانک اجاڑ علاقہ اور مٹّی کے جو پتّھر برسائے گئے، یہ نشان رکھ دیا کہ جسے عبرت حاصل کرنی ہو، اُسے خدا کا خوف آئے۔"

(۵۱-الذّٰریات : آیت ۳۴ تا ۳۷)

ابراہیم علیہ السّلام

① "حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے زمانے میں آج سے ساڑھے چار ہزار سال پہلے بُت پرستی ایسی بھیانک شکل میں پھیلی تھی کہ اچھے اچھے انسان الجھن میں پڑ جاتے کہ اب آدمیت کیسے سدھرے۔ بتوں کی بندگی میں ننگاپن، ناچ گانے، زنا، جوا، شراب، بھنگ حتّٰی کہ جن خیالی معبودوں کے بُت بنا کر پوجتے، انھیں بھی سنگ تراشی میں ننگا بدمعاش اور زانی بتاتے۔ بزرگوں کے بتوں کو بغیر لباس کے بناتے پھر اُنھیں کو پوجتے بھی تھے۔ ڈھولک، منجرا، باجے گاجے، سیٹی، تالی، بانسری، جلترنگ سے مجمع کو سرور و مستی میں لاتے۔ قوم کے چودھری بادشاہ اور بڑے لوگ بھی اس میں آگے ہوتے۔ اب ایسی قوم کی اصلاح ہو تو کیسے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے اصلاح کا ایسا کام کرایا کہ دنیا میں بُت پرستی کی جڑیں ہل گئیں۔ بدقسمتی سے مکّہ والے بھی بتوں کی پرستش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس سورت کے نزول پر انھیں شرم دلائی گئی کہ اس شہر کے بسانے والے اور کعبہ کی تعمیر کرنے والے ابراہیمؑ تھے اُن کی مقدّس جگہ پر تم نے بُت پرستی کو کیسے پسند کیا؟"

"مکّہ کی زمین کاشت کاری کے قابل نہیں تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کعبہ مکرمہ کے پاس حضرت اسماعیل علیہ السّلام اور حضرت ہاجرہ کو آباد کیا اور بیت اللہ شریف کی تعمیر کی تاکہ اہلِ حق، توحید کے اس مرکز میں آکر سچّے دین کی تعلیم و تربیت اور لذّت حاصل کریں۔ طواف، اعتکاف، رکوع، سجدہ صرف ایک اکیلے اللہ تعالیٰ کے لیے کریں اور غیر کی بندگی سے چھوٹ جائیں۔ اوّل اوّل حضرت اسماعیل علیہ السّلام اور حضرت ہاجرہ کو لا بسایا، بعد میں اللہ نے زمزم کا پانی جاری کر دیا جو آج بھی لاکھوں لاکھ انسان پیتے ہیں، پھر بھی ختم نہیں ہوتا اور حج کے ایام میں سب لوگوں کے لیے میوہ اور پھل آس پاس سے اتنی برکت کے ساتھ آتا ہے کہ کوئی کمی نہیں پڑتی"

"(اللہ تعالیٰ) دعا سب کی سُنتے ہیں، قبول جس کی چاہیں کریں نہ کریں، اس لیے حضرت ابراہیمؑ کا آیت ۳۹ میں یہ قول ہے کہ میرا ربّ دعا کا سُننے والا ہے اور اس آیت ۴۰ میں عرض کرتے ہیں کہ اے میرے ربّ میری دعا قبول فرما"

(۱۴-ابراہیم : آیت ۳۶ تا ۴۰)

(۲) "یہ مہمان جوان لڑکوں کی شکل میں فرشتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے لیے اجنبی تھے۔ اچانک خاصی تعداد میں کسی گاؤں میں اونچے پورے جوان آپڑیں تو یوں بھی ڈر اور حیرت کی بات ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو معلوم نہ تھا کہ آنے والے مہمان انسان کی شکل میں فرشتے ہیں۔ جب انھوں نے لڑکے کی بشارت دی، تب معلوم ہوا کہ یہ تو فرشتے ہیں"

"یعنی میں اِس بشارت سے اور رحمت سے ناامید نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی بشارت سے ناامید ہونا، گمراہ لوگوں کا کام ہے۔ مجھے تو صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

صورت پیش آئے گی اور اس بڑی عمر میں مجھے لڑکا کس طرح ہو گا۔"

حضرت ابراہیم نے سوچا کہ بشارت کے لیے صرف ایک فرشتہ کا آنا ہی کافی تھا، یہاں دیکھا کہ نوجوانوں کا ایک پورا جتھے کا جتھہ آیا ہے، اس لیے فرشتوں سے دریافت کیا کہ اس کے علاوہ دوسری اور کون سی مہم درپیش ہے۔"

(۱۵-الحجر: آیت ۵۲ تا ۵۷)

(۳) " اللہ تعالیٰ نے یہاں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی تعریف فرمائی۔ (۱) امت تھے یعنی تنہا ایک آدمی ہوتے کے باوجود بھی کام ایک پوری جماعت اور ایک امت کا کر کے اللہ کو راضی کر لیا (۲) تابع فرمان ایسے کہ اللہ کے ہر حکم پر جان کی بازی لگانے کو ہر وقت تیار، حتیٰ کہ آگ میں ڈالے گئے پھر بھی توحید نہیں چھوڑی اور اللہ کے حکم پر اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کو بھی تیار ہو گئے۔ (۳) حنیف تھے۔ یعنی یکسوئی کے ساتھ سب سے کٹ کر ایک اللہ کے خالص بندے بن گئے (۴) یہودیوں عیسائیوں کے مشرک لوگ بھی ان کو اپنا پیشوا مانتے ہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہمیشہ مشرکوں کے دشمن بنے رہے۔ دیکھیے سورہ (۶۰) ممتحنہ آیت ۴ تا ۶"

(۱۶- النحل: آیت ۱۲۰)

(۴) "آگے کی آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ارادہ معلوم ہو گا کہ بتوں کو توڑ پھوڑ کر ان کی کمزوری اور بے بسی کو قوم پر ثابت کرنا چاہتے تھے اس لیے یہاں فرمایا کہ ربّ تو وہی ہو سکتا ہے۔ جو زمین آسمان کا ربّ ہو اور خالق بھی ہو۔ اور جو مخلوق ہو، وہ ربّ کیسے ہو سکتا ہے اور مخلوق بھی کیسی نکمی کہ تمہارے ہاتھوں چھینی ہتھوڑی سے تراشی ہوئی۔ اب اگر میری دلیل، آج قبول نہ رکھو تو کل بتوں کے چور چور ہونے پر، اُن کے بے بس ہونے کی شہادت تم میں سے ہر ایک کو دینی ہے لیکن میں آج شہادت دیتا ہوں کہ میری بات ہی سچی بات ہے، اُسے قبول کر لو اسی میں بھلائی ہے۔"

"حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دلیل ایک کے بعد ایک تھی اور ایسی پُر اثر کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

لوگوں کے دلوں میں سمانے لگی، مگر مشرک سوسائٹی دلیل کے بجائے ہنگامہ آرائی میں یقین رکھتی ہے اس لیے انھوں نے چیخ پکار کی کہ ہمارے معبودوں کی توہین کرنے کا اُسے کیا حق تھا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بدلہ لیں اور ابراہیمؑ کو جیتے جی آگ میں ڈال کر، اپنے بتوں کی توہین کا مزہ چکھائیں ۔"

"آگ کا الاؤ دہکایا گیا، لاکھوں لاکھ من لکڑیاں لوگ ثواب سمجھ کر لائے۔ پوری تیاری کے ساتھ عوام کی بھیڑ بھی جمع ہوئی۔ شور، ہنگامہ، چیخ پکار، ڈھول باجے کی گھن گرج پر خوب ناچ کود کر اپنے ذلیل معبودوں کا بدلہ لینے کو غم و غصّہ میں بپھرے ہوئے مجمع کا آگ کے الاؤ کے آس پاس جمگھٹ لگا۔ ادھر آگ میں حضرت ابراہیمؑ کو جھونکنے کی تدبیر کی گئی کہ ایک بڑا ستون (ٹاور) کھڑا کیا گیا۔ اوپر ابراہیمؑ کو زنجیر میں باندھ کر آگ میں دھیرے دھیرے اتارنے کی تدبیر کی گئی اور آگ کے قریب جیسے ہی حضرت ابراہیمؑ کا جسم آیا تو تمام آگ حکمِ الٰہی کے تحت گلشن بن گئی اور بھڑکتی آگ کو اللہ کے حکم سے ابراہیمؑ کے حق میں ایسی راحت والی ٹھنڈک میں تبدیل ہو جانا پڑا کہ حضرت ابراہیمؑ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ اب اِس کے بعد بُت پرستوں کے چہرے ذلت سے جیسے کچھ بنے ہوں گے اُس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ بتوں کی بے عزتی تو بہت پہلے ہو چکی تھی، اب بُت پرستوں کی تذلیل بھی بہت خوب ہوئی ۔"

(۲۱-الانبیاء : آیت ۵۶ تا ۶۹)

"حضرت ابراہیمؑ نے تمام بتوں کو ایک کلہاڑی سے توڑ تاڑ کر چورا کر دیا اور اُسی کلہاڑی کو بڑے بُت کی گردن میں ٹانگ دیا، تاکہ میلے سے واپسی پر جو ہنگامہ ہو تو اُس میں یہ کہہ سکیں کہ یہ سب کارروائی اُس بڑے بُت کی ہے کہ چھوٹوں سے لڑ بڑا ہو گا یا چڑھاوے اتارے ہیں جھگڑا ہو گیا ہو۔ ایک بات یہاں دھیان دینے کی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بتوں کی بھیڑ میں مشرک بھی کسی ایک کو صدر (پریسیڈنٹ) بتانے پر مجبور ہیں کہ چھوٹے خداؤں میں بھی ایک بڑا درکار ہے۔ شاید یہ ان کی فطرت کی آواز ہو کہ سب چھوٹوں میں ایک بڑا ضروری ہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام بھی یہی دعوت دیتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

رہے کہ سب بڑوں میں بڑا صرف اللہ ہے۔ اُسے چھوڑ کر غیر کو کیوں پوجے؟"

"میلے سے جیسے جیسے لوگوں کی واپسی ہوتی، وہ اِس بڑے بُت خانے میں سجدے، چڑھاوے، نذرانے کرنے کو بھیڑ لگاتے مگر آج کچھ اور ہی بات تھی۔ کسی بُت کی ٹانگ ٹوٹ گئی، کسی کی گردن لڑھک گئی، کوئی نکٹا دکھائی دینے لگا، کسی کی آنکھ پھوٹ گئی، کوئی کمر سے ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو کر اوندھے مُنہ پڑا تھا تو کوئی بُت کسی اور بُت پر ٹوٹ کر گرا ہوا پایا گیا اور پورے بُت خانے کو پتھر کا کباڑ خانہ دیکھ کر لوگ حیران ہوئے۔ بڑا ہائے واویلا مچایا کہ وہ کون ہے جس نے یہ حرکت کی؟"

"حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کچھ پہلے ہی مرحلہ میں بُت خانے پر دھاوا نہیں بولا تھا بلکہ اس سے پہلے خاصا وقت، اپنے باپ اور قوم پر لگا کر، اُنھیں بتوں کی بندگی سے روکنے کی بھرپور کوشش کی تھی، اِسی وجہ سے عوام کے ایک طبقہ میں لوگ اُنھیں جانتے تھے کہ ابراہیمؑ نام کا ایک جوان اکثر اِن بتوں کے "نکمے"، بے جان ہونے کی بات کہہ کر ان کی تذلیل کرتا ہے۔ شاید اُسی کا یہ کام ہو"

(۲۱- الانبیاء: آیت ۵۸ تا ۶۰- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑤ "حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ہم عمر جوانوں نے قومی میلہ میں ساتھ چلنے پر اصرار کیا، حضرت ابراہیمؑ نے منع کر دیا کہ میرا مزاج ٹھیک نہیں۔ آسمان کی طرف نگاہ ڈال کر بہت ہی سوچ بچار کر ایک فیصلہ کر لیا تھا کہ بُت خانے پر اکیلے ہی دھاوا بول دیں۔ اپنے اس حوصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ضروری تھا کہ شہر کے لوگ قومی تہوار میں چلے جائیں تو پھر سنسان شہر کے مرکزی بُت خانے کو کلہاڑی سے توڑ پھوڑ کر قوم پر حجت قائم کریں۔"

"مشرک سماج اپنے معبودوں کو چڑھاوے نذرانے چڑھاتا ہے، یہ سب کھانے پینے کی چیزیں بتوں کے قدموں میں رکھی جاتی ہیں اور براہِ راست یہاں کے ایجنٹ پجاری پنڈے مجاور، یہ سامان خود ہڑپ لیتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے بُت خانے پر دھاوا بولا تو دیکھا کہ بتوں کے قدموں پر چڑھاوے پڑے ہیں، اسی لیے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بتوں سے پوچھا کہ تم کھاتے نہیں ہو؟"

"لوگوں نے ابراہیم کو زندہ جلانا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے آگ کو ٹھنڈی کر دیا۔ ابراہیمؑ سلامت بچ گئے مگر قوم کی ہدایت کا شاید اب بھی وقت نہ آیا تھا اس لیے فرمایا کہ میں اب یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اللہ اپنے فضل سے مجھے راہ دکھائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے خوب راہ دکھائی اور کعبہ کی تعمیر بھی انھیں کے ہاتھوں ہوئی اور ساری دنیا میں آج بھی بُت پرستی ذلیل و خوار ہے۔ یہ سب کوشش ہے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی۔"

"باپ نے محبّتِ الٰہی کے جوش میں اپنے بیٹے کو ماتھے کے بل ڈال کر اللہ کے نام سے اُس کے گلے پر چھُری چلا دی اور بیٹے کی گردن کاٹ دی، جب آنکھ سے پٹی کھولی تو دیکھا کہ اس کی جگہ ایک بڑا سا مینڈھا کٹا پڑا ہے اور اسماعیل علیہ السّلام سلامت بچ گئے ہیں۔ اللہ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ انسانی جان کی اس طرح قربانی کا رواج پڑے مگر ایک طرف حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش کر لی گئی اور دوسری طرف آنے والی نسلوں میں یادگار قائم ہو گئی کہ سنّت ابراہیمی پر اہلِ ایمان، اللہ تعالیٰ کے نام پر جانوروں کی قربانی دیں۔ جو لوگ حج کو جاتے ہیں وہ ایامِ حج میں یہ سنّت ادا کرتے ہیں اور باقی اپنے اپنے گھروں پر عیدُ الضحیٰ کے دن، اللہ کے نام سے جانور ذبح کرتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کے نام کے سوا کسی اور کے نام کی قربانی منع ہے۔"

(۳۷۔ الصّٰفّٰت: آیت ۸۹ تا ۱۰۸)

"جب حضرت اسماعیل علیہ السّلام عمر کی اس منزل کو پہنچے کہ اپنے باپ کے ساتھ چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک بڑے امتحان میں کھڑا کر دیا، جہاں کسی انسان کا کامیاب ہونا سخت مشکل ہے۔ بڑے ارمانوں سے پالے ہوئے بیٹے کی قربانی کا خواب میں اشارہ دیا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کا تذکرہ حضرت اسماعیلؑ سے کیا کہ جب تک وہ تیار نہ ہوں اِس امتحان میں بیٹھنا ممکن نہیں۔ بیٹے نے پوری حوصلہ مندی اور دل کی مضبوطی سے انشاءاللہ کہہ کر جواب دیا کہ ابّا جان آپ اللہ تعالیٰ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے اس حکم پر عمل کیجیے - میں صبر سے اپنا گلا کٹوانے کو تیار ہوں - دونوں باپ بیٹے ایک ہی فیصلہ پر پہنچے کہ اللہ کے حکم پر عمل کرنا ہی ہے۔"

(۳۷- الصّٰفّٰت : آیت ۱۰۲ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑥ "جب معلوم ہوا کہ یہ مہمان نہیں بلکہ فرشتے ہیں تو اُن سے پردہ کرنا ضروری نہیں تھا - حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی اہلیہ محترمہ، پردے کی اوٹ سے فرشتوں کی لائی ہوئی اِس بشارت کو سُن رہی تھیں - مارے حیرت کے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگیں، میں تو بڑھیا بانجھ ہوں، مجھے بیٹا کیسے ہوگا۔"

"ابراہیم علیہ السّلام کو یہ خیال ہوا کہ صرف مجھے بیٹے کی بشارت سنانے کو ایک ہی فرشتہ کافی تھا، یہاں تو ایک خاصی جماعت ہے، اس لیے دریافت کیا کہ آپ حضرات کے اُترنے کا اور کیا مقصد ہے؟"

(۵۱- الذّٰریٰت : آیت ۲۹-۳۱ ص ۶۳۶ - ۶۳۷)

① یوسف علیہ السّلام

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم نے کسی سے کچھ پڑھا نہیں - لکھنا پڑھنا بھی نہیں جانتے تھے - یوسف علیہ السّلام اور ان کے بھائیوں کے سبب ایک بڑی قوم بنی اسرائیل کا دنیا میں پھیلاؤ کس طرح ہوا، اِس واقعہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے خبر تھے - جب قرآن میں اس کا بیان آیا، تب واقف ہوئے - اللہ نے اس قصّہ کو احسن القصص فرمایا - یہ نہایت ہی حیرت انگیز اور دردناک داستان ہے لیکن نتیجہ کے لحاظ سے دنیا و آخرت دونوں جگہ کے لیے کامیابی ہے اور یہ قصّہ قرآن مجید میں صرف اِسی سورت میں ایک ساتھ بیان ہوا اور کہیں نہیں۔"

مشرک لوگ وحی، کتاب اور نبوّت کی حقیقت سے ناواقف رہتے ہیں اس لیے مکّہ کے مشرکوں نے یہودی عالموں سے مدد طلب کی کہ ہم کو کچھ ایسے سوال بتاؤ جو

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہم محمدؐ سے پوچھیں، جس کا وہ جواب نہ دے سکیں، تب یہود نے ایک سوال بتایا کہ ابراہیم علیہ السّلام کا وطن تو شام تھا پھر ان کی اولاد جو حضرت یعقوب علیہ السّلام سے چلی اور بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی، مصر میں کیسے آگئی ؟ یہود نے یہ سمجھ کر سوال بتایا کہ محمدؐ نے کہیں سے کچھ پڑھا نہیں ہے، اُن سے جواب نہیں بن پڑے گا تب اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسفؑ نازل فرمائی اور پورے جواب کے ساتھ ایک بہترین قصہ بھی عام لوگوں کی معلومات میں آیا۔"

"حضرت یوسف علیہ السّلام عمر میں چھوٹے تھے اور ان کے سگے بھائی بھی چھوٹی عمر کے تھے۔ یہ دونوں ایک ماں سے تھے، باقی نو بھائی دوسری ماں سے تھے، وہ سب عمر میں بڑے تھے اور تعداد کے لحاظ سے ایک جتھہ تھے۔ قبائلی زندگی میں جتھہ اور ٹولی زیادہ اہم تھی لیکن حضرت یعقوبؑ کا پیار یوسفؑ اور اُن کے سگے بھائی بنیامین کی طرف کچھ زیادہ تھا، محبت کا یہ جھکاؤ بڑے بھائیوں کو اکھر گیا۔"

بھائیوں نے یوسف علیہ السّلام کو قتل کرنے یا جلاوطن کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا اور اس پر عمل کرنے کی ترکیب سوچ رہے تھے، تب ان میں سے ایک نے کہا کہ ایسا کرکے بڑا گناہ مول لینے کے بجائے کسی گہرے گمنام کنوئیں میں ڈال دو۔"

"شاید یوسفؑ کی خبر لینے صبح پھر آئے ہوں گے اور قافلہ والوں کا پیچھا کرکے یوسفؑ پر اپنا حق بتا رہے ہوں گے۔ اس اختلاف میں آخر یہ طے ہوا کہ اٹھارہ درہم یعنی آج کے حساب سے چار روپے پچاس پیسے میں بیچ ڈالا۔ اب قافلہ والوں کو یوسفؑ پر حقِ ملکیت حاصل ہوگیا اور بھائی لوگ ساڑھے چار روپئے لے کر چلتے بنے اور نو بھائیوں نے دو دو پاؤلیاں تقسیم کرلیں۔ ایک بھائی نے کچھ نہ لیا۔ ان کو قیمت لینے کی زیادہ فکر بھی نہیں تھی، صرف کسی طرح یوسفؑ کو اپنے باپ سے جدا کردینا مقصود تھا۔ جس بھائی نے کچھ بھی نہیں لیا شاید وہ شاید مشورہ کے وقت قتل کرنے سے منع کرنیوالا ہوگا، جس نے کہا تھا کہ یوسفؑ کو قتل نہ کرو بلکہ کسی کنوئیں میں ڈال دو۔"

"معلوم ہوا کہ قافلہ والوں نے مصر کے بازار میں یوسفؑ کو بیچا، اُس زمانے

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں آدمی کو خرید کر یا پکڑ کر یا جنگ میں ہاتھ آنے پر، اُسے غلام بنا لیتے اور پھر غلاموں کی بکری اور نیلامی کے بازار لگتے۔ یوسفؑ کو مصر کے بازار میں حکومتِ مصر کے اعلیٰ افسر نے خرید لیا جو بادشاہ کا مختار تھا اور اُس کو اولاد نہیں تھی۔ اِس طرح حضرت یوسف علیہ السّلام کنوئیں میں سے نکالے جانے پر حکمتِ الٰہی کے تحت مصری حاکم کے دربار میں پہنچا دیئے گئے اور حکومت و سلطنت کے ماحول میں ایک بڑے راج محل میں خاندان کے ایک ممبر کی حیثیت سے، اُن کے پلنے اور رہنے کا بندوبست ہو گیا۔"

" دروازہ جو کھلا تو بیگم عزیز نے شوہر کو دروازے پر کھڑا پایا، بس کیا تھا عشق کا سارا نشہ اتر گیا۔ بات بڑی خطرناک اور گمبھیر ہو گئی تھی اور بیگم عزیز نے خود کو اپنے شوہر کے سامنے سرخرو اور بے خطا ثابت کرنے کے لیے بوکھلاہٹ میں کہا کہ تمھاری بیوی کے ساتھ جو برائی کا ارادہ کرے اُسے جیل بھیجنا چاہیے یا کوئی اور سخت سزا دینی چاہیے۔ جمع کی ضمیر سے مرد کے غصّہ کی شدّت کا اظہار ہوتا ہے، گویا اس کی بیوی کی کجروی نے صرف اس کو ہی نہیں بلکہ پوری جنسِ عورت کو اس کی نگاہوں میں فریب کار اور مکار بنا دیا تھا۔ عزیزِ مصر کی یہ بات کہ تم عورتوں کا فریب بڑا زبردست ہوتا ہے، یہ عزیزِ مصر کا قول ہے۔ قرآن کا اپنا بیان یا اصول نہیں، بلکہ قرآن نے تو شاہِ مصر کے نائب کا قول جو قصّہ کا اہم جزد ہے نقل کیا ہے۔"

" بڑے گھرانے کی بیوی کا معاملہ تھا، گھر کے گھر میں رفع دفع کرنے کے لیے راج محل میں ہی بڑے بوڑھوں نے بیچ بچاؤ میں یوسف علیہ السّلام کو سمجھایا کہ اب جانے دو، جو کچھ تہمت تم پر لگی اس میں تم بے قصور ہو اور عورت سے کہا گیا کہ معافی مانگ کر بات ختم کر دی جائے۔"

" ایسی باتیں چھپتی نہیں۔ بیگم عزیز کی بدنامی کے چرچے خوب پھیلے کہ یہ تو اپنے غلام پر عاشق ہے، یہ سن کر اُس نے مصر کی بڑی بڑی بیگمات کے لیے دعوت کا انتظام کیا۔ عین کھانے کے موقع پر بھری مجلس میں جبکہ گدّے تکیوں پر مہمان عورتیں چھری کانٹوں سے کھانے میں مصروف تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السّلام کو حکم دیا کہ ذرا اُن

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے سامنے سے گذر جاؤ، جیسے ہی یوسف علیہ السّلام ان کے سامنے سے نظریں نیچے کیے ہوئے گذرے، ان بیگمات نے مارے حیرت کے اپنے ہاتھ زخمی کر لیے۔ معلوم ہوا کہ مصری تمدّن میں آج سے ہزاروں سال پہلے کھانے میں چھری کانٹوں کا رواج ہو گا۔"

"اب تک صرف بیگم عزیز ہی عاشق تھی لیکن اب تو بڑے گھر کی بیگمات بھی حضرت یوسفؑ کے پیچھے پڑ گئیں، اس لیے یوسف علیہ السّلام نے دعا کی کہ کہیں ان کے فریب میں آگیا تو نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔ یہاں سے چھٹکارا ملے تو جیل خانے میں زیادہ عافیت ہو گی کہ گناہ سے تو بچ جاؤں گا۔"

"معلوم ہوتا ہے کہ بیگم عزیز اور مصر کے پایہ تخت کے بڑے گھرانے کی عورتیں، حضرت یوسفؑ پر عاشق ہو کر، شاید دیوانگی کی حرکتیں کرنے لگی ہوں، جیسے آہیں بھرنا اور عشقیہ گیت گانا وغیرہ۔ تب حاکم لوگوں کو یہ سوجھا کہ بڑی بڑی بیگمات کو بدنامی سے بچانے اور یوسف علیہ السّلام کو ان کی نگاہ سے ہٹا کر قید میں ڈال دینا ہی، اِس مصیبت کا علاج ہے۔ کسی کہنے والے نے خوب کہا ہے کہ ؎

نرالی ہے عدالت، مدعی خود جس کے قاضی ہیں
یہاں جو بے خطا نکلے، اُسے چھوڑا نہیں کرتے

"جیل خانہ میں سب چور، بدمعاش، ڈاکو اور مجرم ہی نہیں ڈالے جاتے بلکہ قانون کی کمزوری، انسانی علم کی کمی اور منصف کی نادانی یا حاکم کے ظلم سے، بہت سے بے گناہ بھی جیل میں ڈال دیئے جاتے ہیں حضرت یوسفؑ جب قید میں تھے تو دو ملزم اور بھی داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک بادشاہ کا شراب ساز تھا اور دوسرا نان بائی یعنی باورچی خانہ کا ذمّہ دار تھا۔ ان دونوں پر بادشاہ کو زہر دے کر مار ڈالنے کا الزام تھا۔"

"معلوم ہوا کہ مصری حکومت نے جیل خانے میں قیدیوں کو کھانا دینے کا انتظام بھی رکھا تھا اور آج تک یہ سلسلہ چلا آرہا ہے۔ جیل خانے میں قیدیوں کو کھانا دینے کا وقت مقرر ہوتا ہے، پھر یوسف علیہ السّلام سے قیدیوں نے جب اپنے خواب بیان

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیے اور تعبیر پوچھی تو اوّل حضرت یوسفؑ نے انھیں تسلّی دی اور کہا کہ کھانے کے وقت جب جیل کے کارکن تمھارے لیے کھانا لائیں گے، اس سے پہلے میں تمھارے خواب کی تعبیر بتادوں گا۔ تعبیر اسی وقت اس لیے نہیں بتائی کہ حضرت یوسف علیہ السّلام ان کو پہلے پہل اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دینا چاہتے تھے تاکہ ایمان لانے کے لیے ان قیدیوں کو ذہنی طور پر تیار کیا جاسکے اور بعد میں خواب کی تعبیر بتادی۔ اس طرح بڑی حکمت سے حضرت یوسفؑ نے اللہ کی توحید کی انھیں معرفت کرادی اور شرک کی گندگیوں سے اور غیر اللہ کی بندگی سے انسانیت کا جو نقصان ہے، اس سے واقف کرادیا۔ آگے کی آیتیں ہر زمانے کے داعیٔ حق کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کے لیے ایک پُر حکمت نمونہ ہے، جو حضرت یوسف علیہ السّلام نے پیش فرمایا۔"

"کنوئیں میں ڈالے جانے سے لے کر جیل خانے کی زندگی تک، حضرت یوسف علیہ السّلام نے پہلی بار اپنا تعارف کرایا کہ میں ملّتِ ابراہیمؑ کا داعی ہوں اور اس دعوت کو میرے دادا اسحاق علیہ السلام اور باپ یعقوب علیہ السّلام بھی برابر جاری فرماتے رہے۔ کسی انسان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بتلائے اور لوگوں کو یہ کیا ہوگیا ہے کہ اللہ نے اُنھیں اپنے سوا کسی کا بندہ نہیں بنایا اور شرک سے منع کر کے اللہ کے سوا تمام کی بندگی سے چھٹکارا دلایا۔ اتنے بڑے فضل پر بھی انسان شکر نہ کرے تو یہ اُس کی بڑی بدنصیبی کہی جائے گی۔ آج بھی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور تنہا اُس کی بندگی سے کتراتے ہیں، وہ ہزاروں ہزار خیالی معبودوں کے چکر میں شرک کی گندگی میں لت پت ہیں، اُن کے جیسا ناشکرا کوئی نہیں۔"

"حضرت یوسف علیہ السّلام نے پہلے تو قید خانے کے اپنے رفیقوں کو خالص توحید کی دعوت دی اور بعد میں ان کے خوابوں کی تعبیر بھی بتادی لیکن یہ نہ کہا کہ تو بادشاہ کی ملازمت پر برقرار رہے گا اور تجھ کو پھانسی دی جائے گی۔ اشارے سے فرمایا کہ صاحبو! ایک کا حال یہ ہوگا اور دوسرے کا حال یہ ہوگا۔ حضرت یوسفؑ کی اخلاقی تعلیم کا ایک موثر طریقہ سامنے آیا، دوسری بات یہ سمجھنے کی ہے کہ شاید اہلِ مصر

toobaa-elibrary.blogspot.com

مجرموں کو پھانسی دینے کے بعد ان کی لاشوں کو وارثوں کے حوالے نہ کرتے ہوں گے بلکہ کسی میدان یا جنگل میں پھینک دیتے ہوں گے تاکہ مجرموں کی لاشوں کو چیل کوّے اور گدھ وغیرہ نوچ نوچ کر کھا جائیں۔"

"خواب کی ایسی بھاری انتظامی تدبیر کی تفصیلات سُن کر پوچھنے والے کے لیے ممکن نہیں رہا کہ اس تعبیر کو، وہ اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے کے لیے استعمال کرسکے۔ مجبوراً اُسے بادشاہ کے حضور بھرے دربار میں خواب کی تعبیر بتا کر حضرت یوسفؑ کا تعارف کرانا ضروری ہوگیا۔"

"سات سال پورے انتظام کے ساتھ بامشقّت کھیتی کی اور اس کے بعد میں، سات سال خشک سالی کے، اور بھیانک تنگی کے بعد پندرہویں سال عوام کو راحت ہوگی اور ان کی فریاد کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور اس پندرہویں سال میں ایسی بابرکت بارش ہوگی جس میں اناج کی بھرپور پیداوار ہوگی۔ ساتھ ہی گنّا پھل فروٹ کا لوگ اچھی طرح رس نچوڑیں گے اور تیل کے بیج نچوڑ کر روغن دار غذا بھی بڑی مقدار میں حاصل کرسکیں گے اور کسی چیز کی کمی نہ رہے گی۔"

شاہی دربار کا افسر رہائی کا پروانہ لے کر یوسف علیہ السّلام کو دربار میں لانے کیلئے جیل خانے گیا، لیکن حضرت یوسفؑ کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا اور کہا کہ جب تک مجھ پر لگائے گئے الزام کی تحقیق ہو کر مجھے بے گناہ تسلیم نہ کیا جائے گا، میں شاہی دربار میں آنے کیلئے تیار نہیں۔ یہاں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ حضرت یوسفؑ پر جھوٹا الزام لگانے میں پہل تو بیگم عزیز نے کی تھی اور پورا طوفان تو اسی نے کھڑا کیا تھا، لیکن حضرت یوسف علیہ السّلام نے حقِ پرورش کے احسان کا خیال فرما کر بیگم عزیز کا نام نہیں بلکہ بڑے گھرانے کی مصری خواتین کی طرف بادشاہ کو توجہ دلائی۔

"بعض مفسرین کے نزدیک یہ قول، حضرت یوسف علیہ السّلام کا ہے۔ لیکن دوسرے مفسّرین کچھ ایسے بھی ہیں جن کا یہ کہنا ہے کہ یہ قول، بیگم عزیز کا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ دوسری بات، زیادہ مناسب ہے کہ بیگم عزیز نے اپنے نفس کو بَری نہیں بتایا کہ نفس تو بُرائی کا حکم دیتا ہے۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"شاہی دربار میں بات چیت کے بعد حضرت یوسف علیہ السّلام کے جوہر کھلے اور بادشاہ کو یہ احساس ہوا کہ ملک کو لاقانونیت، ناانصافی، مالیات اور محصول کی افراتفری سے بچانے کے لیے کسی باوقار اور امانت دار وزیر کے فرائض صرف یہی شخص ادا کر سکتا ہے اور اُس نے حضرت یوسفؑ کو "مکین اور امین" کا خطاب دیا۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے دیکھا کہ بادشاہ اس قدر متاثر ہے تو بادشاہ سے فرمایا کہ ان عہدوں کے ساتھ مجھے تمام خزانوں پر بھی مکمل اختیار دیا جائے تاکہ قانونی قوت کے ساتھ مالی طاقت کا استعمال کر کے ملک کے معاملات کی اصلاح کرنے میں مجھے آسانی ہو۔"

"حضرت یعقوب علیہ السّلام کو پھر کھٹکا ہوا کہ اب کی بار یوسفؑ کے بھائی کو لے جانے کی چال، بیٹوں نے چلی ہے۔ اِدھر بھائیوں کا دل صاف تھا کوئی چال نہیں تھی۔ البتہ ایک بھائی کا نام لکھا کر سرکاری خزانے سے اناج لے آئے تھے۔ اب اس بھائی کو عزیزِ مصر کے پاس حاضر کرنا ضروری تھا لیکن، نبیؑ کی بات اور اس کے دل کا کھٹکا وزن دار ہوتا ہے اور کچھ نہیں تو یوسف علیہ السّلام کی تدبیر تھی کہ کسی طرح اپنے بھائی بنیامین کو مصر طلب کریں۔"

"بھائیوں نے جلدبازی میں اپنے باپ سے کہہ دیا کہ یوسفؑ کے بھائی کو اَب کی بار آپ بھیجیں تو غلّہ ملے گا ورنہ نہیں۔ لیکن حضرت یعقوب علیہ السّلام نے قبول نہیں کیا۔ آخر بھائی لوگ رحال کھول کر گھر میں اناج رکھنے رکھانے میں لگ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اناج کی تھوڑی سی رقم جو عزیزِ مصر نے برائے نام لوگوں پر لازم کی تھی، وہ بھی ان کے سامان میں واپس رکھوا دی گئی ہے۔ یہ تدبیر حضرت یوسف علیہ السّلام کی تھی لیکن اس سے بھائیوں کی ہمت بڑھی کہ اب اپنے باپ کو پھر راضی کرنے کی کوشش کریں۔"

"جب ہر جگہ قحط پڑا تو اس کا اثر کنعان میں آلِ یعقوبؑ پر بھی خوب تھا۔ اناج کی تنگی، اور اُدھر حضرت یعقوبؑ کی عمر بھی کافی ہو گئی تھی۔ تمام بیٹے اصرار کر رہے ہیں کہ بنیامین کو بھیجو۔ اِدھر حضرت کا جی نہیں چاہتا تھا مگر اناج کے ساتھ پونجی واپس

toobaa-elibrary.blogspot.com

دیکھی اور آنے والے حالات کی مجبوری اور اناج کی ضرورت کے تحت بنیامین کو اِس دوسرے سفر میں ساتھ کر دینا پڑا مگر تمام فرزندوں سے اس پر پکّا قول وقرار لیا، تب بنیامین کو لے جانے کی اجازت دی۔"

"بنی زادے تھے روشن چہرے، ڈیل ڈول کے بھی مضبوط اور پھر جتھے میں ایک ساتھ چلیں تو مصری فوج غلط فہمی سے اُنھیں چھاپہ مار سمجھ کر الجھ نہ پڑے یا کسی اور خطرے کے اندیشے سے حضرت یعقوب علیہ السّلام نے تدبیر بتائی کہ سب کے سب ایک ہی دروازے سے داخل مت ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا، تاکہ کسی کی نگاہ میں نہ آجاؤ۔ تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے اُسے تو ہونا ہے لیکن تدبیر کرنا، منع نہیں، اور اسباب کا بچاؤ بھی کر لینا چاہیے مگر یہاں تقدیر سے ہی ایک واقعہ پیش آیا کہ بنیامین مصر میں روک لیے گئے، جیسا کہ آگے آئے گا۔"

"مصر میں پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے سگے بھائی بنیامین کو خاص جگہ دی اور بہت اچھے سلوک سے پیش آئے تو دوسرے بھائیوں کو حسد ہوا کہ سفر میں ساتھ لاتے وقت باپ کی اجازت نہ تھی اور کسی طرح سمجھا بجھا کر لانے پر جلے بھنے تو تھے ہی، پھر بادشاہ کے دربار میں بنیامین کی یہ عزّت دیکھی تو اور بھی بھڑک اٹھے ہوں گے۔"

" اناج کی تقسیم ہزاروں لوگوں کو قطار میں رکھ کر ہوئی۔ شاہی سواری سے حضرت یوسفؑ اپنی دیکھ ریکھ میں ہر ایک کو پورا اناج دیتے اور واجبی رقم بھی جو بہت تھوڑی ہوتی، وصول فرماتے اور اس موقع پر اناج کی تقسیم کے وقت، عزیزِ مصر کا سرکاری عملہ اور دفتر، اِس محکمہ کے افسران، سب حضرت یوسفؑ کے ماتحت ہوتے۔ سرکاری خیمے بھی لگتے ہوں گے اور شاہی شان و دبدبہ بھی خوب رہتا ہوگا۔ حضرت یوسفؑ نے اپنا شاہی پیمانہ، جو مرصّع اور بڑا قیمتی تھا، اپنے سگے بھائی بنیامین کے تھیلے میں ڈلوادیا تاکہ مصری قانون کے مطابق اُنھیں روکا جا سکے۔"

"خلاصہ یہ ہے کہ ہم تو مصر میں اناج لینے آئے اور شاہِ مصر کی مہربانی کہ کم

toobaa-elibrary.blogspot.com

قیمت پر ہم کو اناج دیا۔ کیا ہم اِس ملک میں چوری کریں گے؟ اور ہم کبھی چوری کرنے والے نہیں۔ یہ حضرت یوسفؑ کے وہی بھائی کہہ رہے ہیں جنھوں نے باپ کی بے خبری میں حضرت یوسف علیہ السّلام کو چند درہم میں چوری چھپے بیچ ڈالا تھا۔"

"مصر کے شاہی قانون کے خلاف خود عزیزِ مصر کسی کنعانی کو بلاوجہ روک لے یہ بات حضرت یوسفؑ کے مرتبہ کے خلاف تھی، نیز بات کو کھول کر ظاہر کرنا کہ "میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے"۔ کبھی خلاف بھی پڑ سکتا تھا کیونکہ اس وقت تک مصر کے سیاسی حالات ایسے نہ تھے کہ کسی پردیسی کنعانی کو، مصر کے تختِ سلطنت پر براجمان دیکھ کر مصری عوام اور امراء میں ہلچل پیدا نہ ہو۔ آگے جب معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السّلام تو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، تب مصری عوام کو حضرتؑ سے بے پناہ عقیدت ہو گئی اور اب آگے یہ سوال نہ رہا کہ شام کے کسی دیہات کے ایک نوجوان کو جو برسوں قید میں رہا ہو، بادشاہ کیسے قبول کرلیں بلکہ وہ تو فخر کرتے ہوں گے تخت پر نورِ نبوّت جگمگا رہا ہے۔"

"یعقوب علیہ السّلام نے جواب دیا کہ شاہی پیالے کی چوری کا یہ واقعہ بناوٹی ہے اور تم نے دل سے یہ واقعہ بنا کر اپنا کوئی کام نکالا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کی یہ بات اس قدر پُرزور الفاظ میں، اس لیے ردّ فرمائی کہ اُنھیں یقین تھا کہ اُن کا بیٹا کبھی چوری نہیں کر سکتا اور یہ بات غلط بھی نہیں تھی کیونکہ یوسف علیہ السّلام نے شاہی پیالے کی چوری کا معاملہ بنا کر حکمت سے اپنے سگے بھائی کو مصر میں رکھ لیا تھا اور اِس ترکیب سے حضرت یوسفؑ نے اپنا کام بنالیا تھا۔ حضرت یوسفؑ کی اس میں یہ بھی مصلحت رہی ہو کہ بھائیوں کے ہاتھوں جو حادثہ خود اُن کے ساتھ پیش آیا تھا، بنیامین اس سے محفوظ ہو جائیں، دوسرے یہ کہ حضرت یعقوبؑ کو کسی حد تک یہ تسلی بھی رہے کہ کم از کم بنیامین کی جان تو سلامت ہے۔"

"حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کا یہ تیسرا سفر ہے۔ پہلا جب اناج لینے گئے تھے اور گھر پر چھوڑے ہوئے ایک اور بھائی کا نام بتا کر ایک حصّہ زیادہ لے آئے تھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دوسرا سفر، جب ایک بھائی شاہی پیمانے کی چوری کے الزام میں پکڑا گیا۔ تیسرا اب جبکہ بھوک سے نڈھال اور بے حد پریشان حال ہو کر، حضرت یوسفؑ کے دربار میں خیرات مانگ رہے ہیں۔ بھائیوں کی بے بسی کی یہ حالت، حضرت یوسف علیہ السّلام سے دیکھی نہ گئی اور اپنے آپ کو ظاہر فرمادیا کہ میں یوسفؑ ہوں۔"

"معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے خود بھی بیٹوں کو اور خاندان کے دوسرے لوگوں کو معاف کر دیا اور مظلوم جب ظالموں کے قصور معاف کر دیتا ہے، تب ہی اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے مغفرت کی دعا کرے گا ورنہ جو خود معاف نہ کرے وہ بھلا معافی کی دعا کیوں کرنے لگے۔"

"سوال کرنے والوں کو جواب مل گیا کہ یعقوبیؑ نسل کے لوگ مصر میں کیسے آئے جبکہ یہ لوگ تو شام میں رہتے تھے۔"

"حضرت یوسف علیہ السّلام کے اخلاق کا یہ اعلیٰ نمونہ ہے کہ اللہ کے احسان جو اپنے اوپر تھے وہ گنوائے۔ اپنی کسی خوبی کا بیان نہیں کیا کہ میں ایسا تھا، پھر کنوئیں میں ڈالا گیا پھر قافلہ والے وہاں سے پانی کے ڈول سے نکال کر چلتے بنے۔ اِس احسان کا ذکر اس لیے نہیں فرمایا کہ سامنے وہی بھائی کھڑے تھے جنھوں نے خود ہی حضرت یوسف کو کنوئیں میں ڈالا تھا کہ وہ کہیں شرمندہ نہ ہوں اور ندامت نہ اُٹھانی پڑے۔" (۱۲۔ یوسف: آیت ۳ تا ۱۰۰)

"حضرت یوسف علیہ السّلام عمر میں چھوٹے اور کمسن تھے، حضرت یعقوب علیہ السّلام اُنھیں زیادہ باہر بھی نہیں بھیجتے تھے۔ بھائیوں نے سیر و تفریح کا پروگرام بنایا گاؤں سے دور جا کر جنگل میں دن بھر کھیل کود، کھانا پینا اور دوڑ بھاگ میں گذر جائے، شاید ایسا پہلے بھی کرتے ہوں گے۔ اس مرتبہ تو اسکیم بنالی تھی کہ اسی بہانے یوسفؑ کو لے جا کر اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیں۔ معلوم ہوا کہ سیر و تفریح کے لیے جانا منع نہیں، ورنہ حضرت یعقوبؑ انھیں روکتے۔"

"بھائیوں کو تو اِس بہانے یوسفؑ کو لے جا کر کنوئیں میں ڈال دینا تھا اور رات

toobaa-elibrary.blogspot.com

یں رو تے پیٹتے ، یہ حیلہ بنانا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت یعقوبؑ کے دل پر اس کا عکس پڑا۔ یہ دل کی صفائی اور روشنی کی واردات ہے۔"

"معلوم ہوا کہ خواب کی تعبیر بھی ایک گمان ہے اور ایسا علم ہے جس کا ایک خاص انداز ہے مگر کسی خواب کی تعبیر اگر پیغمبرؑ بیان فرمائیں تو اس علم میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے رہا ہونے والے قیدی کو، جو بادشاہ کا ملازم تھا کہا کہ میرے بارے میں کوئی بات بادشاہ کے حضور بیان کیجیو۔ مگر یہ قیدی جب چھوٹا تو حضرت یوسفؑ کا احسان بھول گیا اور بادشاہ کے پاس اس نے قید خانے میں حضرت یوسفؑ کے جو کمالات دیکھے تھے، اس کا چرچا نہیں کیا، بے توفیق اور احسان فراموش آدمیوں کا آج بھی یہی حال ہے اور شاید یہ معاملہ اس لیے بھی اللہ کی قدرت سے جاری ہوا ہو کہ پیغمبرؑ کا دل جیل سے چھٹکارا پانے کے لیے اسباب پر نہ ٹھہرے بلکہ حکمِ الٰہی کا انتظار کیا جائے۔"

"اللہ تعالیٰ نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کا فیصلہ فرمایا تب بادشاہِ مصر کو ایک خواب دکھایا۔ اُس زمانے میں مصر کے سات صوبے تھے اور کھیتی میں گائے کارآمد ہونے کی بنا پر، کاشت کار لوگ اُس کی عظمت کے قائل تھے۔ بادشاہ نے اپنا خواب درباریوں کے سامنے پیش کیا تو اس اٹ پٹے خواب کی تعبیر کسی سے بن نہیں پائی۔ بائبل کی کتاب پیدائش باب ۴۱ آیت ۱ تا ۲۵ میں بتایا گیا ہے کہ بادشاہ نے جب یہ خواب دیکھا تو اس کا جی بہت گھبرایا۔ اس نے تمام جادوگروں، کاہنوں، عالموں کو دربار میں بلا کر اپنا خواب بیان کیا۔"

"ایسے پیچیدہ خواب کی تعبیر کہ سات مریل گائیں سات موٹی گایوں کو کھا جائیں، یہ بات مصری بُت پرستوں کے لیے چونکا دینے والی اور اُن کے عقیدے میں کسی حد تک، کیڑے ڈالنے والی تھی اس لیے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ سب نے مل کر بات کو ٹال دیا۔"

"یہ وہی قیدی ہے جسے بادشاہ کو شراب میں زہر ملا کر مار ڈالنے کے الزام

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں سزا ہوئی تھی اور اس نے اپنا خواب حضرت یوسف علیہ السّلام سے بیان کیا تھا۔ حضرت یوسفؑ نے اس کے خواب کی تعبیر میں جیل سے اس کے چھٹکارے کا اشارہ کیا تھا اور اس سے یہ کہا تھا کہ بادشاہ کے پاس میرا تذکرہ کیجیو۔ جیسا کہ آیت ۴۱-۴۲ میں آچکا ہے۔ یہ احسان فراموش ایک لمبی مدّت تک حضرت یوسفؑ کو بالکل بھول گیا لیکن جب درباریوں کے سامنے بادشاہ نے اپنا خواب بیان کیا تو اُسے فوراً یاد آیا کہ اس خواب کی تعبیر، یوسفؑ ہی بتا سکتے ہیں، تو اچانک دربار میں بول پڑا کہ میں اس خواب کے بارے میں صحیح خبر دے سکتا ہوں، اس نے کہا "اَنَا اُنَبِّئُکُمْ" (میں تمھیں خبر دوں گا) اس سے معلوم ہوا کہ اس کے جی میں یہ بات آئی کہ کسی طرح دربار سے نکل کر وہ چُپ چاپ جیل خانے پہنچ جائے اور حضرت یوسفؑ سے بادشاہ کے خواب کی تعبیر معلوم کرے اور یہ خواب بیان کر کے شاہی دربار میں واہ واہی حاصل کرے۔ علم کسی کا اور شہرت کسی اور کی۔ آج بھی بہت سے ایسے چور پائے جاتے ہیں جو دوسروں کے کام کو اپنا کارنامہ بتا کر شہرت کی تمنّا کرتے ہیں۔ جب وہ یوسف علیہ السّلام کے پاس پہنچا اور خواب کی تعبیر معلوم کی تو اُسے اندازہ ہوا کہ ایک بڑا زبردست قحط پڑنے گا جو سات برس تک چلے گا اور اس سے خلقِ خدا کو بچانے کے لیے سات سال کی مسلسل کاشت کاری سے اناج بچا کر ایک بڑا حصّہ محفوظ کر کے سینکڑوں گوداموں میں ذخیرہ کر کے رکھنا پڑے گا اور مصر کو آس پاس کے ملکوں کے بھوکے لوگوں کے حملے سے بچانے کے لیے سرحدوں پر فوجی چھاؤنی قائم کرنی پڑیگی اور ایک بڑا زبردست انتظام کرنا پڑے گا جس کی صحیح ترتیب حضرت یوسفؑ ہی قائم کر سکیں گے۔ اب اگر وہ ایسے خواب کی تعبیر بادشاہ کے دربار میں شہرت پانے کی غرض سے اپنے نام سے پیش کرتا تو، یہ اُس کے بس کی بات نہیں تھی اس لیے اُس نے خیریت اسی میں سمجھی کہ خواب کی تعبیر کو حضرت یوسفؑ ہی کے کھاتے میں جمع کرا دے جیسا کہ آیت ۵۰ میں آگے آئے گا کہ بادشاہ نے حضرت یوسفؑ کو دربار میں بات چیت کرنے کے لیے خود ہی بلوا بھیجا۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی بڑا موقع شناس تھا۔ جیل خانے میں آتے ہی حضرت یوسفؑ کو اپنی دوستی کی سچائی کا یقین دلانے کے لیے "اَیُّهَا الصِّدِّیق" کہہ کر خطاب کیا جبکہ جیل سے رہائی کے بعد دربار میں اپنی پرانی ملازمت پر بحال ہونے کے بعد حضرت یوسفؑ کو بالکل بھلا دیا، اس احسان فراموش سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ جیل سے رہائی اور بادشاہ کو زہر دینے کے الزام سے بری ہو کر اپنی ملازمت کی خوش خبری، جس سچے دوست یوسفؑ نے اس کو پہلے دی تھی، اس کا تعارف ہی تھوڑا سا بادشاہ کو کرا دیتا، مگر اس ناشکرے سے یہ بھی نہ ہو سکا۔"

"شاہی دربار سے آئے ہوئے قاصد کو واپس کرتے وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ بادشاہ سے کہو کہ ذرا بیگمِ عزیز کے حال کی تحقیق کرا لے کہ اُس نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا اُس کی کیا حقیقت تھی بلکہ صرف خواتینِ مصر کا بھری محفل میں ہاتھ کاٹ لینے کے معاملہ کی تحقیق کا مطالبہ کیا۔ شریف آدمیوں کا ہر زمانے میں یہ اخلاق رہا کہ حقِ نمک ادا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے۔ حضرت یوسفؑ بچپن سے جوانی تک عزیزِ مصر کی ملازمت میں رہے، اس کے گھر کا کھایا پیا اور پہنا۔ اس احسان کا بدلہ حضرت یوسفؑ نے چکا دیا۔ براہِ راست اُس کی بیوی کی بدنامی نہ ہونے دی۔ ہم لوگوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ حضرت یوسفؑ کے پیغمبرانہ اخلاق کی پیروی کریں۔ یاد رہے کہ پیغمبرانہ اخلاق کی ڈگر پر ثابت قدم رہنا ہی دین داری کی ایک سچی کسوٹی ہے۔"

"اس آیت کی تفسیر میں علمائے کرام نے دو پہلو اختیار کیے ہیں: "ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ" سے "كَيْدَ الْخَائِنِينَ" تک کے الفاظ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہیں یعنی حضرت یوسفؑ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ یہ نہیں تھا کہ بڑے گھر کی بہو بیٹیوں کو کوئی داغ دھبہ لگے اور ان کی بدنامی ہو بلکہ میں نے یہ خلاصہ اس لیے چاہا کہ عزیزِ مصر کو یہ معلوم ہو کہ میں نے تنہائی میں اس کی گھر والی کے معاملے میں کوئی خیانت نہیں کی۔ علمائے کرام کے دوسرے گروہ کا یہ کہنا ہے کہ یہ قول، بیگم عزیز کا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی بیگم اپنے شوہر کو شاید اطمینان دلانا چاہتی ہو کہ اُس کی پیٹھ کے پیچھے اُس نے خیانت کرنے میں کسی قسم کی کامیابی حاصل نہیں کی۔ ہمارے نزدیک دونوں صورتوں میں حضرت یوسف علیہ السّلام کی پاک دامنی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔"

"(حضرت یوسف علیہ السّلام کے اختیارات میں) وزارتِ قانون، وزارتِ خزانہ اور اس قسم کے تمام شعبے آجاتے ہیں۔ توریت میں ایک ہلکا سا اشارہ یہ بھی ملتا ہے کہ آج کل کے ہمارے زمانے کے برطانوی بادشاہ کی طرح "آخری دستخط" (سگنیچر ماسٹر) کا مختار بنا دیا جائے، اِس حیثیت کو بادشاہ نے اپنی رضا و رغبت سے قبول کیا۔ اور اس نے تمام اختیارات حضرت یوسف علیہ السّلام کو سونپ دیئے۔ اِس کا اشارہ خود حضرت یوسف علیہ السّلام کی اس دعا سے بھی ملتا ہے جو اِسی سورت کی آیت ۱۰۱ میں ہے۔"

"معلوم ہوا کہ اب حضرت یوسف علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے ملکِ مصر کے تمام اختیارات عطا فرما دیئے اور بادشاہِ مصر، اب صرف فقط نام کا بادشاہ رہ گیا۔"

"مصر میں اور اطراف میں قحط پڑا، لوگ بھوکے مرنے لگے۔ اِدھر حضرت یوسفؑ نے مصر میں اچھی طرح سات سال کاشت کر کے خوب اناج محفوظ کر لیا جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے آیت ۴۷ تا ۴۹ میں شاہِ مصر کے خواب کی تعبیر بتائی تھی اُسی کے مطابق آپ نے تدبیر فرما کر غلّہ جمع کر لیا۔ اطراف میں سخت کال پڑنے پر حضرت یوسفؑ کے بھائی بھی کال کا شکار ہوئے۔ جب یہ سُنا کہ عزیزِ مصر نے غریب عوام کو کم قیمت پر غلّہ دینا شروع کیا ہے تو یہ لوگ بھی مصر پہنچ گئے۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے انھیں پہچان لیا۔ اُن کے خیال میں بھی نہ تھا کہ جس بھائی کو کنوئیں ڈالا تھا، وہی آج عزیزِ مصر ہے۔ حضرت یوسف نے اُن کی خوب مہمان نوازی کی اور ہر ایک کو حکومت کے قانون کے تحت غلّہ دیا۔ بات بات میں گھر کے حال چال بھی معلوم کیے۔ بھائی بول پڑے کہ ہمارا ایک بھائی اور بھی ہے، حضرت یوسفؑ نے ان کا حصّہ بھی دے دیا لیکن اگلے سفر میں یہ پابندی لگا دی کہ اُسے بھی ساتھ لے آنا۔ اور جیسا کہ آگے کی آیت میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے کہ ابھی اس بھائی کا غلّہ دے دیتا ہوں لیکن اگر تم نے اُسے لاکر مجھے نہیں بتایا تو آگے اناج بھی نہیں ملے گا اور ہمارے ملک کے قریب بھی نہ پھٹکنا ۔"

"اس بھائی کا نام بنیامین یا بنیامین تھا۔ یہ اور حضرت یوسفؑ ایک ماں سے تھے۔ اپنے گھر بیٹھے بھائی کا نام لکھا کر، ایک آدمی کا غلّہ تو مل گیا مگر یہ نئی مصیبت آپڑی کہ عزیز مصر نے اگلے سفر میں اُس بھائی کو حاضر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔"

"سرکاری خزانے میں رقم جمع کرا کر، اناج سے اپنی سواریاں بھریں اور چلنے لگے تب حضرت یوسفؑ نے ان کے سامان میں اُن کی رقم واپس رکھوا دی تاکہ اپنی رقم کو پہچان لیں اور بغیر قیمت اناج ملنے کی لالچ میں پھر مصر آنے کی اُنھیں رغبت ہو۔"

"بھائیوں کو معلوم نہیں تھا کہ جو عزیز مصر ہے وہ خود یوسف علیہ السّلام ہی ہیں۔ پیالہ ملنے پر خود حضرت یوسفؑ کو کہا کہ کسی زمانے میں اُس کے سگے بھائی یوسفؑ نے بھی چوری کی تھی۔ اِس بہتان کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کے نانا کے گھر میں پُرانے زمانے میں بُت پرستی کے دَور کا سونے کا ایک بُت، کسی کوڑے کرکٹ میں پڑا تھا۔ حضرت یوسفؑ نے اس خیال سے کہ بُت کو دیکھ کر اُن کی ننہال والوں میں کہیں پھر سے بُت پرستی کی بدی نہ پیدا ہو جائے، یہ بت اُٹھا لائے تھے۔ یہ چوری نہیں، بلکہ حکمت تھی کہ شرک کے اِمکان کو ختم کر دیا جائے۔ بھائیوں نے اُسی پُرانے واقعے کو دل کی خرابی کے سبب اُلٹے معنی دے کر دہرایا۔"

"بھائیوں نے دیکھا کہ چھوٹے بھائی کے سامان میں سے شاہی پیالہ ملنے پر اُسے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اب باپ کو کیا مُنہ دکھائیں گے، اس لیے عزیز مصر کے دربار میں رحم کی درخواست کی کہ اُس کی جگہ ہم میں سے کسی کو قید میں ڈال دیجیے اور اُسے چھوڑ دیجیے ۔"

"فقہائے اسلام نے اِس آیت سے یہ دلیل لے کر مسئلہ بتایا ہے کہ جسمانی سزا میں کوئی شخص کسی کا بدل نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص کسی دوسرے کے بدلے میں اپنے آپ کو پیش کرے تو جج کو اختیار نہیں کہ گنہگار کے بدلے، کسی بے گناہ کو جسمانی سزا دے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مثلاً سزائے موت یا رجم یا کوڑے مارنے کی سزا صرف مجرم پر نافذ ہوگی، البتہ مالی جرمانہ میں کوئی دوسرا شخص مال ادا کرے تو حرج نہیں "

(۱۲ - یوسف : آیت ۱۲ تا ۷۹ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) " حضرت یوسف علیہ السلام اصل تو کنعانی تھے مگر جیسا کہ سورہ یوسف میں آیا ہے کہ مصر پہنچائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو وہاں حاکم بنا دیا۔ ان کی رسالت پر مصری لوگ ایمان لائے اور ان کو بڑا مدبر منتظم بادشاہ تسلیم کیا مگر مصری لوگ عمل میں کورے تھے، صرف زبانی جمع خرچ تک، حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے نام کے قصیدے پڑھنے لگے جیسا کہ بے عمل قوموں میں رواج ہے کہ اپنے بڑوں کی تعریف خوب کرو، عمل کچھ بھی نہ ہو۔ یہاں تک حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف میں عقیدہ بنالیا کہ اب یوسفؑ کے بعد اللہ اپنا کوئی رسول نہیں بھیجے گا "

(۴۰ - مومن : آیت ۳۴)

ایوب علیہ السلام

(۱) " اللہ نے ایوب علیہ السلام کو بیماری سے آزمایا۔ دوا علاج میں گھر مکان کھیت، قرض میں چلے گئے اور ہر طرح کی تکلیف نے گھیر اڈالا۔ امتحان جب پورا ہوا۔ دعا قبول ہوئی، مال و دولت پھر واپس آئے، گھر مکان کھیت بھی قرض داروں سے چھوٹے اور اتنا ہی کچھ اور بھی عطا ہوا کہ مالا مال ہوگئے۔ مزید تفصیل ۴۱ تا ۴۳ میں دیکھ لیں "

(۲۱ - الانبیاء : آیت ۸۴)

(۲) " حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بیماری میں آزمایا، بہت صابر شاکر رہے اور مصیبت جھیلتے رہے، لیکن اپنے ربّ کے دامنِ رحمت کو نہ چھوڑا تو آخر اس امتحان میں پورے اترے۔ جیسا کہ سورہ ۲۱ - الانبیاء آیت ۸۳ - ۸۴ میں آچکا ہے "

toobaa-elibrary.blogspot.com

"جب آزمائش میں کامیاب ہوئے، اللہ نے ان کے پیروں تلے ایک چشمہ ٹھنڈے میٹھے پانی کا جاری کر دیا، غسل کیا اور پانی پیا، اللہ کے حکم سے چنگے تندرست ہو گئے۔"

"بیماری میں دوست احباب رشتے ناتے والے سب رخصت ہو گئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی صاحبہ نے آخری وقت تک خدمتِ رفاقت کی۔ باقی سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تندرستی دی اور مال و دولت پہلے سے زیادہ دیا۔ رشتے ناتے والے سب کے سب پھر آگئے اور نئے چاہنے والے بھی۔ دوست برادر ایک سے ایک ہم نشیں ساتھی بن گئے۔ معلوم ہوا کہ دکھ سکھ میں ساتھ رہنے والی اور بڑی عمر میں خدمت گذار بیوی، اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ کسی کا قول ہے کہ بچپن میں ماں چاہیے اور بڑی عمر میں وفادار بیوی۔"

"جب بیماری نے خوب زور پکڑا اور ہر طرح کے علاج سے ناکامی ہوئی، دوست احباب رشتے ناتے والے سب چھوٹ گئے، مال و اسباب بھی ختم ہوا، صرف ایک بیوی صاحبہ ہی خدمت میں لگی تھیں۔ اِس وقت ایک آخری آزمائش اور ہوئی۔ وہ یہ کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی صاحبہ کو راہ میں ایک حکیم جی ملے۔ صورت شکل سے بزرگ اور بڑے تجربہ کار۔ دوائی کی شیشی ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔ کہنے لگے کہ ایوبؑ کی بیماری کی دوا میرے پاس ہے، لے جاؤ اچھے ہو جائیں گے، میں کچھ فیس نہیں لوں گا اور دوائی کی قیمت بھی نہیں چاہیے صرف ایک بات تم کو کرنی ہو گی کہ جب ایوبؑ کو شفا ہو جائے تو اللہ نے شفا دی ایسا مت کہنا بلکہ میرا نام لے کر کہنا کہ اس حکیم کی دوا سے شفا ہوئی۔ بیوی صاحبہ بیچاری پریشان تھیں کچھ نہ کہا خاموشی سے دوا لے لی کہ اس موئے مردود کا نام کون لے گا۔ شفا تو اللہ کے ہاتھ ہے، چاہے تو اسی دوا سے شفاء ہو۔ بس گھر آکر ایوب علیہ السلام سے پورا ماجرا بیان کیا۔ حضرت ایوبؑ بہت ناراض ہوئے دوا پھینک دی اور فرمایا کہ حکیم کے بھیس میں شیطان مردود تھا، جس نے میرے اور تمہارے عقیدے میں شرک لانے کی یہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

تدبیر کی، تم نے دوا اُسی وقت اُس کے مُنہ پر کیوں نہ مار دی اور بہت ناخوش ہو کر قسم کھائی کہ انشاء اللہ مجھے شفاء ہو گی، تب میں تم کو ایک سو قمچیاں ماروں گا کہ تم نے شیطان کو لعنت کرنے کے بجائے اس کی دوا ہاتھ میں کیوں لی اور اُسی وقت اُس ملعون کو ڈانٹا کیوں نہیں کہ ہم کو ہماری بیماری سے شفاء صرف اللہ کے حکم سے ہوتی ہے، اُسی کا نام لے کر اُسی سے دعا کرتے ہیں۔ اللہ نے اس امتحان میں بھی حضرت ایوبؑ کی جانچ کر لی اور وہ کامیاب رہے۔ جب اللہ نے تندرستی عطا فرما دی تو وہ قسم یاد آئی۔ اپنی وفادار و خدمت گار اہلیہ کو سو قمچیاں مارنے کو حضرت کا جی نہ چاہا۔ اللہ نے فرمایا کہ اپنی قسم کو توڑو مت۔ باریک تنکوں کا ایک مٹھا جھاڑو جیسا بناؤ اس میں سو تیلیاں ہوں، اسی سے اپنی بیوی صاحبہ کو ہلکا سا مارو۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمھاری پیغمبرانہ شان کی یہ قسم ٹوٹے۔" (۳۸۔ صٓ: آیت ۴۱ تا ۴۴)

موسیٰ علیہ السلام

(۱) "معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کبھی تیز دوڑنے والا پتلا سانپ بھی بن جاتی تھی، جیسا کہ سورہ قصص آیت ۳۱ میں "کَاَنَّھَا جَآنٌّ" فرمایا کہ بہت تیز طرار سانپ، اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ بہت بڑا اژدہا یعنی موٹا اجگر بن جاتی جو آدمی کو پورا کا پورا نگل جاتے۔ مصر میں سانپ کو مقدس سمجھا جاتا تھا جیسے ہمارے ہندوستان میں ناگ دیوتا مانے جاتے ہیں، یہاں پر سانپ کی باقاعدہ پوجا ناگ پنچمی کے دن ہوتی ہے۔ مشرک سوسائٹی کے زوال کی انتہائی ذلت اور گراوٹ ہے کہ موذی جانوروں کو بھی پوجے بغیر نہ چھوڑا جائے پھر جاہلیت کا مصر ہو یا ہندوستان، اس شرک میں سب جاہل برابر ہوئے۔"

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور سے توریت کی تختیاں لے کر تشریف لائے اور قوم کو اِس حال میں دیکھا کہ سونے چاندی کی دھات کا ایک بے جان جسم گائے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے بچے کی شکل کا بنا کر قوم کے ناداں لوگ اس میں سے ایک آواز نکلنے پر بچھڑے پر ایسے فدا ہوئے کہ ڈھولک، منجیرا اور ناچ گانا بھی شروع کر دیا اور بچھڑے کو سجدہ بھی کیا اور طواف بھی کرنے لگے۔ حضرت ہارون علیہ السّلام نے منع کیا مگر مانے نہیں۔ اب حضرت موسیٰؑ نے قوم کے ہاتھ سے بچھڑا چھین کر ضبط کیا اور جلا کر پگھلا کر بکنی چورا بنا کر سمندر میں پھینک دیا، تب بنی اسرائیل کے بدعتی و مشرک عوام کی عقل کچھ ٹھکانے آئی کہ واقعی یہ بڑی حماقت اور جہالت کی بات ہو گئی، اب لگے معافی مانگنے۔ یہ بھی غنیمت ہوا۔ ہمارے زمانے کے لوگ ہوتے تو ضد اور ہٹ دھرمی اختیار کرتے۔ بچھڑے کو جلاتے کوٹنے پیٹنے اور سمندر میں پھینک دینے کے بعد شاید اُس کی نقلی قبر یا چلّہ بنا کر اپنی بدعت کی دوکان چالو کر لیتے۔ توبہ توبہ۔ کیسی ذہنیت ہے شرک کرنے والوں کی۔"

(۷۔ الاعراف: آیت ۱۰۷)

(۲) "حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اِس سفر میں اپنے رفیق کو پہلے سے اطلاع کر دی کہ وہ دو دریا کے سنگم تک ہمیں پہنچنا ہے تاکہ خادم، سفر کی پوری تیاری اچھی طرح کر لے، پتہ نہیں کتنا چلنا پڑے۔ اس میں دو باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) سفر میں رفیق یا خدمت گار کو ساتھ لے چلنا اچھی بات ہے۔ (۲) معلوم ہوا کہ یہ سفر پیدل ہی کیا گیا تھا۔ شاید سواری کا انتظام نہ ہو یا راستہ ہی کچھ ایسا ہو کہ پیدل چلے بغیر پہنچنا ممکن نہ ہو۔"

"خدمت گار نے کوئی بڑی مچھلی تل کر ساتھ لے لی تھی اور ایک جگہ تھک کر دونوں آرام کر رہے تھے تو یہ مچھلی توشہ دان سے نکل کر پانی میں سرنگ کی طرح داخل ہو گئی۔"

"یہ خادمِ خاص یوشع بن نونؑ تھے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے بعد پیغمبرؑ بنائے گئے۔ حضرت موسیٰؑ کے مزاج سے واقف تھے کہ ایک طمانچہ ماردیں تو دَم نکل جائے۔ دریا کے کنارے ایک چٹان کے پاس تھک گئے تب آرام کیا،

toobaa-elibrary.blogspot.com

جب اُٹھے تو بہت جلدی میں چلنا شروع کیا۔ خادم کو لحاظ آیا کہ عجلت میں کہوں نہ کہوں، شاید ناراض ہوں مگر ہوا یہ کہ چلتے چلتے خوب تھکے، بھوک لگی تو حضرت موسیٰؑ نے ناشتہ طلب فرمایا، خادم بولے کہ کیا آپ کو نہیں معلوم، جب ہم اُس چٹان کے پاس تھے تب مچھلی بڑے عجیب انداز میں سمندر میں چل دی' خادمِ خاص کو ڈر تھا کہ کہیں غصّہ نہ کریں، اِس لیے عرض کیا کہ "کیا آپ کو نہیں معلوم" جبکہ موسیٰ علیہ السّلام سو رہے تھے اور خادم جاگ رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی حفاظت میں جاگنا اور ان کے مزاج کا خیال رکھنا بھی سنّتِ اولیاء ہے۔"

" حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ایک بار تقریر فرمائی۔ مجمع میں ایک صاحب بولے، آپؑ سے بڑھ کر کوئی جاننے والا ہے؟ ۔حضرت خاموش رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو فرمایا، دو دریا جہاں مل کر بہتے ہوں اس علاقہ تک جاؤ وہاں ہمارا ایک بندہ تم کو ملے گا جسے ہم نے اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا فرمایا ہے۔

" سنّتِ موسیٰؑ یہ ہے کہ پہلی بار بھول ہوئی معذرت کر لی اور درخواست کی کہ تعلیم حاصل کرنے آیا ہوں، بھول ہو گئی آسانی دیجیے لیکن جب دوسری بار بھی ایسا ہو گیا تب موسیٰؑ سمجھ گئے کہ ان کے ساتھ نباہ ہونا اب مشکل ہے تب کہہ دیا کہ اب اگر کچھ بھی سوال کروں تو آپ مجھے چھٹی کر دیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بھول بہت سے بہت دو بار کی ہوتی ہے تیسری بار بھی یہی کچھ کرے تو بھول نہ کہلائے گی۔

" موسیٰ علیہ السّلام گاؤں پہنچ کر بھوک سے نڈھال ہوئے، بستی کے لوگوں نے کھانا کھلانے سے انکار کیا۔ اِدھر حضرت خضرؑ نے ایک گرنے والی دیوار کو بغیر مزدوری کے، ٹھیک کیا تو موسیٰؑ کو لگا کہ مفت میں کسی کی دیوار بنا دینا، وہ بھی دیوار کے مالک سے پوچھے بغیر۔ پھر اس پر یہ کہ تھکے ہوئے، بھوک سے نڈھال ہیں، اس محنت پر کچھ مزدوری لے لیتے تو دونوں کام ٹھیک ہوتے۔ دیوار تو بن ہی گئی مگر محنت کی اجرت کا کھانا خرید کر کھا لیتے تو یہ زیادہ اچھا ہوتا۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"حضرت خضرؑ نے بھی اب موسیٰ علیہ السلام کو موقع نہ دیا کہ پھر ایک ساتھ سفر ہو بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے قول کا فائدہ اٹھا کر انھیں رخصت ہونے کو کہہ دیا۔"

"اب تینوں بار کے واقعات کی حقیقت بتادی، جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی حکم کے تحت تھا اور کسی انسان کے بس میں نہیں کہ فوراً اس کی حقیقت جان لے یعنی حالتِ سفر میں جس کشتی میں خود بیٹھے ہوں اُسی میں سوراخ کرنا اور راہ چلتے بے گناہ لڑکے کو مار ڈالنا اور گاؤں کے لوگوں نے گستاخی کی کہ کھانا بھی نہ کھلایا اُن کی بستی کے ایک مکان کی دیوار کو مفت میں درست کر دینا۔ یہ کام حضرت موسیٰؑ کو اُلٹے اور عجیب لگے۔"

"حضرت خضرؑ نے تیسرے واقعے کا خلاصہ پیش کیا۔ اُس کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی نیک ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی اولاد کی نگرانی فرماتا ہے اور غیبی مدد سے ان کی حفاظت کا انتظام کر دیتا ہے۔ یتیم بچّے دو تھے جو دور کے بڑے شہر میں رہنے چلے گئے تھے اور اس گاؤں میں ان کے باپ نے اپنے گھر کی دیوار سے سٹا کر خزانہ دفن کر دیا تھا۔ یہ دیوار شکستہ ہو کر گرنے کو تھی اور حضرت خضر اس گاؤں میں پہنچ گئے اور دیوار بغیر مزدوری لیے، مفت میں ٹھیک کر دی۔ حضرت خضرؑ نے یہ تمام کام اپنی مرضی یا اختیار سے نہیں کیے بلکہ حق تعالیٰ کے عین حکم اور منشا کے مطابق کیے، گو عام طور پر اس کی حقیقت بڑے بڑے لوگ بھی وقت سے پہلے نہیں جان سکتے۔

(۱۸- الکہف : آیت ۶۰ تا ۸۲)

(۳) "معلوم ہوتا ہے کہ مدین سے واپسی پر مصر کو جاتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس سفر میں ان کی اہلیہ محترمہ ساتھ تھیں۔ وقت اندھیری رات کا رہا ہوگا۔ آگ کی ضرورت در پیش ہوگی۔ یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ جنگل کے علاقے کے اس سفر میں رات کے وقت حضرت موسیٰؑ سفر کا راستہ بھول گئے تھے۔"

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دور سے جو آگ نظر آ رہی تھی، اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلّی کی ایک کرن تھی جس کا ظہور اُس درخت پر ہوا۔ سورۃ قصص آیت ۳۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں اس کا تذکرہ ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے کہ کوہِ طور کے دامن میں داہنی جانب کے کشادہ میدان کو "طویٰ" فرمایا گیا ہے جس کا اشارہ سورہ قصص کی آیت ۳۰ میں بھی آیا ہے۔ یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ جو جگہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ادب کی ہو، وہاں جوتیاں اتار دینی چاہییے۔"

"اس آیت (طٰہٰ ۴۰) میں کئی باتیں معلوم کرنی چاہییے۔ (۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک بہن بھی تھیں اور نبیؑ کو بھائی بہن ہونا ثابت ہوا۔ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے بھائی تھے۔ (۲) حضرت موسیٰؑ نے مدین میں گھر بسا آباد کیا اور کئی سال وہاں رہے۔ (۳) اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ معلوم ہوا کہ نبیؑ کے گھر بار، بیوی بچّے بھی ہوتے ہیں۔ دیکھیے مزید تفصیل کے لیے سورہ قصص آیت ۱۱-۱۲-۲۷۔"

"حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے مزاج سے واقف تھے۔ چونکہ وہ خود فرعون کے محل میں بچپن سے جوانی تک رہ چکے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ جاتے ہی وہ ہم پر ہاتھ چھوڑے گا اور غصّہ میں لال پیلا ہو کر بھڑک کر چڑھائی کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت ہمّت دلائی کہ میں جو تمہارے ساتھ ہوں پھر کس بات کی فکر ہے اور جبکہ میں خود تمہارے حال سے واقف ہوں اور ایک ایک بات کو سنتا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں۔"

"سیاسی لیڈروں کی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو یہ نہیں کہا کہ اس ملک سے نکل جا، یا اپنی بادشاہت چھوڑ کر ہم کو اختیار دے بلکہ یہ فرمایا کہ اسرائیلی لوگوں کو لے کر ہم تیرے ملک سے چلے جانا چاہتے ہیں کہ تو ان کو بہت ہی ستاتا ہے اور پریشان کیے ہوئے ہے۔ اللہ کی زمین میں جہاں جگہ ملے گی ہم وہاں چلے جائیں گے۔ تجھ پر بوجھ بننا نہیں چاہتے اور تیرے ستم کا نشانہ بھی نہیں بنیں گے۔"

"حضرت موسیٰ علیہ السلام راتوں رات حکمِ الٰہی کے تحت بنی اسرائیل کو لے کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

نکل پڑے۔ اِس ہجرت میں صبح ہوتے ہی سامنے دریا ملا، تب آگے کا سفر ناممکن ہوگیا۔ اب یہ سب لوگ یا تو فرعون کے لشکر کے ہاتھوں بے دردی سے قتل ہوں یا پھر دریا میں کود کر ڈوب مریں لیکن پیغمبرؑ کا اللہ تعالیٰ پر عقیدہ سب سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ میرا ربّ میرے ساتھ ہے اِس مصیبت میں صرف وہی اکیلا ہم کو بچا سکتا ہے۔ حکم ہوا کہ دریا پر لاٹھی مارو اور دریا پھٹ گیا، پانی دونوں طرف پہاڑوں کی طرح کھڑا ہوگیا، بیچ میں سوکھی سڑک بن گئی۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کی قیادت میں اس راستہ پر داخل ہوئے، بیچ میں پہنچے کہ فرعونی لشکر بھی دریا کنارے آپہنچا۔ جلدی میں وہ بھی اس سوکھی سڑک میں گھس پڑا۔ اِدھر حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھی دریائی علاقے سے پار ہوگئے اُدھر فرعون اور اُس کا لشکر دریا کے بیچوں بیچ آگیا پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹھہرے پانی کے پہاڑ بہنے لگے اور سوکھی سڑک پر فرعون اور اُس کا لشکر پانی کے ریلے میں ڈوب کر ایسا غرقاب ہوا کہ ایک آدمی بھی نہیں بچا، صرف فرعون کی لاش کو سمندر کی لہروں نے حکمِ الٰہی کے تحت کنارے پھینک دی جیسا کہ ۱۰ سورہ یونس آیت ۹۲ میں آیا ہے۔"

"طُور پر اللہ نے وقتِ مقرر پر آنے کا وعدہ دیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کے بڑے بڑے ستّر چودھریوں کے ساتھ طور پہاڑ کے داہنی جانب پہنچے، اپنی قوم کے نمائندوں سے پہلے محبتِ الٰہی کے جوش میں بہت تیزی کے ساتھ پہاڑ پر جلدی جلدی چڑھ گئے، تب اللہ نے خوش ہوکر دریافت فرمایا کہ اپنی برادری کے سرداروں کو پیچھے چھوڑ کر جلدی آنے کا کیا سبب ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ حضور، وہ تو میرے پیچھے آ ہی رہے ہیں، دوڑ کر جلدی میں اس لیے حاضر ہوگیا کہ آپ مجھ سے راضی اور خوش ہوجائیں۔"

"اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر ہی معلوم ہوگیا تھا کہ ان کے پیچھے اُن کی قوم میں کوئی فتنہ برپا ہوگیا ہے اور سامری نام کے ایک چودھری نے یہ طوفان کھڑا کیا ہے۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"بچھڑے کی آواز پر ایسے مر مٹے کہ کہنے لگے، اللہ تو ہم میں جلوہ فرما گئے اور موسیٰؑ بھول گئے اور طور پہاڑ کے سفر پر غلطی سے اللہ کو ڈھونڈنے چلے گئے۔"

"ہوا یہ کہ بنی اسرائیل بڑی بھاری تعداد میں مصر سے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ راتوں رات نکل گئے اور دریا پار کر گئے۔ اِدھر فرعون اپنے لشکر سمیت ان کے پیچھے دوڑا اور سمندر میں ڈوب مرا۔ بنی اسرائیل دریا پار ہونے کے بعد میدانی علاقوں میں زندگی کا سفر کرتے چلے آرہے تھے اور ابھی تک کسی شہری آبادی میں ان کا قدم جم نہیں سکا تھا۔ مسلسل سفر میں عورتوں کے زیورات اور گہنے نیز سونے چاندی کے سکے بھی ہوں گے، ان کو رات دن لیے پھرنا اور سنبھالنا بہت مشکل پڑتا تھا۔ قوم میں بے چینی تھی کہ اس کا کیا حل نکالا جائے۔ سامری نام کے ایک چودھری نے یہ تمام زیورات ایک جگہ جمع کرائے اور ہر ایک کو اس کے وزن اور قیمت کی رسید بھی دے دی ہوگی اور اس قیمتی دھات کو پگھلا کر ایک ڈلا بنا لیا پھر شیطان کے اکسانے پر ان تمام زیورات کے اس ڈلے کو بھونڈی شکل کا بچھڑا بنا دیا اور ایک بیل گاڑی پر لاد دیا۔ قافلہ اپنے ساتھ اس بیل گاڑی کو لیے لیے چلتا کہ پوری قوم کے زیورات سکے سب کے سب اکٹھے تھے اس لیے ہر شخص کی حفاظت کی نظر اس بچھڑے پر رہتی تھی۔"

"کہا جاتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے قدموں کے نشان سامری نے دیکھ لیے تھے یا پھر ایسا ہوا ہوگا کہ جبرئیلؑ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے جاتے کے وقت یہ بھی تاک میں لگا رہتا ہوگا اور مقرر راستہ سے جگہ جگہ سے مٹھی بھر دھول اٹھا رکھی ہو اور اُسی دھول کو جو پائے جبرئیلؑ سے مَس ہوئی تھی، سونے کے انگھڑے بچھڑے میں ڈالنے کی اُس کے جی میں اکساہٹ شیطان نے پیدا کر دی ہو۔"

"حضرت موسیٰؑ نے سامری کو بد دعا دی کہ تُو عوام سے الگ تھلگ رہے گا، کوئی تجھ سے نہ ملے گا اور تو بھی کسی سے ملاقات نہ کر سکے گا اور ہوا ایسا ہی کہ جب کوئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

سامری کے پاس آنے لگتا سامری کو تیز بخار اور تپش شروع ہوتی اور ملنے والا جیسے جیسے قریب آئے، سامری کی تکلیف بڑھتی جاتی اور وہ چیخ چیخ کر کہتا کہ آگے مت آؤ، مجھ سے دور رہو دور رہو اور یہ بھی ہوتا کہ خود ملنے والے کو بھی بخار چڑھتا اور وہ بھی بھاگ نکلتا، اس طرح اتنے بڑے چودھری کو اپنی مشرکانہ جعل سازی کی سزا ملی کہ گاؤں شہر سے دور جنگل میں تنہا رہنا پڑا اور وہیں تڑپ تڑپ کر بھوک پیاس سے بے موت مر گیا۔"

(۲۰ - طٰہٰ : آیت ۱۰ تا ۱۲ - ۲۰ تا ۲۴ - ۸۷ - ۸۳ تا ۹۷)

"حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہو کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے قیامت کے آنے کے وقت کو چھپا رکھا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن مجید میں خطاب کر کے کئی جگہ اس قسم کا مضمون آیا ہے۔ دیکھیے (۷) سورہ الاعراف آیت ۱۸۷ اور (۷۹) سورہ النّٰزعٰت آیت ۴۲ - ۴۴"

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سیدھے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے دریافت فرمایا کہ اب تھوڑی دیر میں اس لاٹھی کو اللہ کے حکم سے سانپ بن جانا ہے، حضرت موسیٰؑ اچھی طرح دیکھ بھال کر جواب دیں۔ پھر اس لاٹھی کے سانپ بن جانے کے بعد برابر یہ خیال رہے کہ یہ تو میری ہی لاٹھی تھی جو سانپ بنی ہے۔"

" اندھیری رات کا سناٹا، سفر کا راستہ بھولا ہوا مسافر، دور فاصلے پر اپنی بیوی کو بٹھا کر آگ کی تلاش میں آیا۔ مطلوبہ مقام پر پہنچا تو درخت سے آواز آئی اور اللہ نے منصبِ نبوّت عطا فرمایا۔ چونکہ آگے فرعون جیسے ظالم اور جابر بادشاہ کے مقابلے میں موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا جانا تھا اس لیے انھیں معجزات عطا فرمانے کا اللہ تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں چونکہ ایک اچھی خاصی لاٹھی تھی اور اسی کے بارے میں اللہ نے سوال فرمایا کہ تمھارے سیدھے ہاتھ میں کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے چاروں اور گھبراہٹ کا عالم تھا۔ اس حال میں صرف یہ کہہ دینا کہ یہ میری لاٹھی ہے، اسی پر بس نہیں کیا بلکہ پوری تفصیل بتا دی۔ معلوم ہوا کہ ہاتھ میں عصا یا لاٹھی رکھنا سنّتِ موسویؑ ہے۔ لاٹھی سے اور بھی بہت سے کام نکلتے ہیں۔ یہ مقصود ہو سکتا ہے کہ دشمن کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

مقابلہ کرنا، وحشی جانوروں کو مار بھگانا، بکریوں کے ریوڑ کو قابو میں رکھنا وغیرہ "

" حضرت موسیٰ علیہ السّلام اندھیری رات میں جنگل میں تن تنہا ایک درخت کے پاس جہاں نورِ الٰہی کی تجلّی کا ظہور ہوا۔ آگ سمجھ کر پہنچ گئے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے لیے اِس طرح کی آزمائش کی سخت منزل کا یہ پہلا موقع تھا لیکن اس کے بعد یہ دوسرا موقع ہے کہ اپنے عصا کو حکمِ الٰہی کے تحت جیسے ہی زمین پر ڈالا تو وہ فوراً سانپ بن کر دوڑنے لگا۔ اب اللہ کی طرف سے یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اس دوڑتے ہوئے سانپ کو پکڑ لو، یہ اور بھی بڑی اور بھاری آزمائش تھی۔ بعض بزرگوں نے اس آیت کی شرح میں بتایا ہے کہ بیابان میں رات کے وقت ایک تیز سانپ کو اپنے ہاتھ میں پکڑنا حضرت موسیٰؑ کے لیے واقعی ایک سخت مرحلہ تھا اس لیے اپنے رومال کو سیدھے ہاتھ میں لپیٹا اور سانپ کو پکڑنے لگے، اتنے میں فرشتے نے آواز دی کہ اے موسیٰؑ کیا یہ کپڑا تمھیں سانپ کے کاٹنے سے بچا سکے گا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ بندہ بشر ہوں مجھے ڈر پڑ گیا ہے اسی لیے کپڑا لپیٹ لیا ہے اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میری حفاظت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ جیسے ہی حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے ہمّت کر کے اُسے پکڑا، وہ سانپ پھر ان کی لاٹھی میں تبدیل ہو گیا۔ یہ ایک بھاری اور زبردست معجزہ تھا جو حضرت موسیٰؑ کو عطا کیا گیا تھا "

" حضرت موسیٰؑ علیہ السّلام نے (فرعون کو) جواب میں یہ نہیں کہا کہ میرا ربّ فلاں جگہ رہتا ہے اور چلو دیکھو اور ملاقات کر لو، بلکہ معرفتِ الٰہی کے لیے مخلوق کا تعارف کرایا کہ ہر مخلوق کی بناوٹ کا اپنا سانچہ ڈھانچہ خاص ہے۔ جو میرے ربّ کا عطا فرمایا ہوا ہے اور مخلوق کی کارکردگی اور دنیا میں جینے بسنے کی راہ بھی اُسی نے بتائی۔ تخلیق پر غور کرو اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے کہ سب کا بنانے والا وہی ایک ہے "

" فرعون دراصل حضرت موسیٰؑ کو بحث میں الجھانا چاہتا تھا، اسی لیے پوچھا کہ اگلے جو مر کھپ گئے وہ سب ہمارے طریقے پر مرے تھے، اُن کا کیا حال ہوا؟ ۔ اگر حضرت موسیٰؑ کہتے کہ وہ سب عذاب میں گرفتار ہیں تو فرعون اپنی رعایا کو موسیٰؑ کے خلاف بھڑکا

toobaa-elibrary.blogspot.com

دیتا کہ لو سنو، یہ تو تمہارے باپ دادوں کو برا کہتے ہیں اور جہنمی بتاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس کی چال سمجھ گئے اور آگے کی آیت میں اس کا جواب مذکور ہے"۔

"دعوتِ موسویؑ کا جواب یہ تھا کہ اگلوں کا جو کچھ انجام آخرت میں ہو رہا ہے، وہ سب باتیں قانونِ الٰہی کے مطابق محفوظ ہیں۔ اس بحث سے کیا فائدہ کہ اگلے کس حال میں ہیں بلکہ اصل فائدہ اس میں ہے کہ ہمارا کیا بنے گا؟۔ اس کی فکر ہم آج کرلیں"۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ربّ کی معرفت کے لیے اپنی تقریر میں طریقہ استدلال کے طور پر کائنات میں پھیلے ہوئے نشانات کا استعمال فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شان معلوم کرنا ہو تو غور کرو کہ زمین کو اس نے ہمارے لیے فرش بنا دیا اور جگہ جگہ پہاڑوں، ندیوں، سمندروں کو اس ڈھب پر ڈالا کہ قدرتی راستے بنتے گئے اور زمین پر بارش فرمادی، اگر یہ نہ ہوتا تو ہم زمین کی پیداوار میں رنگ برنگی لذیذ غذائیں پھل فروٹ کیسے حاصل کرسکتے تھے؟"۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو سوچنے سمجھنے کا موقع نہ دے کر مقابلے کے لیے مصر کے قومی تہوار کا بڑا دن، جس میں عوام دور دور سے آتے اور نمائش کرتے اور میلہ لگا کر خوب خوشیاں مناتے، اُس دن کو سب عوام کے سامنے مقابلے کے لیے بطور تجویز کے، فرعون کے سامنے پیش کر دیا، کیونکہ فرعون نے خود اس مقابلہ کی پیشکش کی تھی اس لیے اب مکر جانا اس کے لیے مشکل تھا۔ حضرت موسیٰؑ کو عوام کا اتنا بڑا مجمع آپ سے آپ ہاتھ آیا کہ جو بات ہو، وہ لاکھوں کے سامنے ہو جاتے"۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجمع کے لوگوں کو، جیسے ہی نصیحت کی بھیڑ میں کھلبلی مچ گئی۔ اِدھر فرعون کے افسروں نے دیکھا کہ موسیٰؑ کے چند جملوں سے متاثر ہو کر میلہ کے لوگ اور مقابلے میں آئے جادوگر بھی گھبرا اٹھے اور آپس میں بات چیت میں لگ گئے۔ کوئی کہتا ہوگا کہ ہمیں کیا، ہم اِس قضیہ میں کیوں پڑیں، بادشاہ جانے اور موسیٰؑ جانے۔ یا کسی کی رائے ہو کہ اس مقابلے میں ہم کیوں شریک ہوں، شاید ہم پر عذاب آئے یا کچھ اور صورت سامنے آجائے۔ اس طرح کے مجمع کے انتشار پر قابو پانے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے لیے فرعونی دلالوں نے عوام کے اضطراب کو دور کرنے کے لیے اپنی صفائی میں نیا فریب دیا کہ بھائیو! یہ دونوں جادوگر ہیں اور اگر ان کی چل گئی تو تم پھر اس ملک میں رہ نہیں سکتے، یہاں سے بوریا بستر تم کو سمیٹنا ہوگا، اس لیے مقابلے سے مت بھاگو اور خود اپنی صفوں میں پھوٹ نہ ڈالو بلکہ تازہ دم ہو کر قطار باندھ کر مقابلے میں کھڑے رہو۔"

"جادوگروں نے زمین پر اپنی رسیاں ڈال دیں اور یہ سب زمین پر سرسراہٹ کرتے بے شمار سانپوں کی طرح دکھائی دینے لگیں۔ حضرت موسیٰؑ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرے ہاتھ تو صرف ایک عصا ہی سانپ بنتا ہے اور یہ ہزاروں ہیں، پتہ نہیں مقابلے کی کیا صورت ہوگی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے معجزے میں ایک نئی راہ رکھ دی تھی کہ اب کی بار حضرت موسیٰؑ کے عصا ڈالتے ہی، یہ اژدہا بن گیا اور تمام سنپولیوں کو جو دراصل رسی لکڑی تھے نگل گیا۔ یہ بات اتنی زبردست ہوئی کہ جادوگروں کی اصل پونجی یہ نگل گیا اور پھر حضرت موسیٰؑ نے جیسے ہی ہاتھ میں اسے پکڑا، وہ پھر لکڑی (عصا) بن گیا۔"

"(فرعون نے کہا کہ) موسیٰؑ سے جادوگر نہیں ہارے ہیں بلکہ بنی بنائی سازش سے شاگرد لوگ اپنے استاد سے ہارے ہیں اور ایک طرف ہم سے (ان جادوگروں نے) بھاری رقم اور بڑے بڑے وعدے لیے اور دوسری طرف اپنے استاد سے ہار کر ہم کو عوام میں ذلیل کیا۔ اچھا اب تیار ہو جاؤ کہ ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری جانب کا پیر کاٹ کر کھجور کے جھاڑوں پر تمہاری لاشوں کو لٹکوا دوں گا، تب تم کو معلوم ہوگا کہ موسیٰؑ کی طاقت زیادہ ہے یا میری؟۔ آگے آئے گا کہ فرعون کی یہ چال بھی ناکام رہی۔"

"اس کے پہلے کی آیت میں فرعون نے جادوگروں کو بری طرح مار ڈالنے کی دھمکی دی تھی لیکن اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا بلکہ الٹا جادوگروں نے اس دھمکی کے مقابلے میں صاف صاف، مجمع عام میں اعلان کیا کہ تجھ کو جو کچھ بھی کرنا ہو کر ڈال۔ ہم اپنے ایمان سے پھرنے والے نہیں ہیں۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"جادوگر اب ایمان میں آکر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھی بن چکے تھے۔ خود اس فن کے ماہر تھے اور مقابلے میں سمجھ گئے کہ موسیٰ علیہ السّلام کے پاس جادو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزہ ہے۔ فرعون کی ہر دھمکی کو انھوں نے ٹھکرا دیا اور صاف صاف اعلان کر دیا کہ ایک نبی کے مقابلے میں ہم نکمّے جادوگر اپنے جادو کے مظاہرے کے لیے تیری طرف سے پنجہ آزمائی کو لائے گئے" ہم سے بڑے گناہ کا کام ہوا، ہم اس خطا پر اپنے ربّ سے معافی مانگتے ہیں۔"

"حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پاس حضرت جبرئیلؑ بار بار آتے ہی تھے۔ ایک موقع پر سامری نے۔ جو بڑا ہوشیار، جعل ساز اور چالباز آدمی تھا، انداز سے جبرئیلؑ کے آنے جانے کا راستہ معلوم کر لیا اور اس جگہ کی دھول مٹّی جمع کر لی۔ اس کو اُس نے بچھڑے میں ڈال دیا۔ اب ایک طرف تو حق حلال کے ساتھ، کچھ مشکوک کمائی کے زیورات بھی رہے ہوں اور پھر اس میں جبرئیل علیہ السّلام کے قدموں تلے کی مٹّی پڑ گئی۔ ان میں ٹکراؤ پیدا ہوا اور بچھڑے میں سے کچھ گھبراہٹ اور گائے بھینس جیسی بے تکی آوازیں نکلنے لگیں، جس کے کچھ بھی معنی نہیں تھے لیکن چونکہ بنی اسرائیل پہلے سے گائے پرستی کے مرض میں مبتلا رہ چکے تھے اُس پر دھوکہ کھا گئے۔ اِس موقع پر مُترجم کی ایک تصنیف "قوم یہود" نامی کتاب کے صفحہ ۱۴۶ سے کچھ خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ جب آلِ فرعون کا سارا مال و اسباب بنی اسرائیل کے ہاتھ آیا تو دوسرا مال تو کیا اٹھا پاتے، اسرائیلی خواتین نے مصریوں کے زیوات خوب خوب پہن لیے۔ جتنا پہن سکتی تھیں اور اٹھا بھی لائیں۔ ادھر شام کی طرف کوچ کا نقارہ بجا اور راستے میں زیورات سے لدی لدائی اسرائیلی خواتین کو ریگستانی علاقے میں سفر پر اس بوجھ کو لادے لادے رہنا مشکل نظر آیا۔ بس کیا تھا سامری نامی ایک یہودی، چالاک شعبدہ باز اسی وقت اس کا حل نکال دکھایا۔ تمام زیورات کو گلا کر ایک شکل دے دی۔ جو بچھڑے سے مُشابہ تھی۔ بچھڑے کا اثر تو دل میں باقی تھا ہی، اس لیے توجہ بھی اسی طرف گئی۔ اُدھر حضرت جبرئیلؑ کا آنا جانا روز جاری تھا۔ توریت کا نزول ہو رہا تھا۔ ایک موقع پر سامری

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے حضرت جبرئیلؑ کے قدموں کی نورانی شعاعیں جہاں روشنی ڈال چکی تھیں، وہاں سے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھالی۔ اِدھر سونے کا بچھڑا بن کر تیار کھڑا تھا۔ بیلوں کے ذریعہ کھینچ کھینچ کر قافلہ اُسے اپنے ساتھ لیے چلتا۔ سامری نے اُس بچھڑے میں یہ مٹی ڈال دی۔ مالِ غنیمت تھا ایک مزاج کا اور فرشتے کے قدم سے زمین کی مٹی کا ایک دوسرا مزاج اور دونوں کے یکجا ہونے پر تکرار شروع ہوئی اور بچھڑے سے کچھ الٹی سیدھی آوازیں نکلیں۔ بس شور برپا ہوگیا بنی اسرائیل میں کہ خدا ہم میں تشریف لے آئے۔ اِدھر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طلبی پر طور تشریف لے گئے تھے۔ یہودیوں نے اعلان کر دیا کہ ہمارا اور موسیٰؑ کا خدا یہیں موجود ہے مگر موسیٰؑ تو بھول کر کوہِ طور چلے گئے۔ کیا عجیب و غریب واقعات ہیں۔ بنی اسرائیل کے۔ اُن کو پائے جبرئیلؑ سے ایسی زبردست طاقتور چیز ہاتھ آئی کہ آج کسی کے ہاتھ آنی ممکن ہی نہیں۔ شعاعی طاقت کے ظہور کے اس دور میں بھی پائے جبرئیلؑ کے ہم پلّہ کسی کرن کا اثر کسی مٹی پر ہو اور وہ مُشتِ خاک ہاتھ آئے تو دنیائے سائنس میں ہلچل مچ جائے۔ بنی اسرائیل کے نصیب میں کب تھا کہ اُسے محفوظ رکھتے۔ ان کے نصیب میں ہوتا تو عمالقہ سے لڑنے میں نامردی دکھاتے کے باعث چالیس سال تک انھیں صحرانوردی کا جو عذاب بھگتنا پڑا، وہ ہلکا ہو جاتا۔ اگر اُسی مُشتِ خاکِ پائے جبرئیل علیہ السلام کو عمالقہ پر چھوڑ دیتے۔ مگر ظالموں نے بچھڑے کے منہ میں اُسے جا چھوڑا۔ اب تک لوگ بے سند ہی بچھڑا پرستی کرتے ہوں گے مگر۔ بنی اسرائیل نے اُس کی بھی سند مشرکین کے حوالے کر دی۔ اس طرح سے جبرئیلؑ کے قدموں کے نشان کا حصّہ، ایک غلط کام میں استعمال کر بیٹھے، جس کی سزا انھیں مدّتوں بھگتنی پڑی اور اہلِ کتاب ہو کر بھی۔ بچھڑا پرستی کے بانی قرار پائے۔ لاحول ولاقوۃ "

"(۷) سورہ الاعراف آیت ۱۵۰ میں آگیا ہے کہ کوہِ طور سے واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑا پرستی کا یہ منظر دیکھا تو سب سے پہلے حضرت ہارون علیہ السلام سے مخاطب ہوئے اور ڈانٹا کہ تم نے انھیں ایسا کرنے سے روکا کیوں نہیں؟۔ اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

ناراض ہو کر اُن کی ڈاڑھی پکڑی اور سر کے بال پکڑ کر گھسیٹنا شروع کیا۔ اس پر حضرت ہارون علیہ السّلام نے جواب میں کہا کہ میں نے انھیں خوب سمجھایا اور نصیحت بھی بہت کی، لیکن اگر سختی کرتا تو بڑا ہنگامہ ہوتا اور قتل و غارت گری بھی ہو جاتی۔ یہ لوگ تو خود مجھے قتل کرنے کی تیاری میں تھے کہ آپ آ گئے۔"

(۲۰۔ طٰہٰ: آیت ۱۵ تا ۲۱۔ ۵۰ تا ۹۴۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) "(فرعون نے کہا کہ) ہم نے پالا پوسا، ہمارا دیا تم نے برسوں کھایا پیا، ہمارے ایک آدمی کو بھی مار ڈالا اور یہاں سے فرار بھی ہو گئے اور اب ہمارے منہ پر آ کر بے ادبی سے ایسی باتیں کہتے ہو۔"

"(موسیٰؑ نے فرمایا کہ) بچپن میں تم نے میری پرورش کی اور بے خبری میں تمھارا ایک آدمی میرے ہاتھوں مارا گیا، یہ تمھارے اتنے بڑے احسان تو نہیں کہ میری پوری قوم کی قوم کو غلامی میں جکڑ رکھو۔"

"موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے وعظ میں دربارِ فرعون میں بڑی دلیری و ہمّت اور طاقت سے، اللہ کے بھروسہ پر دعوتِ توحید پیش کی جس میں یہ جملہ بہت اہم ہے کہ اللہ تمھارا تو پالنہار ہے ہی، لیکن تم سب کے باپ دادے بھی اُسی کا دیا کھا پی کر مر کھپ کر اسی کے دربار میں پہنچ گئے۔ بھولو مت کہ تم کو بھی اُسی کی طرف رجوع ہونا ہے۔"

بھرے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے للکارا کہ فرعون تو اور تیرے درباری اور تم سب کے باپ دادے، جس کی روزی سے پلتے ہو، اسی کی بندگی کی میں دعوت دے رہا ہوں۔ اس پر فرعون کو کچھ۔ جواب نہ سوجھا تو الٹا یہ کہنے لگا کہ دربار کے آداب کا بھی اس شخص کو ذرا خیال نہیں۔ یہ تو دیوانے جیسی باتیں کرتا ہے۔ ہمارے راج محل میں ایسی ہمّت دکھانا کسی عقلمند آدمی کا کام نہیں۔"

"فرعون کی طرح اب بھی دنیا میں بہت سے سیاسی لوگ جھوٹ سے اپنا کام چلاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اپنی تقریر میں یہ کبھی نہیں کہا تھا کہ مصر سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہم فرعون اور اُس کی قوم کو نکال دینا چاہتے ہیں بلکہ حضرت موسیٰؑ کا صرف یہ مطالبہ تھا کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو۔ ہم خود تمھارا ملک چھوڑ کر کہیں اور چلے جائینگے لیکن فرعون نے اپنے درباریوں کو اکسایا کہ یہ تم کو اپنے جادو کے بل پر تمھارے وطن سے بے دخل کرنے آیا ہے۔"

"بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزادی ملنے پر فرعون سے بھی کہیں زیادہ ساماں اور اسبابِ دُنیا ملنے کا راستہ ہموار ہو گیا۔"

(۲۶-الشعراء: آیت ۱۸ تا ۲۷-۳۵-۵۹)

"جادوگر اپنی روزی روٹی میں کسی بڑی رقم کے امیدوار نہیں ہوتے، انھوں نے دیکھا کہ بڑی آسانی ہاتھ آئی ہے کچھ اچھی رقم مانگ کر معاملہ طے کریں مگر بے چارا فرعون بدحواسی میں ان جادوگروں کو وزیر بنانے کا وعدہ کر چکا۔ جیسا کہ آگے کی آیت میں آرہا ہے۔"

جیسا کہ (۲۰) سورہ طٰہٰ کی آیت ۶۵-۶۶ میں آچکا ہے کہ پہلے تو جادوگروں نے خود ہی مجمع عام میں حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ اے موسیٰؑ! کیا تم پہلے ڈالتے ہو یا ہم اپنا جادو ڈال کر دکھائیں۔ تب موسیٰؑ نے فرمایا کہ تم ہی ڈالو، جو کچھ تم کو ڈالنا ہے۔"

"جادوگر چونکہ اس فن کے ماہر تھے اور بہت ہی بڑے بڑے پاکھنڈی جادوگر جمع کیے گئے تھے۔ فن کار فن کو جانتا ہے۔ جادوگر پہلی نگاہ میں جان گئے کہ موسیٰؑ جادوگر ہرگز نہیں ہو سکتے، اگر جادوگر ہوتے جیسا کہ فرعون نے مشہور کر رکھا تھا، تو خود موسیٰؑ بھی اپنا کرتب دکھلاتے مگر یہاں بات الٹی پڑی، کرتب نہیں دکھایا گیا بلکہ جادوگروں نے جو کرتب دکھایا تھا موسیٰؑ کی لاٹھی نے سانپ بن کر ان ہزاروں ہزار لاٹھیوں اور رسیوں کو اور جو کچھ سامان جادوگروں کے تھیلے میں ہو گا اُن سب کو نگل گیا۔ اِس منظر نے جادوگروں کے دل میں ہلچل مچا کر ایمان پیدا کر دیا کہ موسیٰ علیہ السّلام جادوگر ہرگز نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبرؑ ہیں۔"

(۲۶-الشعراء: آیت ۴۱ تا ۴۸ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

⑤ "معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنی اہلیہ صاحبہ کو لے کر سفر میں تھے۔ سخت سردی کا موسم اور رات اندھیری تھی، شاید پگڈنڈی کا راستہ اندھیرے میں بھول گئے ہوں اور اہلیہ صاحبہ کو دردیا ٹھنڈی کے سبب آگ سے تاپنے کی ضرورت پیش آئی ہو۔"

"ادھر گھٹا ٹوپ اندھیاری، رات میں شدت کی سردی کا عالم، ادھر حرارت اور تیز روشنی سے نور کی کرن، شعلۂ نور آگ کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ حقیقت میں وادیٔ طور کے علاقے میں ایک درخت کے اردگرد نہایت ہی تیزی سے تجلّیاتِ ربّانی کا ظہور ہوا، جس کے سبب دامن طور کا یہ درخت نورِ الٰہی کی مقدّس شعاعوں کا مرکز بن گیا، جس کی وجہ سے نہایت روحانی حسن وجمال کا منظر پورے درخت کے آس پاس پھیل گیا۔ نورٌ علیٰ نور۔" (۲۷ - النمل: آیت ۷-۸)

⑥ "اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقدیر کا لکھا یہی تھا کہ موسیٰ علیہ السّلام کی پرورش فرعون کے راج محل میں ہو اور جوان ہو کر فرعون ہامان اور ان کے لشکر کی بربادی کا سبب بھی یہ بے بس لڑکا بن جائے۔ جو صندوق میں پڑا دریا کی موجوں کے ذریعہ فرعون راج محل میں پہنچا دیا گیا۔"

"حضرت موسیٰؑ راج محل میں رہتے ہوں گے جو شہر کے باہر کا علاقہ ہو گا۔ شہر میں اپنی قوم کی دیکھ بھال کے لیے اس وقت داخل ہوئے جب بستی میں سناٹا تھا۔ شاید سخت گرمی میں لوگ دوپہر کو اپنے اپنے گھروں میں آرام کرتے ہوں گے، آپ نے ایک سنسان سڑک پر دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے دیکھا تو اُن کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک مصری فرعونی تھا اور دوسرا اُن کی برادری کا اسرائیلی مسلمان تھا۔ مصری اُسے خوب مارپیٹ رہا تھا۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰؑ سے درخواست کی کہ مجھے اس ظالم سے بچائیں۔ حضرت نے بیچ بچاؤ کیا، سمجھا بجھا کر دونوں کو چھڑا دیا ہو گا۔ اس میں سے مصری کچھ زیادہ تیزی بتا رہا تھا، حضرت موسیٰؑ نے اُسے یوں ہی ایک گھونسا مارا، بس اس سے پانی نہیں مانگا اور وہیں مر گیا۔ اس پر حضرت موسیٰؑ کو بڑا افسوس ہوا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ یہ کیا بات ہوئی، ذرا سا مُکّا مارا اور مصری ڈھیر ہو گیا۔ اِس واقعہ سے تو شہر میں بڑا طوفان کھڑا ہو سکتا ہے اور مجھے اور میری قوم کے خلاف مصری عوام اور فرعونی حکومت دنگے فساد، مارکاٹ کا بازار گرم کرے گی، یوں بھی مصری حکام حضرت موسیٰؑ کی تاک میں رہتے تھے کہ غیر قوم کا آدمی ہے، زور پکڑ جائے گا تو بڑی مشکل ہو گی۔ اب یہ تازہ قتل کا واقعہ ہاتھ آنے سے، دیر نہ کریں گے اور موسیٰ علیہ السّلام کے خلاف قانونی اور عوامی طور پر بدلہ لینے کا ماحول فوراً تیار کر ڈالیں گے۔"

"قتل کی خبر، یوں بھی چھُپی نہیں رہتی لیکن یہاں تو خود جس کی مدد کرنی چاہی تھی اُسی کی زبان سے چرچا جاری ہوا کہ موسیٰؑ نے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ اس کی اطلاع دربارِ فرعون میں پہنچ گئی، پھر حضرتؑ نے یہ رات شہر میں گذاری تھی۔ راج محل میں آئے بھی نہ تھے اس لیے درباری افسروں وزیروں کو یہ فیصلہ کرتے دیر نہ لگی کہ اب موقع اچھا ہے۔ موسیٰؑ کو قانون کے شکنجہ میں لاکر قانون کا نشانہ بنا دینا چاہیے لیکن حضرت موسیٰؑ کا ایک خیر خواہ یہ خبر پاکر حضرت موسیٰؑ کو اطلاع دینے شہر پہنچ گیا۔ یاد رہے کہ سرکاری افسروں کے بنگلے اکثر شہر کے باہر ہوتے ہیں، اسی لیے فرمایا کہ شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا موسیٰؑ کو خبر دینے آیا۔"

"بے سروسامانی کی حالت میں کھڑے کھڑے ہی سفر میں روانہ ہوئے۔ اندیشے اور فکر میں ایسے پریشان تھے کہ کس راستہ پر، کیسے نکل کر کہاں جائیں، یہ بھی سمجھ میں آنے والی بات نہ تھی۔ سامانِ سفر بھی ساتھ میں کچھ نہ تھا، چلتے چلتے ہی دعا میں مشغول ہوئے کہ کہیں اس ظالم قوم کا پنجہ مجھ پر پڑ گیا تو چھوڑیں گے نہیں۔ میرے ربّ مجھے اُن سے نجات کی راہ سجھا دے۔"

"بغیر سامان و اسباب کے حضرت موسیٰ علیہ السّلام چل پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے اُن کا رخ علاقہ مدین کی طرف کر دیا۔ جہاں فرعون کی عملداری نہیں تھی۔"

"طاقتور امانت دار اور بھلے آدمی ہونے کا تجربہ تو گھاٹ پر ہو چکا تھا کہ پردیسی

toobaa-elibrary.blogspot.com

آدمی ہے اور کہیں سہارا پکڑنا چاہتا ہے اس لیے کیوں نہ اسے ملازم رکھ لیا جائے جیسے کہ ابّا جان خود ہی اب تک کسی بہتر اچھے امانت دار آدمی کی تلاش میں تھے، اِس لیے ایک صاحبزادی نے اپنے باپ کو مشورہ دیا۔ کوئی بیٹا نہ ہونے کے سبب یہ بزرگ بھی چاہتے تھے کہ گلہ بانی یا کھیتی باڑی کے لیے کوئی ایمان دار محنتی آدمی ملے اور اُنھیں گھر بیٹھے اللہ تعالیٰ نے پہنچا دیا۔ ان کی ضرورت بھی پوری ہوئی اور موسیٰ علیہ السّلام کو پاؤں دھرنے کی جگہ بھی مل گئی۔ اللہ تعالیٰ واقعی مسبب الاسباب ہے، ہر ایک کے کام کا کوئی نہ کوئی سبب کھڑا کر دیتا ہے۔"

"معلوم ہوا کہ دورِ موسیٰؑ میں بھی دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں لینا منع ہوگا اس لیے ان بزرگ نے فرمایا کہ میں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو آپ کے نکاح میں دینا چاہوں گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ دونوں بہنوں کو آپ کے نکاح میں دونگا۔"

(۲۸-القصص: آیت ۸ تا ۲۷)

"موسیٰ علیہ السّلام کو دریا میں ڈال دینے کی عملی شکل (۲۰) سورہ طٰہٰ آیت ۳۸-۳۹ میں یہ بتائی گئی کہ ایک صندوق بنا کر اس میں موسیٰؑ کو رکھ دو اور لکڑی کا یہ صندوق دریا میں ڈال دو۔ اب ہمارے حکم کے تحت دریا کا یہ کام ہے کہ اس صندوق کو ٹھیک فرعون کے راج محل کی طرف تیرا تا ہوا پہنچا دے۔"

"فرعون کے محل میں گھنٹوں سے ہلچل مچی ہے۔ فرعون چیخ رہا ہے کہ یہ بچّہ اسرائیلی ہے اسے مار ڈالا جائے۔ لیکن بیگم فرعون نے ضد پکڑی کہ اتنا اچھا بچّہ تم مار ڈالو گے۔ یہ کام میں تم کو ہرگز نہ کرنے دوں گی۔ ہم بے اولاد ہیں، گھر بیٹھے اولاد ملی ہے، بڑا ہو کر راج پاٹ کا کام سنبھالے گا۔ ایک بچّہ سے اتنا کیوں ڈرتے ہو کہ وہ تمھاری حکومت ختم کر ڈالے گا۔ دوسری طرف موسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہر دیکھنے والے کے دل میں رحم ڈال دیا۔ تیسری جانب روتے ہوئے بچّے کو دودھ پلانے والی دایہ خادمہ کی لائن لگا دی گئی مگر اللہ نے ہر ایک کا دودھ، موسیٰؑ کو پینے سے روک دیا۔ وہ کسی بھی دایہ کی چھاتی کو مُنہ نہ لگاتے۔ پورے محل میں چیخ پکار مچی تھی۔ اتنے

میں موسیٰ علیہ السلام کی بہن اپنی ماں کے حکم پر دریا کنارے چلتے چلتے راج محل تک پہنچ گئیں اور اجنبی بن کر راج گھرانے میں بول پڑیں کہ آپ چاہیں تو میں نیک دل خیرخواہ گھرانے کا پتہ بتاتی ہوں۔ یہ لوگ بچّے کی پرورش بہت ہی اچھے انداز میں کریں گے اور آپ خوش ہو جائیں گے۔ بیگم فرعون نے فوراً اس تجویز کو قبول کر لیا اور موسیٰ علیہ السلام پھر اپنی ماں کی گود میں پہنچا دیئے گئے۔ ہر روز دودھ پلا کر نہلا دھلا کر شاہی خاندان کے طور طریقوں کے کپڑے پہنا کر موسیٰ علیہ السلام کو راج محل میں بیگم فرعون کے پاس لایا جاتا اور وہ خوب خوش ہو کر موسیٰؑ کو پیار سے رکھتی۔ جب رونے لگتے تو پھر ان کی والدہ کے یہاں پہنچا دیا جاتا۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ہوئی اور خوب ہوئی اور جوان ہو کر راج دربار کے کام کاج میں بھی حصّہ لینے لگے۔ درباری لوگ جانتے تھے کہ یہ بنی اسرائیل میں سے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی حفاظت موسیٰ کو ایسی تھی کہ کسی کو آنکھ ملانے کی ہمت نہ تھی۔"

"راج پاٹ کے کام کاج میں شاہزادوں کی طرح حصّہ لیا۔ بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ اپنی حد تک جہاں تک ہو سکتا تھا، اسرائیلی مسلمانوں کے لیے فرعون کے ظلم و ستم سے بچانے کی پوری کوشش کرتے۔ توریت میں آتا ہے کہ فرعونی قوم، بنی اسرائیل سے بھاری بھاری مزدوری کے کام لیتی اور افسر لوگ، اسرائیلی مسلمانوں کی پیٹھ پر کوڑے برساتے ہفتہ میں کسی دن انھیں چھٹّی نہ ہوتی۔ پیٹ بھر کھا بھی نہ سکتے، اتنی کم مزدوری ملتی اور جبری کام ان سے کرائے جاتے۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسے ظالمانہ قانون میں تبدیلی کرائی حکمت اور دانش مندی سے فرعونی پارلیمنٹ میں یہ تجویز پاس کرائی کہ اگر ایک قوم سے مسلسل مار کوٹ کر جبری کام ہم لیتے رہیں گے تو قوم کی قوت ختم ہو جائیگی اور خود حکومت کا نقصان ہوگا، اس لیے ضروری ہے کہ ان کو پیٹ بھر کھانا ملے اور سب حاجت و ضرورت ان کی پوری ہو تاکہ کام زیادہ کر سکیں۔ نیز ہفتہ میں ان کی ایک روز کی چھٹی منظور کرالی، اس دلیل پر کہ محنت کش طبقے کو ہفتہ میں ایک دن آرام ملنے سے ان کے کام کرنے کی صلاحیت بڑھے گی۔ اس طرح دانائی سے حکومت کو بھی مطمئن کر دیا اور اپنی قوم کو سہولت اور آسانی

toobaa-elibrary.blogspot.com

دلانے کی کوشش جاری رکھتے تھے۔ یہودی صحیفہ "تالمود" میں یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام بنی اسرائیل کی چھاؤنیوں میں جاتے اور اپنی قوم کی خبر گیری بھی کرتے اور ان کی مصیبتوں میں کمی کرانے کے لیے حکومت پر برابر دباؤ ڈالتے رہتے۔ خود بھی دربار میں اہم شخصیت کے حامل تھے اور بیگم فرعون انھیں بیٹے کی طرح چاہتی تھیں، اس بنا پر فرعون باوجود تاؤ کھاکر بھی حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے خلاف کارروائی میں ہمیشہ ہچکچاتا، مگر قدرت نے اپنا ایک فیصلہ مصر سے ہجرت کا جاری کیا اور موسیٰؑ کو مصر چھوڑنا پڑا۔"

" (لڑائی کرنے والوں میں) ایک اسرائیلی اور دوسرا فرعونی تھا، دونوں کی لڑائی میں (حضرت موسیٰؑ) چھڑانے گئے۔ زیادتی کرنے والا حکومت کی جماعت کا آدمی تھا، اُسے سمجھایا بجھایا مگر اس نے منہ زوری کی، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اُسے ایک گھونسہ مار کر چپ کردیا مگر اُس نے دم توڑ دیا۔ اب حضرت موسیٰؑ کو پریشانی ہوئی کہ یہ تو قتل ہوگیا۔ فرعونی قوم اس قتل پر بڑا ہنگامہ کھڑا کرے گی۔ انھوں نے راج محل نہ جاکر رات شہر میں آنکھوں آنکھوں میں کاٹ دی کہ اب کیا ہوگا؟۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ پھر دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں اور ایک نے حضرت موسیٰؑ کو فریاد کی کہ مجھے بچاؤ بچاؤ۔ حضرت نے دیکھا کہ یہ وہی آدمی ہے جس نے کل سڑک پر لڑتے ہوئے حضرتؑ کو آواز دی تھی۔ آج پھر یہ آدمی دوسرے سے لڑائی میں مشغول ہے اور مجھے آواز دے رہا ہے۔ حضرتؑ نے اس پر غصہ کیا کہ تو ہی فسادی معلوم ہوتا ہے کہ روز راہ چلتوں سے لڑائی مول لیتا ہے۔ مگر نزدیک گئے تو دیکھا کہ ایک فرعونی سپاہی اسے لبِ سڑک کوڑے لگائے جارہا ہے۔ اور فرعونی لوگ اسی طرح اسرائیلی قوم کو مار پیٹ کر کے دبائے رکھتے تھے جس طرح ہمارے یہاں برطانیہ کے زمانے میں پولیس والے ہندوستانی عوام کو بے عزت کر کے ان کی پٹائی کرتے تھے۔ مگر اصل واقعہ معلوم ہونے پر فرعونی پر ہاتھ چلانے کا جیسے ہی ارادہ کر کے حضرتؑ آگے بڑھے تو وہ اسرائیلی یہ سمجھا کہ شاید مجھے ڈانٹا ہے تو مجھے ہی مار ڈالیں گے اس لیے اس کے منہ سے نکل پڑا کہ موسیٰؑ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کل جس طرح ایک آدمی کو تم نے مار ڈالا ہے ویسے ہی مجھے بھی مار ڈالو گے۔ تم اس دھرتی پر اپنا زور بتانا چاہتے ہو، اصلاح کرنا نہیں چاہتے۔ لڑتے ہوئے کو چھڑانے کے بجائے جان سے مار ڈالتے ہو۔ اس طرح اس کے وعظ سے یہ بات کھل گئی کہ کل والا قتل موسیٰؑ کے ہاتھ سے ہوا تھا اور اس آدمی کے مُنہ سے یہ راز فاش ہوا، جس کی جان بچانے کو موسیٰؑ نے کل اُس کے دشمن کو گھونسا مارا تھا۔ یہ واقعہ آگے نیا موڑ لیتا ہے۔ اگلی آیات پر غور کیجیے۔"

"(حضرت موسیٰ علیہ السّلام) چلتے چلتے مَدین کے علاقے میں پہنچے۔ پانی کا پن گھٹ دیکھا تو ٹھہر گئے۔ قبائلی علاقہ ہونے سے لوگ اپنے اپنے ریوڑ کو پانی پلانے اِس گھاٹ پر جمع تھے۔ دور ہٹ کر دو لڑکیاں کھڑی تھیں۔ حضرت موسیٰؑ کو تعجب ہوا کہ ان کا یہاں کیا کام ہے۔ پوچھا کہ تم یہاں کیوں کھڑی ہو۔ لڑکیوں نے جواب دیا کہ ہم سے پانی کے بھاری بھاری ڈول نہیں کھینچے جاتے۔ یہ چرواہے پن گھٹ چھوڑ جائیں گے تو گھاٹ میں بچا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلا کر اپنا کام پورا کر کے گھر جائیں گے ہمارے باپ بہت ہی ضعیف ہونے کے سبب ہم کو، اس کام کے لیے دور ہٹ کر کھڑے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ تب حضرت موسیٰؑ نے ڈول کھینچ کر پہلے ان کی بکریوں کے لیے پانی نکال دیا تاکہ بے سہارا جوان لڑکیاں انتظار میں نہ کھڑی رہیں "لیڈیز فرسٹ" والے شاید نہیں جانتے کہ نبیوں نے طبقۂ نسواں کو سہولت پہنچانے کے راستے امّت کو تعلیم فرمائے ہیں اور عورت کی عزّت و حیا ناموس اور مرتبے کو بڑی اہمیت دی ہے۔"

"گھاٹ کے آس پاس گھنے درخت تھے وہاں جا کر حضرت موسیٰؑ نے قیام کیا۔ بھوک لگی تھی، بڑے درد سے اللہ تعالیٰ کو پکارا کہ اب جو بھی کچھ میرے لیے انتظام فرما دے، میں فقیر حاجت مند ہوں۔"

"لڑکیاں خلافِ معمول اپنے ریوڑ کو پانی پلا کر جلدی گھر لوٹ آئیں تو والد نے سبب پوچھا کہ اتنی جلدی آج کیسے واپس چلی آئیں۔ دونوں لڑکیوں نے حضرت موسیٰؑ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا واقعہ بیان کیا کہ اوّل تو ہمیں ڈانٹ کر پوچھا کہ تم یہاں کیوں کھڑی ہو۔ پھر ہم نے جب اپنی مجبوری بتائی تو خود اکیلے ہی بڑے بھاری ڈول سے پانی نکال کر ہمارے تمام جانوروں کو پانی سے سیراب کر دیا۔ اس کے بعد کچھ بھی بات نہ کی اور درخت کی چھاؤں کی طرف یہ آدمی چلا گیا۔ تب لڑکیوں کے والد نے کہا کہ ایسے نیک آدمی کی مہمانی کرنی چاہیے۔ جاؤ اسے بُلا لاؤ۔ تب ایک لڑکی شرماتی لجاتی ہوئی آئی اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو کہنے لگی کہ میرے والد صاحب آپ کو طلب فرما رہے ہیں کہ آپ نے جو ہماری خدمت انجام دی ہے اس پر آپ کی مہمانی کا حق ادا کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام بھوک سے نڈھال تھے ہی فوراً اس لڑکی کے پیچھے چل پڑے۔ لڑکی آگے اور موسیٰ علیہ السّلام پیچھے۔ لڑکی کا دوپٹہ لہراتا تھا اس پر موسیٰ علیہ السّلام نے اس سے کہا کہ تم میرے پیچھے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السّلام کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ایک جوان لڑکی سامنے چلے اور رومانی منظر کشی ہو، بلکہ خود آگے ہو کر پیچھے پیچھے آنے کو کہا۔ جب اس لڑکی کے والد کے پاس پہنچے تو تمام ماجرا بیان کیا۔ یہ کوئی اللہ والے بزرگ تھے، فرمایا کہ بہت اچھا ہوا کہ ظالموں سے تم کو چھٹکارا مل گیا۔ اب یہاں بے خوف رہو۔ اللہ کا فضل ہے، اب آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں "

(۲۸ - القصص : آیت ۷ تا ۲۵ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۷) "ایک بڑا آدمی تھا جو فرعون کا رشتے ناتے والا ہوگا۔ دربار میں ایک اعلیٰ عہدے پر تھا۔ وہ ایمان لا چکا تھا لیکن اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا۔ دربار میں جب موسیٰ علیہ السّلام کو قتل کر ڈالنے کی تجویز زیر غور تھی، تب اس نے بڑی حکمت سے اپنی اس تقریر میں فرعون اور درباری وزیروں کو موسیٰؑ کے خون سے ہاتھ نہ رنگنے کی صلاح دی۔ معلوم ہوا کہ حکمت کے تحت ایمان کو چھپایا جا سکتا ہے تاکہ اہلِ ایمان کے بچاؤ کے لیے کافروں کو سمجھانے بجھانے کا موقع ملے۔ آیت ۳۵ تک اسی درباری مومن وزیر کی تقریر جاری ہے جبکہ بیچ بیچ میں فرعون بھی اس کی تقریر میں اپنی رائے پیش کرتا ہے جیسے کہ آیت ۲۹ کے آخر میں ہے "

toobaa-elibrary.blogspot.com

" بھرے دربار میں اُس بڑے وزیر نے ایک اصلاحی تقریر کرکے، کونسل کو موسیٰؑ کے قتل سے روکنے کی پوری کوشش کی۔ یہ آدمی بڑا مدبر عاقل اور با اثر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود فرعون بھی اُس باوقار وزیر کی تقریر کا جواب دینے میں جھینپ رہا تھا، اس لیے بیچ میں فرعون نے یہ نہیں کہا کہ اپنی بکواس بند کرو۔ میں جو کہتا ہوں وہی ہوگا، بلکہ اس نے بھی صلاح و مشورہ اور وعظ کے انداز میں، دربار میں اپنی بات پیش کی کہ دیکھو، موسیٰؑ کے قتل کر ڈالنے میں ہی تم سب کی بھلائی ہے، میں تم کو جو بات سمجھاتا ہوں اُسی میں تمہارا بچاؤ ہے۔ لیکن اس کے بعد پھر درباری مومن وزیر کی تقریر جاری ہوئی جیسا کہ آگے آیت ۳۰ میں ہے "

(۴۰۔مومن : آیت ۲۸ – ۲۹)

داؤد علیہ السّلام و سلیمان علیہ السّلام

(۱) " ایک برادری کی بکریوں کا ہجوم کسی کھیت پر جا پڑا، تمام فصل ادھ مری ہوئی اور کھیت ویران ہوا۔ یہ مقدمہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں آیا تو آپ نے حکم جاری فرمایا کہ کھیت والوں کے نقصان کی بھرپائی میں بکریاں انھیں دے دی جائیں کہ کھیتی کی کل پیداوار کا نقصان اور بھیڑ بکریوں کی قیمت برابر کے لگ بھگ تھی اور فیصلہ درست تھا مگر حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا کہ اس میں ایک فریق کو قطعی طور پر مفلوج ہونے سے بچایا جا سکتا ہے اگر یوں کیا جائے کہ بکریوں کا دودھ اور بھیڑوں کا اُون، بسریاں، بال وغیرہ اور نسل کی پیدائش بھی کھیتی والے اپنے استعمال میں رکھیں اور جب تک بکریوں والے کھیت کو پانی کی سینچائی اور آب پاشی اور محنت کرکے کھیتی جیسی تھی، ویسی حالت میں لے آئیں تب کھیتی والوں کو کھیت سپرد کریں اور اپنی اصل بکریاں واپس لے جائیں۔ اس سمجھوتے والے فیصلے میں دونوں فریق کی آپس میں رضامندی بھی ضروری تھی کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ فیصلہ، سمجھوتہ اور قرارنامہ کے تحت آتا تھا، اس میں دونوں کی معاشی حالت بگڑنے سے بچ گئی اور فیصلہ بھی ہو گیا۔ اب کسی کو شبہ نہ ہو کہ کھیت والے کی ایک فصل تو ہاتھ سے گئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دودھ، اُون، بمریاں، بال کے علاوہ جانوروں میں نسل کی پیدائش سے اتنا کچھ ہو جاتا ہوگا کہ ایک کھیتی کے نقصان کی بھرپائی کے برابر ہو جائے۔ ادھر بکری والوں کی پوری محنت مشقّت سے اُن کی لاپرواہی کی سزا تو انھیں مل گئی کہ ایک وقت تک انھیں کھیتی کے سنوارنے بنانے میں کڑی محنت کرنی پڑی لیکن اصل لاگت ان کی بھیڑ بکریاں جتنی تھیں انھیں مل گئیں، اس میں دونوں کا کام ہو گیا۔" (۲۱-الانبیاء: آیت ۷۹)

"اب رہی بات پہاڑوں اور پرندوں کی جو حضرت داؤد علیہ السّلام کے ساتھ مل کر اللہ کی تسبیح بیان کرتے تھے۔ حضرت داؤد جب مناجات اور دعا، تسبیح اور حمد میں لگتے تو انسان تو کیا، پتھر بھی پگھل جاتے اور پرندے بھی حضرت کے ساتھ مناجات میں شامل ہوتے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (۳۴) سورہ سبا، آیت ۱۰ (۳۸) سورہ صٓ آیت ۱۸-۱۹"

"تیر تلوار کی مار سے جسم کے بچاؤ کے لیے کڑیوں اور زنجیروں سے سَر کا کوچ یعنی کنٹوپ اور گردن سے چھاتی تک لوہے کی کڑی کا کرتا، نیچے دونوں پاؤں تک آہنی کڑی کے موزے اس طرح ایک فوجی کا پورا جسم آہنی زنجیر سے بنے لباس میں محفوظ ہو گیا، جس کے نمونے آج بھی ہمارے یہاں کے مغل دَور کے بچے کھچے سامان، جو عجائب گھر میں ہیں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس کی کاریگری کی ابتدا حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے سے ہوئی، بعد میں لوگوں نے اور بھی اس فن میں ترقی کی اور نئے نئے ڈیزائن تیار کیے۔ کسی انسانی صنعت، تحقیق یا ایجاد ان سب کا خیال اوّل اوّل اللہ کی طرف سے انسان کے قلب اور دماغ پر ڈالا جاتا ہے پھر اسباب کو جوڑ جاڑ کر انسان اپنی ضرورت کی چیز ایجاد کرتا ہے بعد والے اُسے بہت آسانی سے پالیتے ہیں۔ اِس لیے فرمایا کہ صنعت اور کاریگری میں اللہ تعالیٰ نے پہلے کسی انسان

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو خیال عطا فرمایا تو بعد والے اس ایجاد پر اللہ کا شکر بجا لائیں۔ لوہا پگھلانے کی بھٹیاں تانبا، پیتل اور دوسری دھات کو گلانے پگھلانے اور سیال بنانے کا علم حضرت داوٗد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا، اس کے ذریعہ دریائی جہاز، ہوائی غبارے جو بڑے بڑے تخت کو اُڑائے لیے جاتے اور لوہے کو سیال بنا کر اس سے ہزاروں ہزار صنعتیں جاری ہوئیں۔ موجودہ زمانے میں آج بھی حضرت سلیمان کی سلطنت کے پائے تخت کے قریب کھدائی پر جو بھٹیاں ملی ہیں وہ موجودہ دور کی بھٹیوں سے کئی کئی گنی بڑی اور تکنیکی لحاظ سے بہت زیادہ مضبوط بتائی جاتی ہیں۔"

"سخت اور تیز و تند آندھیاں اور طوفان سلیمان علیہ السلام کے حکم کے ماتحت نرم اور بے ضرورت ہو جاتے۔ اڑن کھٹولے اور ہوائی طشتریاں بہت سہولت سے اپنی اپنی منزل پر وقت پر پہنچ جاتیں۔ فوجی اڑن دستے فضاؤں میں اس طرح اڑتے کہ آس پاس کے تمام بادشاہ، راجے مہاراجے بے چارے ہاتھ باندھ کر ادب کے ساتھ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اسلام میں آجاتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتؑ کو زبردست قوت عطا فرمائی تھی جس کے کئی کئی شعبے ایسے ہیں مثلاً فنِ خطابت، فنِ جنگ، ہوا بازی، برتن سازی۔ بڑی بڑی تعمیرات، سمندری غوطہ خوروں کے دستے، دریائی گھوڑوں کی فوج، پرندوں کا نظم و ضبط، جناتوں سے مار مار کر کام لینا وغیرہ وغیرہ"

"دریا میں غوطہ لگانا انسان کے لیے ایک بڑا کام ہے لیکن پانی کے اندر زیادہ گہرائی میں جانے کے لیے آدمِ خاکی کو آکسیجن چاہیے لیکن شیاطین اور جنات چونکہ ناری مخلوق ہیں اس لیے شاید سمندر میں غواصی کے لیے یہ زیادہ موزوں ہوں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اُن سے غوطے لگواتے تاکہ سمندر سے مونگا موتی، یاقوت مرجان، سیپ اور دوسرے سمندری زیورات پانی سے نکال لائیں۔ جو کام چور شیطان ہوتا اور غوطہ خوری کے بعد بھی کچھ سامان نہ لے آتا اُسے سخت پٹائی کرواتے اور آگ کے کوڑوں سے مارتے اور پھر ایک آہنی زنجیر میں کئی کئی شیطانوں کو باندھ کر مار مار کر ادھ مرا کر ڈالتے، اس طرح زمین پر کم سے کم ایک بار آدمی کی حکومت حضرت سلیمان

toobaa-elibrary.blogspot.com

علیہ السلام کے زمانے میں ایسی طاقتور بن گئی کہ سرکش شیطان بھی مارے ڈر کے تھر تھر کانپتے، مگر یہ سب کچھ اللہ کی قدرت، حفاظت اور نگہبانی میں ہوا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سورہ سبا، آیت ۱۱ تا ۱۳۔"

(۲۱ - الانبیاء: آیت ۷۹ تا ۸۲۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "حضرت سلیمان علیہ السلام نے انھیں (سباء والوں کو) اشارہ دے دیا کہ کہیں طاقت کے گھمنڈ میں آ کر میرے مقابلے کی بات نہ سوچنا ورنہ ایسا پیس کر رکھ دیئے جاؤ گے کہ تمھارا نام ونشان بھی باقی نہ رہے گا۔ البتہ شرک کو چھوڑ کر اسلام قبول کرلو تو میرے دربار میں آ کر ملاقات کر سکتے ہو۔ تمھارا علاقہ تم کو خود ہی مبارک ہو۔ جب تم ہم ایک ہی خدا کی بندگی کریں تو ہم کو تمھارے ملک اور مال میں سے کسی چیز پر قبضہ کرنا مقصود نہیں، مقصود صرف یہ ہے کہ غیر اللہ کی بندگی سے ہم مخلوق کو چھڑا لیں۔ وعظ نصیحت سے یا طاقت سے جیسے بھی بن پڑے انسانوں کو شرک سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔"

"دربار میں مشورہ کے لیے سرداروں کے سامنے سلیمانی خط، بلقیس نے سنا کر، ہاؤس کی رائے طلب کی، لیکن جس طرح بعض فوجی قوت والے اپنی ڈینگ ہانکتے ہیں، انھوں نے بھی اپنے طاقتور اور فاتح ہونے کا اعلان حملہ یا مقابلہ کے پہلے کر دیا مگر دوسری طرف ملکہ سباء اتنی ہوش مند تھی کہ اس نے کہا کہ سلیمانؑ اگر ہم جیسے ہوں تو لڑائی ہونے پر تو ہماری رعایا کے باعزت لوگ ذلیل ہو کر رہ جائیں گے اور عوام کی موجودہ خوشحالی بدحالی میں بدل جائے گی۔ میں اس وقت اپنے قاصدوں کے ساتھ تحفے بھیج کر معلوم کرتی ہوں کہ سلیمان اور اس کا لشکر کس دم خم کے لوگ ہیں۔"

"بلقیس ابھی اپنے ملک سے روانہ ہو کر دربار سلیمانی میں پہنچنے کو تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اس کا تخت لا کر ان کے خادم نے پلک جھپکتے ہی رکھ دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور حکم دیا کہ اس تخت کی صورت اور ڈیزائن میں کچھ ہلکی پھلکی تبدیلی کر دو اور ہمارے شاہی دربار میں ملکہ کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

داخل ہونے کے وقت اس کے راستے میں اور استقبالی چیزوں کے ساتھ اس کے تخت کو بھی انجانے طریقہ پر رکھ دو تاکہ ہم اس کا امتحان لیں کہ آیا دانش مندی میں وہ کس درجہ حیثیت رکھتی ہے۔"

"ملکۂ سباء انتہائی ذہین اور ہوشیار خاتون تھیں لیکن کفر و شرک کے ماحول میں رہ کر اُسے اصل دینِ حق کی کچھ بھی معرفت نہ تھی۔ جب دربارِ سلیمانی میں داخل ہوتے وقت بہت سی استقبالی چیزوں کی قطار میں ایک جگہ اس کا اپنا تخت بھی اُس نے دیکھا اور اُس سے پوچھا گیا کہ کیا یہ تمھارا اپنا تخت تو نہیں ہے؟۔ اس نے نہایت دانشمندی سے جواب دیا کہ ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے، لیکن معجزے کو دیکھ کر اس کے دل و دماغ پر اسلام و ایمان کی راہ کھل گئی۔" (۲۷-النمل: آیت ۳۱-۳۳ تا ۳۵-۴۱-۴۲)

"چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کے لشکر کے اجتماع کے وقت ہُدہُد کو غیر حاضر پاکر یہ فرمایا تھا کہ ایسے اہم اجلاس کے موقع پر ہم کو ہُدہُد اپنی جگہ فضا میں کیوں دکھائی نہ دیا۔ کہاں غائب ہو گیا؟۔ غیر حاضری کی معقول وجہ بتانی ہوگی ورنہ ہم اسے سخت سزا دیں گے یا پھر ہم اُسے ذبح کر ڈالیں گے، اس لیے ہُدہُد کی تقریر سننے کے بعد حضرتؑ نے فرمایا کہ اچھا ہم ابھی پتہ لگوالیں گے کہ تم نے جان بچانے کے لیے یہ قصّہ گھڑ لیا ہے یا سچّی اطلاع پیش کی ہے۔"

ہُدہُد نے چونچ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط دبایا اور لمبی اڑان بھر کر ملکۂ سبأ کے محل میں جا پہنچا۔ روشن دان سے اندر جا کر اس کی آرام گاہ میں داخل ہو کر ملکہ کے سینہ پر غیر محسوس طریقہ سے خط رکھ دیا۔"

"حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے خط کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندوں کا یہ دستور رہا ہے کہ اپنے ہر کام میں اللہ کے نام کا حوالہ دے کر بات آگے چلاتے ہیں۔ دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ کسی سلطنت پر یکایک چڑھائی کرنے کے بجائے پہلے اسے حکمت دانائی اور دانش مندی سے دعوتِ الی اللہ دی جائے اور پورا موقع دیا جائے کہ توحید کی دعوت کو وہ لوگ سمجھ سکیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کے بعد انکار کرنے پر طاقت کے زور سے کفر و شرک کو کچل کر رکھ دیا جائے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (۹) سورہ التوبہ آیت ۶۔ سورہ النحل آیت ۱۲۵"

" (بلقیس ملکہ سباء نے درباریوں سے کہا کہ) قاصدوں کی واپسی پر ہم کو ان کے حالات معلوم ہونے پر پھر مشورہ کر کے طے کر لیں گے کہ کیا کارروائی کرنی ہے۔ بلقیس کے قاصدوں کی تفصیل میں روایتیں بتاتی ہیں کہ ایک بحری بیڑہ تھا جس میں ہزار خوبصورت لڑکیاں اور نوجوان لڑکوں کے ساتھ ہیرے جواہرات اور سونے کی اینٹیں اور اشرفیوں کے ڈھیروں تحفے نذرانے تھے تاکہ سلیمانؑ کو جانچ لیا جائے کہ وہ کس حیثیت کے بادشاہ ہیں"

" واقعات میں آتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کے پاس جب خزانے کے کر یہ وفد پہنچنے ہی والا تھا تو حضرت سلیمان کو اطلاع مل گئی۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنے شاہی خزانچی کو حکم دیا کہ سرکاری خزانے میں رکھی ہوئی سونے کی اینٹیں وفد کے راستے میں بچھا دی جائیں۔ وفد جب آیا تو اس کے پاس سو پچاس سونے کی اینٹوں سے کیا زیادہ سونا ہوگا مگر یہاں تو پوری سڑک جو ساحل سمندر سے سلیمان علیہ السّلام کے محل تک جاتی تھی پوری شاہراہ پر سونے کی اینٹوں کی بچھایت کر دی گئی۔ ظاہر ہے کہ بلقیس کا سرکاری وفد حضرت سلیمان کے ملک میں قدم رکھتے ہی بھونچکا بن گیا ہوگا کہ کیا ہم اور کیا ہمارے ہدیے تحفے؟۔ اُس بادشاہ کے مقابلہ میں جس نے پورے راستے کو سونے کی بچھایت سے پاٹ دیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اُن سے فرمایا کہ یہ سب کچھ مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ بڑی خیر و برکت کے ساتھ اس کی عطا اور بخشش ہے مگر جان لو کہ تم کو بھی جو کچھ دیا ہے، اللہ نے ہی دیا ہے اس پر اترانا کیسا؟۔ بلکہ تم کو بھی شکر ادا کرنا چاہیے تھا۔ ہم تم سے ہزار گنی نعمت زیادہ پا کر بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ تمہارے خیال میں تمہارے ہدیے تحفے قبول کر کے ہم اپنی دعوتی کوشش چھوڑ دیں گے اس خیال کو دل سے نکال دو۔ اور جیسا آگے آئے گا کہ اس قافلے کے سردار کو مال ہدیہ سمیت واپس لوٹ جانے کا حکم دیا گیا"

toobaa-elibrary.blogspot.com

" سفیر کو حضرت سلیمان علیہ السّلام نے واپس کیا، اُسے پکڑ کر نہ رکھا بلکہ رخصت کیا۔ ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بادشاہوں کے قاصد اور سفیروں کا احترام قائم رکھا کہ انھیں باعزت رخصت کیا جائے۔ آگے جو جنگی کارروائی کرنی ہے کی جائے گی لیکن آدابِ سفارت کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ دنیا کو شکر گذار ہونا چاہیے کہ آج کی جمہوری اور شاہی حکومتوں کو یہ اصول، پیغمبروںؑ سے ملا ہے ورنہ ایک دوسرے کے سفیروں کو قتل کر ڈالتے، موجودہ دور میں بھی جنگی حالات پیدا ہونے پر سفیروں کو رخصت کر دیا جاتا ہے۔"

" سفیر نے حضرت سلیمان کا دبدبہ اور رعب بھی دیکھ لیا اور روحانی قوت کا مشاہدہ بھی اُسے ہو گیا اور دعوتِ سلیمانی بھی اُس کے کانوں میں پہنچ گئی۔ اس نے اپنے ملک واپس جا کر ملکہ سباء اور اُس کی کونسل کو یہی رپورٹ دینی تھی کہ سلیمانؑ کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے ہمارے ہدیے اور تحفے اور مال کی اس کے سامنے کچھ حیثیت نہیں۔ نیز اس کی دعوتِ اسلام قبول کرنے کے سوا ہمارے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس رپورٹ کے بعد ملکۂ سباء خود ہی اپنے وزیروں کو لے کر سلیمان علیہ السّلام کے دربار میں حاضر ہونے کو پورے شاہی اہتمام کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ لیکن اس کے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسے ایک عجیب معجزہ دکھانا چاہا کہ بلقیس کے آنے کے پہلے اس کا شاہی تخت لے آیا جائے اور اُسے دکھایا جائے کہ ہم صرف دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں بلکہ اللہ کی کتاب اور اُس کے ناموں کی برکت سے ایسی قوتِ تسخیر رکھتے ہیں جو ایمان سے محروم لوگوں کو نصیب نہیں ہو سکتی۔"

" حضرت سلیمان علیہ السّلام کے دربار میں ایک قوی ہیکل جنّ اٹھا اور اجازت چاہی کہ آپ کا دربار برخاست ہونے پر جیسے ہی اٹھ کھڑے ہوں گے، اس کے قبل ملکہ سباء کا بھاری تخت لا حاضر کروں گا۔ تخت میں ہیرے جواہرات، یاقوت میں کسی ایک کو بھی لے کر خیانت کا مجرم نہ بنوں گا۔ اِس لیے عرض کیا کہ قوی ہیکل ہونے کے ساتھ ساتھ میں امین بھی ہوں۔ مجھ پر بھروسہ کیا جائے اور اِس خدمت کا مجھے موقع

toobaa-elibrary.blogspot.com

عنایت کیا جائے۔"

"ایک بڑی سلطنت کی حاکم ایسی عاقل اور ہوشیار، ذی فہم ذی ہوش خاتون بھی کفر کے گھیرے میں رہنے کے سبب ایمان سے محروم رہی اور دنیا کی عقل ہوشیاری اس کے کچھ کام نہ آئی جیسا کہ قومِ عاد و ثمود، قارون فرعون ہامان وغیرہ، یہ لوگ بہت ہی ذہین اور اعلیٰ درجہ کے ہوشیار ہوتے ہوئے بھی علم نبوّت اور آسمانی کتابوں سے ناواقف ہونے کے سبب، ان کی ہوشیاری کچھ بھی کام نہ آئی۔ جیسے آج کے زمانے میں ہمارے عقلاء، فلاسفر، سائنٹسٹ اور سیاسی لوگ باوجود ہزارہا ہزار نشانات قدرت دیکھنے کے بعد بھی عقیدۂ آخرت اور توحید کی طرف کم ہی غور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا علم جو انھیں ہدایت کی راہ پر چلا سکتا تھا، الٹا ان کے کفر کے سبب وبالِ جان بن گیا۔ ملکۂ سباء چونکہ ضدّی اور اڑیل نہ تھی اس لیے اس کا جو کچھ پہلے سے تجرباتی علم تھا، حضرت سلیمان علیہ السّلام کی دعوت کو قبول کرتے ہیں، وہ اس کے لیے نفع بخش ثابت ہوا۔ ورنہ اکثر اناڑی اور ہٹ دھرم لوگوں کا تجرباتی علم، خود ان کے لیے قبولِ حق سے حجاب کا سبب بن جاتا ہے۔"

"حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اپنا راج محل ایسا مرصع اور شاندار بنایا تھا جس کی نظیر اور نقل آج تک کوئی پیش نہ کر سکا۔ سونا چاندی، جواہر، ہیرے موتی، یاقوت محل میں ہر جگہ جڑے منڈھے ہوئے اور محل کا صحن ایسا لگے جیسے ہلورے مارتا ہوا پانی ہو۔ ملکہ سباء جب راج محل میں داخل ہوئی تو سب سے پہلے صحن میں قدم رکھتے ہی اُسے گمان ہوا کہ پانی کا لہریں مارتا حوض ہوگا۔ اپنے شاہی لباس کو جو رواج کے مطابق خوب لمبے چوڑے اور جسم کی ساخت سے بھی کہیں زیادہ ہوں گے، انھیں سمیٹ کر پائینچے بھی اٹھا لیے۔ اس طرح کہ اس کے پاؤں کی پنڈلیاں بے نقاب ہوگئیں۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اُسے اطلاع دی کہ یہ فرش ہے شیشے سے پاٹ دیا گیا ہے اور راج محل میں چاروں طرف شیشے کا عکس فرش پر تیرانے سے، بلّوری کانچ کی طرح پانی کی لہریں دکھائی دیتی ہیں اس لیے لباس کو سمیٹ کر چلنے کی ضرورت نہیں۔ آگے چل کر بلقیس نے دیکھا کہ حضرت

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت سلیمانؑ کے راج محل میں پہنچنے کے لیے زینے میں ایک سونے کا، اور دوسرا ہیرے، جواہرات یا قوت کا پائیدان ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سیڑھی پر اللہ تعالیٰ کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے سجدے میں گرتے ہیں کہ میرے مالک یہ سب کچھ تیری عطا اور بخشش ہے، سلیمانؑ کو شکر کی توفیق دے۔ ایسے شاہی دربار اور عظیم فوج کے ہوتے ہوئے بھی سلیمان علیہ السلام اپنے رب کے سامنے عاجز بندوں کی طرح سر جھکائے ہوئے اپنے مالک کو یاد کرتے ہوئے، محل کا راستہ طے کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ملکہ سبا کا دل پگھل گیا کہ اپنی مالی طاقت کے ساتھ روحانی قوت والا یہ شخص اپنے ربّ کا کتنا چاہنے والا مومن بندہ ہے۔ اور ایک ہم تھے کہ بہت چھوٹی سی راج گدّی پا کر اتنے جاہل رہے کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو پوجنے میں عمر کا حصّہ گذار دیا۔ یہ ہم نے بڑا ظلم کیا، اب توبہ کر کے سلیمان کے ساتھ اسلام قبول کرتے ہیں۔ ایسا اُس نے وہیں اعلان کر دیا اور مسلمان ہو گئی۔"

(۲۷۔ النمل : آیت ۲۷ تا ۴۴ ۔ اضافہ کردہ از خیر مطبوعہ تفسیر)

(۳) "اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام زبور نامی کتاب عطا فرمائی تھی جس میں مناجات اور دعاؤں کا انداز خوب تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام جب خوش الحانی سے زبور پڑھتے تو ساتھ میں پہاڑ جیسی سخت جامد مخلوق اور اڑتے پرندے بھی حضرتؑ کی درد بھری آواز اور سوز میں ڈوبی دعاؤں اور مناجات میں سبھی شامل ہو جاتے۔ ذکرِ الٰہی کی یہ تاثیر تھی جس میں غیر انسان کے دل بھی پگھل جاتے۔ پہاڑوں سے رونے کی آواز نکلتی اور پرندے حضرت داؤد علیہ السلام کے آس پاس اکٹھے ہو کر ذکر اللہ میں، محبّتِ الٰہی کے راگ میں اپنی اپنی آواز میں ساتھ ہو کر لحنِ داؤدی میں ہم آواز ہو جاتے۔ اس مجمع میں ذکر اللہ کی تاثیر سے محبّتِ الٰہی میں دل ایسے پگھلتے کہ کئی کئی جنازے اٹھائے جاتے۔ مزید واقعات کے لیے (۲۱) سورہ انبیاء، آیت ۷۹ تا ۸۲ دیکھیے۔"

"لوہے کے کرتے زنجیروں کی کڑیوں سے حضرت داؤد علیہ السلام بناتے تھے۔ اس میں جنگی بچاؤ ہوتا اور ڈھال، کوچ اور زرہ سازی، کڑیوں کا صحیح اندازہ اور سائز کے مطابق

toobaa-elibrary.blogspot.com

فوجیوں کے لوہے کی کڑیوں کے لباس میں ڈیزائن، اچھے سے اچھا بناتے کہ ان کے لشکریوں کے جسم کا بچاؤ خوب ہوتا۔"

"ہوسکتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کے تحت علاقے میں اللہ تعالیٰ نے تانبے پیتل کے سیال چشمے زمین سے جاری کر دیئے ہوں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تانبا زمین یا پہاڑ سے نکال کر بھٹیاں لگا کر پگھلاتے ہوں" (پھر اس سے حسبِ ضرورت چیزیں بنا لیتے ہوں، یہ سب اللہ کی دین اور فضیلت ہے)۔

(۳۴- سبا: آیت ۱۰ تا ۱۲)

"(حضرت سلیمان علیہ السلام) پتھروں کی بھاری بھاری چٹانوں سے محرابیں اور قلعے، جناتوں کے ہاتھوں سے تعمیر کراتے اور ہزاروں آدمی کھا سکیں ایسے بڑے تھال اور دیگیں اتنی بھاری کہ لشکر کی جگہ پر ہی رکھی رہیں، تاکہ پھر کبھی گذر ہو تو کام آئیں اور یہ سب بھاری کام جناتوں سے کرواتے۔"

"سلطنت میں ہزاروں ہزار کام جاری تھے۔ بڑے بڑے قلعے، محرابیں اور بیت المقدس کی مسجد کی تعمیر بھی پوری ہونے کو تھی اور سلیمان علیہ السلام کی موت کا وقت آ گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ حکمت کی کہ پورے شاہی جلال کے ساتھ خود تخت پر اس حال میں اپنے ہاتھ میں عصا لے کر کھڑے رہے کہ شاہی فرمان جاری کر رہے ہوں۔ دور سے یہ منظر دیکھ کر سرکش جنات اور شیاطین مارے ہیبت کے حضرت سلیمان علیہ السلام سے تھر تھر کانپتے اور کام کرتے جاتے۔ اِدھر چھ ماہ میں تعمیر کا کام پورا ہو گیا اور اُدھر سلیمانؑ کے عصا کو گھن کا کیڑا کھائے جا رہا تھا۔ اُس نے اپنا کام پورا کیا۔ شاہی عصا جیسے گرا، حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسم بھی گر گیا۔ تب جناتوں کا جھوٹا دعویٰ کہ وہ غیب جانتے ہیں اُس کی حقیقت کھل گئی کہ یہ دعوے جھوٹے تھے۔ ورنہ حاکمِ وقت سے جو چھ ماہ سے بے جان کھڑا ہے، اتنا کیوں ڈرتے کہ منصوبے کے مطابق مارے ڈر کے کام پورا کیا۔ یہ کام بہت بھاری تھا، مثلاً بڑی بڑی چٹانوں کو اٹھا لانا اور لوہے تانبے پیتل، بلوری کانچ نیز بڑی دیگیں، لشکر کا جنگی سامان حتیٰ کہ سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکال کر شاہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

خزانے میں داخل کرنا۔ لیکن جب سلیمان علیہ السلام کی وفات کا حال جناتوں پر کھل گیا تو پھر اب یہ مخلوق کسی انسان حاکم کے تابع نہ رہ کر آزاد ہو گئی۔"

" ملک سبا، یہ وہی ملک ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت کے دور میں بلقیس نامی ملکہ، حکومت کرتی تھی۔ اُس نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے ملک میں حضرت سلیمانؑ کے ماتحت بہت سے ترقی کے منصوبے بنائے! اس میں سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ سدِ مارب نام کا ایک زبردست بند (ڈیم) اس نے بنوایا تھا۔ جھیلوں تالابوں نہروں کا پانی ایک جگہ روک سمیٹ کر جمع کیا اور ایک نہایت مضبوط آڑ قائم کی اور اس میں پانی کی سپلائی کے لیے کئی کھڑکیاں رکھیں تاکہ پورے علاقے میں ضرورت کے مطابق رعایا کو پانی ملتا رہے، جس کے سبب ملک ہرا بھرا ہو گیا۔ یہاں تک کہ مکانات کی تعمیر میں دونوں جانب دائیں بائیں باغ لگائے جاتے اور پورے ملک میں دو طرفہ پکّی سڑکیں بنائی جاتیں۔ شاہراہ کے دونوں طرف نہریں جاری کر دی جاتیں تاکہ ناؤ کے ذریعہ بھی سفر ہو اور سڑک کے ذریعہ بھی سفر پورا کیا جا سکے۔ پھر باغ کی دو طرفہ لائن اور بیچ بیچ میں مکانات کا ایسا نظم کہ موجودہ ترقی یافتہ زمانے میں بھی ملک میں ایسی خوبصورتی کی مثال نہیں مل سکتی۔"

(۳۴- سبا: آیت ۱۳ تا ۱۵- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

④ " حضرت داؤد علیہ السلام ہاتھ کے بل سے کام کرتے تھے، مضبوط ہاتھوں والے تھے، خوب طاقت والے بادشاہ تھے مگر اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے دل کا جھکاؤ لے کر بندگی میں مشغول ہوتے۔"

" حضرت داؤد علیہ السلام رات میں عبادت میں مشغول تھے۔ محراب داؤدی کے آس پاس، کہتے ہیں چھتیس ۳۶ ہزار پہرے دار محافظ تھے اور کوئی بھی اس وقت حضرتؑ کے حجرے میں نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن یہ دو فرشتے محراب داؤدی میں داخل ہوئے جو داؤد کے عدل و انصاف کے امتحان کے لیے بھیجے گئے تھے، یہ فرشتے تھے اس لیے پہرے داروں کو نظر نہیں آئے۔"

" فرشتے آدمی کی شکل میں دو بھائی بن کر آئے۔ اتنے سخت چوکی پہرے کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

باوجود بھی اُن کے آجانے سے حضرت داؤد علیہ السلام گھبرا گئے، آتے ہی دونوں بول پڑے کہ ہمارے قضیہ کا فیصلہ ابھی اِسی وقت دیجیے۔"

"حضرت داؤدؑ گھبرائے ہوئے تو تھے ہی کہ رات کے وقت دیوار پھاند کر محراب داؤدی میں دو شخص آگئے اور اُسی وقت اپنے مقدّمے کا فیصلہ طلب کیا۔ حضرتؑ نے فیصلہ دے دیا کہ اِس کے پاس ننانوے مینڈھیاں ہو کر بھی تیری ایک مینڈھی کے لیے تجھ پر دباؤ ڈال کر طلب کر رہا ہے یہ ظالم ہے۔ حضرت داؤد علیہ السّلام عدالتی فیصلوں میں بہت ہی مشہور تھے اور ان کے عدل و انصاف کے چرچے ہر کسی کی زبان پر عام تھے، لیکن ابھی دوسرے فریق سے بیان لینا باقی تھا، صرف دعویدار کے بیان پر فیصلہ صادر فرمادیا۔ فیصلہ دیتے ہی فوراً حضرتؑ کو خیال آیا کہ یہ مقدمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لیے فوراً سجدے میں گر پڑے اور معافی کی درخواست کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے۔ اس آیت کے بارے میں یہودی کتابوں میں بہت سے قصّے مشہور ہیں لیکن ان کا کچھ اعتبار نہیں۔ اصل بات صرف اتنی تھی کہ بندہ چاہے کتنا عادل اور قانون و انصاف کا ماہر ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دَین ہے اور اس کا انعام ہے لیکن اصل منصف اور عادلِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جس کی نگاہِ عدل ہر طرف عیاں ہے۔ بندہ بشر ہے۔ حضرتؑ رات کی تنہائی میں عبادت میں مصروف ہیں اور اچانک دو شخص آپس میں لڑتے جھگڑتے آجاتے ہیں اور بہت سخت لہجہ میں اپنا مقدمہ پیش کرتے ہیں اور پھر اس پر تقاضہ یہ کہ ابھی فیصلہ چاہیے۔ محراب میں حضرتؑ تنہا تھے۔ بس یہی امتحان تھا جس کے لیے فرشتوں کو آدمی کی شکل میں حضرت کے پاس بھیجا گیا تھا۔"

"حضرت سلیمان علیہ السّلام کو اولاد نہیں تھی۔ ایک بار اس نیّت سے اپنی ازواج کے پاس تشریف لے گئے کہ اولاد صالح پیدا ہوں اور جہاد میں میرے ساتھ رہیں اور بادشاہی کے کاموں میں میرے نائب ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں اولاد نہیں لکھی تھی۔ صرف ایک بچّہ پیدا ہوا، وہ بھی بے جان دھڑ تھا۔ راج محل کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

داسیوں نے حضرتؑ کے تخت پر اس بے جان بدن کو لاکر پیش کیا۔ اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع رہے اور زبان سے کوئی بھی ناشکری کی بات نہ کہی، معلوم ہوا کہ انبیاءؑ کو اولاد بھی اللہ کے دینے سے ملتی ہے ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اولاد دینا نہ چاہے تو پھر کسی کے بس میں کچھ بھی نہیں۔ جب حضرت سلیمانؑ کو احساس ہوگیا کہ میری بادشاہی اولاد سے نہیں چل سکے گی تو پھر دعا کی کہ اے ربّ! مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما کہ ایسی سلطنت میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ یہ دعا قبول فرما کر اللہ تعالیٰ نے انھیں نواز دیا۔"

"اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور سلیمان علیہ السّلام کو ایسی بادشاہی عطا کی کہ انسانوں، شیاطین، جنّات، پرندے، پہاڑ، ہوا، سمندر سب ان کے تابع کر دیئے۔ ان کے لشکر جیسا لشکر اور دبدبہ پھر کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ آج کی حکومتوں کو بھی حضرت سلیمان علیہ السّلام کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہیں۔"

(۳۸-ص: آیت ۱۷ تا ۳۵)

"جو کام انسانوں کے لیے مشکل پڑتے وہ بڑا بھاری کام حضرت سلیمان علیہ السلام جنّاتوں اور شیطانوں سے لیتے۔ بڑی بھاری عمارتیں، دیگیں، لگن، بھاری چٹانوں کی عمارتیں، محراب، قلعے، تانبے پیتل کے بڑے بڑے باسن برتن، اُن سے بنواتے اور سمندر میں ان سے غوطہ لگوا کر ہیرے جواہرات اور موتی نکلواتے۔"

"جو بھی جنّات یا شیاطین کام چور ہوتا یا نکمّا پن دکھاتا یا کسی انسان کو ستاتا تو اُسے آتشیں زنجیروں میں ایک ساتھ کئی کئی کو باندھ کر آگ کے کوڑے مارتے اور سمندر میں ڈال دیتے یا زمین میں بہت گہرائی میں گاڑ دیتے۔ واقعی ایسی سلطنت اور طاقت حضرت سلیمان علیہ السّلام کے سوا کسی اور کو آج تک بھی کہاں حاصل ہے؟"

"(اللہ تعالیٰ نے سلیمانؑ کو) دنیا میں اتنا کچھ دیا اور مزید یہ انعام فرمایا کہ کسی کو دو یا نہ دو، تم سے کچھ حساب نہیں۔ پھر بھی سلیمان علیہ السّلام اللہ کے کسی احسان کو بھولے نہیں اور حشر و حساب کے دن سے کبھی غافل نہیں رہے۔"

(۳۸-ص: آیت ۳۷ تا ۳۹ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت الیسعؑ اور حضرت ذوالکفلؑ

(۱) "یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ بہت سے اُن پیغمبروںؑ کا بھی تذکرہ کیا جن کو دنیا بھول چکی تھی، اس میں دو نام یہاں گنائے۔ ایک حضرت الیسع علیہ السّلام اور دوسرا ذوالکفل علیہ السّلام۔ سورہ انعام اور سورہ انبیاء میں بھی یہ نام آئے ہیں۔"

(۳۸ - ص : آیت ۴۸)

یونس علیہ السّلام

(۱) "حضرت یونس علیہ السّلام کو ذی النون اور صاحب الحوت بھی کہا گیا ہے۔ یعنی مچھلی والے۔ سورہ الانبیاء آیت ۸۷ اور سورہ القلم آیت ۴۸ اور سورہ الصّٰفّٰت آیت ۱۳۹ - ۱۴۸ دیکھ لیں۔ حضرت یونس علیہ السّلام حزقیل نبیؑ کے ہم عصر تھے۔ انھیں اپنے علاقہ میں دعوتِ توحید کا کام کرنے میں کامیابی ہوئی۔ علاقہ ایمان سے بھر گیا۔ اطمینان سے زندگی گذر رہی تھی، حضرت یونسؑ خوب عبادت گذار تھے، تنہائی کا شوق ہوا، دنیا سے جی اچٹ گیا تھا، ادھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ شہر نینوا جاؤ۔ اِس شہر کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ نینوا کے لوگ بت پرستی اور قبر پرستی میں خوب لت پت تھے۔ حضرت یونس علیہ السّلام اپنی اہلیہ صاحبہ اور دو بچّوں کو لے کر حکمِ الٰہی کے تحت چل پڑے۔ راستے میں ندی ملی۔ ندی میں بہاؤ زور کا تھا۔ ندی پار کرتے وقت پہلے ایک لڑکے کو کنارے پر چھوڑ آئے، واپس آکر اہلیہ صاحبہ کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے لڑکے کو کاندھے پر بٹھایا۔ پانی نے خوب زور کیا۔ اہلیہ صاحبہ کا ہاتھ چھوٹ گیا، گھبراہٹ میں کاندھے سے لڑکا بھی پھسل گیا، دونوں بہہ گئے۔ اُدھر کنارے پر پہنچے تو پہلے لڑکے کو بھی بھیڑیا اٹھالے گیا تھا۔"

(۱۰- یونس: آیت ۹۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

" گھر سے نکلتے وقت ہی پریشان تھے کہ عبادت ریاضت اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی یاد کے شوق میں، عوام کی اصلاح سے فارغ اطمینان کی زندگی گذر رہی تھی اور اچانک نینوا جانے کا حکم ہوا۔ اب ندی پار ہوئے تو اور زیادہ پریشانی کہ دونوں بچے ہاتھ سے گئے اور اہلیہ صاحبہ بھی پانی میں بہہ گئیں۔ جب شہر نینوا پہنچے تو یہاں کے لوگوں نے مذاق اڑایا۔ بات ایک نہ سنی۔ آخر بد دعا کی۔ ادھر عذاب کی صورت نمودار ہوئی۔ حضرت یونسؑ نینوا چھوڑ کر چلے گئے، راستہ میں شیطان ملا۔ آدمی کی شکل میں آکر کہا کہ عذاب تو آیا ہی نہیں اور نینوا کے لوگ محفوظ ہیں۔ تب اور زیادہ رنج ہوا۔ دریا کنارے پہنچے۔ ایک کشتی میں سوار ہونا چاہا لیکن کشتی خوب بھری ہوئی تھی۔ جگہ نہ تھی مگر نورانی شکل دیکھ کر کشتی والوں نے رحم کھا کر بٹھا لیا۔ گہرے سمندر میں پہنچ کر کشتی جھکولے کھا کر ڈوبنے لگی۔ کشتی والوں نے وزن کم کیا، بہت فالتو سامان پھینک دیا، لیکن کشتی قابو میں نہ تھی۔ طوفان بہت زوروں کا آیا تب کشتی سے کچھ آدمی کو سمندر میں پھینکنے کا فیصلہ ہوا۔ اس میں قرعہ اندازی ہوئی، حضرت یونس علیہ السلام کو بھی قرعہ اندازی میں شریک ہونا پڑا۔ اُن کا ہی نام نکلا۔ دریا میں ڈال دیئے گئے۔ انھیں مچھلی نگل گئی اور کئی دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے اور وہاں دعا کی " لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ " تب رحمتِ الٰہی جوش میں آئی۔ مچھلی نے کنارے آکر یونس علیہ السلام کو اُگل دیا۔ آپ بہت بیمار تھے، جسم بہت گل گیا تھا، بالکل بے طاقت ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کدّو کی بیل کا سایہ کر دیا۔ ایک ہرنی نے دودھ پلایا، کچھ طاقت آنے پر کسی نے دیکھا، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ تو یونس علیہ السلام ہیں۔ لوگ بہت خوش ہوئے، اس لیے کہ عذاب کی صورت نمودار ہوتے پر نینوا شہر کے ایک لاکھ باشندے ننگے سر ننگے پیر اپنے اپنے گھروں سے باہر آئے اور سجدے میں گرے، روئے گڑگڑائے اور اللہ سے معافی مانگی، توبہ قبول ہوگئی اور عذاب ٹل گیا۔ حضرت یونسؑ کو ڈھونڈنے لگے مگر نہ ملے۔ اِدھر ایک گاؤں کے لوگوں نے بہتی ندی سے اہلیہ صاحبہ اور ایک لڑکے کو بچا لیا تھا اور ایک

toobaa-elibrary.blogspot.com

شکاری نے جنگل میں بھیڑیئے کو دیکھا کہ آدمی کے بچّے کو لیے جا رہا ہے تو تیر چلا کر بھیڑیئے کو زخمی کر دیا، بچّے کو چھوڑ کر وہ بھاگ گیا، اس طرح بچّے کو شکاری نے بچا لیا تھا۔ پتہ لگنے پر نینوا کے سرداروں نے تینوں کو خوب عزّت وادب اور احترام سے رکھا، پھر جب معلوم ہوا کہ دریا کے کنارے حضرت یونسؑ مل گئے ہیں، تو سب لوگ استقبال کے لیے آئے اور خوب معافی مانگی اور اطاعت اختیار کی، اور ان کو نبیؑ مان کر بقیہ زندگی سُدھارنے میں لگے۔ یوں یہ قصّہ قرآن وحدیث میں غور کرنے سے سمجھ میں آتا ہے۔ باقی اور تفصیلات ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو بغیر نبیؑ کے بھی ایمان دے سکتا ہے۔ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں تھے اور ایک لاکھ آدمیوں کو ایمان دے دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے عجیب ہیں۔"

(۱۰-یونس: آیت ۹۸- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "(حضرت یونس علیہ السّلام) نینوا کے لوگوں پر عذاب کے وقت سے کچھ دیر پہلے وہاں سے بڑی جھنجلاہٹ سے نکل گئے کہ چلو چھٹی ہوئی، اب کسی آزمائش کا موقع نہ آئے گا کہ نافرمان شہر کے باشندوں کو عذاب میں دھر لیا گیا اور قصّہ ختم ہوا۔ لیکن تقدیر الٰہی میں اور کچھ منظور تھا کہ دریا کے کنارے کشتی میں سوار ہوئے، وہاں سے دریا میں گرائے گئے اور مچھلی کے پیٹ کی اندھیاری میں رہنا پڑا، تب وہاں جو دعا کی ہے، اُس کے الفاظ اس آیت میں موجود ہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ یہ دعا بڑی پُراثر اور مقبول ہے۔ آج بھی کوئی شخص مصیبت میں پھنسا ہو تو اُسے یہ دعا کثرت سے پڑھنی چاہیے۔"

(۲۱-الانبیاء: آیت ۸۷)

(۳) "قوم پر عذاب آنے کا ابھی وقت نہیں ہوا تھا لیکن اُنھیں اندازہ ہو چلا تھا کہ اب عذاب آنا ہی ہے۔ وقت سے پہلے علاقہ چھوڑ کر حضرت یونس علیہ السّلام نے ہجرت کی اور دریا کے کنارے انھیں ایک ایسی کشتی ملی کہ اس میں مسافر پہلے سے سوار تھے جگہ نہ تھی مگر کسی طرح دوڑ دھوپ سے سوار ہو گئے۔"

"کشتی میں اوّل تو بہت زیادہ مسافر تھے پھر بھرے دریا میں زور کا طوفان آیا،

toobaa-elibrary.blogspot.com

لگا کہ کشتی اب ڈوبی تب ڈوبی۔ پہلے تو مسافروں کا غیر ضروری سامان جو ملا انھوں نے پھینک دیا، تاکہ بوجھ ہلکا ہو پھر بھی بوجھ سے ناؤ کے ڈوبنے کا خطرہ بنا ہوا تھا، اس وقت دریائی سفر میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ طوفان میں گھر جاتے تو یہ سمجھتے کہ اس ناؤ میں کوئی غلام سوار ہو گیا ہے۔ جو اپنے آقا سے بھاگ آیا ہے چٹھیاں ڈالی گئیں۔ حضرت یونس علیہ السّلام کا نام نکلا۔ یہ اللہ کے نبی تھے، صورت شکل بہت ہی نورانی دیکھ کر ملاحوں کو رحم آیا اور لحاظ کیا، دوسری بار چیٹھی ڈالی گئی مگر جتنی بار بھی قرعہ اندازی کی گئی ہر بار حضرت یونس علیہ السّلام ہی کا نام نکل آتا۔ حضرت یونس علیہ السّلام نے اب خود ہی فرمایا کہ میں ہی وہ شخص ہوں۔ جو اپنے ربّ کا حکم آنے کے پہلے علاقہ چھوڑ آیا ہوں، بس پھر انھیں ڈھکیل کر دریا میں ڈال دیا گیا اور ایک بڑی مچھلی نے انھیں نگل لیا۔"

" ایک مدّت مچھلی کے پیٹ میں رہنے سے جسم کی جلد گل گئی اور بہت لاغر ہو گئے تھے کہ اُٹھ بھی نہ سکتے تھے۔"

" دریا کے کنارے ریت کے میدان میں مچھلی نے حضرت یونس علیہ السّلام کو اگل دیا۔ ایسے کمزور بیمار کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے کدّو کی بیل اگادی اس کے بڑے بڑے پتّوں سے حضرت یونسؑ کے جسم پر سایہ کا انتظام ہو گیا۔"

" (نینوا کے لوگ) عذاب کے آثار دیکھ کر ایمان لا چکے تھے مگر حضرت یونس علیہ السّلام علاقہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ قوم، حضرتؑ کو بہت ڈھونڈتی رہی۔ حضرتؑ کی واپسی پر یہ لوگ بہت خوش ہوئے اور ایمان میں دل کی خوشی سے آئے تب اللہ نے اس قوم کو جب تک ایمان پر قائم رہی، ایک مدّت تک عذاب سے بچا کر دنیا کی زندگی کا پھر موقع عطا فرمایا۔" (۳۷- الصّٰفّٰت : ۱۴۰ تا ۱۴۸)

حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ

"حضرت زکریا علیہ السّلام بہت زیادہ عمر کے ضعیف ہو گئے تھے اور اولاد

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی نہیں تھی کہ کنبہ میں ان کے پیچھے دین و دنیا کے کام کو سنبھالنے والا کوئی نظر میں نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ سے بیٹا مانگا کہ ان کی جگہ وہ بیٹھے اور یعقوبی نسل کی دعوت کا امین بنے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ ہر طرح سے راضی ہو جائے اور ہر خاص و عام میں مقبولیت عطا فرمائے۔"

"معلوم ہوا کہ یحییٰ (علیہ السلام) نام خود اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمایا اور اسی نام سے یہ مشہور ہوئے۔ ان سے پہلے اس نام کا کوئی دوسرا آدمی نہیں ہوا۔"

"حضرت زکریا علیہ السلام نے بڑھاپے میں لڑکا مانگ لیا۔ دعا قبول ہوئی تو خیال آیا کہ لڑکا کیسے ہوگا؟ جبکہ بیوی صاحبہ بانجھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم سے اُسے (حضرت یحییٰؑ کو) پیدا ہونا ہی ہے اور تو بھی تو اس کے پہلے کچھ نہیں تھا، میں نے تجھے پیدا کیا، اب جبکہ تو کچھ ہے تو تیرے اندر سے کچھ پیدا کر دینا بھلا میرے لیے کیا مشکل ہے۔" (۱۹-مریم : آیت ۵ تا ۹)

عیسیٰ علیہ السلام

(۱) "حشر کا میدان ہے، مخلوق ساری حساب کے لیے حاضر کر دی گئی ہے مقدمے ہو رہے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی عدالت میں طلبی ہو گی اور اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا تم نے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری والدہ کو بھی پوجنا۔ تب حضرت عیسیٰ بن مریمؑ عرض کریں گے کہ یہ ناحق بات، بھلا میں کیسے کہہ سکتا تھا۔"

"میں جب تک ان میں موجود تھا، اُن کی حالت مجھے معلوم تھی، جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو اس کے بعد کا حال مجھے کچھ بھی معلوم نہیں کہ میرے پیچھے میرے بارے میں انھوں نے کیا کچھ حرکتیں کیں۔"

"حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حشر کے دن اپنی امت کے ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عیسیٰؑ اور مریمؑ کو بھی حاجت روا مانا تھا کہ اے اللہ! اب یہ تیرے ہی بندے ہیں چاہے تو انھیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

عذاب میں ڈال دے، چاہے معاف فرما دے۔ جواب میں مالک کا یہ حکم ہوگا کہ اے عیسیٰؑ! آج تو سچوں کو سچ نفع دے گا یعنی جھوٹے مشرک آج جھوٹ نہیں سکتے جو اللہ کے بندوں کے ساتھ، شریک تبلائے تھے۔"

(۵ - المائدہ: آیت ۱۱۶ تا ۱۱۸)

(۲) "عیسیٰ علیہ السّلام کی دعوت بھی تمام نبیوںؑ کی دعوت کی طرح صرف ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی کی تھی۔ لوگوں نے بعد میں اُنھیں خدا کا بیٹا بنا کر ان کو بھی عبادت میں شریک کرلیا۔"

"عیسیٰ علیہ السّلام آسمان پر اٹھا لیے گئے، تب لوگوں نے آپس میں ہر طرح کے قصّے کہانیاں گھڑ لیں۔ اس میں کچھ سچ تھا اور باقی جھوٹ ملایا گیا۔ اختلاف کی ایک معجون مرکب بنی باپ بیٹا اور روح القدس کا عقیدہ ایجاد ہوا۔ کسی نے مریمؑ کو مادرِ خدا بنایا اور ملعون ہوا، تو کسی نے مسیحؑ کو خدا کا بیٹا بتایا، کسی نے کہا کہ خود مسیح انسانی شکل میں دنیا میں آئے، وہی خدا تھے۔ ایسے سب غلط عقیدوں میں ایسی اختلاف الیاز بردست ہوا کہ فرقے فرقے الگ الگ ہو کر اُمّت لوٹ پھوٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سچ بات اُس وقت کھلے گی جب عیسیٰ علیہ السّلام خود گواہی دیں گے، ایک بڑے دن میں جو قیامت کا دن ہوگا۔"

(۱۹ - مریم: آیت ۳۶ - ۳۷)

"جیسے ہی چرچا ہوا لوگ امڈ پڑے اور مریمؑ کی گود میں بچّہ دیکھ کر حیرت سے تکنے لگے اور سوال کرنے لگے۔ اِدھر حضرت مریمؑ نے حکمِ الٰہی کے تحت خاموش رہ کر مُنہ بند کرلیا تھا، صرف حضرت مسیح علیہ السّلام کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس سے پوچھ لو، بتا دے گا۔ تب لوگ بگڑ کر بولے کہ ہم اس نومولود بچّے سے جو ابھی ماں کی گود میں ہے کس طرح کلام کریں، تب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ماں کی گود سے بول پڑے۔ یہ بڑی زبردست معجزہ والی بات ہوئی۔ ایک چھوٹا سا بچّہ ماں کی گود میں ایسا شاندار کلام کرے، یہ آج تک کسی نے نہیں سُنا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے،

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت مریمؑ کی عصمت اور پاک دامنی کی گواہی کھل کر سامنے آگئی۔ حضرت عیسیٰ نے پہلے تو یہ فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، کچھ میری کرامات دیکھ کر مجھے خدا نہ بنا لینا۔ دوسرے یہ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کتاب دی ہے یعنی انجیل عطا فرمائی ہے۔ اور تیسرے یہ کہ اُس نے مجھے اپنا نبی و رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا ہے۔"

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوصافِ حمیدہ یہ ہیں (۱) ماں کی گود میں کلام کیا اور حکمِ الٰہی سے بولنے لگے (۲) بچپن میں اللہ نے کتاب عطا فرمائی (۳) نبی بنا کر بھیجا (۴) جہاں جہاں گئے اُدھر خیر و برکت رہی (۵) نماز اور زکوٰۃ کی تعلیم دیتے رہے (۶) والدہ صاحبہ کے ساتھ نیک سلوک اور خدمت کرتے رہے جبکہ خود نبی بنائے گئے تھے (۷) اپنی بات منوانے پر کسی پر جبر نہیں کیا (۸) مصیبت جنھوں نے بھی ڈالی، اُن سے کبھی بدسلوکی اور سنگ دلی سے نہیں پیش آئے (۹) مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کیا (۱۰) کوڑھی اور مادر زاد اندھے کو حکمِ الٰہی سے چنگا کیا (۱۱) لوگ گھر میں جو چیز رکھ کر آئیں یا کھا کر آئیں، بتا دیتے تھے (۱۲) مٹی کا پرندہ اپنے ہاتھ سے بنا کر اس میں پھونک ماردی اور وہ اڑنے لگا (۱۳) رسولِ پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دی کہ میرے بعد اب وہ بہت جلد آرہے ہیں (۱۴) مسیحؑ کے صحابہ حواریین کے لیے آسمان سے کھانے کا خوان اُترا، (۱۵) بن باپ کے پیدا ہونا اور صرف ماں کے پیٹ میں بحکم الٰہی قیام کرنا (۱۶) اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے جسم مبارک میں خاص روح کا ہونا (۱۷) تین خاص مواقع پر یعنی ولادت کا وقت، موت کا وقت اور موت کے بعد زندہ ہونے کا وقت، ان تینوں مواقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی (۱۹) جیتے جی آسمان پر اٹھا لیا جانا اور اب تک وہیں پر ہیں۔ قریبِ قیامت زمین پر اتریں گے اور یہاں پر ان کی موت واقع ہوگی۔"

(۱۹ - مریم: آیت ۲۹-۳۳ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بشریتِ انبیاءؑ

(۱) "حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں بڑے بڑے رسولؑ اور نبیؑ اللہ تعالیٰ نے بھیجے۔ یہ لوگ ایک دوسرے کی اولاد تھے۔ کوئی کسی کا بھائی تھا تو کوئی کسی کا باپ تھا اور کوئی بیٹا تھا۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ کے نبیوںؑ اور رسولوںؑ کو انسانیت، آدمیت اور بشریت سے نکال کر کچھ اور بتاتے ہیں، ان کا خیال غلط ہے۔"

"کتاب، حکمت، نبوّت اور رسالت آدمیوں کو دی جائے تو پوری انسانیت (اولادِ آدمؑ) کے لیے واقعی عزّت و فضیلت ہے۔ لیکن کافروں نے یہ فضیلت کسی بشر کے لیے تسلیم کرنے سے انکار کر کے خود انسانیت کی توہین کی۔ اس لیے فرمایا کہ اس نعمت کے یہ انکاری ہیں تو دوسری قوم ہم نے مخصوص رکھی ہے جو اس نعمت کو پاکر باغ باغ ہو جائے گی اور اس کی قدر کرے گی کہ اولادِ آدمؑ میں نبیوںؑ اور رسولوںؑ کا انتخاب فرما کر ہمارے ربّ نے انسانوں کی عزّت و عظمت کو بڑھا دیا۔ اس تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ جو لوگ نبیؑ اور رسولؑ کو بندہ بشر نہیں مانتے ان کی نیت میں یہ خرابی ہے کہ کسی طرح اطاعت سے چھٹکارا حاصل کریں۔ یہ کہہ کر کہ نبیؑ تو غیر بشر ہے، ہم تو آدمی ہیں، ہزار ہا حاجات رکھتے ہیں، ہم اُن کی اطاعت کیسے کر سکتے ہیں۔ پھر یہ شیطان کا یہ مکرو فریب، قریب قریب ہر نبیؑ کے مقابلے میں چلایا گیا کہ تم بشر ہو آدمی ہو اس لیے نبیؑ یا رسولؑ نہیں ہو سکتے، اور بعد والوں نے جب نبیؑ کو مان لیا تو ان میں بہت سے لوگ، پرانے کافروں کی بولی تھوڑے ہیر پھیر سے بولنے لگے کہ چونکہ یہ نبیؑ یا رسولؑ تھے اس لیے بشر آدمی نہیں تھے کچھ اور تھے۔ ایسا کہہ کر انھوں نے نبیؑ پر ایمان لا کر بھی اطاعت سے چھٹی کرالی۔ ظاہر ہے نبیؑ یا رسولؑ کی اطاعت لازمی ہے لیکن جب وہ غیر آدمی ہو تو اس کی زندگی کا نمونہ انسانوں کو مشکل پڑے گا۔"

(۶- الانعام: آیت ۸۸ - ۹۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

"یہاں اُن لوگوں کو ناقدری کرنے والا کہا گیا ہے۔ جو کسی بشر پر وحی اترنے کے قائل نہیں بلکہ نبیؑ کو غیر بشر اور غیر آدمی بتا کر اس منصب کا انکار کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے بشر کو عطا فرمایا ہے۔ اللہ نے ان سے پوچھا کہ جب بشر پر کوئی کلام نہ اترنے کے دعویدار ہو تو موسیٰؑ کی کتاب کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے۔ کیا موسیٰؑ آدمی نہیں تھے۔ بشر نہیں تھے ؟ ۔ ظاہر ہے کہ موسیٰؑ کی ماں، بہن، بھائی بیوی، خسر وغیرہ کا ذکر تو قرآن مجید میں بھی ہے، تو کیا جو ایسی رشتہ داریاں رکھتا ہو وہ خدا تھا ؟ بتاؤ جواب دو، اگر سچے ہو"

(۶ - الانعام : آیت ۹۲ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "اہلِ ذکر اُن کو کہا جو لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو بھی نبیؑ آیا وہ انسان تھا اور مرد تھا۔ لوگوں نے حد سے آگے بڑھ کر ان پیغمبروں کو خدا کے برابر ٹھہرا لیا اور آدمیت سے اٹھا کر معبود بنا لیا، جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اِس آیت کی روشنی میں اُسے ٹھیک کرلیں"

(۱۶ - النحل : آیت ۴۳ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۳) "عام انسانوں کو ہدایت کے راستے پر چلنے میں ایک بڑی رکاوٹ، یہ عقیدہ بن گیا کہ انھوں نے غلو کرکے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروںؑ کو انسانیت سے خارج کیا اُلوہیت میں داخل کرلیا، کسی کو خدا کا اوتار، کسی کو خدا کا بیٹا، رشتہ نا لگا کر نبیؑ اور خدا کا ایک مشترک خاندان بنا لیا۔ اب اس گورکھ دھندے میں انھیں کہیں بھی نبیؑ نہیں دکھائی دیتا پھر ایسے غلط عقیدہ پر عقلمند اور صاحبِ کتاب لوگ اُن کے ساتھ نہ ہوئے، تب سخت انتشار اور مار کاٹ سے انسانوں میں مذہب کے نام پر شدید لڑائیاں شروع ہوگئیں اس لیے قرآن مجید نے کئی مقامات پر اس بات کو واضح کردیا کہ اللہ کے نبیؑ، انسان ہوتے ہیں، پیدا ہوتے ہیں اور وفات بھی پاتے ہیں، شادی بیاہ بھی کرتے ہیں، صاحبِ اولاد بھی ہوئے اور آخرت میں اپنی اُمتوں پر گواہی دینے کے لیے اللہ کے حضور ان کی پیشی بھی ہوگی۔ یہ تمام نبیؑ اور رسولؑ

toobaa-elibrary.blogspot.com

آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور درجہ میں باوجود ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہونے پر بھی نبیؑ اور رسولؑ ہونے کے اعتبار سے تمام انسانوں پر لازم ہے کہ اللہ کے ساتھ رسولوںؑ اور سب نبیوںؑ پر ایمان لائیں اور کسی نبیؑ کو انسانیت سے خارج نہ کریں ورنہ خدا لاکھوں لاکھ ہو جائیں گے اور نبی ایک بھی نہ ہوگا، جس کی اطاعت لوگ کر سکیں ۔"

" علم و عقل، تجربہ و تاریخ اور مشاہدے سے میری بات کُھل کر حق ثابت ہو چکی کہ اللہ کے تمام نبیؑ انسان تھے، آدمؑ کے بیٹے تھے بشر تھے۔ اب تم کو اصرار ہے کہ بشر پیغمبر ہو ہی نہیں سکتا، اس وجہ سے میری رسالت اور قرآن کا انکار کرنے کے لیے میرا آدمی ہونا، بشر ہونا تمھارے لیے ایک بہانہ بن گیا تو اب اس کا کیا علاج ۔" (۱۷۔ بنی اسرائیل : آیت ۹۵-۹۶)

" مشرکینِ مکّہ نے تو اعتراضات کیے جس کے بعد ان مشرکین کی ذہنیت ہٹ دھرمی اور ضد پورے طور پر بے نقاب ہو گئی مگر اُن کے جواب میں ایک ہی بات کہہ کر ان کے اعتراض کے تمام زور کو توڑ ڈالا گیا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں خدا ہوں۔ میں تو ایک انسان ہوں ایک بشر ہوں آدمی ہوں، جسے پیغام دینے کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس کے سوا بھی میں کچھ اور ہوں تو بھلا بتاؤ کہ میں کون ہوں ؟۔ تم خود ہی بتاؤ کہ میں نے، کیا خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جو تم معجزات کی ایسی طویل فرمائشی فہرست سے، اپنے من مانے مطالبات کرتے ہو ۔"

(۱۷۔ بنی اسرائیل : آیت ۹۰ تا ۹۳ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

④ " ناشتہ اور کھانے کی حاجت، رسولوںؑ کو بھی لگتی ہے۔ زیادہ کام کرتے یا چلتے چلتے تھکان کا اثر نبیوںؑ پر بھی ہوتا ہے۔ یہ تو اللہ کی شان ہے کہ کھانا آرام اور تھکان اُسے کبھی لگ ہی نہیں سکتی ۔"

(۱۸ - الکہف : آیت ۶۲)

⑤ " کھانا پینا، بازاروں میں چلنا پھرنا، شادی بیاہ کرنا، رشتے ناتے رکھنا، گاؤں

toobaa-elibrary.blogspot.com

شہر کی آبادی کے مکان میں رہنا، سونا جاگنا اور مدّتِ حیات پوری ہوتے پر وفات پا جانا، یہ تمام انسانی حاجات نبیوںؑ اور رسولوں کو بھی ضروری ہیں۔ اس مضمون کے لیے مزید دیکھیے سورہ المائدہ آیت ۷۵۔ سورہ الفرقان آیت ۷۔۲۰۔ سورہ آل عمران آیت ۱۴۴۔ سورہ الانبیاء، آیت ۳۴۔ سورہ البقرہ آیت ۱۳۳۔ سورہ سبا، آیت ۱۴۔ سورہ الزمر آیت ۳۰۔۳۱" (۲۱۔الانبیاء: آیت ۸)

"جب کبھی کسی نبیؑ کی دعوت اٹھی تو مشرکین نے یہ واویلا مچایا کہ یہ آدمی ہے نبیؑ نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ ہر زمانے میں آدمی ہی نبیؑ بنا کر بھیجے گئے تھے اور اب بھی انسانوں میں سب سے افضل انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر بھیجا گیا ہے، وہ بھی آدمی ہیں۔ رسولوں کے حالات جاننے والے لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں، اُن سے پوچھ لو تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہر زمانے میں نبیؑ اور رسولؑ آدمی ہی تھے۔ اِس آیت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کسی عورت کو نبوّت عطا نہیں کی گئی۔"

(۲۱۔الانبیاء: آیت ۷۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

انبیاء اور کارِ نبوّت

① "لوگوں نے غیر اللہ کو رب بنایا اور حاجت روا مانا۔ یہ کسی نبیؑ کی تعلیم سے نہیں ہوسکتا اِس لیے کہ یہ کُفر کی بات ہے۔ نبیؑ کا کام تو مسلمان بنانا ہے نہ کہ کفر کی تعلیم دینا اور نبیؑ خود بھی اس مرتبہ کا داعی نہیں کہ اُسے حاجت روا مانا جائے۔ وہ تو صرف اللہ والا بنانے کی دعوت چلانے کے لیے کتاب، دانائی اور نبوّت لے کر آتا ہے۔"

"ہر نبیؑ سے اللہ تعالیٰ نے اقرار لیا کہ اپنے سے پہلے نبیؑ کی تصدیق کرتے رہو گے اور سب سے اِقرار آخری نبی کی تصدیق و نصرت کا لیا۔ یہ اقرار نبیوںؑ کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

واسطے سے ان کی امتوں پر لازم رہا۔ اب کوئی امت یا شخص آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور تائید سے پھر جائے، وہ فاسق اور بے حکم ہے۔"

(۳-آل عمران : آیت ۹ ۷ تا ۸۲)

(۲) "اگر رسول نہ بھیجے جاتے تو عذر کی جگہ انسانوں کو باقی رہتی کہ ہم کو مرضی و نامرضی بتائی نہیں گئی کہ ہم کس طرح زندگی بسر کریں، اس لیے رسولؑ بھیج دیئے کہ الزام باقی نہ رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور تدبیر ہے۔ اگر زبردستی کرتا اور رسولؑ نہ بھیج کر بھی انسانوں کو برے اعمال پر سزا دیتا تو اس پر بھی قادر تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ راستہ بتا کر الزام میں پکڑا۔"

(۴-النساء : آیت ۱۶۵)

(۳) "اللہ کے کلام کو، جو لوگ چھوڑ دیں، پھر دین میں جھگڑے نکالیں اُن کا کچھ اعتبار نہیں۔ یہودی اور نصرانی اس حال پر آگئے، تب فرمایا کہ جب تک توریت اور انجیل پر قائم نہیں ہوتے تب تک تمہارا ٹھیک ٹھکانہ نہیں اور جو اگلی کتابوں پر قائم ہوگا، وہ اس قرآن پر بھی ایمان لانے میں آگے آگے ہوگا۔ اب یہ فرمان اللہ نے نازل فرمایا، اس پر قائم ہو جاؤ لیکن ان میں جو لوگ شریر اور مست کر تھے جب لگام کھینچی گئی تو اور بھڑک گئے۔ ایسے لوگوں کے حال پر افسوس نہ کر کے اپنا کام کیے جانا یعنی اللہ کے کلام کو پہنچاتے رہنا ہی نبیؑ کا مشن ہے۔"

(۵-المائدہ : آیت ۶۸)

(۴) "اللہ تعالیٰ نے اِس دنیا کا نظام اس طرح بنایا ہے کہ انسان کو حق کی بات بتانے کے لیے آسمانی کتابیں اور نبیؑ بھیجے۔ ادھر انسان کو عقل بھی دی تا کہ حق بات کو پہچان سکے۔ جو لوگ اس کا فائدہ نہ اٹھاتے ہوئے محض جہالت ضد اور نادانی سے شرک کرتے ہیں اُن کو زبردستی توحید پر لانا کسی نبیؑ کا کام نہیں، اگر زور زبردستی سے شرک کو چھڑانا منظور ہوتا تو خود اللہ تعالیٰ اس کا انتظام کر سکتا تھا، لیکن اسے انسان کا امتحان لینا منظور تھا، اسی لیے ہر ایک کو موقع دیا کہ حق و ناحق میں قبول و ناقبول کی آزادی رہے۔ نبیؑ کا کام صرف حق بات ظاہر کر دینا ہے (۶-الانعام : آیت ۱۰۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۵) "ہر نبیؑ نے اپنی قوم سے یہی کہا کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت چھوڑ دو" (۷- الاعراف : آیت ۶۵)

(۶) "اللہ تعالیٰ کا خالص بندہ ہو جانا، مومن کا عین مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام نبیؑ رسالت پر مامور ہونے کے قبل بھی مخلص اور خاص الخاص ایک اللہ سے محبّت اور تعلق میں عام لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں"

"ہر نبیؑ اور رسول میں ایک خاص وصف رہتا ہے، جیسے حضرت داوٗد علیہ السّلام کو دعا اور مناجات میں تاثیر عطا کی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام کو تقریر، فتح و سلطنت میں زور عطا کیا گیا۔ حضرت ایوب علیہ السّلام میں صبر کی صفت غالب رہی۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام میں توحید کی حنفیتِ صادقہ کا غلبہ تھا۔ اس طرح یہاں حضرت اسماعیل علیہ السّلام کا ایک اہم وصف بیاں فرمایا گیا کہ وعدے کے بہت پابند تھے"

"کتاب اللہ کے درس و تدریس کی خدمت بہت کثرت سے انجام دیتے تھے اس لیے نام ادریس علیہ السّلام مشہور ہوا۔ حسابِ کتاب ستاروں کی چال و گردش کی معلومات اور کپڑے سینا بھی ان کی ایجاد ہے۔ تورات میں ان کا نام "حنوک" بتایا ہے۔ صفاتی نام ادریسؑ ہے۔ قرآن مجید میں اسی نام سے تعارف کرایا گیا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام خلیل اللہ مشہور ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کلیم اللہ کے نام سے بھی پہچانے جاتے ہیں اور حضرت یونس علیہ السّلام کے لیے صاحبُ الحوت اور ذالنون کا خطاب بھی قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے"

"اِس آیت سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام نبیؑ و رسولؑ بنیادی طور پر اولادِ آدمؑ ہیں یعنی غیرِ آدمؑ نہیں۔ اُن میں کوئی نوح علیہ السّلام کی نسل میں سے تھے کوئی ابراہیم علیہ السّلام اور یعقوب علیہ السّلام کی نسل میں سے تھے۔ کوئی بھی اولادِ آدمؑ سے باہر کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سب نبیؑ ہدایت یافتہ تھے اور انسانوں کو سیدھا راستہ دکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو نبیؑ بنایا تھا۔ خدائے رحمٰن

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے آسمان سے جو کلام نازل فرمایا اُس کی تلاوت چاہے خود کریں یا کوئی دوسرا اِس کلامِ اعلیٰ کو انھیں پڑھ کر سنائے تو یہ لوگ اللہ کی محبت، ادب اور خوف سے روتے ہوئے زمین پر سجدہ ریز ہو کر گر پڑتے تھے۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب ان کے اصحابؓ قرآن مجید کی کوئی سورت پڑھ کر سناتے تو آپ خوب روتے تھے۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے سورہ (۶) الانعام آیت ۸۸، سورہ (۳) آل عمران آیت ۳۳-۳۴، سورہ (۱۳) الرعد آیت ۳۸۔"

(۱۹ - مریم: آیت ۵۱ تا ۵۸)

(۷) "جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جس کسی کو اپنا پیغمبرؑ بناتا ہے اُسے وہ خود پسند فرمالیتا ہے اور اُسے نبوّت عطا فرماتا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص اٹھ کر کھڑا ہو اور اپنی مرضی سے وہ اللہ کا رسول بن جائے۔ منصبِ رسالت اور منصبِ نبوّت وَہبی ہے کسبی نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بندے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبوّت اور رسالت عطا فرمائی جاتی ہے، یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص محنت و مشقت کرے، ریاضت کرے، خوب علم حاصل کرے اور مال و دولت سے مالامال ہوجائے اور حکومت و سلطنت کی طاقت حاصل کرے یا اس سے بھی زیادہ اپنی کمائی سے کوئی بڑے سے بڑا مقام حاصل کرلے تب بھی اس کسب سے وہ نبوّت کو حاصل نہیں کرسکتا۔ کوئی زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہے تو ان آیات کو بھی پڑھ لے (۶) سورۃ انعام آیت ۱۲۵ اور سورہ زخرف آیت ۳۱-۳۲۔"

(۲۰ - طٰہٰ: آیت ۱۳)

(۸) "کھانا پینا اللہ تعالیٰ نے انسان کو منع نہیں فرمایا اس طرح بیوی بچے، شادی بیاہ، کاروبار، کھیتی مکان بھی منع نہیں بلکہ انسانی ضرورت اور حاجت کو، پاکیزہ اور ستھرے ڈھب پر کرنے کی اجازت دی اور اس کا صحیح طریقہ پیغمبروںؑ کے ذریعہ انسانوں کو سکھایا۔"

(۲۳ - المومنون: آیت ۵۱)

(۹) "ہر نبیؑ کی دعوت عام ہوتی ہے۔ کسی خاص طبقہ کی مالی حیثیت کم ہونے یا پیشے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے لحاظ سے دوسروں کی نگاہ میں اسے ذلیل سمجھا جارہا ہو تو بھی اللہ کے نبیؑ کی تعلیم کے حصول میں ہر ایک کو برابری کا حق پہنچتا ہے۔ اِس بات کو سمجھنے کے لیے چند ضروری باتیں پیش ہیں۔ جو سورہ ہود آیت ۲۹-۳۱ کے مضمون کا خلاصہ ہے۔ کہ نبیؑ اپنے مشن اور دعوت پر اجرت اور مزدوری نہیں لیتے۔ ایمان والوں میں طبقاتی فرق کو تسلیم نہیں کرتے۔ جاہلیت کی باتوں کو مٹانے آتے ہیں۔ کسی اچھوت سمجھے جانے والے طبقہ کی بے عزتی و بے ادبی کے چلن کو دنیا میں بند کر دینا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے انچارج ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ سماج میں جس کو حقیر و ذلیل سمجھا جاتا ہے، اپنی تعلیم و تربیت میں اس طبقہ کا زیادہ خیال فرماتے ہیں تاکہ گرے ہوئے لوگوں کو اونچا اٹھایا جائے۔ سورہ عبس سے اس مضمون کا مزید خلاصہ سمجھ میں آجائے گا۔"

(۲۶- الشعراء : آیت ۱۱۳ تا ۱۱۵)

"ہر پیغمبرؑ پہلے اپنی برادری سے خطاب کرتا ہے۔ اپنی قوم کو پہلے سمجھاتا ہے۔ اِسی قوم میں اس کے رشتے ناتے والے بھائی بہن خاندان سسرال، ننھیال، ددھیال کے نزدیک دور کے رشتے ناتے والے ہوتے ہیں اور قوم و برادری کے ایک فرد کی حیثیت سے وہ قوم کا بھائی ہوتا ہے۔"

"اللہ کا ہر نبیؑ تقویٰ کی دعوت دیتا ہے یعنی لوگ اپنا بچاؤ کرلیں، اپنے سامنے آگے آنے والے حالات سے پہلے سنبھل جائیں۔ پرہیزگاری اختیار کریں۔ موت کے بعد جو حالات ہر انسان کو پیش آنے والے ہیں اس کی خبر اللہ کا نبیؑ یا رسولؑ ہی پورے یقین کے ساتھ بتا سکتا ہے اور یہ علم اس کے پاس ایک امانت ہے جسے انسانوں تک پہنچانا اس کی ذمہ داری ہے اس لیے نبیؑ کو امین کا لقب بھی دیا گیا۔"

"اللہ تعالیٰ کے نبیؑ اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکامات پہنچانے میں کسی سے اجرت مزدوری نہیں لیتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے حکم کے تحت، یہ خدمت انجام دیتے ہیں۔ کاروباری مذہبی لوگ اور مذہبی گدّی نشین لوگوں کی طرح مذہب کے نام پر لوگوں سے نذرانے وصول کرنا نبیؑ کا کام نہیں دیکھیے سورہ (۳۳) احزاب

آیت ۳۹ ؎ (الشعراء: آیت ۱۰۶ تا ۱۰۹ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۰) "اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوںؑ کو کتاب اور دانش مہدی، منصبِ نبوت حتیٰ کہ بعض پیغمبروںؑ کو حکومت اور سلطنت بھی عطا کی لیکن ہر ایک سے یہ وعدہ اقرار لیا کہ وہ اللہ کا پیغام، مخلوق تک جوں کا توں پہنچا دیں گے اور اس پر کوئی اجرت یا مزدوری نہیں لیں گے اور دنیا میں جعلی مذاہب کی دوکانداری اور گدی نشینی کے مقابلے میں سچی دینداری توحید اور عقیدۂ آخرت پر پختہ یقین کی دعوت چلاتے رہیں گے اور تمام نبیؑ اپنے آپ کو خدا کا بندہ اور رسول ہی کی حیثیت سے مخلوق سے کلام کریں گے۔ اُن میں خدائی کا دعویدار یا خدا کا شریک بن جانے کا دعویٰ نہیں کریں گے" (۳۳-الاحزاب: آیت ۷)

(۱۱) "کامیابی و ناکامی اور فتح و شکست کا نبیؑ کو اس طرح موقع ہوتا ہے جس طرح دوسرے انسانوں کو۔ البتہ ایک خاص مرتبہ اور منزل جو اُسے، عام انسانوں کے مقابلے میں ممتاز کرتی ہے وہ ہے وحیٔ الٰہی۔ جو جبرئیل کے ذریعہ سے زمین پر اتاری جاتی ہے جس کے ذریعہ عام انسانوں کے نام، زمین پر یہ پیغام نشر ہوتا ہے کہ آدمؑ کے بیٹوں کو ایک ربِّ اعلیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کسی حال میں بھی ہرگز ہرگز نہیں کرنی ہے اور نیک عمل کرتے کرتے خدا تک اُسے ایک دن پہنچ جانے کا موقع حاصل ہے اور اُسے اپنے ربّ کی ملاقات پر شرمندگی نہ ہو، اس لیے وہ شرک سے ہر حال میں بچتا رہے اور کبھی بھی اپنے رب کی بندگی میں کسی ایک کو بھی کسی حال میں شریک نہ جانے۔ اِس پیش خبری کو عام انسانوں تک پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروںؑ کو واسطہ بناتا ہے تاکہ کل قیامت کے میدان میں عام انسانوں کی کوئی حُجّت باقی نہ رہے کہ ہمارے نام اس زمین کی مختصر سی زندگی میں کوئی پیغام جاری نہ کرایا گیا اور ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں؟ قانون و انصاف کے اس چوکھٹے سے عام انسانی آبادی، حشر کے میدان میں چھوٹ نہ سکے اِس لیے اللہ تعالیٰ نے بنی آدمؑ کے گروہ کے اندر سے اپنے نبیوںؑ اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

رسولوںؑ کا انتخاب فرمایا "

" اللہ تعالیٰ کے رسولؑ اپنی دعوتِ حق پر کسی سے کوئی اجرت نہیں لیتے۔ مشرک لوگ اپنے پنڈتوں، مجاوروں، پیروں، جوگیوں، سادھوؤں، سنیاسیوں کو خوب اجر سے نوازتے ہیں اور بدلے میں شرک پاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے رسولؑ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق بات پہنچا کر مخلوق کا حق ادا کرتے ہیں اور اجر صرف اپنے مالک کے سوا کسی سے نہیں چاہتے "

(۳۴۔ سباء : آیت ۴۷۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۲) اللہ کی کتابوں کی تعلیم اور نبیوںؑ کی دعوت نے کسی پر زور زبردستی اپنا دین نہیں لادا بلکہ انسانوں کو اس کا حق دیا کہ ہماری بات سُن لیں پھر جس کا جو جی چاہے کرے ہمارا کچھ زور نہیں، اس لیے کہ آخر آدمی کو اپنے اچھے برے عمل کا بھگتان خود ہی کرنا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ کہہ دو، میں تو اپنا دین اللہ کے لیے خالص کرکے صرف اُسی کی بندگی کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ اب تمہارا جو جی چاہے کرو، ہمارا کچھ نہیں کیونکہ آخر اپنے اچھے برے عمل کا بھگتان خود ہی کرنا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ کہہ دو، میں تو اپنا دین اللہ کے لیے خالص کرکے صرف اُسی کی بندگی کرتا ہوں، تب انھیں اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کی بندگی کے انکار نے انھیں کہاں پہنچا دیا " (۳۹۔ الزمر : آیت ۱۵)

(۱۳) " اللہ تعالیٰ کا کوئی نبیؑ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو ہدایت کی راہ بتانے پر پیشہ ور مذہبی لوگوں کی طرح کسی اجر کا سوال نہیں کرتا " (۵۳۔ النجم : آیت ۴۰)

نبوّتِ محمدیؐ

(۱) " پچھلی کتاب والوں نے اللہ کے کلام سے اثر پکڑنا چھوڑ دیا اور اللہ کے حکموں پر دل کی محبت کے ساتھ عمل کرنا چھوڑ کر جھوٹی رسموں اور شرکیہ باتوں میں اپنے آپ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو ڈال دیا تھا۔ اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر پچھلی کتابوں کی تعلیم جو لوگوں نے چھپا رکھی تھی ظاہر کردی اور بہت سی چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر دیا تاکہ دین کی مضبوط بنیاد پر لوگ قائم ہو جائیں اور اختلاف کم ہو جائے۔"

"حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آیا۔ قریب چھ سو سال کا زمانہ نبی کی آمد سے خالی تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔" (۵۔ المائدہ: آیت ۱۵۔۱۹)

(۲) "جو چاہے کہ اللہ کے حضور حاضری میں اس کا قدم ٹھیک پڑے، اس پر لازم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کی ہوئی وحی کے مطابق ایمان میں چلنا شروع کرے۔ پہلا قدم جہاں صدق کے مطابق اٹھا وہاں سے صحیح راہ پر چلنا آسان ہوا۔ کافروں کے دماغ کی خرابی ہے کہ ایسی صاف اور سیدھی بات کو جادو کہتے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے لوگ اگر قرآن مجید کو تھوڑا سا بھی دھیان سے سن لیتے تو ایمان میں آجاتے۔ اسی پر یہ لوگ قرآن کو جادو کہتے تھے۔ اور یہ جو فرمایا کہ ہم نے انھیں میں سے ایک آدمی پر وحی بھیجی، اس پر لوگوں کو تعجب کیوں ہوا؟ مشرک لوگ ہمیشہ انسانوں کو گرا ہوا سمجھتے ہیں کہ انسان خدا کا نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ اس طرح وہ اللہ کے نبیوںؑ کو کبھی خدا کا بیٹا اور کبھی اوتار بنا کر نبیؑ کی اطاعت سے چھٹی کرا لیتے ہیں۔ نتیجہ میں معبودوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اور نبیؑ و رسولؑ اُن کے یہاں آنے کے بعد بھی بھلا دیئے جاتے ہیں۔ خدا نے انسانوں میں اپنے نبیؑ و رسولؑ منتخب فرمائے، اس سے انسانیت کا درجہ بلند ہوا اور اس کی قدر ہوئی۔ اب بھی جو مشرک خود اپنی قدر گھٹا کر نبیوںؑ کو غیر انسان بتا کر انسانیت کی توہین کرتے ہیں۔ ان کا حال ٹھیک نہیں ہے۔" (۱۰۔ یونس: آیت ۲)

"امت کے ایک معنی جماعت کے اور ایک معنی مدت کے ہیں، جیسا کہ سورہ یوسف آیت ۴۵ میں آیا ہے کہ وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ۔ اُسے یاد آیا ایک مدت کے بعد۔ اب کسی انسانی آبادی کی مدت پوری ہوئی یا وقت آگیا تو ہر وقت کے لحاظ سے نبیؑ آتے۔ ہر امت کے پاس نبیؑ بھیجے گئے، لیکن لوگوں میں بگاڑ یہ ہے کہ نبیؑ کو خدا کا اوتار اور خدا کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

مثل بنالیا گیا۔ کسی نے خدا کا بیٹا بنا کر نبی کو کھویا اور کسی نے نبی کو خدا ہی مان لیا۔ اب اس دنیا کی مدّت پوری ہونے کا وقت قریب آگیا، اس لیے اس مدت اور وقت کی امت کو ایک آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آخری کتاب قرآن مجید دے کر زندگی کا صحیح طریقہ آخری بار خدا کی طرف سے مل گیا، جنھوں نے اپنے نبی کھوئے تھے انھیں نبی مل گیا اور جو اپنی کتاب کھو چکے تھے ان کو کتاب مل گئی۔"

(۱۰-یونس: آیت ۴۷- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۳) "اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کر دی کہ اگر اتنے اخلاص والی محبّت، دلسوزی اور پیار کی بات بھی یہ لوگ قبول نہ کریں تو پھر ان کو چھوڑ دو، جتنا کچھ کرنا ہو کرلیں، فوری اور وقتی چیزوں میں مشغول رہتے دو۔ خدا کو بھولنے والی قومیں وقت آنے پر فوراً دھرلی گئی ہیں۔" (۱۵-الحجر: آیت ۳)

(۴) "ثقیف قبیلہ کا ایک وفد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت پر تین شرطیں رکھیں، ایک یہ کہ نماز میں جھکیں گے نہیں۔ یعنی رکوع سجدہ نہیں کریں گے۔ دوسری یہ کہ اپنے بُت اپنے ہاتھوں نہیں توڑیں گے۔ تیسری یہ کہ لات نامی بت کو پوجیں گے نہیں لیکن اس کے آستانے پر چڑھاوے میں آنے والے تحفے نذرانے، نیاز، بکرے مرغے اور میلے ٹھیلے کی آمدنی صرف ایک سال تک وصول کرنے کی ہمیں اجازت دی جائے۔ اس شرطیں پورے قبیلے کی معاشی خاندانی اور مذہبی چودھراہٹ کی رعایت صرف ایک سال کے لیے مطلوب تھی، لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شرطوں کو قبول نہیں کیا، اگر کرتے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا اور قبیلے والے خوش خوش بیعت ہو جاتے۔ اسی واقعہ پر دو آیتیں نازل فرمائی گئیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نبیؐ بھی اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کام کرے تو اللہ ناراض ہوگا جبکہ یہاں ایسا نہیں ہوا۔ ان آیات کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ مشرکین کے بڑے لوگوں نے یہ مطالبہ کیا کہ اگر آپؐ کی محفل میں غریب اور کمزور طبقے کے لوگ نہ آئیں تو ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے ورنہ نہیں۔ اس تفسیر کی تائید قرآن مجید کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حسب ذیل آیات سے بھی ہوتی ہے۔ سورہ انعام آیت ۵۲-۵۳ سورہ ہود آیت ۲۷ تا ۲۹ سورہ کہف ۲۸ "

(۱۷- بنی اسرائیل : آیت ۴۷-۵۷- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑤ " اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری پیغام یعنی قرآن مجید اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا کہ لوگ اس پر عمل کریں اور دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کریں لیکن مکّہ والوں نے مخالفت کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بہت تکلیف پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں ارشاد فرمایا کہ ہمارے کلام پر تدبّر کرتے، فکر کرتے سوچتے تو ان کا بھلا ہوتا۔ ہم نے کوئی انوکھی چیز نہیں اتاری بلکہ ہر زمانے کے لوگوں کی ہدایت کے لیے اسی طرح نبیوںؑ اور کتابوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اب آخری نبیؐ اور آخری کلام عرب کے لوگوں کے پاس بھیجا گیا تو بہت سے لوگ مخالفت میں ایسے اندھے ہوگئے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانا اور ایسی سچّی اور کام کی بات کو بے دھیانی میں ٹالتے رہے۔" (۲۳- المومنون : آیت ۶۸-۶۹ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑥ "صاحبِ قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر گھر جا کر لوگوں کو قرآن سنایا۔ اس پر کوئی اجرت نہیں لی۔ لوگوں کو گھر بیٹھے ہدایت ہاتھ آئی، مگر جن لوگوں نے اپنے گھروں کو شر، فساد اور شرک کا ٹھکانا بنا لیا، ان کے نصیب میں جہنّم ہے کہ اوندھے مُنہ اُن کو وہاں گرتے ہی جانا ہے۔"

(۲۵- الفرقان : آیت ۳۴ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑦ "رسالتِ محمدیؐ کا یہ دوسرا ثبوت ہے کہ اتنے طویل زمانے گذر گئے اور پیڑھیاں بیت گئیں پھر بھی اس وقت کے حالات جوں کے توں بیان کر دینا جبکہ وہاں آپؐ موجود نہ تھے اور نہ ہی وہاں کے باشندے تھے، نہ وہاں آپؐ کے رہنے بسنے کا امکان ہی تھا پھر یہ واقعات تو آخر صرف وہی شخص بیان کر سکتا ہے جسے ہم نے رسولؐ بنا کر بھیجا ہو، کسی دوسرے کے بس کی بات نہیں کہ گذرے ہوئے واقعات کی ایسی سچّی منظر کشی کر سکے۔" (۲۸- القصص : آیت ۴۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

"طور کی مغربی جانب موسیٰ علیہ السلام کو احکامات دیئے جاتے وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود نہیں تھے اور نہ ان واقعات کا آنکھوں دیکھا مشاہدہ کرنے والوں میں تھے پھر اس وقت کے حالات پر قرآن مجید کا، بیان پیش کر دینا واقعی رسالتِ محمدیؐ کے ثبوت کو، کسی کے لیے مان لینے کی قوی دلیل ہے۔"

(۲۸-القصص، آیت ۴۴- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

شانِ محمدیؐ

(۱) "اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مخلوق سے علم حاصل نہیں کیا تھا اس لیے انھیں بے پڑھا یعنی اُمّی کہا گیا۔ اُمّی کے ایک معنیٰ یہ بھی ہیں کہ ام القریٰ یعنی مکہ میں پیدا ہوئے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ ماں کے پیٹ سے ہی عالم پیدا ہوئے۔ لوگوں کے لیے بے پڑھا لکھا ہونا نقص ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے معجزہ ہے کہ نبیؐ پڑھے بغیر وہ سب باتیں بتاتے ہیں، جو بڑے بڑے عالم بھی نہیں بتا سکتے۔ علم کا سرا، اللہ کے ہاتھ میں ہے، جب اللہ نے نبیؐ کو خود ہی تعلیم دی اور پڑھا دیا تو پھر کسی مخلوق سے یا ظاہر میں علم حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی اُمّی اس لیے فرمایا کہ "سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىۤ" ہم تمھیں پڑھائیں گے پھر تم نہیں بھولو گے۔ اللہ کے اِس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن لا کر سب اہلِ کتاب کی بدعات خرافات اور رسومات اور پاؤں کی تمام بیڑیاں توڑ دیں، گلے میں پڑے طوق کھول دیئے اور حلال و حرام کی بنیاد، پاک اور ناپاک پر رکھی تاکہ تمام انسان سکھ چین کی زندگی گذار سکیں اور اللہ کی عطا کی ہوئی سہولتوں سے محروم نہ رہیں۔ کسی نے عورت اپنے اوپر حرام کی، کسی نے لباس حرام کر کے ننگا ہو گیا، کسی نے غسل چھوڑ کر گندگی کو دین سمجھ لیا تو کوئی گھر بار چھوڑ کر جنگل میں جا رہا، کسی نے نفس کشی اور ریاضت میں جسم کو گلا دیا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب غلط باتیں مٹا کر انسانی دنیا پر کتنا

toobaa-elibrary.blogspot.com

بڑا احسان فرمایا کہ حلال چیزیں کھاؤ پیو اور مالک کی نافرمانی سے بچو تو مرنے کے بعد بھی جنّت میں مزے ہی مزے لو۔"

"معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام انسانوں کے لیے ہے اور یہ کلام قرآن مجید اور اس کے پہلے جو کلام اللہ نے اتارے ہیں ان سب پر ایمان کی دعوت دی گئی، اگلے کلام اب محفوظ نہیں رہے لیکن اگلے کلاموں کا نچوڑ اور خلاصہ اللہ نے قرآن شریف میں نازل فرما دیا ہے اس لیے اب صرف قرآن مجید کو پکڑ لینے سے اللہ کا ہر فرمان ہاتھ آگیا اور اس آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر لینے سے سب نبیوںؑ کا اتباع حاصل ہو گیا، بس کامل مسلمانی اس کو حاصل ہوگی جو قرآن اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرے۔ ہمارے زمانے کے علمائے کرام "کتاب وسنت" پر ایمان لانے اور عمل کرنے کے الفاظ کا استعمال اسی معنی میں کرتے ہیں۔" (۷۔الاعراف: آیت ۱۵۷-۱۵۸)

(۲) "جب تک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں تھے، مخالفین پر عذاب عام رکا ہوا تھا۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی برکت سے تھا پھر سماج میں مشرک سوسائٹی کی طرف سے ایمان والوں پر ظلم وستم توڑا جا رہا تھا اس کو جو لوگ بُرا سمجھتے تھے اور خود کسی کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے روکنے کی طاقت نہ رکھتے تھے لیکن یہ ظلم انھیں ناپسند تھا اس لیے اللہ سے استغفار کیا کرتے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گنہگاروں کے لیے مغفرت کی دو وجوہات ہیں ایک میرا وجود، دوسرا توبہ واستغفار۔" (۸۔الانفال: آیت ۳۳)

(۳) "یہ سورہ (التوبہ) فتح مکّہ کے بعد نازل فرمائی گئی۔ صلح حدیبیہ میں دس برس تک صلح قائم رکھنے کا قرارنامہ، ہجری ۶ھ میں ہوا تھا لیکن مشرکوں نے دو برس کے اندر ہی صلح توڑ ڈالی، اس وجہ سے نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ ہجری میں اللہ کے حکم سے پُرامن طور پر مکّہ مکرمہ فتح کر لیا۔ اب جن سے قول وقرار تھا ان کو نوٹس جاری کیا گیا کہ چار ماہ غور کریں۔ یا تو لڑ کر ارمان نکال لیں یا حرم شریف کا علاقہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

چھوڑ کر چلتے بنیں یا اسلام قبول کرلیں۔ فتح کے بعد دنیا کے کسی فاتح نے اپنے دشمن کو چار ماہ ملک میں رہنے کا موقع دیا ہو۔ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں۔ یہ فضیلت صرف صاحبِ قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے "

(۹-التوبہ : آیت ۳)

④ " سورہ طٰہٰ میں فرمایا کہ " یہ قرآن ہم نے آپ پر اس لیے نہیں اتارا کہ آپ اتنی مشقت اٹھائیں " آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت محنت اٹھائی، بہت رنج اٹھایا اور قوم کی ہدایت کے لیے اپنے جان ومال کی بازی لگادی کہ کسی طرح یہ لوگ اللہ کی بات مان لیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ "

(۱۸-الکہف : آیت ٦)

⑤ " حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سے قرآن اترا آپ پوری محنت کے ساتھ اس کی اشاعت میں جی جان سے لگ گئے اور اس کے ہر حکم پر پہلے خود عمل کرتے اور خوب سے خوب عمل کرتے۔ نمازوں میں گھنٹوں کھڑے کھڑے قرآن شریف تلاوت فرماتے کہ پاؤں مبارک سوج جاتے۔ ادھر مخالفت کا ریلا اور آپ کی دشمنی کا زور بڑھا، جسمانی تکالیف بھی اٹھانی پڑیں۔ رات دن کی اس سخت محنت پر اللہ کو ایسا پیار آیا کہ اس آیت میں خطاب فرمایا کہ ہم نے یہ قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ آپ اتنی محنت کریں، جب مالک بندے سے خود کہہ دے کہ بس اب تو تم نے محنت کا حق ادا کر دیا۔ اس سے بڑی مقبولیت اور کیا ہو سکتی ہے "

" ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگلے نبیوںؑ کے واقعات کے پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، جیسے کہ عام لوگوں کو ہوتا ہے کہ یا تو وہ کتاب پڑھنا جانتے ہوں یا کسی نے یہ واقعات ان کو پڑھ کر سنائے ہوں یا بتلائے ہوں کہ سن کر لکھ لیا ہو۔ اس میں سے یہاں کوئی بھی ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر نہیں تھا لیکن پچھلے انبیاءؑ کے واقعات حضور کو قرآن مجید کے ذریعہ عطا فرمائے گئے، اس کی زبان علم وادب، اسلوب طرزبیان، صاف ستھرا اور نکھرا ہوا بے عیب، سلیس اور آسان، کلام ایسا کہ ساری دنیا کے عالم فاضل دیکھ سن کر دنگ رہ جائیں، جیسا کہ (۲۹) سورہ عنکبوت آیت

toobaa-elibrary.blogspot.com

۴۸ میں آیا ہے ۔" (۲۰۔ طٰہٰ : آیت ۲ - ۹ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۶) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر حق واضح کر دیا، ان کی شہادت گواہی ہم پر قائم ہو چکی، اب ہم عام انسانوں پر یہ گواہی جاری رکھیں تاکہ حق کی امانت کا کام پورا ہو ۔" (۲۲۔ الحج : آیت ۷۸ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۷) "نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد ان گنت اور بے شمار ظالم قوموں کو تباہ و برباد کر دیا گیا اور ان کے بعد دوسری قوموں کو اس زمین پر بسنے کا موقع دیا جاتا رہا، یہ سلسلہ برابر چلتا ہی رہا کہ قوم فرعون کا زمانہ آیا اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو ان کی طرف بھیجا گیا اور جیسا کہ آگے آتے گا حضرت عیسیٰ بن مریم کا زمانہ آیا اور آخر میں ہمارے سردار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا دور آگیا۔ اب ختمِ نبوت کی بنیاد پر اُمتِ مسلمہ کی تشکیل ہوئی اور قیامت تک کسی نئے نبیؑ کو بھیجنے کی ضرورت باقی نہ رہی ۔" (۲۳۔ المومنون : آیت ۴۸ تا ۵۰)

(۸) "اللہ کے رسولؐ کا ادب لحاظ ہر امتی پر لازم ہے، اُنھیں اس طرح نِدا نہ دی جائے جیسے ہم ایک دوسرے کو خطاب کر کے بات کرتے ہیں، بلکہ ان کی عظمت عقیدت اور محبّت کا اپنے دل میں خوب خوب ادب ہو اور اس کا اظہار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی لینے میں یا کسی واقعہ میں آپؐ کا ذکرِ خیر ہونے میں نام کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" کہا جائے۔ کھرا نام لینا اِس آیت میں منع فرمایا ۔" (۲۴۔ النور : آیت ۶۳)

(۹) "مخالف کو شک کا موقع تھا اگر لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی استاد سے کچھ نہیں سیکھا۔ قلم بھی ہاتھ میں نہیں لیا۔ پہلے سے کوئی کتاب پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمام ضروری علم عطا فرمایا کہ پوری انسانیت کا سب سے بڑا معلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا دیا ۔" (۲۹۔ العنکبوت : آیت ۴۸)

(۱۰) "یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی بنیاد پر اسلامی سلطنت قائم فرمادی، اس کے بعد ارشادِ رب ہوا کہ دعوت الی اللہ کو خوب زور و شور سے جاری رکھا جائے اور کافروں منافقوں کی بات کو قطعی طور پر رد کر دیا جائے کہ پھر اس علاقہ میں سر اٹھا نہ سکیں۔ اس سخت کارروائی میں نتائج کا اندیشہ بھی نظر انداز کر دیجیے اس لیے کہ نتائج کا علم اللہ تعالیٰ کو خوب سے خوب تر ہے اور دانش مندی اور دانائی کے تمام تقاضوں کا خیال رکھ کر ہی یہ حکم دیا جارہا ہے کہ اب اہلِ کفر تو کیا، اہلِ نفاق جو ایمان والوں کے ساتھ چل پڑے ہیں ان کی بھی پرواہ نہ کی جائے۔"

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندوں میں قاسمؓ، طیبؓ، طاہرؓ اور ابراہیمؓ نام آتے ہیں۔ آپؐ کے یہ تمام فرزند بہت ہی چھوٹی عمر میں وفات پا چکے تھے۔ آپ کا کوئی فرزند حیات نہیں تھا اس لیے فرمایا کہ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں خاص طور پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اہلِ بیت کا سلسلہ جاری ہوا۔ یہاں شاید اس کا بیان اس وجہ سے آیا ہو کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں اور اب آپؐ کا کوئی بیٹا حیات نہیں۔ دنیا میں بہت سے بادشاہ حتّٰی کہ مذہبی گدی نشین بھی اس بات کے محتاج ہوتے ہیں کہ ان کی نسل ان کے بیٹوں سے چلے تاکہ حکومت یا مذہبی گدی پر ایک کے بعد ایک وارث بیٹھتا رہے، لیکن یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد یعنی پوری امّت نے آپؐ کے مشن یعنی آپؐ کی دعوت کی نمائندگی اس محبت و عقیدت سے کی جس کی نظیر ساری دنیا کی تاریخ میں کہیں بھی نہیں مل سکتی۔"

"بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا منع ہے یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مبارک میں اہلِ ایمان کے داخلہ پر بھی اجازت کی پابندی لگا دی گئی اس لیے کہ حضورؐ سے تو مدینہ طیبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا رات دن کا واسطہ رہتا، قرآن کا نازل ہونا شروع تھا اور جنگیں بھی جاری تھیں، دین کا بندوبست قائم رکھنے کے لیے ہر پل مشورے اور حکم کی ضرورت پڑتی ہی رہتی تھی ایسے ماحول میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک حجرے میں جو مسجد نبوی میں ہی تھے، صحابہؓ کا آنا جانا جاری تھا، اب پابندی لگادی کہ اجازت کے بغیر داخلہ ممنوع ہے اور کھانے کی دعوت پر بھی جن کو جب بلایا جائے حاضر ہوں لیکن وقت سے پہلے نہ جائیں کہ انتظار میں بیٹھے وقت گذارنا پڑے جبکہ جتنا وقت نبیؐ کی صحبت میں گذرے برکت ہی برکت ہے لیکن نبیؐ کو گھریلو انتظام میں دشواری پیش نہ آئے اس لیے مومنوں پر لازم قرار دیا کہ دعوت دی جائے تب جائیں، کھانے کے بعد یوں بھی آدمی تھوڑی دیر بیٹھتا ہے لیکن بعض لوگ جی لگا کر ایسے بیٹھتے ہیں کہ اٹھنے کا نام نہیں، اس کے سبب صاحبِ خانہ کو تکلیف ہوتی ہے، وہ تو اہلِ ایمان کا لحاظ فرما کر کچھ نہ کہتے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں صاف بات کہہ دی کہ جس رویہ سے نبیؐ کو ذرا بھی دکھ ہو، اُمتی پر لازم ہے کہ وہ کام نہ کرے "

(۳۳-الاحزاب: آیت ۱-۴۰-۵۳)

" عام اہلِ ایمان کو الگ سے جو احکامات دیئے گئے تھے، وہ سب کو معلوم ہیں، یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص اجازت دی اور اس کے علاوہ بھی بہت سے خاص درجے اور مرتبے ہیں جو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہیں اور کسی کے لیے نہیں مثلاً (۱) نبیؐ کی ازواج مطہراتؓ تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی یا وفات کے بعد، ہر حال میں ان سے نکاح کرنا حرام ہے - (۲) حضور پر نمازِ تہجد فرض تھی اوروں پر نہیں۔ (۳) آپؐ کے لیے صدقہ، زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ آپؐ کے خاندان کے لوگوں پر بھی، مستحق ہوں یا غیر مستحق، صدقہ زکوٰۃ لینا حرام ہے جبکہ باقی اہل ایمان مستحق ہوں تو انھیں لینا جائز ہے۔ (۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چار سے زیادہ بیویاں حلال ہیں۔ کوئی عورت بغیر مہر کے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دے تو آپؐ اُسے چاہیں تو نکاح میں لے سکتے ہیں - لیکن آپؐ نے مہر ادا فرمادیا۔ یہ وہ خاص مرتبے ہیں۔ جو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لحاظ سے اُنھیں کا حصّہ ہیں "

(۳۳ - الاحزاب : آیت ۵۰ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۱) " جب اگلی امتوں نے کتابِ دین میں پھیر بدل کی اور شریعت کو ناقابلِ عمل بنا دیا، تب اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دین دنیا کے تمام بندوبست کے ٹھیک ٹھاک رکھنے کے لیے ایک ایسی جامع شریعت عطا فرمائی جو انسانی زندگی کے جملہ معاملات پر اور اللہ کے حکم پر عمل کرنے میں سہل اور آسان ہے "

(۴۵ - الجاثیہ : آیت ۱۸)

(۱۲) " ہر مومن جو اللہ اور رسول پر ایمان لایا اس پر لازم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر نصرت کے لیے وقت ضرورت ہر طرح کی قربانی کے لیے تیار رہے اور نبیؐ کا ادب قائم رکھے یعنی نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک ادب سے لے اور ہر طرح دنیا کے تمام انسانوں کے مقابلے میں آپؐ ہی کا مرتبہ بلند جانے اور مانے اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا رہے یعنی اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنا اپنی عادت میں شامل کرے " (۴۸ - الفتح : آیت ۹)

(۱۳) " یہاں سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری اور باطنی ادب رکھنا ہر امتی پر لازم ہوا۔ آپؐ کا نامِ مبارک ادب سے لے۔ آپؐ کی حیات میں جو لوگ مجلس میں حاضر ہوتے بہت دھیمی آواز میں ادب سے بات کرتے، اُن کی تعریف فرمائی گئی اور اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر سلام پڑھنے والوں کو بھی ضروری ہے کہ ادب سے دھیمی آواز سے حضور اکرمؐ پر سلام پڑھیں "

(۴۹ - الحجرات : آیت ۳)

(۱۴) " مجلسِ نبویؐ میں ہر طرح کے لوگ بہت زیادہ وقت لینے کی کوشش کرتے، بعض کو موقع ملتا اور بعض کو نہ مل پاتا۔ کسی آدمی کو کچھ خانگی اور راز کی بات کرنی ہوتی جس کے لیے اپنے بڑے سے کہنے کے لیے تخلیہ میں بات کرنا چاہتا، ایسے موقع پر صاحبِ قرآن محسنِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ سے کچھ بتانا یا پوچھنا ہو تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خانگی معاملات میں کوئی خاص بات دریافت کرنے کے لیے وقت لینا چاہو تو اس کے پہلے کچھ صدقہ و خیرات کر دیا کرو، اس کے سبب خیر اور پاکیزگی حاصل ہوگی اور نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا اثر دل پر آئے گا۔ اِس آیتِ شریفہ کے نزول کا سبب علمائے کرام یہ بتاتے ہیں کہ بعض منافق اور مالدار لوگ سرورِ عالمؐ کے کان مبارک کے قریب بات کر کے عوام پر اپنی بڑائی کی دھونس جمانا چاہتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ پہلے مسکین غریب فقیر کو کچھ صدقہ خیرات کر کے پھر مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تخلیہ کے لیے وقت مانگو۔ اس حکم کی وجہ سے بخیل اور نمائشی لوگوں کی بھیڑ کم ہو گئی "

(۵۸- المجادلہ: آیت ۱۲)

(۱۵) " حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت دی کہ اُن کا نام "احمد" ہو گا۔ فرشتوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "احمد" مشہور ہے اور دنیا میں "محمدؐ" مشہور ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سورہ الاعراف آیت ۱۵۷ " (۶۱- الصّف: آیت ۶)

(۱۶) " اوّل وقت میں جب قرآن اترتا تو نزول کی شدّت کے سبب صاحبِ وحی، محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیبت طاری ہوتی۔ اللہ جلّ شانہٗ کو یہ ادا پسند آئی، اس لیے "مُزّمّل" (اے کپڑے میں لپیٹ کر رہنے والے) نام لے کر خطاب فرمایا"

(۷۳- المزمّل: آیت ۱)

(۱۷) " مکّہ معظمہ میں نبیٔ کریم خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا انتقال ہوا تو کافر کہنے لگے کہ ان کا بیٹا نہیں رہا۔ اب ان کی نسل نہیں چلے گی اور وہ گم نام ہو جائیں گے اللہ جلّ جلالہٗ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا تذکرہ زمین و آسمان میں جاری فرمایا اور امّت ایسی بنا دی کہ قیامت تک حضرت محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وارث ہے۔ اعتراض کرنے والے جو کافر تھے، وہ خود بے نام ونشان ہو گئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور نام نامی "محمدؐ" کلمہ طیبہ کے ساتھ سارے عالم میں گونج رہا ہے، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

(۱۰۸ - الکوثر : آیت ۳)

معجزات

① "اس آیتِ شریفہ سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) پیغمبرؑ کے تمام معجزات اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتے ہیں۔ بغیر اس کے حکم کے کوئی معجزہ دکھانا نبی کے بس کی بات نہیں (۲) ماں کی گود میں لوگوں سے بات چیت کرنا بغیر کسی کے سکھائے (۳) صرف اللہ کے حکم سے توریت اور انجیل کا علم حاصل کر لینا (۴) مٹی سے پرندے جیسی شکل بنا کر پھونک مارا تو یہ پرندہ اڑنے لگا (۵) مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو چنگا کر دینا اور یہاں تک کہ اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دینا۔ یہ سب باتیں حکمِ خداوندی کے بغیر ممکن نہیں اور دشمنوں کے ہاتھ جب انھیں پکڑنے کے لیے اٹھے تب بھی اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو محفوظ رکھا۔"

"پکا پکایا تیار تازہ کھانے سے بھرا ہوا تھال یا دستر خوان آسمان سے اترے اور بغیر محنت کے تم کو کھانا ملے یہ تو ایک معجزہ ہوا۔ ایسی خرقِ عادت طلب پر حضرت مسیح علیہ السّلام نے ان کو ڈانٹا کہ اللہ سے ڈرو۔ تب جواب میں حواری عرض کرنے لگے کہ آسمانی کھانے کی تمنّا کے ساتھ ہم کو تسلّی ہو جائے کہ آپ کی سب باتیں سچ ہیں اور ہم ان کی گواہی دیں گے، تب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے مائدہ (آسمانی دستر خوان) کی دعا کی۔"

(۵ - المائدہ : آیت ۱۱۰-۱۱۳)

② "کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے کہ ہم کو کوئی معجزہ دکھایا جائے تو ہم قسم کھاتے ہیں کہ ایمان لے آئیں گے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ ضد میں آ گئے ہیں۔ نشانی دکھانے کے بعد بھی حیلہ بہانہ کریں گے۔ مفصل تذکرہ کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لیے سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۹ - ۹۵ دیکھ لیں "
(۶- الانعام: آیت ۱۱۰ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

③ " معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی لاٹھی صرف ایک بڑا سانپ بن کر ہی مقابلہ میں نہیں آئی بلکہ پورے میدان میں جادوگروں کی تمام لاٹھیاں اور رسّیاں نگل کر اس سانپ نے یہ ثابت کر دیا کہ جادو کے مقابلے میں یہ ایک معجزہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السّلام کے ذریعہ دکھایا "

" جادوگر اپنے فن کے ماہر تھے، جب معجزہ دیکھا تو ضد چھوڑ دی اور حق کو پہچان گئے۔ حق کی کامیابی پر حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ نے اللہ کو سجدہ کیا تو جادوگر بھی بے اختیار خدا کے حضور سجدے میں گر گئے۔ معلوم ہوا کہ جادوگروں پر ایک حال طاری ہوا تھا کہ وہ یکایک اس معجزہ والے مقابلے میں ہار جانے پر اللہ کے آگے جھک گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کامیابی پر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا اللہ کے مقبول بندوں کی سنّت ہے " (۷- الاعراف: آیت ۱۱۷ - ۱۲۰)

④ " حضرت صالح علیہ السّلام کی قوم نے معجزہ طلب کیا۔ اللہ تعالیٰ پہاڑ میں سے ایک اونٹنی نکال دی اور پتھر سے باہر آتے ہی فوراً اس اونٹنی نے بچہ جنا، جو اسی وقت اپنی ماں کے قد کے برابر ہو گیا۔ یہ بات ایک بہت ہی اہم معجزے کی ہو گئی کہ قوم کو یقین آجائے " (۱۱- ہود: آیت ۶۵)

⑤ " جس کے غم میں روتے ہوئے آنکھیں سفید ہو گئی تھیں اُسی کے بدن سے لگا ہوا کُرتا چہرے پر آیا اور آنکھوں میں روشنی آگئی، یہ معجزہ تھا حضرت یوسف علیہ السّلام کا "

" معجزہ اور کرامت کسی کے اختیار کی چیز نہیں، صرف اللہ کی قدرت کا مظہر ہے، ورنہ اب تک بھائیوں نے مصر کے کئی سفر کیے تھے تب یوسف علیہ السّلام کے قمیص کی نہ تو خوشبو آئی اور نہ یوسف علیہ السّلام کے زندہ ہونے کا کوئی یقینی پتہ چل سکا، لیکن اب یہ حال ہے کہ اُدھر قافلہ چلا اور اِدھر یعقوب علیہ السّلام

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے اپنے گھر میں سینکڑوں میل دور یوسف علیہ السّلام کی خوشبو محسوس کی ۔"

(۱۲-یوسف : آیت ۹۳-۹۴)

(۶) " حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے ۹ معجزات عطا فرمائے (۱) لاٹھی کا سانپ بن جانا اور موسیٰ پکڑیں تو پھر لاٹھی بن جائے (۲) گریبان میں ہاتھ ڈال کر نکالتے تو چمکتے چاند کی طرح ہو جاتا (۳) جادوگروں کی لاٹھیاں، رسیاں ہزاروں کی تعداد میں ایک سانپ نگل جائے جو اپنی اصل میں لاٹھی تھا (۴) موسیٰ علیہ السلام کے اعلان کے مطابق قحط پڑ جانا اور اکال کے گھیرے میں پورے ملک کا آجانا (۵) بڑے بڑے زبردست طوفان (۶) ٹڈی دل کے غول کے غول ہری بھری فصل کو چٹ کر گئے (۷) دیمک، گھن کا کیڑا، جوئیں (۸) مینڈک (۹) پینے کا پانی خون ہو جاتا۔ یہ تمام نشانیاں دیکھ کر فرعون بجائے ہدایت قبول کرنے کے الٹے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کہنے لگا کہ آپ پر یہ سب جادو کا اثر ہے کہ ایسی چیزیں دکھا رہے ہیں ۔" (۱۷-بنی اسرائیل : آیت ۱۰۱)

(۷) " اوّل اوّل حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دو معجزات عطا فرمائے گئے۔ ایک لاٹھی کا سانپ اور دوسرا بغل میں ہاتھ ڈال کر جیسے ہی باہر نکالیں، چاند کی طرح جگمگاتا ہوا باہر نکل آئے اور ہاتھ کو اس روشنی کی تپش کا کوئی اثر نہ پڑے۔ اس کے بعد حسب ذیل اور بھی معجزے عطا کیے گئے۔ سخت طوفانی ہواؤں اور دریائی طوفان شہروں پر چڑھ آتا۔ ٹڈی دل کے غول کہ چند لمحوں میں تمام فصلوں کو چٹ کر جائیں۔ لکڑی کو کھانے والے گھن کے کیڑے کی کثرت، دیمک، جوئیں اور کھٹمل کی ریل پیل۔ مینڈکوں کی تعداد اتنی بھاری اور کثرت سے کہ ہر چیز میں مینڈک کی اچھل کود۔ فرعونی خیال کے لوگ جس پانی کو ہاتھ لگائیں اور استعمال کریں فوراً خون بن جائے۔ ہزاروں جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کو حضرت موسیٰ کی ایک ہی لاٹھی کا سانپ بن کر نگل جانا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھیوں کے لیے دریا کا پھٹ کر دونوں جانب پہاڑوں کی طرح پانی کا ٹھہر جانا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور بیچ میں ایسی خشک سڑک کا بن جانا کہ یہ لوگ دریا پار ہو گئے۔"

(۲۰ - طٰہٰ : آیت ۲۳ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۸) " حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے نو معجزات عطا فرمائے گئے۔ یہ سب فرعون کو نوٹس دینے کے لیے دکھائے گئے۔ بقیہ دور میں بھی جیسے پتھر سے پانی کے بارہ چشمے پھوٹ نکلنا اور مَن و سلویٰ کا نزول اور بدلی کا سایہ نیز سمندر کا پھٹ کر اس میں راستہ بن جانا، یہ اسرائیلی مسلمانوں کو نفع پہنچانے والے معجزے تھے۔"

(۲۷ - النمل : آیت ۱۲)

(۹) " ہاتھ میں تیز روشنی کا عکس آنے سے ہاتھ جل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے فرمایا کہ کسی بھی طرح آپ کے ہاتھ کو کچھ تکلیف نہیں ہوگی۔ جیسے ہی ہاتھ بغل سے باہر لاؤ گے تو ایسی تیز روشنی ہوگی کہ ہاتھ دیکھنے والوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جائیں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ ایک فرعونی آدمی کا خون بھی ہو چکا تھا نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن سے فرعون کے راج محل میں پرورش پا چکے تھے، ان وجوہات کی بناء پر قدرتی طور پر موسیٰ علیہ السلام ڈر اور خوف محسوس کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظام بھی معجزے کے طور پر فرما دیا کہ اپنے بازو سکیڑ لو، ڈر اور خوف دور ہو جائے گا۔"

(۲۸ - القصص : آیت ۳۲ - ۳۳)

علمِ غیب

(۱) "اِس آیتِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے جس کو اللہ تعالیٰ چاہے اور جب چاہے، غیب کی اطلاع دیتا ہے۔ سورہ جن آیت ۲۶ میں "اظہارِ غیب" بھی بتایا گیا ہے۔ اظہار اطلاع اور علم میں فرق ہے۔ جاننا چاہیے کہ علمِ غیب تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور اطلاع غیب جب ضروری ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو دیدی۔ علمِ غیب اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اس پر قرآن شریف کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بہت سی آیات ہیں۔ سورہ انعام آیت ۵۰۔ سورہ اعراف آیت ۱۸۸۔ سورہ ہود آیت ۳۱۔ اِس کے علاوہ بھی بہت جگہ پر بیان ہے۔ اب جو لوگ نبیؑ کے لیے علمِ غیب ثابت کرتے ہیں وہ یا تو جاہل ہیں یا ضد میں یہ حرکت کرتے ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبیؑ کا علم، عام انسانوں جیسا ہے ان کا قول بھی درست نہیں۔ نبیؑ کا علم تمام انسانوں سے اعلیٰ ہوتا ہے۔" (۳۔آل عمران: آیت ۱۷۹)

(۲) "حضرت عیسیٰ علیہ السّلام عرض کرتے ہیں کہ میں جب تک ان میں موجود رہا تھا ان کی حالت مجھے معلوم تھی، جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو اس کے بعد کا حال مجھے کچھ بھی معلوم نہیں کہ میرے پیچھے میرے بارے میں انھوں نے کیا کچھ حرکتیں کیں۔ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی عیسیٰؑ جیسے بھی نہیں جانتے کہ ان کے پیچھے ان کی امّت نے ان کو کیا کچھ بڑھا چڑھا کر شرکیہ حرکتیں کرنی جاری کر دی۔ اب جو لوگ خدا کے نیک بندوں کو اپنے حال سے واقف جانتے ہیں، انھیں حاجت روا و مشکل کشا بتاتے ہیں، اُن کی قبروں پر دہائی دیتے ہیں، انھیں مدد کو پکارتے ہیں، اُن سے اولاد طلب کرتے ہیں، وہ جان لیں کہ اُن کی حالت کی خبر، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو نہیں ہے۔ عقل و انصاف سے سوچو کہ وہ جنّت میں اللہ کی نعمت میں رہیں یا قبروں میں مدفون ہو کر لوگوں کی عرضیاں سنتے رہیں، اور اُن کے مُرغے، بکرے کھانے چڑھاوے کا حساب رکھیں اور لوگوں کو اولاد، نوکری، تندرستی وغیرہ دیتے کا کام کرتے رہیں۔" (۵۔المائدہ: آیت ۱۱۷)

(۳) "جو لوگ اللہ کے نبیؑ و رسولؑ کو تمام خزانوں کا مالک یا عالم الغیب بتاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نبیؑ آدمی کی جِنس نہیں ہوتا، ایسے لوگ قرآن مجید سے جاہل ہیں۔ نہیں جانتے کہ نبیؑ نے جو دعویٰ تو دنہیں کیا وہ ہم کیوں ان کا نام لے کر کرنے لگیں۔ اگلی اُمّتیں بھی اپنے نبیوںؑ رسولوںؑ کے لیے ایسی من گھڑت باتیں بنا بنا کر اللہ کے نبی سے ہدایت لینے کے بجائے اُسے خدا کی صفات میں شریک بنا کر اپنا نبیؑ گنوا بیٹھے۔ پھر بھی کوئی آدمی مسلمان ہو کر نبیؑ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

toobaa-elibrary.blogspot.com

علمِ غیب پر ضد کرے، وہ حق بات سے دور جا پڑا۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو غیب کی اطلاع دی ہے اور غیب کا اظہار کیا ہے۔ اطلاع و اظہار اور علمِ غیب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اطلاعِ غیب کے لیے سورہ آلِ عمران آیت ۱۷۹ اور اظہارِ غیب کے لیے سورہ الجنّ آیت ۲۶ - ۲۷ دیکھ لیں۔ اسی طرح جو لوگ نبیؑ یا رسول کا علم، عام انسانوں کی طرح بتاتے ہیں وہ بھی سخت غلطی پر ہیں۔ جس کے پاس فرشتہ آکر وحی کر جائے اور اللہ کا پیغام پہنچا جائے اور جسے معراج میں اللہ کے حضور حاضری کا شرف ہو۔ جنّت اور دوزخ جسے دکھائی گئی ہو، اُن کا علم تمام انسانوں سے بڑھ کر ہے۔ اِس معنی میں نبیؐ کا علم ہر طرح کامل ہوتا ہے۔"

(۶- الانعام، آیت ۵۰)

"جاننا چاہیے کہ علمِ غیب، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبیؑ اور رسولؑ کو مخلوق کو حق سمجھانے کے لیے ضرورت کے وقت غیب کی باتوں کی اطلاع دی جاتی ہے یا غیب کی بات ضرورت کے مطابق ظاہر کر دی جاتی ہے۔" (۶- الانعام: آیت ۵۱ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) "اِس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ نبیؑ کو مختار اور عالم الغیب جانتے ہیں، وہ جاہل ہی نہیں بلکہ ضدی بھی ہیں۔ عالم الغیب کو تو سب کچھ پہلے سے معلوم ہے پھر اُسے کوئی تکلیف کیوں پہنچے اور وہ ہر طرح مال و اسباب کو جمع کرے گا کہ پاؤں تلے کیا ہے، زمین اور سمندروں میں کس جگہ کیا کچھ خزانہ ہے سب کچھ اُسے معلوم ہو تو ہر وقت زمین اور آسمان کے خزانے اس کے ہاتھ ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے نبیؑ و رسولؑ کی زندگی راحت و تکلیف کا مجموعہ ہے، تب ہی وہ تمام انسانوں کے لیے نمونہ بنائے گئے ہیں، پس جاننا چاہیے کہ عالم الغیب صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے اور، اس کے نبیوںؑ میں سے کوئی نبیؑ بھی عالم الغیب ہونے کا دعویدار نہیں، پھر بھی ہم ایسی بات کیوں کہیں جو اللہ اور اُس کے نبیؑ نے نہیں فرمائی۔ اس آیت کا ترجمہ ہم نے مولوی احمد رضا خاں صاحب کے ترجمے کے مطابق نقل کیا ہے کہ اگر ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہیں پہنچتی۔ صرف بھلائی اور برائی کی جگہ اصل متنِ عربی کا خیال رکھ کر ہم نے نفع نقصان ترجمہ کیا ہے۔" (۷۔ الاعراف: آیت ۱۸۸)

⑤ "کون آدمی کیا اور کب کون سا عمل کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور اگر وہ چاہتا تو اپنے علم کی بنیاد پر انسانوں کو اس دنیا میں بھیجنے سے پہلے ہی بُروں کو جہنم میں ڈال دیتا، لیکن ایسا کرنے سے اس کے علّام الغیوب ہونے کا تقاضا تو پورا ہو جاتا لیکن اس کے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے، اس لیے اچھے برے سب لوگوں کو وجود کا جامہ پہنا کر دنیا میں کام کرنے کا موقع دیا تاکہ کل قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم کو عمل کا موقع نہیں دیا گیا، فقط اپنے علم کی بنیاد پر سزا دے دی گئی۔ اس لیے فرمایا کہ ہم دیکھیں گے کہ تم کیسا کام کرتے ہو یعنی ہم سب کو دکھانے کے لیے ظاہر کر دیں گے کہ تم نے کیسے کام کیے ورنہ اللہ کو یہ دیکھنے کی حاجت نہیں کہ آگے کوئی کیا کام کرے گا، اُسے تو پہلے ہی سے سب کچھ معلوم ہے۔"

(۱۰۔ یونس: آیت ۱۴)

⑥ "معلوم ہوا کہ اگر کوئی پیغمبرؑ ہو، تب بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اللہ کے خزانے کا مالک ہے یا غیب کا علم رکھتا ہے اور فرشتہ ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتا اور کام کاج یا نسل اور رنگ کے سبب کسی کو اونچ نیچ نہیں بتا سکتا۔ یہ سب باتیں ان لوگوں کی بکواس ہیں جو ظالم جاہل اور اوّل درجہ کے بے حیا لوگ ہیں، جو ایک طرف تو اللہ کے نبیوںؑ کی دعوت کو رد کرتے ہیں اور دوسری طرف اللہ کے نبیوںؑ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کے نام پر حد سے زیادہ باتیں بڑھا چڑھا کر حق بات کو اور الجھا دیتے ہیں۔" (۱۱۔ ہود: آیت ۳۱)

"جو لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کو عالم الغیب بتاتے ہیں انھیں اپنی جہالت کی اصلاح کر لینی چاہیے۔ ان دونوں آیتوں پر غور کرنے کے بعد کوئی بھی سمجھ دار آدمی انبیائے کرام علیہم السّلام کے بارے میں اپنی طرف سے گڑھے ہوئے اور نادان لوگوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے من گھڑت عقیدوں پر، اپنے ایمان کی بنیاد ہرگز نہیں رکھے گا، پھر بھی جو لوگ ہٹ دھرمی اور ضد میں آ کر ایسی باتوں پر لڑائی جھگڑا کرتے ہیں، ان کے گمراہ ہونے میں اب کسی کو کچھ شک نہ رہنا چاہیے۔"

(۱۱ - ہود : آیت ۳۲- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۷) "کسی کو اگر یہ خیال آئے کہ غیب کا جاننا تو کمال ہے۔ ظاہر کا علم رکھنا بھلا کیا مشکل ہے؟ - اس کا جواب یہ ہے کہ مخلوق میں کوئی بھی شخص جہاں موجود ہوگا وہاں کا علاقہ اس کے لیے ظاہر ہوگا اور جہاں موجود نہ ہوگا، وہاں کا علاقہ اس کے لیے غیب ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح جیسے کنارے پر کھڑا آدمی نہیں جانتا کہ دریا کے اندر کیا ہے، لیکن یہی شخص دریا کے اندر جائے تو کنارے کی ظاہری حالت اس کی آنکھ سے اوجھل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ظاہر باطن، غیب اور شہادت سب برابر ہیں۔"

(۲۳- المومنون : آیت ۹۲ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۸) "آسمانوں اور زمین میں کسی مخلوق کو بھی غیب کا علم نہیں۔ پھر آج تک جتنے بھی وفات پائے لوگ زمین میں دفن ہیں، اُن میں سے کسی کو نہیں معلوم کہ ان کو دوسری بار زندہ ہو کر اپنی قبر سے کس دن اور کس گھڑی اٹھنا ہوگا۔"

(۲۷- النمل : آیت ۶۵)

(۹) "غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ البتہ اپنے رسولؐ کو کسی خاص ضرورت کے تحت فیصلہ فرمائے تو بعض غیب کی باتوں کا اظہار اور اطلاع فرماتا ہے لیکن اظہار و اطلاع میں بھی سخت چوکی پہرے اور حفاظتی انتظام فرماتا ہے تاکہ اظہار میں کہیں کوئی خلل نہ ڈال سکے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اظہارِ غیب اور علمِ غیب میں بڑا فرق ہے۔"

(۷۲- الجن : آیت ۲۷)

قبلہ و کعبہ

(۱) "حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر جدید کر کے بیت اللہ کو اللہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعالیٰ کے حکم سے اہلِ توحید کا قبلہ مقرر کیا۔ بعد میں حضرت ابراہیمؑ کی یعقوبی نسل کے انبیاءؑ کی زبردست کامیابی پر، دعوت کا مرکز بیت المقدس رہا۔ حکومتیں قائم ہونے کے بعد سیاسی لحاظ سے اسرائیلی مسلمانوں کا مرکز، بیت المقدس ہی بن گیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں ۱۶ سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی۔ مسجد اقصیٰ، مدینہ منورہ سے شمال کی جانب واقع ہے۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار جی چاہتا تھا کہ پھر دعوت کے اولین مرکز، کعبہ کو قبلہ بنا دیا جائے اور سیاسی مرکزیت کی جگہ دعوتی کام کو اہمیت دی جائے چنانچہ ۱۶ سولہ ماہ کے بعد حضرت سید الکونین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ حرام یعنی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا تو یہودی لوگ بھڑک اٹھے کہ قبلہ اول کو کیوں بدل دیا گیا۔ اگر وہ غلط تھا تو اُسے کیوں اختیار کیا گیا تھا؟، کعبہ کی طرف منہ کرنا صحیح تھا تو اُسے پہلے کیوں نہیں اختیار کیا گیا؟۔ ایسی جاہل منطق کی بکواس پر اُن کو، بیوقوف کہا گیا کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم میں نکتہ چینی کرنے والے تھے، جن سے بڑھ کر نادان اور بے وقوف کون ہوگا؟۔ خانہ کعبہ مدینہ طیبہ سے جنوب کی طرف پڑتا ہے۔ ہندوستان کے جغرافیہ کے لحاظ سے خانہ کعبہ، مغرب کی سمت پڑتا ہے۔ اس پر بھی ہندوستان میں اعتراض کیا گیا کہ مسلمان ڈوبتے سورج کی عبادت کرتے ہیں۔ ایسے نادانوں کو دنیا کا جغرافیہ بھی نہیں معلوم۔ اصل مقصد تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر کعبہ کی طرف رُخ کرنا ہے۔"

"جب تک قبلۂ اوّل بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ہوتی رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بار بار چاہتا تھا کہ جائے امن کعبہ کی طرف نماز ہو، اس لیے بار بار آسمان کی طرف نگاہ کرتے کہ فرشتہ اِس معاملہ میں نیا حکم لے آئے، تب یہ آیت نازل ہوئی اور کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم جاری ہوا۔ کعبہ کے چاروں طرف سے بنی ہوئی مسجد "مسجد حرام" (جہاں فتنہ و فساد منع ہے) کہتے ہیں سیاسی پایۂ تخت کے بجائے دعوتی مرکز کو اہمیت دی گئی تاکہ سیاسی اور انتظامی معاملات میں بٹے ہوئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دلوں کو دعوت اِلی اللہ پر جمع کیا جا سکے۔ بادشاہت وحکومت اور سلطنت میں زور اور طاقت کا مظاہرہ ہوتا ہے اور دعوت اِلی اللہ میں محبت وحکمت اور دانائی و دانشمندی کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ ہیں لیکن بادشاہی، دل میں جگہ نہیں بنا سکتی اور حلقۂ اثر محدود ہوگا جبکہ دعوت کا کام عالمگیر ہوتا ہے اور دل میں جگہ بنا لیتا ہے۔"

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہلِ کتاب اچھی طرح پہچانتے تھے اور تحویل قبلہ کی حقیقت بھی انھیں معلوم تھی کہ پہلا قبلہ حضرت ابراہیمؑ کا کعبہ ہی تھا جو کہ مکہ مکرمہ میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اسرائیلی مسلمانوں کے سیاسی عروج پر اور بادشاہتیں قائم ہوجانے پر یہ مرکزیت بیت المقدس کو حاصل ہوگئی۔ اب عالم گیر بنیادوں پر اٹھنے والی جماعت کو اوّل تو بیت المقدس، قبلہ دیا گیا اور آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعمیر کردہ کعبہ کو قبلہ مقرر فرما کر تمام اہلِ کتاب کو ایک ہی صف میں آنے کے لیے راستے کھول دیئے۔"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ساری امت کو بھی یہی حکم دیا گیا کہ جہاں کہیں بھی رہیں، نماز کے لیے سب مسجدِ حرام کی طرف چہرہ کریں۔ دنیا میں اب مسلمان ہر جگہ رہتے ہیں اور اپنی جگہ سے نماز کے وقت ان کا چہرہ، مسجدِ حرام کی طرف ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ہمارے یہاں سمت کی کوئی حیثیت نہیں، سورج کے طلوع وغروب کی طرف رخ کرنا مقصود ہو بلکہ ہمیں اپنے رب کے حکم کے تحت کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور الحمدللہ مسلمانوں کا اجتماعی عمل اسی پر ہے۔ یہ وحدتِ امت کی ایک بڑی نشانی ہے۔" (۲۔البقرہ: آیت ۱۴۲ تا ۱۵۰)

(۲) "ام القریٰ فرمایا مکہ مکرمہ کو۔ جو بڑا شہر ہے، تمام بستیوں کی اصل اور جڑ ہے اور یہیں پر کعبہ شریف ہے جو دنیا کے بیچ میں ہے۔ اس کے آس پاس کی تمام انسانی دنیا کو اِس قرآن سے آگاہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کے اِس آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی پیدائش مبارک بھی اسی شہر مکہ میں ہوئی "۔

(۶- الانعام: آیت ۹۳ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۳) "کعبہ کے طواف کے وقت ایک دعا کے الفاظ ہیں "اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ آبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَاَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ" یعنی اے اللہ اس بیتِ عتیق کے رب، ہماری گردنیں آگ سے چھڑا دے اور ہمارے ماں باپ کی اور ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی گردنیں بھی آگ کے عذاب سے چھڑا دے۔ اسی لیے ہم نے بیت العتیق کا ترجمہ گردن چھڑانے والے مالک کا دربار کیا ہے۔ بہت سے مترجمین نے "آزاد" "قدیم" وغیرہ بھی ترجمہ کیا ہے۔ ہم نے اس ترجمہ کی بھی رعایت کی ہے یعنی اس گھر پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے مالکانہ حقوق نہیں اور یہ بہت ہی قدیم اور اول عبادت گاہ ہے۔ جو انسانوں کے لیے زمین پر سب سے پہلے آباد کی گئی ہے۔ آدمی نے کوئی بُت خانہ یا مزار پہلے نہیں بنایا بلکہ جنّت سے وہ آیا تھا اور توحید سے واقف تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کا گھر پہلے بنایا اور خانۂ اوّل کی تعمیر کی۔ اس میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انسان نے زمین پر پہلے جو عبادت گاہ تعمیر کی، وہ صرف ایک اللہ کی بندگی کے لیے اور توحید اور فقط توحید کے عقیدہ پر تعمیر کی گئی۔ رہے بت خانے تو یہ بعد کی ایجاد ہیں۔ بیت اللہ شریف کی زیارت کے موقع پر اپنی منّت و نذر پوری کرنا بھی عین عبادت ہے جبکہ کسی بت خانے یا مزار پر حرام اور شرک ہے "۔

(۲۲ - الحج: آیت ۲۹)

(۴) "مکہ مکرمہ جہاں کعبہ شریف ہے، پہاڑی سے گھرا ہوا ہے۔ اطراف میں پتھریلے پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ کاشت کے لائق زمین نہیں کے برابر، پھر بھی ہر طرف سے میوے پھل فروٹ اللہ کے گھر کعبہ کی برکت سے کھنچے آتے ہیں نیز ساری دنیا میں بدامنی ہو تو بھی کعبہ کے اطراف میں اَمن ہی اَمن ہے۔ اس گھر کے مالک کے طفیل ہر طرح سکون ہی سکون ہے پھر اس کے راستے پر نہ چلنا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کیے جانا کہاں کا انصاف

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے"۔ (۲۸ - القصص : آیت ۵۷ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑤ "کعبہ شریف کے ادب کی وجہ سے شہر مکہ ہمیشہ امن کا مرکز بنا رہا۔ آس پاس ہر جگہ لڑائی جنگ لوٹ مار ہوتی مگر، اللہ کے گھر کے آداب کے سبب یہاں کوئی کسی پر ہاتھ نہ اٹھاتا۔ مکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔ یہیں اوّل اوّل قرآن شریف اتارا گیا لیکن مکہ والوں نے اکثر مخالفت کی، اس لیے فرمایا کہ اللہ کے گھر کے طفیل امن میں ہو اور اس نے جب اپنا حکم نامہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھیجا تو تم پر لازم تھا کہ اُسے مان لیتے اور اس کا شکر ادا کرتے کہ بیت اللہ کے پڑوس میں رہنا اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمایا۔ اب کلام بھی ہماری زبان میں ہمارے شہر میں ہمارے قبیلے کے ایک ممتاز آدمی پر نازل فرمایا، جس کے سبب ساری دنیا کی امامت اور ہدایت کا ہم کو مرتبہ اور درجہ ملا۔ اِس پر شکر ادا کرنا چاہیے تھا"۔

(۲۹ - العنکبوت : آیت ۶۷)

مدینہ منوّرہ

① اِس آیت میں مدینہ طیبہ کا ایک قدیم نام "یثرب" مذکور ہے جس کا استعمال منافق لوگوں نے اپنے قول میں کیا ہے، آگے جب معلوم ہوا کہ یثرب نام کا کوئی بت یہاں رہا تھا اُسی کی نسبت سے یہ نام چل پڑا تھا، تب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام لینا منع فرمایا اور اس شہر کا نام مدینہ رکھا گیا اور آج بھی "مدینۃ الرسولؐ" کے نام سے مدینہ طیبّہ کو شہرت حاصل ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی بُت وغیرہ کی نسبت سے کوئی نام کسی شہر گاؤں یا آدمی کا پڑ گیا ہو جس سے شرک کی بو آتی ہو تو ایسا نام بدل کر، اچھا نام رکھنا سنّتِ نبویؐ ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس آیت میں "یا اہل یثرب" کا لفظ جو استعمال ہوا ہے وہ منافق لوگوں کے قول کا حصّہ ہے جیسے قرآن مجید نے جنگِ احزاب کے واقعات اور حالات بیں بیان کر دیا اور قرآن مجید کا اپنا بیان جہاں ہے، وہاں اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

مقدس شہر کا نام مدینہ ہی استعمال ہوا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک مدینہ منورہ کو یثرب کہنا منع ہے۔ دیکھیے ترجمہ مولوی احمد رضا خاں صاحب میں تفسیر مفتی احمد یار خاں صاحب نے اِس آیت کے حاشیہ پر یہ عبارت لکھی ہے کہ "معلوم ہوا کہ مدینہ پاک کو اب یثرب کہنا برا ہے اور منافقوں کا طریقہ ہے" اور حدیث شریف میں بھی یثرب نام استعمال کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ بعض شاعر اب بھی یثرب کو جانے والے میرا سلام لے جا، اپنی شاعری میں بیان کرتے ہیں، ایسوں نے اب منع آنے پر "مدینہ منوّرہ، مدینہ پاک، یہ الفاظ استعمال کرنا چاہیے"

(۳۳ - الاحزاب : آیت ۱۳ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

حج اور عُمرہ

(۱) "یہاں ایک خاص ہدایت یہ فرمائی کہ آدمی حج یا عُمرہ کی نیّت سے احرام باندھ کر روانہ ہو اور راستے میں جنگ کی وجہ سے یا کسی بیماری کے سبب یا سفر میں کسی رکاوٹ کی وجہ سے آگے نہ جا سکے تو گویا وہ حالات کے گھیرے میں آگیا ہے اور آگے سفر کرنا اُس کے لیے ممکن نہیں تو ایسی صورت میں جہاں تک پہنچا ہو، وہیں سے واپس ہو جائے مگر ایک جانور اللہ تعالیٰ کے نام قربانی کے لیے مکّہ شریف بھیج دے اور جب اطمینان ہو جائے کہ جانور پہنچ گیا ہے تو احرام کھول دے اور واپس چلا جائے اور اگر قربانی کا جانور بھی مکّہ مکرمہ بھیجنا ممکن نہ ہو تو پھر جہاں روکا گیا ہے، وہیں جانور ذبح کرے اور احرام کھول دے۔ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے چھٹے سال اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو ساتھ لے کر کعبہ شریف کی زیارت کی نیّت سے روانہ ہوئے۔ مکّہ کے مشرک لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، حُدیبیہ کے میدان میں روک دیا اور لڑائی پر تُل گئے۔ بات چیت کے بعد صلح اس شرط پر ہوئی کہ ابھی تو مسلمان یہیں سے واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال آئیں اور تین روز مکّہ میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

رہ کر چلے جائیں، ایسی حالت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے علاقہ میں قربانی کی اور احرام اتار دیا۔ تمام صحابہؓ نے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی۔ آج بھی کہیں جنگی حالات پیدا ہوں یا حکومتوں کے سخت قوانین کے تحت کسی کو حالتِ احرام میں مکہ جانے سے روک دیا جائے تو اس کے لیے احرام کی پابندیوں سے نکلنے کا آسان طریقہ بتا دیا گیا۔"

"اِس آیتِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ زادِ راہ ساتھ لے کر نہیں نکلتے، اللہ تعالیٰ انھیں پسند نہیں فرماتا۔ حج تو اسی پر فرض ہے جس کے پاس زادِ راہ ہو اور راستے کھلے ہوئے ہوں۔ حج کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی بغیر سِلا ہوا کپڑا، ایک نیچے تہبند جیسا اور ایک ٹکڑا اوپر چادر سا، کندھے پر ڈال لے۔ سر نہ ڈھانکے۔ ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں حاضر ہو جائے۔ مغرب کے وقت تک وہاں قیام کرے اور مغرب وہاں نہ پڑھ کر مزدلفہ میں آ کر پڑھے، پھر صبح دس تاریخ کو عید والے دن منیٰ آ کر جمرہ کی رمی کرے، قربانی کرے، بال منڈاتے اور احرام کھول دے اور مکہ آ کر طواف اور سعی کرے پھر واپس منیٰ چلا جائے اور مزید دو دن تک رمی کرے۔ اسی طرح عمرہ کے لیے حدودِ حرم کے باہر سے احرام باندھ کر طوافِ بیت اللہ کرے۔ صفا و مروہ کی سعی کرے، بال منڈائے اور احرام کھول دے۔ اسلام میں عمرہ کے لیے کسی خاص دن کی قید نہیں ہے۔"

"قریش کے لوگ گھمنڈ کے سبب ۹ ذی الحجہ کو مکہ سے عرفات کے میدان میں نہ جاتے بلکہ عام حاجیوں پر اپنی شان اور مرتبے کی دھونس جمانے کے لیے مزدلفہ سے ہی واپس ہو جاتے کہ ہم حرم کے مجاور ہیں، ہمیں عرفات جانا ضروری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں اُن کا غرور توڑ دیا کہ بندگی میں سب برابر ہیں۔ اور لوگوں کی طرح تم بھی عرفات جا کر واپس آؤ۔"

"حج سے فارغ ہو کر لوگ میلہ اور بازار بھراتے اور اپنے بڑھوں کے ساکھے اور تعریف بیان کرتے۔ ان کے کمالات اور اپنے قبیلے کی جے پکارتے۔ اللہ نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسلمانوں کو حکم دیا کہ یہ جوش و خروش اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے میں لگاؤ بلکہ اس سے بھی زیادہ چستی اور مستعدی کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو۔"

"عرفات سے واپسی پر حاجی لوگ ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کرتے ہیں۔ یہ ایام تشریق ہیں۔ شیطان کو کنکری مارنا، قربانی کرنا، سر کے بال منڈوانا احرام اتارنا، یہ سب حج کے کام اسی جگہ انجام پاتے ہیں۔ کوئی اگر ۱۰ ذی الحجہ کے بعد دو دن ٹھہر کر چلا جائے تو کوئی حرج نہیں، بس تقویٰ چاہیے یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا اصل ہے۔

(۲-البقرہ: آیت ۱۹۶ تا ۲۰۳)

اسلام و مسلمین

(۱) "اسلام و مسلم و مسلمانی، نام ہے اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہونے کا۔ اب اگر کوئی کہے کہ خدا کو اپنی نافرمانی کا طریقہ پسند ہے اس لیے میں دوسرا دین قبول رکھوں تو ایسا آدمی احمق ہے۔ زبان سے یوں کوئی کہتا نہیں لیکن عملاً جو لوگ دین ابراہیمؑ سے مکر گئے وہ ناسمجھی کا شکار ہوئے۔ تمام انبیاءؑ و مرسلینؑ و صالحین اور سمجھ دار لوگ اسی دین کو قبول رکھتے تھے جس میں مالک کے سامنے پورے طور سے جھک جانا ہو اور ہر طرح سے اس کا مطیع و تابع بن کر زندگی گذارنے کا راستہ ملے، اسی لیے حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اپنے بیٹوں سے اپنی موت کے وقت عہد لیا کہ اسلام کے سوا کسی اور طریقے پر مت مرنا۔"

"جہالت کی وجہ سے لوگوں کے اندر یہ اعتقاد جڑ پکڑ چکا تھا کہ دوسروں کا عمل اُن کے لیے کام آئے گا۔ یہاں بڑی صفائی سے کہہ دیا گیا کہ کسی کا عمل کسی دوسرے کے کام نہ آئے گا اور نہ کسی کے جرم کی پوچھ تاچھ کسی دوسرے سے ہوگی۔"

(۲-البقرہ: آیت ۱۳۱ تا ۱۳۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲) "جو ظاہر میں اعلان کر کے مسلمان ہیں ان کو لازم ہے کہ اللہ پر، رسولؐ پر، قرآن پر اور پہلی تمام آسمانی کتابوں پر اور نبیوںؑ پر، فرشتوں پر اور آخرت کے دن پر دل سے تعظیم کے ساتھ ایمان پر قائم رہیں۔ ایمان کی باتیں بولتے بتاتے، سنتے سناتے رہیں تاکہ ایمان کی باتیں دنیا میں جاری رہیں"

"جو لوگ ظاہر میں مسلمان رہے اور دل سے بھٹکتے رہے اور ایمان پر قرار نہیں پکڑا، اگر آخر میں بے یقین مر گئے تو کافر کے برابر ہیں۔ ان کے لیے معافی نہیں۔ اور صرف ظاہر کی مسلمانی سے آخرت میں کام نہیں بن سکتا۔ (موضح القرآن میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ کے قول کے مطابق) کسی کے عیب نکالنا اور لوگوں کے سامنے اس کی برائی کرنا، انتہائی غلط بات ہے۔ ہاں کسی پر ظلم ہوا ہو تو شکایت وہ بیان کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پورے طور پر قادر ہونے کے بعد بھی سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا، بلکہ آدمی کو سدھرنے کا بار بار موقع دیتا رہتا ہے۔ بندہ بھی اسی طرح معافی دیتا رہے تو زیادہ اچھا ہے"

"ایمان باللہ، اُس کے تمام رسولوںؑ پر ایمان لانے سے قائم رہتا ہے۔ جو کوئی ایک رسولؑ کو ماننے اور دوسرے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ ایمان والا وہی ہے جو تمام نبیوںؑ پر ایمان لائے۔ کسی ایک نبیؑ کے انکار سے ایمان کی پوری عمارت گر جاتی ہے"

"سچے اہل ایمان وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوںؑ پر ایمان رکھیں۔ جب لوگوں نے نبیوں میں تفریق کی تو دین کا بندوبست بگڑ گیا اور لوگوں میں پھوٹ پڑنے لگی چنانچہ اب جو لوگ تمام نبیوںؑ پر ایمان لاکر پھوٹ اور تفرقہ نہیں کرتے، وہی سچے ایمان والے ہیں" (۴-النساء: آیت ۱۳۶ تا ۱۵۲)

(۳) "جو کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہ جانے، وہی اپنے دعوے میں پکا مسلمان ہے" (۶-الانعام: آیت ۱۶۴)

(۴) "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوّل اصحاب دو قسم کے تھے۔ ایک

toobaa-elibrary.blogspot.com

مہاجر دوسرے انصار۔ مہاجر وہ جو مشرکوں کے ظلم وستم سے مجبور ہو کر وطن چھوڑ آئے اور انصار وہ ہیں جنھوں نے اپنے یہاں انھیں جگہ دے کر آباد کیا اور ہر طرح ان کی مدد کی، اب یہ دونوں قسم کے اصحاب مدینۂ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر طرح کی تکلیف برداشت کر کے اللہ تعالیٰ کے دین پر چلنے کے لیے ایک جماعت بن گئے۔ ان کا دینی رشتہ ناتہ اتنا مضبوط ہو گیا کہ ایک دوسرے کے رفیق رشتہ دار سے بھی زیادہ محبت والے بن گئے۔ ان میں ہر ایک کی صلح سب کی صلح اور ان میں کسی ایک کا دشمن سب کا دشمن قرار پایا۔ اب تیسری قسم کے وہ لوگ تھے جو کاروبار، مکان، باغات، زمین اور رشتے ناتوں کے سبب ملک چھوڑ کر مدینۂ طیبہ نہیں آسکتے تھے۔ ان کی ذمہ داری اور نگہداشت، دیکھ ریکھ یا مددگاری کا ذمہ، مہاجر اور انصار مسلمانوں پر نہیں رہا، لیکن اگر دین کے بارے میں ان پر کوئی مشرک ظلم کرے اور یہ مدد کی اپیل کریں تو مسلمانوں پر لازم ہوا کہ وہ ان کی مدد کو دوڑ پڑیں لیکن دین کی مدد میں بھی اگر اس علاقہ کے کافروں مشرکوں سے صلح یا نا جنگ معاہدہ یا قول وقرار ہو تو پھر دین کے معاملہ میں بھی غیر مہاجر مسلمانوں کی مدد نہیں کی جاسکتی، جب تک صلح قائم ہو۔ دیکھیے اسی سورت کی آیت ۵۸۔ اب ساری دنیا میں لڑائی اور جنگ کے ہتھکنڈے دیکھ لو اور قرآن کی تعلیم بھی معلوم کر لو کہ جنگ وقتال میں اپنے آدمیوں کی اسی وقت مدد کی جاسکتی ہے جب اس علاقہ والوں سے کوئی صلح نہ ہو اور اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد میں بھی قول وقرار نہ ٹوٹنے پائے، چاہے جان چلی جائے۔ یہ تعلیم جس کتاب نے دی ہے اور جماعت کے سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ کردار جن لوگوں نے دیکھا ہوگا، ان کے لیے سوائے اس کے کیا چارہ باقی ہوگا کہ اسلام کی دعوت کے سامنے اپنا سر جھکا دیں اور کفر چھوڑ دیں اور ایسا ہی ہوا کہ تمام عرب، مسلمان ہو گئے۔"

(۸۔ الانفال: آیت ۷۲۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

۵ "معلوم ہوا کہ اپنے پچھلے شرک اور گناہوں سے توبہ کرنا، نماز قائم کرنا، مال

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی زکوٰۃ ادا کرنا، اصلِ ایمان ہے لیکن اگر کوئی ان کاموں سے پھر گیا تو امن میں نہیں رہا۔ توبہ کرنے سے شرک وکفر ختم ہوئے اور عقیدے کی پلیدی جاتی رہی۔ نماز قائم کرنے سے اسلام کی جماعتی زندگی کی برکات کا ظہور ہوگا اور پانچ وقت بندہ کو یاد رہے گا کہ اپنے مالک کی عبادت مرتے دم تک کیے جانا ہے اور زکوٰۃ دینے سے غریب، محتاج، مسکین، قرض دار اور دکھی انسانوں کو مالداروں کے مال کا ڈھائی فیصد سالانہ پہنچ جائے گا تاکہ معاشی نابرابری میں کمی واقع ہو۔"

"پہلے جن لوگوں نے ایمان والوں پر ظلم کیا، ایسے بے بھروسہ لوگ بھی اگر توبہ کرکے ایمان قبول رکھیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو اسلامی بھائی چارہ میں ان کو بھی سب کے برابر جگہ ہے۔"

"مکہ والے جب آخر میں مسلمان ہوئے تو کبھی کبھی یہ پرانی بات چرچے میں آتی اوّل کے مسلمان کہتے کہ بہت دیر میں ایمان لائے پہلے لے آتے تو بڑے درجے پاتے، بعد میں ایمان لانے والے بولتے کہ ہم مکہ میں نیک کام میں لگے تھے۔ حاجیوں کو پانی پلانا، مسجد میں صاف صفائی کا انتظام رکھنا، یہ سب کام ہم کرتے رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ دونوں کام اپنی جگہ ہیں لیکن درجہ اور ثواب میں ہرگز برابر نہیں کہ ایمان لاکر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں محنت کرنا، بہت ہی بڑا کام ہے یہ نہ ہو تو زمین میں ایمان کا بندوبست ہی بگڑ جائے پھر یہ بھی جاننا چاہیے کہ مشرک جب تک شرک نہ چھوڑے اس کا کوئی عمل، چاہے کتنا ہی بڑا ہو، خدا کے دربار میں کچھ بھی وزن نہیں رکھتا۔"

"ایمان والوں کی جماعت بندی اسی لیے وجود میں لائی گئی کہ اللہ ورسولؐ اور آخرت پر ایمان کی بنیاد پر دنیا کی جو چیز بھی آڑے آئے، اُسے چھوڑ دیں اور اپنے راستے سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کو، اپنا سفر جاری رکھیں، چاہے وہ ماں باپ، اولاد، بھائی بہن، بیوی، برادری، مال سوداگری، حویلی، کھیت کھلیان جو بھی ہو اُس کی راہ میں قربان کردیں، اس کے بغیر ایمان کا دعویٰ، اللہ تعالیٰ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے یہاں قابلِ قبول نہیں۔ اب جو کوئی ایمان کا زبانی دعویٰ خوب کرتا رہے مگر کام نہ کرے تو پھر ایسے لوگوں کو انتظار کرنا چاہیے کہ خدا ان کے بارے میں ایمان والی جماعت کو، جو انعام دینے کے فیصلے تھے، اُسے واپس لے کر کچھ اور قسم کا معاملہ ان کے ساتھ کرے جیسا کہ منافق کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے۔"

"مدینہ طیبہ میں کچھ مسلمان اپنے مُشرک ماں باپ کے لیے بخشش کی دعا کرتے تھے۔ کسی نے سن لیا تو منع کیا۔ وہ بولے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے والد کے لیے جب دعا کی تو ہم کو کیا حرج ہے اور دلیل میں سورہ مریم کی آیت ۷ ہم پیش کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آگے منع ہونے پر، پھر سب ایمان والوں نے اپنے رشتے ناتے کے شرک والوں کے حق میں مغفرت کی دعا ترک کردی۔"

(۹۔ التوبہ: آیت ۵-۱۱-۱۹-۲۴-۱۱۳)

جنگ کے موقع پر بھی کوئی مشرک، اسلام کو سمجھنا چاہتا ہو اور پناہ کا طالب ہو تو اُسے موقع دینا چاہیے اور موقع پر وہ کلام اللہ کو اچھی طرح سن لے ایسا انتظام کرنا چاہیے، پھر اُسے جبر سے دین قبول نہ کروانا بلکہ اُسے اُس کی امن کی جگہ جہاں وہ نڈر ہو کر سوچ سکے، اپنی حفاظت میں پوری ذمہ داری کے ساتھ پہونچا دینا لازم ہے مشرک لوگ شرک کو، علم کی روشنی میں تو کرتے نہیں، جہالت اور اندھیاری میں شیطان اور اس کے ایجنٹ، مذہبی لیڈروں، عقیدے کے ڈاکوؤں کے بہکانے پر، لاعلمی سے شرک کرتے ہیں۔ ابلیس کے لشکر کے یہ شکاری سے وقت طلب کریں یا سخت سے سخت حالات میں بھی ہدایت سمجھنے کے لیے ہمارے علاقے میں آنا چاہیں تو اُن کی حفاظت کرکے انھیں اللہ کا کلام سنا کر حجت پوری کرنی چاہیے۔ معلوم ہوا کہ ایسے دین پر الزام لگایا جو اپنی بات دشمن کو بزور شمشیر نہیں منواتا۔ اگر کوئی کہے کہ جہاد و قتال کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ جہاد اسلام کی راہ میں محنت کرنا اور قتال کافروں سے بزور شمشیر لڑ کر کفر کی قوت کو کچل ڈالنا ہے کہ کفر و شرک طاقت کے زور سے کسی پر لادا نہ جائے۔ جو کچھ ہو دلیل اور آزادیٔ فکر کی روشنی میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو۔ جبر کرنا ہوتا تو یہ کام اللہ تعالیٰ خود ہی کرلیتا۔ نبیؐ و رسولؐ، کتاب و دعوت اور تبلیغ و نصیحت کا راستہ کیوں کھولتا۔

(۹۔ التوبہ: آیت ٦۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(٦) " آج اسلام اور مسلمانوں سے کافروں کو بیر ہے، مخالفت اور دشمنی ہے۔ کل حشر کے دن بلکہ اُس کے اوّل ہی موت کی پہلی ہچکی پر ہی مُنکر تمنا کرے گا کہ کاش وہ مسلم ہوتا۔ آخرت میں پہلا قدم رکھتے ہی معلوم ہو جائے گا کہ یہاں اللہ کا دینِ اسلام ہی مقبول ہے اور کوئی دین، اسلام کے سوا خدا نے بھیجا نہیں تھا۔" (۱۵۔ الحجر: آیت ۲)

(۷) " معلوم ہوا کہ ایمان لانے پر ہدایت کی راہ اور بھی زیادہ کھلتی ہے اور قدرت کے نئے نئے نقشے اور کرامات و آیات کے منظر سامنے آتے ہیں۔ پھر جوانی کے عالم میں ایمان پر قائم ہونا اور بھی زیادہ اجر کا سبب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جوانی کی عبادت افضل ہے۔"

"اِس آیت کی کئی باتیں دھیان کرنے کی ہیں۔ (۱) جماعت میں مضبوطی اس وقت ہوتی ہے جب دل آپس میں جڑے ہوں اور سب کا قول ایک، سب کا مقصد ایک ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان والوں کے دلوں کے رابطے قائم کردیئے جاتے ہیں۔ (۲) کسی بات کے کہنے کے لیے آدمی کو اپنے عقیدہ اور دعوت پر کھڑا ہونا چاہیے۔ (۳) اسلام کی دعوت ہر زمانے میں صرف ایک اللہ سے دعا کرنے کی رہی۔ اس کے خلاف جو بات بھی کہی جائے وہ شرارت اور زیادتی کی بیجا بات ہے۔"

" عام طور پر ہر زمانے میں مشرک عوام اور مشرک چودھریوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ بغیر دلیل کے اپنی بات یوں ہی جھوٹ اور دھونس کے طریقے سے چلاتے رہتے ہیں، اگر کوئی دلیل پوچھے اُسے مارنے دوڑیں گے۔ آسمانی مذہب جس زمانے میں اور جب بھی آیا ہو، ہمیشہ اس نے دلیل سے بات کی ہے۔ بے دلیل

toobaa-elibrary.blogspot.com

جینا بھی غلط اور بے دلیل کا مرنا بھی بے موت کا مرنا ہے ۔"

(۱۸-الکہف : آیت ۱۳ تا ۱۵ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑧ " آدمی کی کھری مسلمانی یہ ہے کہ جب منہ سے ایمان، اسلام، اللہ، رسول کا اقرار کیا پھر آپسی معاملات کے تصفیہ میں جو فیصلہ اللہ اور رسولؐ کا ہو جائے، اسی کو راضی خوشی قبول رکھے۔ اطاعت کا قول دے کر دغابازی نہ کرے ورنہ ایمان کے دائرے سے باہر جا پڑے گا ۔" (۲۴-النور : آیت ۴۷-۴۸)

⑨ " قرآن سے پہلے جن لوگوں کو آسمانی کتاب دی گئی تھی اور اب بھی اُنھیں اپنی آسمانی کتاب پر ایمان، لگاؤ اور اس کی معلومات ہے تو ایسے لوگ قرآن پر ایمان لانے میں اپنی قوم یا برادری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حق کو قبول کر لیتے ہیں ۔ اِس آیت میں ان کی تعریف بیان کی گئی ہے کہ اسلام کچھ آج کا آیا ہوا دین نہیں بلکہ سابقہ رسولوں اور ان کی لائی ہوئی کتابوں پر عمل کرنے والے بھی اسلام والے اور مسلم ہی تھے۔ ان کا دعویٰ اسلام لانے کا پہلے بھی صحیح تھا اور اب بھی قرآن پر ایمان لاتے میں یہ لوگ پہل کر کے اور مسلم ہونے میں اوّل درجہ پا چکے ۔"

"چونکہ قرآن پر ایمان لانے میں اُنھیں مشرک اور بدعتی سماج کے طعنے سننے پڑتے ہیں اور قوم کی قوم لڑائی پر آمادہ ہوتی ہے مگر یہ لوگ تو تو میں میں کر کے بات کو الجھاتے نہیں بلکہ صبر سے اپنے جی کو تھام لیتے ہیں اور بھلائی سے برائی کو ٹال کر اسلام کے لیے پُر امن ماحول بنانے کی کوشش جاری رکھتے ہیں ۔"

(۲۸-القصص : آیت ۵۳ تا ۵۴)

⑩ " مخالف فوجوں کے گھیرے سے مکان، کھیت، دوکان سے باہر آنا جانا بند، سخت جاڑے کا موسم، اناج اور گھریلو سامان کی کمی، کام کاج بند، قابلِ جنگ تمام لوگ خندق کے مورچے پر مقابلہ میں ڈٹے ہوئے، کافی وقت ہو گیا، پریشانی کا حال چاروں طرف سے ایسا کہ مسلم عورتوں کی حفاظت کے لیے قلعہ بندی کرنی پڑی۔ ایسے موقع پر دوغلے منافق جو نام کے مسلمان تھے اور جن کے دل میں روگ تھا وہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کھُل گئے اور برملا کہنے لگے کہ ہم سے یہ وعدہ تھا کہ اسلام مشرق سے مغرب تک پہنچے گا اور یہاں مدینہ میں یہ حال ہے کہ گھر سے باہر حاجت کے لیے نکلنا، جان پر جوکھم ہو گیا ہے۔ مصیبت کے وقت آدمی کے اندر کا حال کھُل جاتا ہے۔ منافق بھی ایسے موقع پر دل کی بات کہنے لگے۔ مومن کو چاہیے کہ مصیبت کتنی ہی سخت ہو، نا امیدی کی بات نہ کرے، ہر طرح اللہ پر بھروسہ رکھے اور آخر ہوا ایسا ہی کہ کفّار کا لشکر، نامراد اور بغیر لڑائی کے ادھ مرا ہو کر واپس ہوا اور ان کی واپسی میں بھی بہت انتشار ہوا کہ اُن کا جتھّا بکھر گیا پھر کبھی مدینہ منورہ پر چڑھ کر نہ آ سکے۔ آخر اسلام کی فتح ہوئی۔ مشرق مغرب جنوب شمال میں ہر جگہ اسلام پھیلا ہوا، آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ سچ کہا اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دینِ اسلام غالب آئے گا۔"

"مدینہ طیبہّ پر جب قریش کا ایک بھاری فوجی لشکر آ پڑا، تب منافقوں اور دو غلے لوگوں کا، فوج کو دیکھ کر اُن کا رہا سہا ایمان بھی رخصت ہو گیا اور کہنے لگے کہ ہم سے وعدے، فتح کے تھے لیکن یہاں تو اب اپنے گھر میں رہنا بھی مشکل ہو گیا۔ اللہ رسولؐ کا وعدہ سچّا نہیں تھا۔ ایسا کہہ کر انھوں نے امتحان میں اپنے نا کام ہونے کا ثبوت دیا اور کفر کی حالت میں جا گرے۔ ان کے مقابلے میں یہاں اس آیت میں اہلِ ایمان کا تذکرہ ہے کہ اس طرح انھوں نے کفار کے لشکر کو مدینہ طیبہّ پر چڑھائی کے لیے آتے دیکھا تو سمجھ گئے کہ ایک بڑا امتحان ہے اور اس میں ہم کو اللہ تعالیٰ کی نصرت کے سہارے کامیاب ہونا چاہیے اور کہنے لگے کہ سچ کہا تھا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یوں ہی زبان سے ایمان میں داخل ہونے پر جنّت میں چلے جانا ممکن نہیں بلکہ جانچ ہو گی، مصیبت اٹھانی پڑے گی اور ہر طرح کھنگال کر دیکھا جائے گا کہ ایمان میں کون کتنا سچّا ہے۔"

(۳۳۔ الاحزاب: آیت ۱۲۔۲۲)

(۱۱) "اللہ تعالیٰ کا دین ہمیشہ سچّا ہے اور ہر زمانے میں لوگوں نے جب اس دین

toobaa-elibrary.blogspot.com

یں کم زیادہ پھیر بدل کیا اور آپسی اختلاف سے ٹولیاں بن کر بٹ گئے اور دینِ حق کئی کئی دین کی غلط شکلوں میں نظر آنے لگا، لوگ کہیں اللہ کے دین کے نام سے، کہیں مقامی ٹکسال کے نام سے یا کہیں رواج کے نام پر چل پڑے۔ اس طرح دین ایک ہو کر بھی کئی کئی شکلوں میں، ہر علاقے میں نت نئے رنگ روپ میں چلنے لگا، اس لیے سب کے آخر میں اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کو بھیج کر سچا دین بھیجا، تاکہ دین کی تمام غلط شکلوں پر صرف ایک صحیح اور سچا دین چھا جائے اور غالب کر دیا جائے۔ الحمدللہ سارے عالم میں اسلام ہی دلیل دعوے اور نشانِ پختہ سے غالب ہے۔" (۴۸ - الفتح : آیت ۲۸)

(۱۲) "معلوم ہوا کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور اسلام کا تعلق بدن سے ہے اور دونوں اپنی اپنی جگہ ہیں۔ دل سے ایمان لا کر آدمی اسلام کے احکامات پر بدن، جان، مال لگا کر دل کے قرار پر ظاہر میں عمل کی شہادت دے گا، وہی کامل مومن اور مسلم ہے۔" (۴۹ - الحجرات : آیت ۱۴)

مومنین کے اوصاف

(۱) "اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے آج ہم اعلان کرتے ہیں کہ کبھی تمہارے مذہب و ملّت میں اب ہماری واپسی ممکن نہیں لیکن کل کیا ہونے والا ہے، یہ صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے، وہ جو چاہے وہی ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مومن بڑائی سے کوئی دعویٰ نہیں کرتا، صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل سے بات کہتا ہے۔"

"ایک جماعت (یہود) کھلے طور پر اللہ کا حکم توڑنے لگی یعنی سنیچر کو مچھلی کا شکار منع تھا، اس میں حیلہ نکالا اور مچھلی پکڑنے لگی، دوسری جماعت منع کرنے لگی کہ یہ حرکت نہ کرو، تیسری جماعت بولی کہ تم کیوں ان کو وعظ و نصیحت کرتے ہو جو خود ہی اپنے گناہوں کے سبب مر کھپ جائیں گے یا عذاب میں پڑیں گے۔ منع کرنے والے بولے کہ ہم نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

انھیں اس سبب سے سمجھایا کہ ہماری اللہ تعالیٰ کے حضور پکڑ نہ ہو کہ برائی کرنے والوں کو منع کیوں نہیں کیا، دوسرا یہ کہ ہوسکتا ہے منع کرنے پر کچھ لوگ تو اللہ کے حکم توڑنے سے رک جائیں۔ جب عذاب آیا تو صرف منع کرنے والے بچ گئے۔ معلوم ہوا کہ اہلِ ایمان کو اپنی آنکھ کے سامنے کوئی گناہ کرے تو اُسے منع کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بھلائی کا حکم کرتے رہو۔ جب اچھے لوگ بھی گناہ سے منع نہیں کرتے اور خاموشی اختیار کرتے ہیں تو عذاب آنے پر یہ بھی گنہگاروں کے ساتھ مر کھپ جاتے ہیں۔ بچاؤ صرف انھیں کو ہے جو برائی سے منع کرتے ہیں۔"

(۷-الاعراف: آیت ۸۹-۱۶۴)

(۲) "بدن رکھنے والی ہر مادی چیز چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان ٹھیک دوپہر میں کسی کا سایہ نہ ہوتا مگر سورج کے طلوع سے غروب تک سائے ایک طرف پھر دوسری طرف بلا کسی ارادے کے خود بخود بڑھتے رہتے ہیں۔ ایمان والے لوگ خوشی خوشی ہر طرح اپنے اختیار اور ارادے سے نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رکوع و سجود میں جھکتے ہیں۔" (۱۶-النحل: آیت ۴۸)

(۳) "سیدھی راہ چلنے والے ایمان کے ساتھ نیکیاں بھی ساتھ لے گئے۔ آخرت میں اپنی نیکیوں کا بدلہ ثواب کئی گنا پایا اور مالک کے حضور حاضر ہونے پر اپنے عمل کا بھرپور اجر پالیں گے۔ دنیا میں جو کچھ چھوڑا تھا یا مُنکروں نے چھین لیا، ستایا، مارا، گھر سے نکالا اور جو بھی نقصان اٹھایا تھا، اُس کا بدل بہت اچھی شکل میں ان کو ملے گا۔"

(۱۹-مریم: آیت ۷۶ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) "یہ تمام صفات' اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی ہیں' وہ ہیں (۱) ربّ کی کی ہیبت سے ڈرنا۔ (۲) اللہ کی آیات پر ایمان رکھنا۔ (۳) اللہ کے ساتھ کسی کو کسی حال میں کبھی بھی شریک نہ بنانا۔ (۴)۔ جو کچھ فی سبیل اللہ بن پڑے خرچ کرتے رہنا کہ اللہ کے دوسرے بندوں کے کام آئے۔ (۵) آخرت میں اللہ کے حضور حاضری کا دھڑکا اور خیال پکا جمائے رکھنا۔" (۲۳-المومنون: آیت ۵۷ تا ۶۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

⑤ "جب جس چیز کی قدرتی ضرورت حاجت ہو، اس چیز پر خرچ کرنا، عبادت ہے اور باعثِ ثواب ہے۔ فضول خرچی اور بے جا مال اڑانا، رحمٰن کے بندوں کی صفت نہیں۔ اسی طرح دکھاوا اور شاہ خرچیاں بھی منع ہیں۔ زندگی کے دوسرے رُخ پر اپنی ضروریات پر بھی خرچ نہ کرے اور کنجوس مکھّی چوس بنا رہے کہ نہ خود اپنے لیے خرچ کرے نہ اپنے اہل وعیال کے لیے تو یہ بھی ناپسند بات ہے بلکہ رحمٰن کے بندوں کی صفت یہ ہے کہ درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں تاکہ زندگی کے حال و مستقبل کے بندوبست میں اُنھیں سہولت ہو۔"

"رحمٰن کے بندوں کی یہ صفت بھی خوب ہے کہ ہر بات پر دھیان ہے، عقل ہے، سمجھ بوجھ ہے، سوچ بچار ہے، تفکر و تدبّر ہے، جب کسی نے یاد دلایا کہ اللہ کی آیات میں یہ حکم ہے کرنے کا اور یہ حکم ہے منع کا تو اس پر بھی اندھے بہروں کی طرح نہیں جا پڑتے بلکہ اس پر غور کرتے ہیں کہ آیاتِ الٰہی کی طرف دھیان دلانے والا صحیح کہہ رہا ہے یا نہیں۔ رحمٰن کے بندے اللہ تعالیٰ کی آیات میں بھی سوجھ بوجھ سے کام لیتے ہیں تو کسی دوسرے کی بات کو بس یونہی مان لینا یا بغیر دلیل رد کرنا ان کی صفت نہیں۔" (۲۵-الفرقان : آیت ۶۷-۷۳)

⑥ "اس آیتِ شریفہ میں اسلام اور ایمان والے مردوں اور عورتوں میں جو اوصاف و اعمال مطلوب ہیں، اُن کا ذکر ہے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت پر لازم ہے کہ یہ صفات اپنے عمل میں پیدا کرے تاکہ اللہ کی بخشش اور اُس کی طرف سے اجر پانے کا وہ حقدار بن سکے۔" (۳۳-الاحزاب : آیت ۳۵)

⑦ "مومن لوگ چاہتے تھے کہ ہتھیار اٹھا کر لڑنے کی کھلی اجازت ہو تو دل کے ارمان نکال کر دشمنوں سے ڈٹ کر مقابلہ کریں یا شہید ہو کر اللہ تعالیٰ کے یہاں پہنچ جائیں کہ روز روز کا یہ قضیہ فیصل ہو۔ اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اس کی آیت ۲۰ میں قتال کی کھلی اجازت دی اور احکامات بھیج دیئے۔ مومن تو خوش

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئے لیکن کمزور ایمان کے لوگ اور منافق بہت گھبرائے کہ اب کیا ہوگا۔"

(۴۷-محمّد : آیت ۲۰)

(۸) "یہ صفات ہیں جنّت والوں (مومنوں) کی۔ رات میں کم سونا اور رات کے پچھلے حصّہ میں توبہ استغفار کرنا اور اپنے مال میں سے سوالی اور بے سوالی کو۔ جو کچھ دے سکے دیتے رہنا۔" (۵۱-الذّٰریات : آیت ۱۷-۱۸)

(۹) " (مومن لوگ) کسی محتاج کو کھانا کھلا کر اُس سے شکرگذاری یا تعریف چاہنا یا اور کوئی غرض نہیں رکھتے تھے۔ صرف اللہ کے لیے نیّت کو خالص کر کے اس کی رضا حاصل کرنے کو یہ کام کرتے تھے کہ بھوکے، محتاج، یتیم، مسافر اور قیدی کو جب جیسا موقع ہو کھانا کھلا دیا۔ حدیث شریف میں کھانا کھلانے کی بہت ترغیب آئی ہے اور اس پر ثواب کے بڑے وعدے ہیں۔"

(۷۶-الدّہر : آیت ۹)

امّتِ مسلمہ کو نصیحتیں

(۱) " دنیا میں کوئی اپنے رشتے ناتے والے یا دوست کی طرفداری میں بولنے لگتا ہے۔ لیکن قیامت کے دن کوئی کسی کے معاملے میں نہ پڑے گا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اِس آیت کو پیشِ نظر رکھ کر اپنا حال درست فرمالیں۔"

(۴-النساء : آیت ۱۰۹)

(۲) " ہر ایمان والے کو چاہیے کہ پچھلے اہلِ کتاب کے بگاڑ کے اسباب کا دھیان کرے اور اُن جیسی حرکت نہ کرے۔ ہم مسلمانوں میں بھی یہ روگ ایک طبقہ میں خوب ہے، اللہ تعالیٰ بچائے۔"

" اور لوگوں نے جب بھی اللہ تعالیٰ کے کسی نبیؑ یا ولی کی شان، اُس کی حد سے آگے بڑھا دی، تب توحید کے عقیدے میں گڑبڑ پیدا ہوگئی اور اُسی راستے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے پیغمبروںؑ کی اُمت میں شرک آیا۔ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ مسیح عیسیٰ بن مریم ہوں اور اُن کی والدہ ہوں یا زمین آسمان کا کوئی بھی ہو، کسی کو بھی خدا مار ڈالے تب بھی بچانے کوئی نہیں آسکتا تب عام مخلوق کی کیا حیثیت ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ سب کا بادشاہ صرف وہی ہے۔"

"اگلی کتاب پائے ہوئے لوگ یا ایسے لوگ جو کافر ہیں اگر ہمارے دین کو کھیل اور ہنسی مذاق میں اُڑانے لگیں تو اُن سے دوستی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہر طرح ترکِ تعلق کیا جانا چاہیے اور نماز اذان یا دین کی کسی بات کو بھی اگر کوئی ہنسی کھیل بنالے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کی دوستی اور رفاقت ترک کر دینی چاہیے۔"

"شراب اور جُوئے سے مسلمانوں کو بچنا ضروری ہے۔ ساتھ ہی بتوں کے آستانے جو شرک کے اڈے ہیں یا ایسے مقامات جہاں غیر اللہ کو مشرک پکارتے ہیں اور اُن کی نذر و نیاز چڑھاتے ہیں، اُن کو سجدے کرتے ہیں اور ایسی جگہ پر اکثر ناچ گانے اور مرد عورتوں کے خوب جمگھٹ میلے بھی لگتے ہیں، ایسے مقامات پر نہیں جانا چاہیے اور فال گیری کے گورکھ دھندے جو جاہل عوام میں خوب مقبول ہوتے ہیں، کل کیا ہونے والا ہے، کس کی قسمت کب چمکے گی جیسے جوتشی بتانے والے اور فال نکالنے والے پیٹ بھرو لوگ، نادان عوام کو جھوٹ موٹ بتاتے ہیں۔ ایسے قسمت معلوم کرنے کے نئے پرانے سب طریقے منع ہوئے۔ مسلمان کو چاہیے کہ ایسی گندی شیطانی حرکتوں سے باز رہے۔"

"سوال در سوال کی عادت نہ ڈالو کہ یہ کیسا وہ کیسا؟۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو فرما دیا اُس پر عمل کرو اور جو نہ فرمایا، اُسے معاف جانو۔ اِس میں دین آسان رہتا ہے اور اگر ہر بات کا جواب آتا رہے تو دین پر چلنا مشکل ہو اور عمل بن نہ پڑے، جیسے اگلے لوگ کہ بہت پوچھ پرچھ اور حجت بحث اور سوال جواب میں تکرار کر کے اپنے دین کو الجھا دیا اور خود بھی بے یقین ہوئے اور اُن کے بعد میں آنے والے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لوگ ان گتھیوں کو سلجھا نہ سکے اور شک و شبہ میں ٹھہر کر وہ بھی کفر میں جا گرے"۔

"اس سے معلوم ہوا کہ نبیؑ سے اگر معجزہ مانگا جائے اور معجزہ ظاہر ہونے پر کوئی انکار کرے تو وہ سارے جہاں میں سب سے زیادہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ مسلمان کو چاہیے کہ اللہ رسولؐ کے فرمان کو حکم اور دلیل سے مان لے اور خرقِ عادات طلب نہ کرے"۔ (۵۔المائدہ: آیت ۱۳۔۱۷۔۵۷۔۔۹۰۔۱۰۱۔۱۰۲۔۱۱۵)

"کوئی اونٹنی جو ایک بار مادہ جننے کے بعد دوسری بار بھی مادہ جنے یعنی مادہ پر مادہ ملائے اُسے بھی غیر اللہ کے نام پر آزادی دیتے یعنی کھلی چھوڑ دیتے۔ یہ اُن کا "وصیلہ" تھا۔ "حام" کی رسم اُسے کہا جاتا کہ اگر کسی اونٹ کا پوتا سواری کے قابل ہوتا یا کسی اونٹ کے دس بچّے ہو جاتے تو اس بوڑھے اونٹ کو کسی بت کے نام آزاد کر دیتے۔ رسموں کے ایسے جال اُن مشرک اناڑیوں نے خود ہی اپنے آس پاس بُن لیے۔ جیسے آج کے بہت سے انجان مسلمان بھی کئی کئی ایسی رسموں میں پھنسے ہوئے ہیں جو اللہ اور رسولؐ نے اُنھیں نہیں بتائے۔ فقط جھوٹے قصّے اور گڑھے ہوئے افسانوں کے سہارے عوام میں ایسی فالتو رسمیں جاری ہیں۔ ہر مسلمان کو ایسی تمام رسموں سے بچنا چاہیے اور دوسروں کو منع بھی کرنا چاہیے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتائی ایسی جھوٹی رسموں پر خدا کا نام لگانے سے کفر کا خطرہ بھی ہے اور آدمی دین کے نام پر بے عقلی کے دلدل میں دھنسنے لگتا ہے۔ اس کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ علم جیسے جیسے دنیا میں بڑھتا جاتا ہے، ایسی باتوں کو علم و عقل کی روشنی میں لوگ جھوٹا جان کر بے یقین ہوتے ہیں اور جب یہ باتیں، دینِ حق کے نام پر ہوتی ہیں، تب تو وہ لوگ سچے دین کا انکار کر بیٹھتے ہیں، اِس لیے جھوٹی رسموں سے دور رہنا چاہیے"۔

"غلط اور جھوٹی رسموں پر چلنے والے بھی اس میں دین داری کا ڈھونگ رچاتے ہیں اور حق بات بتانے والوں سے جھگڑا کرتے ہیں، ان کو صحیح بات بتا کر ہمیں اپنی جان کی فکر کرنی چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ دوسروں کی اصلاح کی دُھن میں خود

toobaa-elibrary.blogspot.com

اپنا نقصان آپ کیا اور ایک دن ہم سب کو اپنے مالک کے حضور جمع ہونا ہے، وہیں سب باتوں کی حقیقت کھل جائے گی۔ جلدی کیا ہے کہ سب باتوں کا فیصلہ اِسی دنیا میں ہو جائے۔" (۵۔المائدہ: آیت ۱۰۴۔۱۰۵۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۳) "مخالفین ہمیشہ فرمائشی معجزہ طلب کرتے تھے کہ اگر یہ دکھاؤ اور وہ دکھاؤ تو ایمان لائیں حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی جی چاہا کہ کوئی معجزہ دکھایا جائے تو ان کی ضد ٹوٹے اور ایمان کو قبول کر لیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ معجزہ بتا دینا یا ہدایت پر کسی کو چلا دینا، یہ نبیؐ کے بس کی بات نہیں۔ اگر اللہ کو منظور ہوتا، کہ سب ہدایت پر جمع ہو جائیں تو وہ ایسا کر سکتا تھا۔ آیت میں صاف بیان ہے کہ مخالفین کی حرکت تم سے برداشت نہیں ہوتی تو، کر سکو تو زمین میں کوئی سرنگ لگا لو یا آسمان میں سیڑھی ڈال کر کوئی نشانی لا کر ان کا منہ بند کر دو۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر معجزہ یا کرامت یا کسی کو ہدایت دینا سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بس کی بھی بات نہیں۔ اب وہ راہ بھولے مسلمان اِس بات سے عبرت حاصل کریں۔ جو ایسے معاملات میں خدا کے نیک بندوں کو مشکل کشا اور حاجت روا مانتے ہیں۔"

"تمام جہانوں میں فضیلت والے اور بڑائی والے اور مرتبہ میں سب سے اعلیٰ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبیؑ یا رسول بنا کر بھیجا۔ اِس لیے کسی غیر نبی کو نبیؑ جیسے آداب والقاب نہیں لگانا چاہیے۔"

"اپنے دین میں تفرقہ اور پھوٹ ڈال کر جن لوگوں نے الگ الگ ٹولیاں بنالیں، ان کا تعلق رسول اللہ علیہ وسلم سے نہیں رہا۔ یہ بڑی بھیانک اطلاع ہے۔ ہر مسلمان کو تفرقہ بازی سے بچنا چاہیے اور دین میں متحد رہ کر چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے تاکہ امت کا اجتماعی نظام بکھرنے نہ پائے۔ اس کا خوب خیال رکھنا چاہیے۔ دین میں تفرقہ شرک کرنے سے یا سنّتِ رسولؐ میں کوئی نئی بات یعنی بدعت کرنے سے ہوتا ہے۔ ایسا کرنے سے توحید و رسالت کے عقیدے میں فرق ہوتا ہے اور فرقے وجود میں آتے ہیں۔" (۶۔الانعام: آیت ۳۵۔۸۷۔۱۶۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

④ " قومِ عاد بڑے بڑے محل، عمارتیں اور پہاڑوں کو تراش کر مکان بنانے میں مشہور تھی۔ معلوم ہوا کہ کسی فن میں کمال حاصل کرلینا اور صناعی کاریگری میں ماہر ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ بندے کو لازم ہے کہ ہر خوبی اور کمال کا سبب، اپنے رب کی نعمت کو جانے، اپنی بڑائی کا دعویٰ ہرگز نہ کرے۔"

" شہری یا دیہاتی ہر آبادی کو ہر وقت خطرہ بنا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اُن پر کبھی بھی ٹوٹ سکتا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ نڈر اور بے فکر کبھی نہ رہے بلکہ ہر وقت اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہے تاکہ امن میں آجائے۔"

" بندے کو چاہیے کہ یہاں کی پکڑ میں ہلکا جھٹکا بھی پائے تو سنبھل جائے۔ قدرت اگر گناہ میں ڈھیل دیوے تو اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی نے زہر کھالیا۔ اگر اگل دیا تو بچ گیا اور زہر راس آگیا یا پچ گیا تو کام تمام ہوا، اس لیے ڈھیل پر نڈر نہ ہو بلکہ فوراً توبہ کرے۔"

" جو لوگ انسانوں کی اصلاح کا کام کرنا چاہیں اُن پر لازم ہے کہ اللہ کی کتاب کو اپنے ایمان، عمل اور دعوت و اصلاح کا مرکزی لنگر بنالیں تاکہ ان کا جہاز کبھی ڈانوا ڈول نہ ہو اور نماز کو قائم رکھیں۔ یہ دو کام کرنے والوں کو اجر بھرپور ملے گا۔"

(۷- الاعراف: آیت ۷۴ - ۹۷ - ۹۸ - - ۱۷۰)

⑤ " جماعتی زندگی میں نیک لوگ چاق و چوبند اور چوکنے رہیں۔ بری رسمیں، بدعات اور شرک کو پنپنے نہ دیں۔ فتنہ اٹھتے ہی کچل ڈالیں۔ اگر ایسا نہیں ہوا اور سمجھ دار لوگ غفلت میں پڑے رہے تو آفت فقط ظالموں پر ہی آئے گی ایسا نہیں، بلکہ سب اس کی لپیٹ میں آجائیں گے پھر نیک لوگ حالات کو قابو میں لانے کے لیے آئیں تب بھی معاملہ سنبھل نہیں سکے گا۔"

" مومن اگر ڈر کر چلے اور اللہ کے حکم کا خوب خیال رکھے تو حق و باطل کی لڑائی میں جھگڑے کا فیصلہ مومن کے حق میں ہوگا۔"

(۸- الانفال: آیت ۲۵ - ۲۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

"اہلِ ایمان آپس میں صلح رکھیں۔ آپسی مارا ماری دشمن کو متحد کرتی ہے۔ اگر اس تعلیم کا خیال نہ رکھا گیا تو ہر جگہ فتنے برپا ہوں گے اور مسلمان، فساد میں گھیر لیے جائیں گے پھر حالات کو سنبھالنا مشکل ہو گا۔ آج اِس تعلیم پر عمل کرنے کی سخت ضرورت ہے۔"

"معلوم ہوا کہ ایمان لا کر یا ہجرت کے بعد مسلمان سب ایک ہیں۔ کالے گورے کا یہاں کوئی جھگڑا نہیں۔ اونچ نیچ اور کمین اشراف کی درجہ بندی اسلام لانے کے بعد مٹا دی جائے گی۔ اسی طرح زبان، وطن، رنگ اور نسل کے جھگڑے بھی اسلام میں کہیں جگہ نہ پا سکیں گے۔" (۸۔ الانفال: آیت ۷۳-۷۴۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۶) "مومن کو لازم ہے کہ اللہ، رسولؐ، آخرت، قرآن، سنّت اور تمام اہلِ ایمان کے بارے میں ادب و احترام، ظاہر و باطن میں ہر طرح ملحوظ رکھے۔"

"اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کا یہ نمونہ ہے کہ دیہاتیوں کے علاج کا اشارہ فرما دیا۔ گاؤں کھیڑے والے، علماء کی صحبت اور نیک لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع کم پاتے ہیں اس لیے کلامِ پاک اور سنّتِ رسولؐ سے ناواقف ہوتے ہیں۔ انھیں چاہیے کہ دین جاننے والوں کو اپنے یہاں بلائیں یا خود ان کے پاس حاضر ہوں، ورنہ بڑا اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قاعدے اور قانون نہ جاننے کے سبب، سخت مزاجی اور کفر و نفاق اُن میں جڑ پکڑ لیں گے۔"

(۹۔ التوبہ: آیت ۶۵-۹۷)

(۷) "ایمان والے کو چاہیے کہ حرام و حلال میں اللہ اور رسولؐ کے حکم کا پابند رہے۔ من مانی کر کے کسی کو حلال اور کسی کو حرام کر دیا ایسی باتوں سے بچے۔"

"جو اس دنیا میں من مانی باتیں چلاتے ہیں۔ اِس آیت میں ان سے سوال کیا گیا ہے کہ قیامت کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے؟۔ قیامت اگر نہیں آئی تو ان کا کچھ نہیں بگڑے گا لیکن آئی اور ضرور آئے گی تو اُن کا بہت بُرا حال ہو گا۔ بس یہ عقل کی بات ہے کہ آدمی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے کا خوف

toobaa-elibrary.blogspot.com

رکھے۔ تب وہ جھوٹی باتوں سے بچ سکے گا ورنہ نہیں "۔

" فرعون کو دریا میں ڈبو کر مارنے کے پہلے مصر میں۔ بنی اسرائیل کے جو مکانات تھے اُنھیں چھوڑ چھاڑ کر بھاگنے سے منع کر دیا گیا اور حکم دیا کہ ابھی انھیں گھروں میں رہائش قائم رکھیں اور گھروں میں قبلہ رُخ ہو کر نماز قائم کریں۔ معلوم ہوا کہ دشمن کے خوف سے آدمی عبادت گاہ نہ بنا سکے یا عبادت گاہوں میں نہ جا سکے تو گھر میں ہی قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کرے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " ایمان والو ! اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ "۔ یعنی گھروں میں نوافل، سنّت اور تہجّد وغیرہ نمازیں پڑھتے رہو تاکہ بچوں عورتوں میں بھی نماز کی تعلیم ہوتی رہے۔ مسجد میں فرض نماز باجماعت پڑھنا بہت ضروری ہے اور افضل ہے لیکن کبھی دشمنوں کا خوف ہو تو گھر میں نماز ادا کرنے سے بھی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے "۔ (۱۰- یونس : آیت ۵۹-۶۰- ۸۷)

⑧ " ربّ کا فرمان جاری ہو چکا کہ کتاب میں پھوٹ ڈالنے والوں کی سزا کا وقت آخرت کا دن مقرر ہے، اس لیے ابھی اس دنیا میں کسی کو پوری سزا نہیں دیتے ورنہ آج ہی فیصلہ ہو جاتا۔ جو لوگ اپنی کتاب اور اپنے دین میں آپ ہی پھوٹ ڈال کر فرقے بن جاتے ہیں اور اپنے دین کے بارے میں شک میں پڑ جاتے ہیں اور الجھن بڑھنے لگتی ہے۔ مسلمان اس سے بچنے کی فکر کریں کہ یہ آخری امّت ہیں اگر یہ بھی پھوٹ گئے تو پھر کسی کا علاج ممکن نہیں "۔

(۱۱- ہود : آیت ۱۱۰)

⑨ " جوڑوں کو یعنی بیویوں کو ہم نے " جوڑے " ترجمہ اِس لیے کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی جنّت میں جانے کا حق دار ہو گیا تو اس کی بیوی بھی اگر نیک ہو تو اسی کے ساتھ رہے گی، جوڑا ٹوٹے گا نہیں۔ لیکن اگر میاں یا بیوی میں سے کوئی بدبخت ہو گا تو دنیا کے بندھے ہوئے جوڑے وہاں ٹوٹ پھوٹ جائیں گے۔ اہلِ ایمان تمام مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ ایمان اور نیکی کو لازم پکڑیں ورنہ جوڑے ٹوٹ کر ایک کی بیوی وہاں دوسرے کے نکاح میں چلی جائے گی اور نیک، نیک کے ساتھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور بدکار بدکار و نکے ساتھ ہوں گے کسی جنتی عورت کا خاوند اگر دوزخی ہے تو اُسے وہاں مومن شوہر کے نکاح میں جوڑ دیا جائے گا - اسی طرح کوئی عورت جہنم میں گئی تو دنیا کے اُس کے مومن خاوند کو وہاں دوسری مومن بیوی ملے گی"

(۱۳ - الرعد: آیت ۲۳)

(۱۰) " یہ قرآن مجید انسانوں تک پہنچا دینا چاہیے تاکہ ہم مسلمانوں پر قیامت کے دن دوسری قومیں الزام نہ دھر سکیں کہ حق بات مسلمانوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی تھی مگر ہم کو انھوں نے بے خبر رکھا - صاحبِ سمجھ اور عقل مند دانا اور بھلے لوگ برابر اِس قرآن مجید کی بات کو قبول رکھیں گے، جو نہ مانیں وہ خود دیکھ لیں گے کہ انکار کا نتیجہ کیا ہوا" (۱۴ - ابراہیم: آیت ۵۲ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۱) " اگلے نبیوں کے حالات ہوں یا تحقیق اور سند کی بات، ہو تو اہلِ نصیحت سے پوچھنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب سے بتاتے ہوں - من مانی کرنے والے اور ڈھونگی بہروپیوں اور مذہب کے نام پر دُکان داری چلانے والوں سے نہیں پوچھنا چاہیے"

" آدمی پیدائش کے وقت ماں کے پیٹ سے ضعیف بے سہارا آیا، پھر آنکھ کان، دل جو ساتھ تھے کام کرنے لگے اور آدمی دیکھنے سننے اور سمجھنے لگا - روزی کی تلاش میں پھرنے لگا - اُڑتے جانور بھی اِدھر ہوا میں اُڑتے ہیں، اُن کا سہارا بھی اللہ ہے - اسی طرح انسان کا مددگار بھی اللہ ہے - روزی روٹی اور حفاظت کے لیے آدمی ایمان نہ چھوڑے اور غور کرے، اڑتے پرندوں کے جسم پر اور ان کی اڑان پر کہ جس اللہ نے ان کو تھام رکھا ہے وہ ہمیں بھی تھام لے گا"

"مسلمان کی قسم اور قول و قرار، بھروسے کے قابل ہوتے ہیں، اس کے سایہ میں مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مال اولاد اور جائیدادیں مداخلت اور بے جا قبضہ سے پرہیز کریں، ورنہ دنیا میں ایمان والوں کی ساکھ گرے گی اور دوسرے لوگ اسلام میں آنے سے رک جائیں گے کہ ایسے بگڑے ہوئے سماج میں غیر قوم کیسے

toobaa-elibrary.blogspot.com

آئے گی۔ اس لیے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے معاملات میں چوکس رہیں اور کسی طرح کی دھوکہ بازی کو رواج نہ دیں تاکہ جو سماج اپنے قدم پر کھڑا ہو چکا وہ لڑکھڑانے نہ پائے۔"

"قول و قرار، خرید بکری، لین دین میں زبان دی یا قسم میں بات باندھی پھر توڑنے میں کچھ نفع دیکھا، توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس طرح جو مالی نفع حاصل کرو گے وہ تعداد میں کتنا ہی بڑا ہو مگر حقیر ہے اور ایسی ذلیل حرکت، مومن کو ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔" (۱۶-النحل: آیت- ۹۴- ۹۵- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۲) "آدمی جیسا کچھ ہے خود تو اپنے آپ کو جانتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ باخبر ہے۔ کسی انسان کو اپنی نیکی یا بھلائی پر گھمنڈ یا دکھاوا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک سے واقف ہے، کوئی نیک ہے تو اس کی نیکی اللہ تعالیٰ سے چھپی نہ رہے گی۔"

"مال اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، بہت سی ضروریات سے بے فکری ہو جاتی ہے اور بعض لوگوں کو مال ہو تو، عبادت میں خوب جی لگتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ اس میں دوسرے نادار محتاج اور ضرورت مند کا خیال کیا جانا بہت آسان ہوتا ہے۔ قریبی رشتہ والے کا پہلا حق، پھر جیسے جیسے ضرورت مند ملتے جائیں، اپنی طاقت کے مطابق فی سبیل اللہ ان کی امداد کی جائے اور مال کو بے جا و بے موقع اور غیر شرعی طریقہ پر اڑانا منع ہے، جیسے شادی بیاہ کی شاہ خرچیاں اور بے مطلب اور بلا ضرورت تعمیرات اور ترک بھڑک کے سامان اور دوسروں پر اپنا مالی رعب اور دھونس جمانے کے لیے یا برادری میں ناک اونچی ہو یا پھر اپنی بڑائی ہانکنے یا باجے گاجے، ناچ رنگ میں خرچ کرنا، ایسے تمام شیطانی کاموں سے ایمان والے کو بچنا ضروری ہے۔"

"کنجوسی بخیلی کو خدا نے ناپسند فرمایا۔ اسی طرح حد سے زیادہ خرچ کرنا اور اپنی حیثیت سے زیادہ اخراجات بھی منع ہیں۔ سماج میں ایسے لوگ طعنوں اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

لعنت ملامت کے شکار ہوتے ہیں، پھر معاشی لحاظ سے تھک ہار کر شرمندگی کا وقت گذارنا پڑتا ہے، اس لیے اعتدال اور درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیے۔"

(۱۷ - بنی اسرائیل : آیت ۲۵ تا ۲۹)

" انسانی زندگی کی بنیاد علم ہے، روشنی ہے، اور دلیل ہے۔ یہ تینوں نعمتیں اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں کی تعلیم کے ذریعہ بڑی آسانی سے مل جاتی ہیں۔ دوسری تین چیزیں آدمی کے جسم کے اندر ہیں۔ کان جو قوتِ سماعت کا ذریعہ ہے آنکھ جو بصیرت اور مشاہدہ کا سبب ہے اور دل جو قوتِ فیصلہ میں روحانی پاکیزگی اور خدائی الہام کا حاصل بھی رہا ہے۔ یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے انعام ہیں۔ ان کے غلط استعمال پر قیامت میں سلطانِ کائنات کو جواب دینا ہو گا۔ جو لوگ اپنے مذہبی عقائد میں اندھا دھند معلومات اور غیر یقینی وہمی چیزوں پر اعتقاد اور جاہل لوگوں کے پیچھے چڑھ کر بہت ہی بے وزن عقیدہ کی زندگی گذارتے ہیں، وہ ریت کے ڈھیر پر بیٹھے ہیں۔ ہر انسان کو ضروری ہے کہ اپنے عقیدہ اور عمل کی بنیاد، علم، روشنی اور دلیل جو کتاب اللہ سے ملے اور کان آنکھ دل جو اس کے جسم میں لگے ہیں۔ اُن کے صحیح بنیاد پر، اپنی زندگی کی تعمیر کرے۔"

" آدمی اپنی چال سے پہچانا جاتا ہے۔ بادشاہ، وزیر، افسر اور مالدار کی چال میں گھمنڈ اور بڑائی ہوتی ہے۔ غنڈہ، بدمعاش، بدقماش، لچے لفنگے، زانی، چور، خونی، ڈاکو اُن کی چال میں بھی بڑی کراہیت ہوتی ہے۔ مومن کو ایسی تمام چال سے پرہیز کرنا چاہیے اور راستہ چلتے ہوئے، شرافت اور ایمان کا خیال رکھنا چاہیے۔ آدمی کتنا ہی بڑا ہو، پہاڑ اور زمین کو چیر پھاڑ کرنے سے رہا۔ الٹے ایک دن زمین کے اندر خود ہی سما جائے گا، جسے اپنا یہ انجام یاد ہو، وہ بھلا تکبّر کی چال زمین پر کیوں چلے گا؟ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سورہ الفرقان آیت ۶۳ "

" ہر کام کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک اچھا دوسرا بُرا۔ چال کو دیکھ لیجیے کہ نرمی بھی ہے سختی بھی، لیکن کبھی کسی ظالم کے مقابلے میں آدمی ڈٹ کر آگے چلے تو اس میں کوئی حرج

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں، لیکن اس کا بُرا پہلو یہ ہے کہ زمین میں اِترائے یا اپنی بڑائی ہانکے۔ ایک مثال اور بھی دی جا سکتی ہے کہ خیرات کا سب سے اچھا پہلو چھپا کر کرنا ہے اور بُرا پہلو یہ ہے کہ نمائش کرتا پھرے تاکہ لوگ سخی داتا کہیں اور ہماری تعریف کریں۔ یہ بُرا پہلو ہوا۔ اِس پر گناہ لازم ہوا لیکن خیرات کو ظاہر کرنے میں یہ نیّت ہو کہ دوسروں کو بھی خیال آئے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا شروع کریں، تو یہ اچھا پہلو ہے۔"

(۱۷۔ بنی اسرائیل: آیت ۳۶ تا ۳۸ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۳) "معلوم ہوا کہ کسی گھمنڈی اور مُتکبّر کو سمجھانے کے لیے نرمی سے بات کہہ کر دلیل سے اُسے سمجھانا چاہیے۔ تو تو میں میں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔"

"حدیثِ پاک میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مال، اولاد، کھیتی باڑی، مکان، دُکان، دولت، عزت آبرو اور علم کی نعمت آدمی کو جب ملے تو یہ کہے "ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ"۔ کسی دوسرے کے پاس بھی کوئی نعمت دیکھے تو واہ واہ، کیا خوب، بہت اچھے وغیرہ الفاظ نہ کہے بلکہ حدیثِ پاک کے الفاظ کہے۔"

(۱۸۔ الکہف: آیت ۳۷ - ۳۹ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۴) "اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں نصیحت نامے بھیجے اور آخری نصیحت نامہ، یہ قرآن مجید ہے۔ لوگوں پر لازم ہے کہ اُسے نظر انداز نہ کریں اور بے دھیان نہ رہیں بلکہ اُسے پڑھتے، بولتے بتاتے رہیں۔ جو کوئی بھی اس سے منہ موڑے گا، دنیا میں اس کی روزی میں تنگی پریشانی آئے گی۔ کبھی کسی کو یہ خیال ہو کہ یہاں بہت سے لوگ کافر و مُشرک اور مُنافق ہیں، وہ تو بہت کشادگی سے روزی پاتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ مال کی زیادتی، روزی کی کشادگی نہیں ہے، بلکہ جو لوگ مالدار ہیں وہ تو، رات کی نیند سے بھی محروم ہیں تو کبھی کسی کو دن کا آرام بھی میسّر نہیں۔ رات دن مال جمع کرنے میں جانوروں کی طرح زندگی گذارتے ہیں۔ کبھی کبھی غریب عوام کے غصّہ کا شکار ہو کر بے موت مرتے بھی ہیں۔ البتہ جو مومن ہے وہ تھوڑی روزی میں بھی اطمینان کے ساتھ زندگی گزار لیتا ہے۔ یہاں پر جو بھی اللہ تعالیٰ کو بھولا یا اُس کے درسِ

toobaa-elibrary.blogspot.com

نصیحت سے غافل رہا، وہ معیشت کی گذران میں تنگی پریشانی کا شکار ہو گا، چاہے مال زیادہ بھی ہو تب بھی دل کا چین نہیں پائے گا اور مال کی تنگی سے تو مزید پریشانی اور بھی زیادہ ہو گی۔" (۲۰ - طٰہٰ : آیت ۱۲۴)

(۱۵) "جاننا چاہیے کہ آدمی ہر حال میں صبر و شکر سے اللہ کی عبادت کرتا رہے۔ مال ہو، تنگی ہو، خوشی ہو، غمی ہو، کامیابی ہو، ناکامی ہو، تندرستی ہو، بیماری، یہ سب حال اللہ تعالیٰ کے ڈالنے سے آتے ہیں۔ کوئی غیر اللہ نقصان پہنچا ہی نہیں سکتا۔ جب تک اللہ نہ چاہے۔ اب جاننا چاہیے کہ احوال میں تبدیلی سے آزمائش امتحان کو چھوڑ کر بندہ اگر بھاگ جائے تو بھاگ کر کہاں جائے گا۔ کہیں نہ کہیں تو اُسے اپنے مطلب کے حصول کے لیے جانا ہی ہے پھر ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کے در پر ہی کیوں نہ پڑا رہے کہ آج نہیں تو کل، اللہ جب چاہے گا تو مصیبت دور ہو کر رہے گی۔"

"اِس آیتِ شریفہ میں کئی باتیں دھیان کرنے کی ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کو پالینے میں اور اس کی رضا کو حاصل کر لینے میں ایمان والے خوب کڑی سے کڑی محنت کریں۔ (۲) دین میں کوئی مشکل نہیں، تنگی نہیں، پریشانی نہیں۔ دین آسان ہے۔ جن لوگوں نے اپنے دین کو مشکل بنالیا ہے وہ خود اُس کے ذمہ دار ہیں، ورنہ اللہ کی طرف سے اس کے دین میں کوئی بات خلافِ فطرت یا انسانی طاقت سے باہر کی نہیں رکھی گئی۔ (۳) اس ملّت کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ انھوں نے ہمارا نام مُسلم رکھا، اِس قرآن میں بھی ہم مسلم مشہور ہوئے۔ اب جو کوئی مسلم نام چھوڑ کر اپنا کوئی گروہی، علاقائی اور ٹولی بازی والا یا فرقے کا نام رکھے، وہ درست نہیں۔" (۲۲ - الحج : آیت ۱۲ - ۷۸)

(۱۶) "کسی ظالم قوم کے تباہ برباد ہونے پر اللہ تعالیٰ کا کارخانۂ قدرت بند ہونے سے رہا۔ زمانے کی رفتار برابر جاری رہتی ہے اور دوسری قومیں اس دنیا میں امتحان کے لیے ایک کے بعد ایک کھڑی کی جاتی ہیں، یہ سلسلہ قیامت تک

toobaa-elibrary.blogspot.com

جاری رہے گا۔ ہر کوئی سمجھ لے کہ دنیا امتحان دینے کی جگہ ہے۔"

(۲۳-المومنون : آیت ۴۲)

"جان بوجھ کر، جو آدمی حق کی مخالفت میں مشغول ہو، اس کی حرکت کو بھلے طریقے سے ٹال کر اللہ تعالیٰ کی مدد کا انتظار کرنا چاہیے۔ ایسا آدمی سمجھانے بتانے سے بھی ماننے والا نہیں، البتہ داعی اپنا اخلاقی و دعوتی فریضہ جاری رکھے اور ایسے سے جھگڑنے اور الجھنے کے بجائے، دور رہے۔ مزید معلومات کے لیے دیکھیے (۴۱) سورۃ حٰمٓ السجدہ آیت ۳۴-۳۵)"

(۲۳-المومنون : آیت ۹۶ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۷) "جب تک شرعی شہادت کسی کے پاس نہ ہو، بہتان لگانے سے اُسے بچنا چاہیے، ورنہ قانونِ اسلامی میں دھر لیا جائے گا اور اسّی کوڑے کی سزا پائے گا۔ ایسے موقع پر ایمان والے سماج میں ہر عورت مرد پر لازم ہے کہ اپنے ہر بھائی بہن کے بارے میں دل میں نیک گمان رکھے اور ایسی افواہ کی فوراً زبانی تردید کر دے کہ یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ کسی ایمان والے مرد عورت پر سماج کے بگڑے لوگ کسی طرح کا الزام لگائیں تو سماج کو خود ہی حفاظتِ عصمت کے لیے دیوار بن کر کھڑا ہونا پڑے گا، جب تک قانون اور حکومت ایسے معاملہ میں اپنا فیصلہ، شہادتوں کی بنیاد پر نہ دیدے تب تک ایمانی سماج کو اپنے اندر کے ہر آدمی عورت کو پاک دامن خیال کرنا اور اس کی عزت و ناموس کی ضمانت میں اچھا خیال اور اچھے الفاظ کہنا ضروری ہے۔"

(۲۴-النور : آیت ۱۲ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

"آج کا مسلمان بھی ایسا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت و تعریف میں بہت آگے ہو کر بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا ہے کہ جان کی بازی لگا دے گا، گردن کٹا دے گا، گھر لٹا دے گا مگر اس سے اطاعت اور فرمانبرداری نہیں ہو سکتی۔ ہم میں سے ہر ایک نے اس آیت کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ لینا چاہیے۔"

"اس آیت سے یہ حکم معلوم ہوا کہ اہلِ ایمان سوسائٹی اپنے اجتماعی کاموں میں یا جب بھی جمع ہو تو اپنے سردار کے ماتحت رہے اور مجلس سے اٹھ کر کوئی نہ جائے

toobaa-elibrary.blogspot.com

جب تک سردار سے اجازت نہ لے۔ کوشش تو یہ کرنی چاہیے کہ پوری توجہ سے مشورے میں شریک ہو اور مجلس کی کارروائی پوری ہو جائے تب اُٹھ کر جائے۔ سردار اگر جانے کی اجازت نہ دے تو پھر مجلس سے اٹھ کر ہرگز نہ جائے اور جن کو بعض کاموں کے سبب اجازت ملے وہ بھی یہ سمجھ لیں کہ ان کے ذاتی کاموں سے اسلام کے جماعتی کام زیادہ اہمیت رکھتے ہیں، اس لیے ان کی اجازت والی غیر حاضری بھی بہتر نہیں مانی گئی، اس لیے سردار کو ان کے لیے استغفار کرنا چاہیے۔"

"ہر مسلمان کو جاننا چاہیے کہ اب وہ جس حال میں ہے اللہ کو معلوم ہے، آج کی مصیبت انشاءاللہ کل دور ہو گی اور تنگی کے بعد آسانی کا دور آئے گا۔"

(۲۴ - النّور: آیت ۵۳-۶۲-۶۴)

(۱۸) "اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہاں طاقت و قوّت دی ہے اور اُسے پیشوائی اور امامت عطا کی ہے تو اُس نے لوگوں کو صحیح راستہ کی رہنمائی کرنی چاہیے اور بُرائی کو قوت سے روک دینا چاہیے، لیکن طاقت میں بدمست لوگ بُرے انجام تک پہنچنے کے پہلے کسی کی مانتے نہیں، پھر دنیا میں بھی ذلیل ہو کر مرتے ہیں اور قیامت کے دن اُنھیں بے سہارا ہو کر اپنے مالک کے حضور اِس حال میں کھڑا ہونا ہے کہ کوئی بھی اُنھیں بچا نہیں سکے گا۔"

(۲۸ - القصص: آیت ۴۱ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۹) "جو اللہ تعالیٰ کی راہ پر اپنے آپ کو ڈالے اور جو نیکی لازم پکڑے، اس نے مضبوط کڑا اتھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔"

"داعیٔ حق کو مخالفین کا انکار، فکر و غم میں ڈالتا ہے۔ ایسے موقع پر اپنے قلب کو اللہ کی طرف متوجہ کر لینا چاہیے کہ آخر ہمارے مخالف بھی بچ کر کہاں جائیں گے۔ سب کا رجوع، اللہ کی طرف ہے اس لیے غم کرنے سے کیا فائدہ۔"

(۳۱ - لقمان: آیت ۲۲-۲۳)

(۲۰) "زندے اور مُردے دونوں برابر نہیں۔ نبیؑ کا کام زندوں کو ڈرسنانا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ تم کو اللہ کے حضور اپنے اعمال کے بارے میں جواب دینا ہوگا۔ موت سے پہلے سمجھ لو اور ایمان کو قبول رکھ کر شرک چھوڑ دو۔ رہے مُردے تو ان کو سنانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنے رب کے حضور پہنچ چکے ہیں۔ باقی کوئی اس غرض سے مُردے کو سنانا چاہے کہ نیک ہے، میری دعا سُن کر میری حاجت پوری کرے گا تو یہ شرک ہے۔ اِس آیت سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مردہ نہیں سُنتا، ہاں کسی خاص موقع پر اللہ تعالیٰ کسی مَرے ہوئے کو سُنا دینا چاہے تو، یہ اور بات ہے۔ جیسے کسی وفات پائے کو سلام پہنچا دینا اور کبھی کسی خاص وجہ سے کسی مَرے ہوئے کو دنیا کی کوئی ضروری آواز، اللہ تعالیٰ سُنا دینا چاہے تو وہ قادر ہے۔ باقی مُردے کو غیر ضروری باتیں سنانے سے آخر کسی مُردے یا زندے کا کیا نفع ہو سکتا ہے اور عام حالات میں قانونِ فطرت کے حساب سے کسی مردے کے سننے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو لوگ وفات پائے بزرگوں کو پکارتے ہیں اور اُن سے اپنی حاجت طلب کرتے ہیں وہ اپنا محاسبہ ابھی سے کرلیں کہ ان کا عمل قرآن و حدیث کے مطابق نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے عالمِ برزخ کے آرام و راحت میں خلل ڈالنے والی پریشان کُن اچھی بُری باتیں سُنا کر زبردستی تکلیف پہنچانے کی ایک ناکام اور ناقابلِ عمل حرکت کرتے ہیں۔"

(۳۵- فاطر: آیت ۲۲)

(۲۱) "اِس آیتِ شریفہ میں حضرت داؤد علیہ السّلام کا یہ قول بھی بہت قابلِ غور ہے۔ جس کا یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ شراکت داری میں کام کرنے والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں۔ صرف اہلِ ایمان ایسی حرکت نہیں کرتے لیکن اہلِ ایمان اور صالح عمل والے آدمی کم ہی ہوتے ہیں، اس لیے زیادہ اچھا یہی ہے کہ کاروبار میں شرکت یا حصّہ داری کے بجائے آدمی اکیلا ہی، جو کچھ اللہ تعالیٰ اُسے روزی عطا کرے حاصل کرے۔ شرکت اور حصّہ داری کے کاروبار میں اکثر جھگڑے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کھڑے ہوتے ہیں اور اپنی آزادی میں خلل پڑتا ہے۔ یوں شریعتِ اسلامی میں کاروبار میں ایک دوسرے کے ساتھ پارٹنر شپ اور حصہ دار بن کر کام کرنا منع نہیں مگر خیریت اِسی میں ہے کہ آزادی سے جو کچھ دال روٹی ملے اُسی میں آدمی سکھ چین کی زندگی بسر کرے، ساجھیداری کی الجھن میں نہ پڑے۔"

(۳۸ - صٓ : آیت ۲۴ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲۲) "رحمٰن کے انکاری لوگ خوشحال ہوتے اور ان کے گھر چاندی کے ہوتے تو پھر ہر کوئی کافر ہو جاتا۔ انسانیت کے لیے اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو واقعی یہاں کافروں کی بہت ہی اچھی گزرتی مگر سدا سدا کے لیے تو پھر بھی نہ رہنے پاتے کہ مر کر ایک روز انھیں اللہ تعالیٰ کے یہاں جانا ہی تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی سیٹھ ساہوکار کو دیکھ کر یہ فیصلہ نہیں کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے بلکہ اس کے ایمان وعمل سے پہچاننا چاہیے۔"

(۴۳ - الزخرف : آیت ۳۳)

(۲۳) "بنی اسرائیل نے فرعون سے نجات پانے کے بعد دنیا میں بڑا عروج پایا، لیکن ان میں بگاڑ بھی بہت آتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ سب کچھ معلوم تھا لیکن ایک قوم کو توریت کا وارث بنانے کا فیصلہ فرما دیا تھا اور ایک طویل مدت تک ان کو خلافت دی گئی مگر جب امانت میں خیانت کی تو امانت سے بے دخل کر دیئے گئے۔ اب ان کی جگہ مسلمانوں کو دی گئی۔ اس میں عبرت ہے ہم سب کے لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ہمارا انتخاب ایک کام پر کیا اور ہم کو اس کی خلافت عطا کی گئی تب ہر طرح اِس منصبِ امامت کی دیکھ بھال کرتے رہنا چاہیے اور اُن راہوں سے بچنے کے لیے پوری کوشش کرنی چاہیے جن پر چل کر یہود برباد ہوئے۔ ان کے بگاڑ کی خصلتیں قرآن مجید میں بہت جگہ بیان فرمائی گئی ہیں۔"

(۴۴ - الدخان : آیت ۳۲)

(۲۴) "اِس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان لانے کے بعد جو لوگ، دو غلے ثابت ہوئے یعنی منافق۔ نام کے مسلمان اور ایمان وعمل کے لحاظ سے کورے۔ دوسرے

toobaa-elibrary.blogspot.com

وہ جو کافر ہی مرے۔ ان کو کسی فدیے یا جرمانے کی ادائیگی کے بعد سزا میں چھوٹ دینے کا کوئی موقع نہیں دیا جائے گا۔ اوّل تو یہ کہ فدیہ اور جرمانے کے لیے زمین بھر کا سونا، چھڑوائی میں دے ڈالیں۔ جبکہ سونا تو کیا ان کے پاس پینے کے پانی کا ایک قطرہ اور بدن ڈھانکنے کو ایک کپڑا بھی نہ ہوگا۔ صرف تمثیل کے طور پر کہا گیا کہ اتنا سونا دے ڈالیں تب بھی منافقین اور کافروں سے قبول نہ کیا جائے گا اور آگ کے عذاب سے چھوٹنے کی ساری ممکن صورتیں ان کے لیے بند ہو چکی ہوں گی۔ ایمان اور نیک عمل سے آج کے لاپرواہ مسلمانوں کو اِس آیت میں اپنا چہرہ دیکھ لینا چاہیے۔" (۵۷۔ الحدید: آیت ۵)

"مسلمانوں کو ہر حال میں سنّت کا راستہ اختیار کرنا چاہیے جس میں دنیا آخرت دونوں کی بھلائی اور سلامتی ہے اور اللہ کی بھرپور رضامندی ہے، چاہے جتنا عمل کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی کرلیوے۔ اور بناوٹی نمائشی اور جعلسازی والے پیری فقیری کے چکّر سے عوام و خواص دور رہیں۔ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے امّتی تھے اور زمانے کے لوگوں سے تنگ آکر جنگل کی راہ اختیار کی، اُن کی نیّت نیک تھی مگر راستا اپنے دل سے بنایا تھا، اس لیے اِس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ بعد کے لوگوں نے اِسی راہ کو، ترکِ دنیا کے نام پر دنیا کمانے کا راستہ بنا کر اپنے آپ کو برباد کیا۔ اُسی کا نقشہ اِس آیت میں بتایا گیا تاکہ ایمان والے، رسولؐ والے، سنّت والے ہوشیار رہیں۔ اور اگلی آیت میں ان کو کام کا صحیح نقشہ بتایا گیا کہ تقویٰ اختیار کرو۔" (۵۷۔ الحدید: آیت ۲۷۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲۵) "معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب ہو کر بھی آدمی اپنی آسمانی کتاب کو نہ ماننے اور مشرکوں کا طریقہ اختیار کرے تو ایسے کافر سے مسلمان کو چوکنّا ہو جانا چاہیے۔"

(۵۹۔ الحشر: آیت ۱۱)

(۲۶) "بنی اسرائیل نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السّلام کو ستایا۔ ان کو تکلیف پہنچائی اور ان پر الزام دھرا کہ اپنے بھائی ہارون علیہ السّلام کو جنگل میں لے جا کر قتل

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرڈالا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے الزام سے موسیٰ علیہ السلام کو بری قرار دیا۔ جو لوگ اپنے دینی پیشواؤں کو عیب لگائیں اُن پر بہتان دھریں، ان کا دل کبھی سیدھی راہ قبول نہ رکھے گا۔ مسلمانوں کو اپنے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم، اُن کے اہلِ بیتؓ اور صحابہ کرامؓ اور صلحائے امّت اور اور اولیائے امّت کا خیر خواہ رہنا چاہیے۔"

(۶۱۔ الصّف : آیت ۵)

(۲۷) "کتاب اللہ جب بھی اتاری گئی اس وقت کے لوگ اس پر ذمہ دار تھے کہ اس کتاب کو اٹھالیں اور دوسرے انسانوں تک اس کو پہنچادیں، لیکن جب کتاب پائی ہوئی امّت بھی کتاب کو نہ اٹھائے اور دوسری بہت سی کتابوں کو لیے لیے پھرے۔ جو کتاب اللہ سے کوئی واسطہ نہ رکھتی ہوں تو ایسے لوگوں کو یہاں مثال میں گدھا کہا گیا ہے کہ گدھے پر کتابوں کے چاہے کتنے ہی بنڈل لدے ہوں، اس کو کچھ پوچھنا سمجھنا یا کسی کو بتانا یا سنانا تو ہے نہیں۔ اس مثال سے ہم بھی سبق لیں کہ کتاب اللہ کو اٹھانے کی ذمہ داری دوسری امتوں کے مقابلے میں ہم پر زیادہ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم اور آخری کتابِ مُبین کے وارث ہیں۔"

(۶۲۔ الجمعہ : آیت ۵)

(۲۸) "اِس آیت سے ان بے عمل اور ایمان سے غافل لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ جو اپنے بزرگوں سے خالی نسبت اور کھوکھلی عقیدت رکھ کر یہ امید لیے جی رہے ہیں کہ ان کا کام بن جائے گا۔ ایمان اور نیک عمل سے دور۔ بیوی کو اُس کا شوہر نبی ہو تب بھی کام نہ آئے تو کسی دوسرے کی کیا حیثیت ہے۔"

(۶۶۔ التحریم : آیت ۱۰)

(۲۹) "آدمی دن کے مقابلے میں رات میں زیادہ گناہ کرتا ہے۔ رات اپنے دامن میں انسان کے تمام اعمال کو سمیٹ لیتی ہے، چاہے اچھے ہوں یا بُرے۔ مومن کو چاہیے کہ اپنی رات بسر کرنے میں پورا خیال رکھے۔ ذکر، دعا، تلاوت

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور تسبیح میں کچھ وقت ضرور گذارے۔"

(۸۴-الانشقاق : آیت ۱۷)

جنّات

① " جنّات کی پیدائش بے دھوئیں کی آگ، لُو کی لپیٹ کی مانند ہے۔ ایسی لطیف شئے سے بنا ہوا بدن پکڑ میں نہیں آتا، لیکن انسان کا بدن پکڑ میں آسکتا ہے کہ انسان مٹّی سے بنایا گیا ہے۔" (۱۵-الحجر : آیت ۲۷)

② " پہلے جس نے اجلاس کے برخاست ہونے تک کا وقت مانگا کہ میں بلقیس کا تخت، اِتنی دیر میں لا دیتا ہوں، حضرت سلیمان علیہ السّلام نے ابھی اُس کا جواب بھی نہ دیا تھا کہ دوسرا شخص کھڑا ہو کر بولا کہ میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے اُس تخت کو لا، حاضر کر دیتا ہوں۔ پلک جھپکنے میں کیا دیر تھی اور ہاں یا نا کہنے کی کب گنجائش تھی، بس آنکھ کی پلک نے جھپکی لی اور حضرت سلیمانؑ نے دیکھا کہ تخت حاضر ہے۔ خوب بنا سجا سنورا، قیمتی یاقوت، ہیرے سونے اور جواہرات سے مرصع۔ دیکھتے ہی اللہ کا شکر ادا کیا۔ معلوم ہوا کہ جنّاتوں کی جسمانی طاقت سے بھی زیادہ قوت اس آدمی کی ہے جس کے پاس اللہ کی کتاب کا علم ہو۔" (۲۷-النمل : آیت ۴۰)

③ " جاننا چاہیے کہ جنّاتوں میں مومن بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے ان کو قابو میں رکھا تھا، بلکہ بدمعاش جنّاتوں کو تو ایک ایک زنجیر میں کئی کئی کو باندھ کر سمندر میں ڈال دیتے اور ایسی سخت سزائیں دیتے کہ ہیبت کے مارے جنّاتوں کے ہوش ٹھکانے پر آگئے اور اللہ تعالیٰ چاہے تو کسی آدم زاد کو اتنی قوت اور طاقت عطا فرمائے کہ جنّات بھی اس کے قابو میں ہو جائیں۔ اس سے انسان کی فضیلت اور خلافت مخلوق پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

مزید ثابت ہوئی ۔" (۳۴-سبا : آیت ۱۴-اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

④ " جنّاتوں میں بعض مسلم ہیں اور بعض گمراہ ہیں، ان کو بھی معلوم ہے کہ اپنی برائی بھلائی کا بدلہ پانے کو ایک دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری ہے۔ شیطان ابلیس جنّاتوں کی نسل سے ہے۔ وہ بھی جانتا ہے کہ قیامت میں اسے حاضر ہونا ہے۔ یہ مشرک ان سب سے گئے گذرے کہ اپنے استاد سے بھی زیادہ گمراہ ثابت ہوئے ۔" (۳۷-الصّٰفّٰت : آیت ۱۵۸)

⑤ " حج کے موسم میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکّہ سے باہر فجر کی نماز اپنے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پڑھا رہے تھے۔ اس وقت بہت سے جنّات آپؐ کی قرأت سُن گئے اور بہت متاثر ہو کر اپنی قوم کو اس کی خبر دی اور بعد میں جنّاتوں کے کئی وفد حضور اقدسؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور ایمان لائے۔ معلوم ہوا کہ جنّاتوں کی یہ ٹولی فطرتِ سلیمہ پر ہوگی کہ پہلی بار قرآن مجید سنتے ہی ان کے دل میں اتر گیا ۔"

" معلوم ہوا کہ جنّاتوں کی جو ٹولی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فجر کی نماز میں قرآن مجید سُن کر اپنی قوم کی طرف پلٹی، وہ موسیٰ علیہ السّلام اور توریت پر ایمان رکھتی ہوگی اور کتاب اللہ کو پڑھتی ہوگی۔ شاید اُن میں پڑھنے پڑھانے کا رواج ہوگا جنّاتوں کا مفصّل بیان سورہ الجنّ میں آیت ۱ تا ۱۸ آیا ہے ۔"

(۴۶-الاحقاف : آیت ۲۹-۳۰)

⑥ " چاہے جنّات ہوں یا انسان جس کی بھی فطرت سلیم ہوگی اور عقل صحیح کام کرے تو وہ قرآن سنتے ہی ایمان لے آئے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی بار جنّاتوں نے قرآن سُنا ۔"

" جنّات آگ کی لپٹوں سے بنی ہوئی مخلوق ہے۔ آسمان سے کچھ باتیں آدھی پونی سُن کر لاتے اور اس میں کئی اٹکل ملا کر چلاتے۔ اب آگے خبر بند ہوئی، اس لیے زمین میں تلاش کو نکلے کہ نئی تبدیلی کی وجہ کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

آسمان سے قرآن اُتر رہا ہے، اس لیے سخت چوکی پہرہ لگا کر آسمان کی سب خبریں بند کر دی گئیں، صرف ایک خبر نامہ قرآن مجید جاری کیا گیا، اسی پر سب کی زندگی کے فیصلے کا مدار رکھا، چاہے شر ہو یا بھلائی کی راہ، آدمی خود پسند کرے کہ اُسے کس پر چلنا ہے۔" (۷۲-الجنّ: آیت ۳ - ۱۰)

شیطان اور شیطانیت

(۱) "مرے پیچھے ایک دن تمام لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور آدمؑ کی نسل زمین پر حشر تک چلے گی، یہ بات شیطان کو معلوم ہو چکی تھی، اس لیے آخری دن تک اس نے ڈھیل اور مہلت مانگی۔"

"شیطان نے انسان کو دھوکہ، فریب دینے میں اکثر سیدھی راہ پر بیٹھ کر کام کیا ہے۔ قوت، فہم، خیال، عقیدہ اور عقل کا غلط استعمال مغالطہ، ضد، تکبر، گھمنڈ، سرکشی، غفلت، ناعاقبت اندیشی، بے فکری، حرص، حبِّ دنیا، شرک، آباء پرستی، فساد، بدامنی، چغلی غیبت، زنا، بے حیائی یہ سب شیطانی فریب آدمی کی درگت بناتے ہیں۔"

"شیطان کی پہلی شکست یہ تھی کہ ربّ کا حکم نہ مانا اور راندۂ درگاہ ہوا دوسری ہار یہ تھی کہ آدم علیہ السّلام اور ان کی بیوی کو جھوٹی قسم کھا کر کہا کہ اس درخت سے تم کو ربّ نے اس لیے منع کیا ہے کہ جیسے ہی اس میں سے تھوڑا بھی کھا لیا تو فرشتے بن جاؤ گے یا ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہو گے۔ چونکہ درخت کی یہ خاصیت تھی کہ لباس اتر جائے، آدمی ننگا ہو جائے اور حاجت پیش آجائے، اسی لیے وہاں سے اتار کر زمین پر بھیجے گئے کہ ایسی حالت کا انتظام زمین پر ہے۔"

"دنیا کی زندگی میں انسان اور شیطان کی کھلی جنگ ہے۔ شیطان یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اولادِ آدمؑ نالائق مخلوق ہے اور جنّت میں رہنے کے قابل نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

انسان اس کے مقابلے میں اپنے رب کا راستہ اختیار کر کے، ایمان اور عملِ صالح لے کر اس دنیا کا سفر پورا کر کے اپنے رب کے دربار میں پہنچ جائے تو اِس لڑائی میں انسان کی جیت ہے ورنہ جو حال ابلیس کا ہوگا وہی حال اُس کی راہ پر چلنے والوں کا ہوگا۔"

"جس نے ہمارے ماں باپ کو بے لباس کیا اور دنیا میں بھی وہ اور اُس کا قبیلہ ہم پر وار کرنے کے گھات میں ہے، ہم اس سے دوستی کیوں کریں۔ دنیا میں جن لوگوں نے مذاہب کے نام پر کپڑے اُتار دیئے اور ننگے رہنے لگے یا آج کے بہت سے فرنگی جو ننگا رہنے کی تبلیغ کرتے ہیں، یہ سب شیطان کے دوست ہیں اور انسانیت کے ناقدرے ہو کر اپنے ہی باپ کے دشمن کی فوج میں داخل ہو گئے ہیں۔"

(۷-الاعراف : آیت ۱۴ تا ۲۷)

(۲) "ابلیس، شیطان کا نام ہے۔ نسل کے لحاظ سے یہ جن تھا۔ عبادت ریاضت میں کامل ہو کر فرشتوں کے ساتھ رہنے میں کامیاب ہوا۔ آدم علیہ السّلام کا پُتلا تیار ہوا، تب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کا اجتماع طلب فرمایا اور فرشتوں اور جنّات سمیت ہر نوری اور ناری مخلوق کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرے یعنی سلامی دے۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ اب زمین میں قیامت تک آدمؑ خدا کا نائب اور خلیفہ ہوگا۔ یہ بات ابلیس کو بری لگی کہ مٹی سے بنے انسان کو یہ فضیلت کیوں ملی۔ میں آگ سے بنایا گیا ہوں، یہ فضیلت تو مجھے ملنی چاہیے۔ اسی حسد، غرور، تکبّر اور گھمنڈ کا شکار ہو کر ابلیس مردود ہوا۔" (۱۵-الحجر : آیت ۳۱ تا ۳۴)

(۳) "کتّوں کو جس طرح کسی پر چھوڑا جائے، اسی طرح شیاطین کافروں پر ٹوٹتے ہیں۔ ان کو حق کی مخالفت میں اکسا کر ہر طرح بے یقین کر ڈالتے ہیں۔"

(۱۹-مریم : آیت ۸۳)

(۴) "آسمانی کتابوں اور نبیوںؑ کی تعلیم سے مشرک سماج ہل گیا۔ لکڑی، پتھر، جھاڑ پہاڑ، ندی نالے، چاند سورج کی بندگی سے بھاگے مگر شیطان نے انھیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

دور کی سجھائی کہ بھائی جو لوگ، اللہ کے مقرب ہیں، ولی ہیں اور اللہ کے بیٹے ہیں تو کیا حرج ہے کہ ہم اللہ کے بیٹوں کا وسیلہ پکڑیں اور انھیں پوجیں تاکہ اللہ تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ جیسے دنیا میں کسی بڑے تک پہنچنے میں وسیلہ ہوتا ہے یا زینہ کے ذریعہ یا سیڑھی لگا کر اوپر کی منزل پر چڑھتے ہیں۔ ایسی بے وزن باتوں کا جواب یہاں دیا گیا ہے۔ آگے کی آیت ۲۹ تک پورا جواب آئے گا۔"

(۲۱۔ الانبیاء : آیت ۲۴ ۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑤ "بہت سے مشرک اور کافر ایسے بدنصیب ہیں کہ شیطان کے پھانسے میں آکر غلط سے غلط اور پلید کام اور ناپاک سے ناپاک چیز کو اچھی بتا کر خوش ہوتے ہیں کہ وہ بہت خوب کام کرتے ہیں۔ قوم لوط کے لوگ آدمی سے آدمی صحبت کرے، اُسے اچھا کام بتاتے تھے کہ چلو شادی بیاہ سے چھٹی ہوئی اور عورت و بچوں کو پالنے پوسنے کے جھگڑے سے بچ گئے۔ اسی طرح ہمارے زمانے میں ملک ہندوستان میں بہت سے لوگ جانور کا پیشاب پینا ثواب جانتے ہیں اور اس پر دلیل بھی بتاتے ہیں کہ اس پیشاب میں یہ نفع ہے اور وہ نفع ہے اور بعضوں نے اپنا پیشاب خود ہی پینا شروع کردیا اور بحث کرتے ہیں کہ اس سے تندرستی بہت اچھی رہتی ہے۔ یہ سب شیطان کی الٹی پٹی ان کو پڑھائی گئی ہے ورنہ آدمی ایسی بے تُکی باتوں پر بے وزن دلیل اور نامعقول بات بھلا کیوں دہرائے۔"

(۲۹۔ العنکبوت : آیت ۳۸)

⑥ "ابلیس کا یہ خیال تھا کہ اگر اُسے دنیا میں انسان کے ساتھ جانے کا موقع دیا جائے تو جس طرح جنّت میں انسان کے ماں باپ کو فریب دے کر اللہ کی نافرمانی پر آمادہ کر کے جنّت سے نکلوانے میں کامیاب ہوا، اسی طرح دنیا میں بھی اولادِ آدمؑ کو فریب دے کر جنّت میں داخلے سے روکنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ابلیس اپنے خیال کو ان لوگوں پر سچ پاتا ہے جنھیں گمراہ کرنے میں اُسے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔" (۳۴۔ سبا : آیت ۲۰ ۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۷) "اہلِ ایمان ہمیشہ شیطان کو مردود، ذلیل اور رجیم سمجھتے ہیں۔ پتھر کنکر مار کر جس کو ذلیل کیا جائے، اُسے رجیم کہتے ہیں۔ آج بھی حج کے ایام میں شیطان کو کنکر مار کر رمی کر کے ذلیل کرتے ہیں۔"

"آدمیت کا مُردہ زندہ ہوگا اور حشر کے دن اُسے پیشی میں حاضر ہونا ہے، یہ بات شیطان کو معلوم تھی لیکن حشر کا دن کب آئے گا، یہ اُسے نہیں معلوم تھا اور اللہ کے سوا کسی کو اب تک نہیں معلوم۔ اسی لیے فرمایا کہ اس دن تک جس کا وقت صرف ہمیں معلوم ہے، جا تجھے مہلت دے دی گئی۔"

(۳۸۔ ص: آیت ۷۷ تا ۸۱)

(۸) "شیطان اپنی غرض سے اور انسانوں کی دشمنی کے سبب لاکھوں لوگوں کو کفر و شرک کی طرف مائل کرتا ہے مگر خود اللہ رب العالمین سے بہرحال ڈرتا ہے۔ مگر آدمی کا یہ حال ہے کہ کفر میں جب گر پڑا تو اپنے استاد شیطان سے بھی دو قدم آگے چل پڑتا ہے، تب استاد پیچھے رہا اور چیلا کفر میں آگے بڑھ گیا۔ شیطان کو بھی شاید حسرت ہوتی ہو گی کہ کفر میں میرا یہ شاگرد، میرا بھی چچا نکلا۔"

(۵۹۔ الحشر: آیت ۱۶)

تفرقہ بازی اور گروہ بندی

(۱) "زمین پر پہلے بنی آدم علیہ السلام کے قافلہ کا سائز بہت چھوٹا رہا۔ اس لیے ان میں ایک امت ہونے کا تصور بہت مضبوط تھا پھر چونکہ خود آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر بھیجے گئے تھے اس لیے ان کے پاس علم کی پوری روشنی موجود تھی اور وہ کائنات کے اندرونی نظام کو دیکھ آئے تھے بلکہ جنت میں اُن کا اور اُن کی بیوی کا ایک خاص مدت تک قیام بھی رہا تھا، آدم علیہ السلام یہ بات خوب جانتے تھے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی اس کائنات کا تنہا مالک ہے اور اسی کی عبادت اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرماں برداری مخلوق پر لازم ہے اور مرکر قیامت کے دن خدا کے دربار میں ہم سب کو حاضر ہونا ہے اور آدمیت کو تمام مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے کہ غیر آدمیت اس کی ماتحت رہے اور بنی آدمؑ ایک اللہ کے سوا کسی کے آگے سر نہیں جھکائینگے لیکن جیسے جیسے آدمی کی نسل زمین پر پھیلتی گئی تب آدم علیہ السّلام سے جس طرح صحبت کی دوری ہوتی رہی عقیدہ میں اختلاف پڑنا شروع ہوا اور جب بگاڑ زیادہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسی نسلِ آدم میں سے اپنے وعدہ کے مطابق نبیؑ اور رسولؑ بھیجنے شروع کیے اور ان کے ساتھ کتابیں نازل فرمائیں تاکہ لوگوں کے درمیان جو اختلاف ہوگیا ہے اس کا فیصلہ کردیا جائے۔ رسولوںؑ اور نبیوںؑ کے دنیا سے جانے کے بعد ان کی امتوں کے لوگوں نے پھر آپس میں اختلاف اور مارا ماری شروع کی نتیجہ میں ایک دین کے بدلے کئی کئی دین وجود میں آگئے اور پھر آدمیت میں پھوٹ پڑ گئی۔ ایسا مسلسل ہوتا رہا کہ سب کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے سرکار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبیؐ بنا کر بھیجا اور آخری کتاب قرآن شریف بھیج کر، قیامت تک کے لیے ایک ہی ہدایت نامہ اور ایک ہی نبوّت قائم کردی۔ اب جسے اختلاف سے بچنا ہو وہ یہ راہ اختیار کرے، اُسے صراط مستقیم مل جائے گی۔ باقی نام کے مذہبی جھگڑوں میں ہدایت کسی کے پلّے نہیں پڑ سکتی۔"

"تمام پیغمبر اپنے منصب کے لحاظ سے برابر ہونے کے باوجود فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے کلام نیز درجات کی بلندی میں ایک دوسرے سے ممتاز تھے۔ ان کی امتوں نے آپس میں مارا ماری سے الگ ٹولیاں بنالیں اور وہ پھوٹ گئیں، اس طرح انبیاء علیہم السّلام کی دعوت میں اختلاف ہوگیا، لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی اس لیے یہ ممکن ہوا، اگر اللہ نہ چاہتا تو ان کی طاقت نہ تھی کہ رسولوںؑ کی دعوت میں پھوٹ ڈال سکتے۔"

(۲-البقرہ: آیت ۲۱۳-۲۵۳)

(۲) "جو لوگ زندگی کی تقسیم کرتے ہیں، بندگی کو تقسیم کرتے ہیں بلکہ انسانیت کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی تقسیم کر کے تفریق پیدا کرتے ہیں۔ انھیں "مقتسمیں" کہا گیا ہے۔ جنھیں صرف اپنی پسند ناپسند کا ہی خیال رہا اور خدا کی بات پر دھیان نہیں رہا، اُن پر عذاب آیا۔ ہم آج کے مسلمان اِس آیت میں اپنی تصویر دیکھ لیں کہ ہم نے بھی قرآن سے اپنے اپنے پسندیدہ حصّوں کو الگ الگ کر کے بانٹ لیا ہے۔"

(۱۵۔ الحجر: آیت ۹۰-۹۱)

(۳) "طریقۂ بندگی یعنی نمازوں میں رکعات، اوقات، رکوع، سجود میں کم زیادہ اٹھنے بیٹھنے کے طور طریقہ میں کچھ فرق ہر امّت کے احوال کو دیکھ کر، زمانہ کے لوگوں کا خیال رکھتے ہوئے اس دور کے رسولوںؑ نے اللہ کی طرف سے بتا دیا اور ہر دور کے لوگوں کو اسی پر عمل کرنا چاہیے تھا مگر پھر بھی لوگ آپس میں طریقہ بندگی پر لڑ مرے۔ اب آخری نبیؐ اور آخری کتاب آنے پر عبادت کا طریقہ بہت مکمل اور زمانے کے لحاظ سے نہایت مناسب و موزوں اور اپ ٹو ڈیٹ بتا دیا۔ پھر طہارت، غسل، وضو، اذان، اقامت، تکبیر، قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ، نمازِ جمعہ، خطبہ عیدین، قربانی، حج وغیرہ کے مکمل احکامات اور نبی کا طریقہ حدیث میں محفوظ کر دیا اور عملی نمونہ ہر طرح جاری کر دیا کہ دیکھ کر دوسرا بھی کرنے لگے۔ اس میں اگلی امّت کا کوئی شخص اختلاف کرے کہ ہم کو یہ لازم نہیں تو ایسے موقع پر داعی کو حکم دیا کہ اس کا خیال رکھو کہ یہ لوگ تم کو اس بحث میں الجھانے نہ پائیں بلکہ ایسا طریقہ و رویہ اختیار کرو کہ یہ لوگ خود ہی اس جھگڑالو بحث کو شروع نہ کرنے پائیں۔ تم تو صرف دعوت الی اللہ میں مصروف رہو۔ ہم آج کے مسلمان حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، اہلحدیث، شیعہ، سُنّی پھر دیوبندی، بریلوی وغیرہ آپس میں مسائل اور طور طریقوں پر لڑ پڑیں، یہ کہاں کا انصاف ہے جبکہ قرآن نے یہ کہا کہ غیر کو بھی تم الجھنے نہ دو تو پھر اپنوں کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے یہ ہر مسلمان سمجھ لے۔"

(۲۲۔ الحج: آیت ۶۷)

(۴) "اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کو ایک امّتِ واحدہ قرار دیا۔ سب نبیوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی دعوت ایک اللہ کی طرف رہی۔ اسی طرح ہر زمانے کی امتیں الگ الگ دور کی ہوتے ہوئے بھی مقصد کے تحت ایک ہی مانی گئیں لیکن بعد میں لوگوں نے اللہ کے حکم کے ساتھ اپنے اپنے من مانی حکم بھی چلانے شروع کیے۔ مذہبی چودھری، سرمایہ دار مہاجن، گدی نشین مجاور، بے لگام بادشاہ، امیر امراء اور شاہی دربار کے خوشامدی افسران، ان سب کی ملی بھگت اور کہیں ایسی مارا ماری سے دینداری کی ایسی معجونِ مرکب تیار ہوئی جو انسانی آبادی کے کسی علاقے میں مفید نہیں ہوسکتی تھی۔ اس طرح ٹولی بازی اور تفرقہ والا مذہب ہر جگہ الگ الگ ہوگیا اور ہر مذہب کا آدمی اپنے ہی خیالات میں مست رہا اور دوسرے کسی کی بات حق ہو تب بھی ماننے سے انکار کیا اور امت پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔"

(۲۳۔ المومنون: آیت ۵۲-۵۳)

⑤ "کتاب کا علم پائے ہوئے لوگ جب آپس میں اختلاف کر کے پھوٹ گئے اور ضد میں آکر کتاب اللہ کے بارے میں ایسی الجھن والی بحث چلا گئے کہ ان کی جگہ بعد میں آنے والی نسل کے لوگ حیرت انگیز حد تک خود اپنی کتاب کے بارے میں شک شبہ میں پڑ گئے، جب اوپر والوں کا یہ حال رہا تو سادی سمجھ کے لوگ اور جاہل عوام کو ایک ایسا مذہب وراثت میں ملا، جس کے ماننے والے ہمیشہ بحث مباحثہ، ضد ہٹ دھرمی اور غلط عقائد میں گرفتار ہو کر آپسی مار کاٹ میں ایسے الجھ گئے کہ ایک دین، ایک کتاب والے ہو کر بھی اَنگنت قوں میں بٹ کر منتشر ہو گئے۔" (۴۲۔ الشوریٰ: آیت ۱۴)

⑥ "جاہل اگر آپس میں لڑ پڑیں اور ذرا سی بات پر سر پھٹول کریں تو آخر وہ جاہل نادان ہی تو ہیں۔ لیکن تعجب ان علم والوں پر ہے کہ اللہ کے احکامات صاف صاف ہیں، اِس کا علم بھی رکھتے ہیں پھر بھی آپس میں ٹولی بازی اور تفرقہ چلانے کے لیے اہلِ علم خود ہی آپس کی ضد میں پڑ جائیں تو ان کا فیصلہ قیامت کے دن اللہ کے یہاں ہوگا۔ علم والے جان بوجھ کر آپس میں لڑ مریں تو ان کی اصلاح،

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے بس کی بات نہیں "۔

(۴۵-الجاثیہ : آیت ۱۷)

(۷) " ہر زمانے میں اللہ کا دینِ حق، ایک ہی رہا۔ بعد میں لوگوں نے آپس میں مارا ماری سے دین کی نئی نئی شکلیں صورتیں آپس میں بنالیں پھر اس پر بہت سے فرقے اور جماعتیں بن گئیں اور نئے نئے مذہب وجود میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آخری کتاب قرآن مجید کو بھیج کر سچا دین ظاہر کر دیا، تاکہ دین کی بہت سی نئی اور بناوٹی شکلوں پر اس دینِ حق کو غالب کر دیا جائے۔ اس پر مشرک لوگ بہت بُرا مانیں گے۔ ان کے علاقائی، وقتی، بناوٹی اور جعلی مذہب ختم ہوئے اور ان کا دھندہ چوپٹ ہوا اگر تمام انسانوں کو راحت ملی کہ اپنے ربّ کی رضا کا صحیح اور سچا راستہ آسان ہوا، اب جبکہ نصیب میں ہدایت نہیں، اس پر افسوس ہے "۔ (۶۱-الصّف : آیت ۹)

شرک اور مشرکین

(۱) " اونگھ تھکان، کھانا پینا، نیند، شادی، عورت، مشورہ لینا اور کسی کے دباؤ میں آنا، یہ سب ناقص باتیں ہیں، اللہ تعالیٰ پر یہ باتیں جو لگائے وہ مشرک ہے اور جو کسی سونے والے، کھانے والے، حاجت مند، بھولنے والے، پیدا ہونے والے اور مرنے والے کو معبود بنائے وہ بھی پکا مشرک اور کافر ہوا۔ حدیث شریف میں سب سے افضل آیت " آیۃ الکرسی " کو کہا گیا ہے۔ رات کو سوتے وقت پڑھنا بہت فضیلت رکھتا ہے، اس کے پڑھنے سے آدمی اللہ کی حفاظت میں ہو گا لیکن ایسی بشارت پر شرط یہ ہے کہ اعتقاد صحیح ہو۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بتلائے۔ شرک کرنے والے کو کوئی بشارت نہیں "۔ (۲-البقرہ : آیت ۲۵۵)

(۲) شرک آسمانی حکومت سے کھلی بغاوت ہے۔ شرک کے ساتھ کوئی عمل قابلِ قبول

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں۔ مسلمان کو ہر طرح سے اور ہر طرح کے شرک سے بچنا چاہیے۔"

"مشرکین اکثر زناتے تصورات اور تخیلات کی من گھڑت ایجادوں کو پتھروں اور تصویروں میں اتار کر انھیں اپنی حاجت روائی کے لیے پکارتے ہیں۔ دراصل یہ شیطانی دعوت ہے۔"

"ابلیس نے کہا تھا کہ مال تیرا دیا ہوا اور بندے بھی تیرے بنائے ہوئے لیکن میں انھیں ایسے چکر میں ڈالوں گا کہ بتوں اور بزرگوں کے نام کے بکرے کاٹیں گے، جانوروں کے کان پھاڑیں گے، ان کے گلے میں کوڑیاں ڈالیں گے پھر کسی بُت یا بزرگ کے نام پر چھوڑیں گے، لڑکے کی چوٹی رکھ کر لٹیں بڑھا کر زنانہ لباس پہنائیں گے، کان میں بالی ڈالیں گے، ناک میں نتھنی پہنائیں گے اور غیر اللہ کے آستانوں پر نذرمان کر ان کے سر مونڈنے لے جائیں گے۔ مسلمانوں کو ایسی مشرکانہ حرکتوں سے بچنا لازم ہے۔ اپنے بزرگانِ دین سے ایسی معاملت ہرگز نہ کریں۔ کافر بھی ایسی حرکت بتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ بزرگ جان کر ہی کرتے ہیں اور شیطان کا قول اپنے حق میں سچ ثابت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی پناہ میں رکھے۔"

"آدمی کے لیے سب سے بہترین دین یہ ہے کہ اپنا سر اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے جھکا دے۔ نیک کام کرے اور ملتِ ابراہیمی پر چل پڑے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آپ کو صرف ایک اللہ کی بندگی کے راستہ پر ڈال دیا۔ اللہ نے انھیں پسند فرمایا اور اپنا دوست بنایا لیکن ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہونے کے باوجود اپنے باپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑا نہ سکے۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام باوجود نبی ہونے کے اپنی بیویوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکے۔ اب مشرک لوگ کس دلیل پر دلیوں اور بزرگوں کا سہارا بتا کر گناہ پر دلیر ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"جاہل عوام یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کے حضور ان کے شریک ان کو چھڑالیں گے اور اللہ کے دربار میں ان کا دباؤ ہے۔ یہاں بتادیا کہ ڈھونڈنے سے بھی کوئی ولی اور مددگار نہیں ملے گا۔"

(۴۔النساء : آیت ۴۸۔۴۹۔۱۱۶تا ۱۲۶۔۱۷۳)

(۳) "معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ کے پیغمبروں کو، اللہ تعالیٰ کا ساجھی دار بتاتے ہیں یا خود انھیں اللہ بتاتے ہیں، وہ سب مشرک اور کافر ہیں۔ آج کے کچھ نام کے مسلمان بھی بہت سے بزرگوں کو، اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں شریک بتاکر شرک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں توبہ کی توفیق عطا کرے، ورنہ ان کی مغفرت نہیں ہوگی۔ مشرک پر جنّت حرام ہے۔"

(۵۔المائدہ : آیت ۱۷۔۷۲)

(۴) "مشرک لوگ جس کسی کو بھی پوجتے ہیں، سب کھاتے پیتے سوتے اور مرتے بھی ہیں۔ اگر مشرک کو اتنی سمجھ ہی آجائے کہ جس کو خود بھوک پیاس اور قابلِ شرم حاجت لگے، ایسے محتاج سے دعا کرنا یا اُسے نفع ونقصان پہنچانے والا جاننا یا ماننا یا اللہ تعالیٰ کا شریک بتانا، بڑی حماقت ہے تو وہ شرک ہی نہ کرے گا۔ مخلوق کی ہر طرح کی حاجت کا انتظام خالق نے کردیا ہے، تو خود اُسے کچھ بھی حاجت نہیں، نہ کھانے کا محتاج اور نہ کسی حاجت کا محتاج۔ سُبحان اللہ سُبحان اللہ۔ ایسے پاک معبود کو چھوڑ کر دوسرے کو کوئی پوجے یقیناً وہ پلید ہے۔"

"دنیا میں جو لوگ بھی شرک کرتے ہیں، وہ ساتھ میں اللہ کو بھی مانتے ہیں اور اپنے شریکوں کو بھی یعنی کسی کے شریک، خیالی دیوی دیوتا یا جن فرشتے یا اولیاء انبیاء ہوتے ہیں جن کو یہ لوگ خدا کے دربار میں زور آور سمجھتے ہیں اور بڑا گھمنڈ اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کچھ بھی کریں ہماری بخشش یہ لوگ کرواکر ہی دم لیں گے، اس لیے دنیا میں ان کی خوب نذر ونیاز کرتے ہیں، ان کو پکارتے ہیں، ان کے نام کی دہائی دیتے ہیں، کبھی چوٹیاں رکھتے ہیں یا ان کے نام پر بال منڈواتے ہیں اور بالیاں پہنتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں یا ہاتھوں میں کڑے ڈالتے ہیں، اُن سے دعائیں مانگتے ہیں، منت میں مُرغ بکرے بھی کاٹتے ہیں، بعض کی قبروں کو چومتے چاٹتے بھی ہیں اور ان کے نام کے جھوٹے قصّے کہانیاں، واقعات گھڑ کر پیٹ بھرو لوگ اپنا دھندہ بھی چلاتے ہیں اور ہر کوئی اس شرک کو دین و مذہب سمجھتا ہے۔ شرک کو شرک نہیں مانتے ہیں بلکہ وسیلہ، دُہائی، دعا، ذریعہ، واسطہ، تقرب جیسی لفظی جنگ میں مصروف ہیں، اسی لیے قیامت میں قسم کھا جائیں گے کہ ہم مشرک نہیں تھے۔ اِس لیے اِس پر یہاں فرما دیا کہ دیکھو اپنے آپ خود ہی جھوٹ بول دیا۔"

"جب جہنّم کے کنارے کھڑا کر کے اُن کو روکا جائے گا تو انھیں کچھ امّید بندھے گی کہ شاید پھر دنیا میں واپس جانے کا موقع ملے۔ اِس امید پر جی میں چھپی بات ظاہر کر دیں گے کہ اگر ہم کو پھر واپس بھیجا جائے تو شرک چھوڑ کر ایمان والوں کے ساتھ رہیں گے۔ آیت ۲۳ میں مشرکین کا بیان آیا ہے کہ ہم شرک نہیں کرتے تھے۔ اب یہاں اقرار کر لیا کہ شرک تو کرتے تھے اگر پھر دنیا میں ایک بار جانا نصیب ہو تو شرک سے دور رہیں گے۔ اس تدبیر سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں چھپی بات خود اُن کے مُنہ سے ظاہر کر دی۔ کسی کو یہ شبہ ہو کہ جہنّم آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد پھر دنیا میں آ کر شرک بھلا کیوں کوئی کرے گا۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اوّل اگر کسی کو بھیجا گیا تو جو کچھ اس نے آخرت میں دیکھا ہے سب کچھ بھلا کر پہلے کی طرح ہی اُسے پیدا کریں گے، تب ظاہر ہے کہ ابھی جو کر کے آیا ہے وہی سب کچھ پھر کر کے آئے گا اس لیے دوسری بار دُنیا میں بھیجنا فضول ہو گا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کسی ایک دو آدمی یا صرف دوزخی لوگوں کے مطالبہ پر فقط اُن کو بھیجنے سے کچھ حاصل نہیں۔ اور پھر نیک لوگوں کو حتیٰ کہ پیغمبروںؑ اور کتابوں کو بھی پھر سے بھیجنا ضروری ہو جائے گا اور نیک لوگ جو جنّت کا پروانہ حاصل کر چکے ہوں گے، کسی طرح بھی دنیا میں کافروں اور مشرکوں کی خاطر پھر آ کر بسنے اور دوبارہ امتحان میں بیٹھنے کے لیے ہرگز تیار نہ ہوں گے کہ پتہ نہیں دوسری بار ایمان اور عمل صالح ساتھ لانے میں کامیاب ہوں یا نہیں؟۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہم کیوں یہ خطرہ مول لیں۔ اب کافر خود اپنے کرتوت کا مزہ چکھیں۔ دنیا میں ہم ایمان والوں کو کہاں چین سے بیٹھنے دیا تھا کہ اب صرف ان کی خاطر ہم جنّت چھوڑ کر دنیا بسانے جائیں۔"

"اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کو پکارے اور اس سے دعا کرے، اس کی مثال ایسی ہے کہ شیطان اس کو اچک کر لے بھاگا، اور جنگل میں پھینک دیا۔ اب یہ دیوانہ حیران و پریشان ہے۔ اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کو پکارے وہ ربّ العالمین کا مسلم بندہ ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص بھی اللہ کے سوا کسی کو پکارے، وہ دینِ اسلام کے خلاف ہے۔"

"حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قوم بتوں کو پوجتی تھی، آپ نے بتوں کو توڑ کر ان پر حجّت قائم کر دی اور قوم ستاروں کو بھی پوجتی تھی، اس پر حجّت قائم کرنے کو چمکتا تارا دیکھ کر رد کر دیا کہ ایک بار بھی جو ڈوبے، میں اُسے ربّ نہ بناؤں یہ تو بار بار ڈوبے، اُسے کیسے ربّ بنایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح چاند اور سورج کہ یہ سب فانی ہیں اور کام میں لگے ہیں اور کسی کے حکم کے تابع ہیں، ان کو کیا ربّ بنانا۔ جو کسی کے حکم کے محتاج ہیں اور ہماری چاکری کے لیے بنائے گئے ہیں۔"

"مشرک لوگ، خالق ہر چیز کا اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں لیکن اپنی حاجت اور مُراد کے لیے بزرگوں کے بُت یا اُن کی قبریں بنا کر اُن سے حاجت طلب کرتے ہیں یا پیغمبروں اور ولیوں کو، شہیدوں اور پیروں کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ بعضے ان میں سے ایسے ہیں جو ستاروں کو چاند کو اور سورج کو حتیٰ کہ جھاڑ، پہاڑ، ندی نالے، دریا اور سمندر سے حاجت مراد مانگتے مانگتے تھک گئے تو سانپ، شیر، بچھڑے، گائے سے بھی مرادیں مانگ ڈالے۔ توبہ توبہ۔"

"اوپر کی آیات سے اٹھارہ نبیوں کا تذکرہ چلا آ رہا تھا اور ان کی فضیلت بیان کی گئی۔ اس آیت میں بتا دیا کہ اگر یہ نبیؑ اور پیغمبر لوگ بھی ذرا سا شرک

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرتے تو اُن کے سب عمل برباد ہو جاتے۔ تمام انسانوں کو اِس آیت میں شرک کے بھیانک جرم ہونے کا خیال دلایا گیا ہے تاکہ ہر کوئی اپنا بچاؤ کرے اور شرک چھوڑ دے، ورنہ کوئی نبی اور رسول بھلا شرک کیوں کرے گا، جبکہ توحید کے داعی تو نبی اور رسول ہوئے ہیں۔ تم نادان لوگوں کو اس میں درسِ نصیحت ہے کہ شرک سے دور رہو ورنہ کوئی عمل بھی کام نہ آئے گا، جب بڑے بڑوں کو یہ کہہ دیا تو حقیر لوگوں کی کیا بساط۔"

"کوئی کسی کو اللہ کا شریک بتائے تو وہ اللہ کی مخلوق ہو گا۔ عرب والے بیٹے اور بیٹیاں اللہ کے لیے بتاتے تھے، جیسے ہندوستان میں دیوی اور دیوتاؤں کا ڈھکوسلہ چل پڑا ہے، جسے اللہ نے پیدا فرمایا ہو، اُسے شریک بنانا اپنے آپ کو احمق بنانا ہے۔"

"حلال و حرام میں مشرک لوگ بے سند باتیں دین کے نام پر جاری کرتے رہے۔ کبھی نر کو حرام کبھی کوئی مادہ حرام یا کبھی ان کے پیٹ میں لدا ہوا بچہ حرام کر دیا، کبھی مُردار کو حلال کبھی حلال طیب کو منع کر دیا۔ ان سے ان آیات میں سوال کیا گیا کہ کیا یہ مسئلے تم کو اللہ نے بتائے تھے تو اس وقت تم موجود تھے؟ ظاہر ہے من گھڑت باتیں بنانے والوں کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں۔"

"مشرک کہتے تھے اگر ہمارے کام اللہ کو پسند نہ ہوتے تو ہم کو کرنے ہی نہ دیتا، اس کا یہاں جواب فرمایا گیا کہ ایسی باتیں اگلے لوگ بھی کیا کرتے تھے، آخر اللہ کے عذاب میں آ کر رہے پھر تم کیوں اپنی بدبختی پر اڑے رہ کر بے ثبوت باتوں پر چل پڑے ہو۔"

(۶۔ الانعام: آیت ۱۴ تا ۲۸۔ ۱۰۷ تا ۱۰۱۔ ۸۹۔ ۱۴۴ تا ۱۴۹)

"مشرک لوگ بتوں پر ایسے فدا ہوئے کہ مُرغ، بکرے کے نذرونیاز سے آگے بڑھ کر اپنی اولاد بھی بتوں پر قربان کر دی، یہ سب مشرکین کو شرک کی راہ پر ڈالنے والے بے ایمان مذہبی چودھریوں کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ اگلی قومیں برباد ہوئیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور بعد میں آنے والی نسلوں نے ایسا مذہب پایا تو ان کو شک و شبہ پڑ گیا کہ ایسا بھی مذہب کیا، جس میں اولاد کو بتوں پر کاٹنے کی رسم ہو اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو یہ ایسا کر بھی نہیں سکتے تھے۔ معلوم ہوا کہ چاہنے اور رضا میں فرق ہے۔ دنیا میں جو کام بھی ہو رہے ہیں سب اُس کی رضا اور پسند کے نہیں ہوتے پھر بھی چونکہ اس کی مشیت ہے یعنی اُس نے چاہا کہ جو لوگ جس طرح کرنا ہو کریں، آخر سزا و جزا کے وقت بھگتان تو عمل کرنے والوں کو کرنا ہے۔"

"مشرکین نے ایک مسئلہ غلط بنالیا کہ کوئی جانور ذبح کیا، اگر اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلا تو مرد کھائیں گے، عورتیں نہیں کھاسکتیں اور اگر مردہ نکلا تو سب کھالیتے تھے۔ اِن مُردار خور دوغلے لوگوں کے ایسے غلط مسئلہ پر ان کو یہاں الزام دیا کہ من گھڑت باتیں بہت بناتے تھے۔"

(۶-الانعام: آیت ۱۳۸ - ۱۴۰- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑤ مُشرک سماج کی بڑی خرابی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حرام کیا اس سے باز نہیں آئیں گے جیسے بے حیائی، بے ہودہ کام، گناہ، زیادتی، ناحق باتیں، شرک، بے سند اور جھوٹی من گھڑت رسمیں وغیرہ لیکن حلال کو حرام کرلیں گے اور حرام کو حلال کریں گے اور دین میں بے سند باتیں جو نہ اللہ کی کتاب سے ثابت ہوں، فقط جھوٹے قصے کہانیوں سے مذہب کی کھوکھلی عمارت اٹھاتے ہیں۔ آج کے نام کے مسلمان بھی سینکڑوں جعلی تہوار، ہزاروں رسومات، ناچ گانے، باجے گاجے، جھنڈی منڈوا، ڈھولک منجیرا، صحنک کونڈے، تعزیہ سواری، عرس صندل اور بنڈل وغیرہ نہ جانے کیا کیا خرافات کرتے ہیں اور اسی کو دینِ اسلام سمجھ کر مرے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہیجڑے اور رنڈیوں کا ناچ بھی بزرگوں کی قبروں پر ثواب کے لیے کرتے ہیں شاید شیطان بھی شرما جائے کہ شرک و نافرمانی میں یہ میرے بھی چچا نکلے۔ انھیں مزید بہکانے میں وقت خرچ کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔"

"مشرک لوگ یہاں کسی کے سمجھانے بتانے پر شرک نہیں چھوڑتے لیکن

toobaa-elibrary.blogspot.com

دوزخ میں گر کر ایک دوسرے پر لعنت ملامت کریں گے۔ اگلے لوگ پچھلوں کو کہ انھوں نے غلط راہ ہمارے لیے بنا دی تھی جبکہ بعد والے کم قصوروار نہیں۔ اگلوں کی غلطی کو اور ان کے انجام کو دیکھ کر عبرت کیوں نہیں پکڑی، اِس لیے سب عذاب میں برابر ہیں۔"

"سوئی کے ناکے میں اونٹ کا سما کر پار نکل جانا جس طرح ناممکن ہے، اسی طرح مشرک کا جنّت میں داخلہ ناممکن ہے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے حدیث شریف میں آیا ہے کہ مشرک کی موت کے بعد اس کی روح مُردار کی طرح سخت بدبو پھیلاتی ہے، اس لیے آسمان کے پہریدار افسر اُسے اوپر جانے کا راستہ نہیں دیں گے۔ اِس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنّت آسمان میں ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مومن کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔"

"مشرک سماج کا یہ پرانا مزاج رہا ہے کہ بہت سے جعلی اور بناوٹی ناموں سے کہیں بُت کہیں استھان کہیں قبریں بنا کر ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں۔ مشرکوں کو اصلی چڑھ خالص توحید سے ہے۔ یہ لوگ خدا کے انکاری نہیں ہوتے، بلکہ ملحد بھی نہیں ہوتے، صرف مشرک ہوتے ہیں۔ خدا کا نام جتنی بار لیں گے، تنہا نہیں بلکہ دوسروں کو ساتھ ملائیں گے۔ منہ بولے شریک اور بے ثبوت مددگاروں کی ایک خیالی فوج ہر وقت ان کے ساتھ لگی ہوتی ہے، جن کے وجود کا پتہ نہ تو انسانی عقل سے لگ سکتا ہے اور نہ کوئی خدائی کتاب اس کی تائید کرتی ہے۔"

"مشرکین ہمیشہ اہلِ حق پر زبردستی اپنا طریقہ لادنے کے لیے دھمکیوں سے کام لیتے ہیں جبکہ توحید کے داعی کبھی کسی پر جبر اور زور سے اپنا دین نہیں لادتے بلکہ صحیح راستہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔"

(۷۔ الاعراف: آیت ۳۳-۳۹-۴۰-۷۱-۸۸)

(۶) "جتنے مشرک ہیں اپنی جہالت اور ضد سے اللہ تعالیٰ کے شریک و ساجھی بناتے ہیں۔ دراصل اللہ ربّ العزّت کا کوئی شریک نہیں حشر کے دن مشرک

toobaa-elibrary.blogspot.com

لوگ جن کو اللہ کا شریک بتاتے تھے وہ لوگ مشرکین کے سامنے کر دیے جائیں گے، تب اُن میں آپس میں خوب حجّت اور تکرار ہوگی کہ تم ہماری بندگی کیسے کرتے تھے ہم کو تو معلوم ہی نہیں، کہ تم ہمارے پیچھے ہمارے نام سے کیا کچھ کرتے تھے ہم تو ان سب باتوں سے بے خبر تھے۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ کسی بُت کو یا صاحبِ قبر کو اپنی مدد کے لیے پکارتے تھے، قیامت کے دن یہ لوگ پکارنے والوں کے دشمن ہو جائیں گے۔"

"معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیک لوگ ہوں گے۔ جن کی قبروں کو لوگوں نے دنیا میں عبادت گاہ بنایا ہے اور ان کو حاجت روا اور مشکل کشا بنایا اور اپنے خیال میں ان کو مدد کے لیے پکارتے ہیں جبکہ یہ صاحب قبر نیک لوگ قیامت کے دن یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ گواہ ہے ہم تو محض بے خبر اپنی قبروں میں پڑے تھے۔ تمھاری ہم کو کچھ بھی خبر نہ تھی کہ تم نے ہمارے پیچھے کیا کچھ کیا اور ہمارے نام سے ایسے کام کیے۔ جو خدا کی بندگی کے تھے اور مفت میں ہم کو بدنام کیا کہ آج حشر کے دن تمھارے مقدمے میں ہم کو طلب کیا گیا جبکہ ہم جانتے ہی نہ تھے کہ تم کون تھے اور کیا تھے۔"

"مشرک لوگ اپنے ان معبودوں سے۔ جن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملا کر اپنی مدد کے لیے پکارتے ہیں، اُن سے کبھی ہدایت کا راستہ نہیں مانگتے۔ کوئی مشرک اپنے بت سے یا کوئی قبر پرست، صاحبِ قبر سے یہ دعا نہیں کرتا کہ مجھے سیدھی راہ دکھائی جائے، گویا انھیں معلوم ہے کہ حق کی طرف رہنمائی مانگنا ان سے ٹھیک نہیں بلکہ یہ لوگ تو اُن سے صحت، دشمن پر غلبہ، رزق میں کشادگی حتّٰی کہ جوئے سٹّے میں ہار جیت اور بے حیائی کے کام، جیسے کسی عورت کے عشق میں مُبتلا ہوئے تو اس عورت کو اپنی طرف مائل کرنے کی دعا مانگتے ہیں جبکہ اصل اور حقیقی چیز جو مانگنی چاہیے وہ سیدھا راستہ ہے۔ اگر صراطِ مستقیم مل جائے تو ہر اچھی چیز ہاتھ آجائے۔"

"مشرک عوام کا یہ بڑا ظلم ہے کہ اُن کے طریقہ پر جو نہ چلے اُس کو خوب تکلیف

toobaa-elibrary.blogspot.com

دیتے ہیں جبکہ عمل کی آزادی کا حق سب کے لیے ہے، اس آزادی کا خود تو استعمال کرتے ہیں مگر دوسروں کو حق نہیں دیتے، اس لیے فرمایا گیا کہ تم اپنا کام کرو، ہم اپنا کام کرتے ہیں لیکن مشرک لوگ اس پر اڑے رہتے ہیں کہ جو عمل ہم کرتے ہیں، وہی تم کو کرنا چاہیے اور حق پرست آدمی یہ کبھی نہیں کرسکتا۔"

(۱۰-یونس : آیت ۲۸ تا ۳۱)

"مشرک کو شرک سے جب جب منع کیجیے، ہر زمانے میں ان کا جواب یہ ہوا کہ ہم کہاں کسی غیر کی عبادت کرتے ہیں، ہم تو ان کو اللہ کے حضور ہماری شفاعت کرنے والا مان کر چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو بتا دیا کہ شفاعت اللہ کے دربار میں کس کو کرنی ہے اور کس کی کرنی ہے، یہ اُسے معلوم ہے، تم اب اللہ کو یہ بتانے چلے ہو کہ تُو جن کو شفاعت کا حق دینے والا ہے، ان کے علاوہ ہمارے پاس بھی شفاعت کرنے والوں کی ایک بھیڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین و آسمان میں ایسی کسی ہستی کا اللہ کو پتہ نہیں یعنی ایسا کوئی شخص اللہ نے پیدا ہی نہیں کیا جو اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرسکے، اگر ہوتا تو اللہ کو معلوم ہوتا۔ تم کو کہاں سے معلوم ہوگیا۔"

(۱۰-یونس : آیت ۱۸ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۷) "اِس آیت سے نصیحت پکڑیں وہ لوگ جو دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ اولیاء، پیر، پیغمبرؑ کی اُن کو پناہ ہے۔ اُن کا کچھ نہیں بگڑے گا، چاہے جیسا عمل کریں۔ یہ اُن کی جھوٹی بکواس ہے۔ جہاں نبیؑ اپنے بیٹے کو عذاب سے نہیں بچا سکے، اوروں کا کیا ٹھکانہ لگ سکتا ہے۔"

"شرک کرنے والے اللہ کو بہت دور سمجھتے ہیں، اسی لیے اللہ اور بندے کے بیچ بہت سے واسطے کھڑے کرتے ہیں پھر بعد میں دھیرے دھیرے یہ واسطے ہی اصل معبود بنا لیے جاتے ہیں، اس کے ردّ میں یہاں فرمایا کہ میرا ربّ قریب ہے اور مجیب بھی، یعنی نزدیک اتنا کہ جیسے دعا کی اور جس کسی نے کی، فوراً سنا اور قبول کیا۔"

(۱۱-ہود : آیت ۳۶ - ۶۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۸) "اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک ہے۔ کوئی شخص جب شرک کرتا ہے تو آپ سے آپ یہ گناہ اُس کے سر پر آجاتا ہے کہ وہ اپنے سچے مالک کو عیب لگاتا ہے یعنی یہ کہ سچا مالک دے نہیں سکتا اس لیے میں دوسروں کو پکارتا ہوں۔ دنیا میں مشرکین کی یہی حالت ہے کہ کوئی کسی غیر اللہ سے لڑکا مانگتا ہے، اپنی حاجتیں طلب کرتا ہے، بیماری میں شفا طلب کرتا ہے۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اپنے سچے مالک کے لیے وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اس کی ضرورتوں کو پورا نہیں کرسکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ پر عیب لگانا ہے اور اسی لیے ہر مشرک پر یہ فرمان صادق آتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کرے اُس پر جنت حرام ہے۔"

(۱۲-یوسف: آیت ۱۰۸- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۹) "مخلوق سب کی سب جو کچھ دکھائی دیتی ہے یا نظروں سے اوجھل ہے، سب کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے، اسی کے بنانے سے سب بن گئے، اب جو کوئی غیر اللہ کو پوجتا ہے تو وہ بتادے کہ اُس کے غیر نے کیا کچھ پیدا کیا۔ اگر ایسا ہو تو اللہ کی مخلوق اور غیر کی مخلوق دونوں گڈ مڈ ہونے سے شک میں پڑ گئے ہوں تو مشرک خود بتائیں کہ واقعہ کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مشرک جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں وہ بھی اللہ کے بنانے سے بنے ہیں، اپنے آپ نہیں بن گئے ہیں۔"

"اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ اپنی مخلوق میں ایک ایک کے کام کو خود ہی دیکھ رہا ہے اور قائم ہے۔ یہ نہیں کہ کبھی تخت سلطنت پر آتا ہو اور کبھی چھٹی مناتا ہو اور سوتا ہو بلکہ ہر وقت ہر جگہ ہر ایک کے سر پر خود موجود ہے۔ اب ایسے اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک بنانے لگے تو اس سے پوچھا گیا کہ بھلے آدمی اللہ کو ان کے نام پتے بتادو، اس لیے کہ زمین میں کسی کو اس نے اپنا شریک تو بنایا ہی نہیں تو پھر تم کو کیسے معلوم ہوا۔ اب اپنا علم خدا کے سامنے رکھو کہ فلاں آپ کے شریک ہیں اور یہ ان کے نام ہیں اور یہ ان کے پتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے ملاقات کرکے معلوم

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرے کہ وہ اللہ کے شریک کب اور کیسے بن بیٹھے۔ یہ مضمون مشرکوں کو بہت غیرت دلاتا ہے مگر کسی کی غیرت ہی مر چکی ہو اُس کا کیا علاج "۔

" زمین اور آسمانوں میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ اگر ہوتا تو وہ بھی مخلوق ہوتا اور اللہ کو اپنی مخلوق کا پورا علم ہے۔ اب ایسے اللہ کا جو شریک بتا دے، اس نے اللہ کو عیب لگایا اور بے ادبی کی کہ اپنی مخلوق کا اُسے علم نہیں، ایسے لوگوں کو یہ خبر دی کہ دنیا میں تو اُسے سزا ہو گی ہی لیکن آخرت میں بڑا سخت عذاب ہو گا کہ کسی طرح بھی چھوٹ نہیں پائیں گے "۔

(۱۳۔ الرعد : آیت ۱۶۔ ۳۳۔ ۳۴)

(۱۰) " اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والوں کو خوب ستانا، انھیں قتل کرنا، ذلیل کرنا، گھر سے بے گھر کرنا، گالی گلوچ، جھوٹے الزام لگا کر عوام کو بھڑکا دینا اور لڑائی و خانہ جنگی کی ایسی آگ سُلگا دینا کہ اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا بھول جائیں، پھر یہ حرکتیں مشرک لوگ بڑی چالاکی اور تدبیر سے کرتے رہے۔ آدمی تو کیا پہاڑ لڑھک جائے، ایسی ہولناک اور بھیانک سازش تھی مگر یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تھا، اس لیے اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور ہر زمانے میں حق کا بول بالا ہی رہا۔ حضرت صاحب قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل بھی ایسی ہی چال مشرکوں نے چلی مگر وہ خود نیست و نابود ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بات برابر دنیا میں چل رہی ہے "۔ (۱۴۔ ابراہیم : آیت ۴۶)

(۱۱) " مشرکوں کو کسی ایک اعتراض پر قرار اور ٹھہراؤ نہیں۔ کبھی کہتے دیوانہ ہے کبھی کہتے ساتھ میں فرشتے لاؤ تب مانیں گے، کبھی کچھ، کبھی کچھ، جو منہ میں آیا بکتے چلے گئے "۔

" مشرک لوگ مطالبہ کرتے تھے کہ فرشتوں کو ساتھ لے آؤ تو ایمان لائیں گے۔ رب نے کہا کہ مطالبہ پر فرشتے اتارنے کے ہم پابند نہیں، جب موقع ہو گا فرشتے برابر آئیں گے یا پھر موت کے وقت تو ہر ایک کی فرشتوں سے ملاقات

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات سب سمجھ لیں کہ فرشتوں کے دکھائی دینے کے بعد دنیاوی زندگی کی تمام مہلت ختم ہوجاتی ہے اور پھر کسی کو ڈھیل نہیں دی جاسکتی۔"

(۱۵-الحجر: آیت ۷-۸)

(۱۲) "دنیا میں مشرک خود دوسروں کو خدا کے برابر ٹھہراتے ہیں جبکہ یہ دوسرے کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ پیدا کیے جاتے ہیں۔"

"جو لوگ وفات پائے ہوئے بزرگوں کی قبروں کو پوجتے ہیں، وہ اِس آیتِ شریفہ پر غور کریں تو اپنی غلطی اور ضد کا انھیں صحیح علم ہوجائے گا۔"

"دنیا میں مشرک لوگ مخلوقِ خدا کو خدا کے ساتھ ملا کر دعا کرتے تھے۔ کہیں کسی کو حاجت روا، مشکل کشا مانتے تھے، کہیں کسی کو حاضر ناظر اور ساری خدائی میں دخیل مانتے تھے اور خدا کے سوا اس کے نیک بندوں کو غیب کے جاننے والے نفع و نقصان پہنچانے والے بھی مانتے رہے اگر کسی نے مشرک پر ان کو ٹوکا تو اس پر ٹوٹ پڑے اور ہزار ہنگامے اور فتنے برپا کردیئے مگر مرنے کے بعد انھیں پتہ چلے گا کہ سب بے علمی اور جہالت کی باتیں تھیں۔ آج کے بہت سے مسلمان بھی کچھ اسی طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں توبہ کرنے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(۱۶-النحل: آیت ۱۷-۲۱-۲۷)

"دنیا میں مشرک سوسائٹی اور اس کے ٹھیکیدار اللہ تعالیٰ کے لیے نامناسب مثالیں بیان کرکے عوام کو بے وقوف بناتے ہیں، جیسے کہ دربار میں وزیر اور شاہزادے وغیرہ ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ بادشاہ کے حضور کام نکالتے ہیں اس طرح مشرک اپنے شریکوں کے ذریعہ بعض اچھے برے کام نکالنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ مثال دنیا کے لاعلم بادشاہوں کو ٹھیک پڑے تو اور بات ہے باقی اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی مثالیں بیان کرنا گستاخی ہے۔ وہاں کسی کو ایسا زور حاصل نہیں کہ اپنی بات منوا سکے۔ البتہ کوئی سفارش کرسکتا ہے، وہ بھی اجازت کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بعد اور ٹھیک بات کہنا شرط ہے جیسا کہ سورہ النّباء آیت ۳۸ میں فرمایا ہے۔ جاہلوں اور نادانوں کے گھڑے ہوئے افسانے، حشر و حساب کے دن کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔ کام وہی آئے گا جیسا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔" (۱۶-النحل: آیت ۴۷- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۴) "مشرک لوگ ہر زمانے میں بے کتاب اور بغیر نبیؐ کے بات کرتے ہیں اور بے تکی بکواس کو اپنا عقیدہ بنا لیتے ہیں، جیسے مکّہ کے مشرک لوگ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے تھے اور خود جب ان کے یہاں بیٹی پیدا ہو تو انھیں بہت بُرا لگتا تھا۔"

"کسی مخلوق میں دو چیزیں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں۔ ایک تو مخلوق ہونا پھر خدا کا شریک بن جانا۔ اب جو لوگ یہاں پر جن کو بھی اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہیں وہ سب مخلوق ہی ٹھہرے، ان میں کوئی بھی خالق نہیں اور نہ کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ خالق ہیں۔ تب دوسری حالت میں جن لوگوں کو خدا کا شریک یا ساجھی دار ہونے کی طاقت رہتی تو ایسے تمام لوگ ماتحت رہنا کیوں پسند کرتے بلکہ کسی نہ کسی وقت سب مل جل کر تخت کے مالک تک چڑھائی کر کے اسے حکومت سے بے دخل کر ڈالتے یا پھر اپنی اپنی خدائی میں اپنی مخلوق کو لے کر چلتے بنتے، لیکن اس طرح کی کوئی بات اس کائنات کے نظام میں ممکن نہیں۔"

"یہ جو اکثر جگہ ارشاد فرمایا کہ مشرکوں کو ہم راہ سے دور پھینک دیتے ہیں، اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ جب اکیلے ایک ربّ کا ذکر ہو تو ان کو اچھا نہیں لگتا، منہ بگاڑتے ہیں، نفرت کرتے ہیں اور بدکتے بھاگتے ہیں اور کہیں ایسے نیک لوگوں کو گھر سے بے گھر کر دیتے ہیں بلکہ قتل بھی کر ڈالتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے اور حق کے درمیان پردہ ڈال کر انھیں اندھا دھند بھٹکنے دیا تاکہ جتنا کفر و شرک میں آگے بڑھنا ہو تو بڑھتے رہیں اور نتیجہ میں جہنّم کے ایندھن

toobaa-elibrary.blogspot.com

بن جائیں "۔

" مکّہ سے ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو بھی زیادہ موقع نہیں دیا بلکہ سورۃ توبہ کے نزول کے وقت صرف انھیں چار ماہ کی مہلت دی گئی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مشرکین سے حرمِ کعبہ کو پاک کر دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ داعی الی اللہ کو بستی والے اصلاح کا کام نہ کرنے دیں اور جبر سے باہر نکال دیں تو پھر تھوڑی مدّت میں اُن کا بھی صفایا ہو جاتا ہے۔ سورۃ توبہ کا پہلا رکوع دیکھ لیا جائے "۔

" دنیا کے بادشاہوں کو اولاد نہ ہو تو اُن کی سلطنت و بادشاہت ختم ہوئی یا اولاد ہو بھی اور گدّی پر نہ بیٹھ سکے تو بھی قصّہ تمام ہوا۔ شاہ بھی فنا ہوئے اور بادشاہی بھی ختم ہوئی۔ بادشاہت میں وزیر، مشیر، فوج کی محتاجی بھی بنی رہتی ہے، ان سب کے سہارے تو حکومت چلتی ہے، یہ نہ ہو تو بادشاہی ایک دن نہ چل سکے۔ پھر آڑے وقت بھی زندگی میں آتے رہتے ہیں۔ کبھی کسی وزیر نے وفاداری کا ثبوت دیا اور مشکل وقت میں کام آیا تو اب یہ سرچڑھا وزیر جو ذلت میں کام آیا تھا اس کا بڑا خیال رکھنا بادشاہ کو ضروری ہے۔ کبھی یہی وزیر طاقت پکڑ گیا تو بادشاہ کو بیڑی پہنانے میں دیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس طرح کے تمام چکّر سے پاک ہے۔ نہ بیٹے کی حاجت نہ کسی مددگار وزیر کی ضرورت، نہ آڑے وقت کوئی آئے کہ کوئی سرچڑھا بن سکے اور نہ کوئی ساتھی کہ اس کا احسان مند رہنا لازم ہو، بس ایسے مالک کو جس نے جان لیا اُس پر لازم ہے کہ کمال درجہ میں اُس کی بڑائی اور کبریائی بولتا ہی جائے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ "۔

(۱۷۔ بنی اسرائیل: آیت ۴۰ تا ۴۶ - ۷۶ - ۱۱۱)

(۱۴) " اس باغ کے مالک کا یہ شرک تھا کہ اس نے اپنے ہرے بھرے باغیچے اور رونق والی مجلس اور مال و دولت کی ریل پیل کو اللہ کا شریک بنا لیا۔ معلوم ہوا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ بت پرستی اور قبر پرستی تو شرک ہے ہی لیکن مال و دولت، عزت، جتھا جماعت، حکومت، علم یہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں۔ آدمی اُسے پاکر شکر کرے اور اللہ کو یاد رکھے تو اس کا کام بن گیا اور اس کے خلاف ناشکری کی اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں حماقت پر آ گیا اور اکڑ بتانے لگا تو ایسا آدمی بھی مشرک ہے۔"

"اولیاء پرستی اور نیک لوگوں کو اللہ کے مقابلے میں حامی و مددگار بنا کر جینے والے اپنا حال ابھی سے سمجھ لیں یعلوم ہوا کہ یہ لوگ عمل بھی کرتے ہیں مگر شرک کے ساتھ ان کا عمل، بے اثر ہوا اور آخرت میں باوجود عمل کرکے گئے مگر پھر بھی نقصان میں رہے۔" (۱۸-الکہف: آیت ۴۲-۱۰۲-۱۰۳)

(۱۵) "دنیا میں ہر ایک کی حاجت ہے کہ ساتھی ہو، وزیر ہو، مشیر ہو، وارث ہو اور مرنے کے بعد اس کے کام کو سنبھال لے۔ اسی لیے بیٹے کی خواہش، انسانیت کی فطرت ہے لیکن یہی بات اللہ تعالیٰ کے لیے عیب ہے۔ مشرک لوگ جب دیکھو تب اللہ کو اپنے اوپر قیاس کرکے اس کی صفات تجویز کرتے ہیں جبکہ اللہ کو کسی وزیر اور وارث کی ہرگز ہرگز ضرورت نہیں اور اُسے بھلا کسی کی حاجت کیوں ہو، جس کے فرمان سے ہر کام فوراً وجود میں آجائے؟"

(۱۹-مریم: آیت ۳۵)

(۱۶) "مشرکین کو یہاں یہ تنبیہہ کی گئی کہ معبود ہونے کے لیے خالقِ عالم، بادشاہ اور حفیظ ہونے کے علاوہ تمام بہتر سے بہتر اور اچھے سے اچھے اور ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر کامل ترین صفات کا حامل ہونا ضروری ہے اور یہ تمام صفات مختلف شخصیات میں الگ الگ نہ ہوں بلکہ ایک ہی جامع الکمالات، بے عیب محمود، واحد ہستی میں مجتمع ہوں تب ہی وہ معبود حقیقی ہوسکتا ہے۔ کہاں سر جھکانے چلے خیالی دیوی دیوتاؤں کے سامنے، پتھروں اور ندی نالوں کے آگے، سورج اور چاند تاروں کے آگے؟۔ اِن کامل صفات کا متحمل کوئی فرشتہ، پیغمبر اور ولی بھی نہیں ہوسکتا تو دوسری بے چاری کسی جاندار اور بے جان شئے کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے کہ جسے تم

toobaa-elibrary.blogspot.com

خدا کے سوا معبود بنانے چلے ہو۔ کٹّر سے کٹّر مشرک بھی ان آیتوں کو آج بھی اگر غور سے پڑھیں اور سمجھیں تو انشاءاللہ شرک سے باز آجائیں گے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ایمان میں آنے کا انھیں آیتوں کے ذریعہ توفیق ملی۔" (۲۰-طٰہٰ : آیت ۸ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۷) "جس کسی کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں تقرب اور اونچا مقام حاصل ہے وہ بھی اللہ کے حضور میں دبا جھکا رکوع سجدے میں مصروف ہے۔ مشرک لوگ ایسے نیک بندوں کو جھوٹے قصّے کہانیوں کے ذریعہ اپنا معبود بنا لیتے ہیں، پھر بھی بس نہیں کرتے۔ بلکہ ان کا شرک انھیں اور بھی بری حرکت پر اتار لاتا ہے کہ دھرتی کے پیٹ سے جو پیدا ہوئے ان کو بھی معبود بنا کر چھوڑا۔ کسی کو حاجت روا، کسی کو مشکل کشا اور کسی کو اللہ کی سرکار میں مختار مان کر اس کے آگے نذر و نیاز ایسی کرنے لگے جیسی اللہ تعالیٰ کے لیے کرنی ضروری ہے۔ بس اِن آیات میں اُن ظالموں کو لتاڑ دی گئی کہ ظالمو! کچھ تو سوچو۔ زمین و آسمان میں دو معبودوں کا حکم کسی ایک جگہ بھی چلے تو وہاں فساد ہو جائے جبکہ یہ پوری کائنات نہایت سنجیدہ، پختہ اور ایک مالک کے اٹل قانون میں جکڑی ہوئی ہے، اسی میں تمھارے خیالی معبود بھی جکڑے ہوئے ہیں، کسی کی مجال نہیں کہ خدا کی مرضی کے سوا کچھ کر سکے۔"

"قرآن مجید کی اِس آیت سے ہر مومن تھر تھر کانپ جائے گا کہ کہیں کوئی بڑے سے بڑا مقرب اور مرتبے والا آدمی ہو یا فرشتہ یا جنّ یا کوئی اور، اگر فقط زبانی بھی دعویٰ کرے کہ میں بھی اللہ کی الوہیت میں ساجھی دار ہوں تو ایسے ہر کسی کے لیے فرمایا کہ ہم انھیں جہنم میں جھونک دیں گے۔ آیت کا لب و لہجہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایسوں کی ٹانگ پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیں گے۔"

(۲۱-الانبیاء : آیت ۲۰ تا ۲۹)

"یہاں جھوٹے معبودوں کا تذکرہ ہے وہ یا تو پتھر کی مورتیاں اور شیطانی بھوت پریت ہیں یا پھر ایسے جو خود چاہتے تھے کہ اللہ کے سوا ان کی بھی بندگی کی جائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقی رہے وہ لوگ جو بذاتِ خود مقبول ربّ العالمین تھے، نبیؑ تھے ولی تھے اور لوگوں نے ان کو خدا کے سوا ان کی مرضی کے خلاف پوجنا شروع کیا تو اِن لوگوں کا یہاں ذکر نہیں بلکہ حشر و حساب کے دن ان کے معاملات کی اطلاع دوسری آیات میں ہے، دیکھیے سورہ مائدہ کا آخری رکوع۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص یہ آیات سن کر بولا کہ یہاں تو عیسیٰؑ اور عُزیرؑ بھی پوجے جاتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے تو جواب میں بتا دیا گیا کہ یہ بے قصور ہیں ان کی مرضی کے خلاف لوگ ان کو خدا کا شریک بنائے بیٹھے ہیں تو ایسے نیک بندوں کا کچھ بھی قصور نہیں، البتہ حساب کے دن پیشی، عدالت اور شہادت میں یہ بات کھل جائے گی کہ نیک لوگوں نے کبھی نہیں کہا تھا کہ خدا کے سوا ہم کو بھی پوجنا۔"

(۲۱-الانبیاء : آیت ۹۸-۹۹ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۸) " مشرک سوسائٹی اور اس کے چودھری ہر زمانے میں اپنے شرک میں بہت دھاندلی سے اہلِ حق کا مقابلہ کرتے رہے لیکن جہاں تک دلیل اور حجّت کا تعلق ہے کسی بات میں ان کی چلنے نہیں پائی۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان سے ایک نیا سوال کرنے کو اپنے نبیؐ سے فرمایا کہ ان سے پوچھو اور جواب بھی طلب کرو کہ یہ زمین اور اس کے اوپر اور اندر کی چیزوں کا مالک آخر کون ہے؟"

(۲۳-المومنون : آیت ۸۴)

" ظاہر ہے کہ کوئی بُت یا فرشتہ یا صاحبِ قبر یا ولی اتنی بڑی زمین اور اس کے اندر باہر کی تمام چیزوں کا تنہا مالک ہو نہیں سکتا اور اس سوال کا جواب آگے کی آیت میں آ گیا کہ سب کا مالک ایک اللہ ہے پھر اب مشرک خود ہی فیصلہ کریں کہ غیر اللہ کی بندگی یا اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک بتانا کہاں کی عقلمندی ہے اور ساری دنیا کے تجربہ کے خلاف یہ شرک آخر کس طرح عقلمندوں کو قابلِ قبول ہو سکتا ہے۔" (۲۳-المومنون : آیت ۸۴ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۹) " دنیا میں طرح طرح کے مشرک پائے جاتے ہیں، کچھ وہ ہوتے ہیں جو باپ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دادوں کی راہ پر شرک کیے جاتے ہیں، انھیں اس بات سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا کہ حق کیا ہے؟ باطل کیا ہے؟ بعض مشرک ایسے ہیں کہ مال اولاد بیماری کے چکر میں شرک کرتے ہیں اور اپنی جہالت و نادانی سے غیر اللہ کو نافع اور ضار سمجھتے ہیں، مگر دوسروں کو کچھ نہیں کہتے، اپنی ہی بلاو مصیبت میں گرفتار ہیں، پکّے ظالم اور ستمگر مشرک وہ ہیں. جو خود تو شرک کرتے ہیں، دوسروں کو بھی، اس کی دعوت دیتے ہیں اور جو انھیں سمجھائے یا ان کی غلطی پر اطلاع کرے تو بجائے اپنی اصلاح کے الٹے اہلِ حق پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے ہیں، پیچھا کرتے ہیں اور ہر طرح ان کو تنگ کرتے ہیں، قتل بھی کر ڈالتے ہیں۔ یہ بڑے ظالم مشرک ہیں ان کو آخرت میں بڑا عذاب ہے۔"

"جانور میں یہ کیفیت پائی جاتی ہے کہ لگی بندھی پگڈنڈی پر چلتا رہتا ہے ذرا سا خطرہ سامنے آیا کہ چونک کر اپنے بچاؤ کی فکر کرتا ہے لیکن مشرک لوگ داعیِ حق کی سیدھی اور سچی تعلیم پر اپنا سدھار نہ چاہ کر الٹے داعیٔ حق کے مقابلے میں جتھابندی کرتے ہیں، گویا جانوروں کو دیئے ہوئے قدرتی احساس سے آدمی ہو کر بھی محروم ہیں۔"

"غیر اللہ کو چاہے کوئی کتنا ہی پکارے اور کتنی ہی بندگی کرے کچھ پا نہیں سکتا اس لیے کہ کسی کے ہاتھ کچھ نفع نقصان نہیں بلکہ ایسا کرنے والا الٹا اپنی پیٹھ پر یہ الزام لاد کر دنیا سے جائے گا کہ رہتا تھا خدا کی بنائی ہوئی دنیا میں اور صاحبِ اختیار دوسروں کو مانتا رہا۔" (۲۵-الفرقان: آیت ۱۹-۴۴-۵۵)

(۲۰) "کوئی بھی مشرک ہو اور کتنا بھی وہ شرک کرے مگر کبھی نہ کبھی غیر اللہ سے اس کی آس ٹوٹتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی جی کڑا کر کے، ضرورت پڑنے پر کچھ نہ کچھ کر ہی لیتا ہے اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا کہ ربّ العالمین کے سوا میں ان سب کے خلاف دشمنی کا اعلان کرتا ہوں۔"

"کوئی مشرک اپنے بتوں سے یا کسی صاحبِ قبر سے ہدایت نہیں مانگتا۔ بیٹے، مال، تندرستی اور دشمنوں پر فتح وغیرہ سب کچھ مانگ لے گا مگر سیدھے راستے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی توفیق نہیں مانگتا۔ اس کے صاف معنی یہ ہوئے کہ اللہ ہی ہادی برحق ہے اور ہدایت ہی سب سے بڑی نعمت ہے لیکن مشرکین کو ہدایت کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔ مادّی اسباب کی طلب سے انھیں فرصت ہی نہیں کہ اصل نعمت کی انھیں ضرورت محسوس ہو۔"

"یہاں دنیا میں بہت سے لوگوں نے بتوں کو، پہاڑوں، ندی نالوں، درختوں کو اور اپنے جیسے انسانوں کو ربّ العالمین کے برابر درجہ دیا یعنی کھیتی، بیٹے، شفا، کامیابی، فتح، روزی وغیرہ میں ان کو نفع نقصان پہنچانے والا مانتے رہے۔ یہی ہے ربّ العالمین کے برابر دوسروں کو درجہ دینا جبکہ یہ سب مخلوق تھے، خالق اس میں کوئی نہیں تھا، پھر بھی اصل مالک کے برابر اس کی مخلوق کو مان کر اپنا ہی ستیا ناس کرلیا۔" (۲۶۔الشعراء: آیت ۷۷-۷۸-۹۸)

(۲۱) "اصل مالک ہوکر اختیار اپنی مخلوق کو دے، یہ نقص ہے اس لیے فرمایا کہ پاک اور بلند ہے اُن کے شرک سے۔ جب پیدا کرنے یا پیدا ہونے کا اختیار کسی کو نہیں دیا تو پھر دوسری کسی بات کا اختیار کسی کو کیسے مل سکتا ہے۔"

"ان کے جی میں چھپی اصل بات یہ تھی کہ جس طرح دنیا کے بادشاہ کے پاس پہنچنے کو درباری سفارش چاہتے ہیں اور افسر تک پہنچنے کو نچلی سطح کا کارکن سہارا بنتا ہے، ویسے ہی اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے کام یہ لوگ کردیں گے۔ جو اللہ کے یہاں مختار ہیں۔ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اصل مختار صرف اللہ ہے باقی سب کے سب بندے ہی نکلے۔ آج کے ہندوستانی مسلمان بھی مشرکوں کے ساتھ رہتے بستے ایسی باتوں کی نسبت، اللہ کے نیک بندوں سے کر کے قبرپرست ہوگئے اور اپنا عقیدہ خراب کرتے ہیں ان کو بڑا گھمنڈ ہے کہ بخشش صرف اُنھیں کی ہوگی اور باقی سب وہابی ہیں۔ جو دوزخ میں جائیں گے۔ ایسے خیالی باتوں سے آخرت کی اصل حقیقت کا کچھ بھی تعلق نہیں، وہاں جو کچھ ہوگا اور جس طرح ہوگا، اُسکو قرآن مجید میں صاف بیان کردیا گیا ہے۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"دنیا میں مشرک لوگوں کا بڑا اصرار ہے کہ فلاں فلاں شخص، اللہ کے دربار میں بڑا زور آور ہے بلکہ ہمارے دور کے بہت سے عالم نما مشرک جاہل تو ایسی باتیں کرتے ہیں گویا خود اللہ تعالیٰ بھی ان کے شریکوں کے ماتحت ہے، جیسا وہ کہیں گے بس ویسا اسے کرنا ہوگا ورنہ اس کی خدائی کے تخت سے اُسے بے دخل کر ڈالیں گے۔ قیامت کے دن ایسے مشرکوں کی بڑی ہی بے عزتی ہوگی اور بڑا زبردست عذاب ہوگا کہ دنیا میں اپنے مالک کے ساتھ دوسروں کو شریک ساجھی دار سمجھتے مانتے مر گئے اور مر کر جب حشر میں پہنچائے گئے تو پتہ چلا کہ ایسا کوئی طاقتور شریک کہیں تھا ہی نہیں۔ صرف یہ لوگ اہلِ حق کو دبانے کی غرض سے ضد میں اپنی بکواس چلانے کو جھوٹی باتیں بنا کر اپنی تسلی کرتے تھے۔ قیامت میں نامرادی نے گھیرا ڈالا تب عقل ٹھکانے آئی مگر اب کیا کام بن سکتا ہے جبکہ فیصلہ ہو چکا ہوگا۔"

(۲۸- القصص: آیت ۶۸- ۶۹- ۴- ۷)

(۴۲) "بنی اسماعیلؑ میں ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کے علاوہ ابھی قریب میں کوئی نبی نہیں آیا تھا اور نہ ہی کتاب اتاری گئی پھر کس دلیل سے انھوں نے اللہ کے گھر کے متولی ہوتے ہوئے اور دین ابراہیمی کے وارث ہوتے ہوئے بھی شرک کو اختیار کیا اور کیوں کیا؟ جبکہ اُنھیں تو اصل دعوتِ ابراہیمی پر قائم رہ کر دوسروں کو توحید کی دعوت دینی چاہیے تھی مگر کیا ہی بدنصیب نکلے کہ جڑ بنیاد کے لحاظ سے توحید والے ہو کر بھی مشرک بن گئے اور جب شرک سے نجات دلانے والی کتاب آئی اور پیغمبرؐ آیا تو سب سے پہلے انھوں نے انکار کر دیا جبکہ اُن پر یہ حق تھا کہ سب سے پہلے مان کر دیتے۔" (۳۴- سبا: آیت ۴۴)

"چاہے کوئی گمراہ ہو یا ہدایت یافتہ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق سزا یا جزا ملنے والی ہے۔ کسی سے کسی دوسرے کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا۔ یہ جواب اہلِ ایمان کی طرف سے اتنا صاف صاف ہے کہ دین، ایمان یا عمل میں کسی پر زور زبردستی نہیں۔ البتہ مشرک لوگوں کا ہر زمانے میں یہ ظلم رہا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ جو اِن کی بات نہ مانے اُن پر جبر کی تلوار لٹکائے رہتے ہیں "

"مشرک لوگ جب شرک کرتے ہیں تو دو، چار، دس، پچاس برس، نہیں کرتے بلکہ اللہ کا شریک بنانے کے لیے ایک بھیڑ اور حلقہ بناتے ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے ملک ہندوستان میں تینتیس[۳۳] کروڑ شریک بنا ڈالے اور اس فہرست میں ابھی اور بھی نام چڑھتے ہی رہتے ہیں۔ اس آیت میں مشرکوں سے سوال کیا گیا کہ شریکوں کا گھیرا چاہے کتنا ہی بڑا بنا لو مگر اللہ تعالیٰ کا شریک ہونے کا کوئی بھی اہل نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کو کسی کی کچھ بھی حاجت نہیں، وہ خود اپنے آپ ہی غالب ہے اور دانش مند ہے، اُسے نہ کسی کا ساتھ چاہیے اور نہ وزیر نہ وارث "(۳۴۔ سباء: آیت ۲۵۔۲۷۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲۳) "یہاں مشرکوں سے یہ سوال ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم اپنی دعا میں پکار کر اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہو ان کے بارے میں معلومات دو کہ (۱) پوری زمین کو تو یہ بنا نے سے رہے مگر زمین کا کون سا حصہ اُن کا بنایا ہوا ہے ؟۔ (۲) یہ نہ ہو تو پھر آسمانوں میں ان کی ساجھے داری و شراکت داری ہو تو پھر اس کی بھی اطلاع ہم کو دی جائے۔ (۳) یا پھر اللہ کی طرف سے آئی کوئی آسمانی کتاب تمھارے ہاتھ لگی ہو اور اس میں شرک پر دلیل تم کو ملی ہو تو ہمیں بھی بتا دی جائے۔ ظاہر ہے کہ اس میں سے ایک سوال کا جواب بھی مشرک سوسائٹی سے نہیں بن پڑے گا اور شرک کرنے والے اپنی شرک کی کشتی کو ڈوبتی دیکھیں گے "

" آسمانوں اور زمین کا بنانا تو بہت بڑی بات ہے اگر ان کی دیکھ بھال میں کوئی کمی ہو یا کسی طرف کو یہ ڈھلک جائیں تو سنبھالنے اور تھامنے والا بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں " (۳۵۔ فاطر: آیت ۴۰۔۴۱)

(۲۴) مشرک لوگ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتے جیسے ہمارے ملک میں زنانہ تصویر اور عورتوں کے بُت پوجے جاتے ہیں، لیکن خود اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں۔ اس پر مشرکین کو غیرت دلائی کہ اپنے لیے بیٹے اور رب کے لیے بیٹیاں؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ کیسا بے ڈھنگا عقیدہ ہے، شرم کرو، توبہ کرو۔"
"فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اس وقت کیا یہ مشرک لوگ موجود تھے جو ایسے بے تکے دعوے کرتے ہیں۔"

(۳۷-الصّٰفّٰت : آیت ۱۴۹-۱۵۰)

(۲۵) "یہ لوگ دوسروں کو اللہ کا شریک بتا کر اللہ کی بے ادبی کرتے ہیں کہ دینے والا وہ ہے اور مانگتے ہیں غیروں سے اور بتاتے ہیں کہ یہ اللہ کے شریک ہیں، جبکہ قیامت کے دن تمام زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمانوں کو دستاویزی کاغذ کی طرح لپیٹ لے گا۔ اب کہاں پتہ لگے ان لوگوں کا جنھیں منکر لوگ اپنا کارساز مانتے ہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ ان بے ادب لوگوں کے معبود پوری زمین سمیت میری مٹھی میں قید ہیں سب آسمان ایک لپیٹے ہوئے کاغذ کی طرح میرے ہاتھ میں ہیں۔ اب ڈھونڈتے پھریں اپنے جعلی معبودوں کو۔ خود بھی لاپتہ ہوں گے اور اپنے اصل معبود کو ناراض کر کے جنھیں پوجا تھا وہ بھی بے نام و نشان ہوں گے۔"

(۳۹-الزمر : آیت ۶۷)

(۲۶) "ملحد اور کافر تو اللہ تعالیٰ کا انکار کر کے چپ ہو جاتا ہے، کسی ایمانی عمل سے اس کو کچھ لینا دینا نہیں، لیکن جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ جہاں ضرورت پڑتی ہے، اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور جہاں ان کو شرک پسند پڑ گیا وہاں شرک سے کام چلاتے ہیں، اس لیے سورہ یوسف آیت ۱۰۶ میں فرمایا کہ لوگوں کی اکثریت کا یہ حال ہے کہ اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور ساتھ میں شرک بھی کرتے ہیں۔
دوبارہ موت کا مزہ دیکھ لیا یعنی پہلے زمین میں بے جان تھے، زندہ ہوئے پھر دنیا میں آکر موت آئی اور اب آخرت میں زندہ کر کے اٹھائے گئے، یہ دو بار کا مرنا اور دو بار کا جینا تجربے میں آ گیا، اب حشر کے میدان میں مشرکوں کی ایک بار دنیا میں واپس آنے کی اپیل کو اس بنیاد پر رد کر دیا گیا کہ دنیا میں جب خالص ایک اللہ سے دعا کی دعوت دی جاتی تو تم کو بات پسند نہ آئی۔ ہاں جب اس کے ساتھ شرک

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوا تو پھر ایسا ایمان جو شرک کے ساتھ ملا جُلا تھا تم نے قبول رکھا، اِس جرم کی سزا میں اب تم کو موقع نہ دیا جائے گا کہ یہاں سے نکل کر پھر دنیا میں جا سکو۔"

(۴۰ -المومن : آیت ۱۱-۱۲)

(۲۷) "زمین اور آسمان کی تخلیق، سورج، چاند، تارے، دریا، پانی، پہاڑ، رات، دن، بادل، بارش، ہوا، روشنی، اندھیرا، موت، حیات، ان سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر نے بنایا ہو، ایسا دعویٰ کرنے والا آج تک کوئی بے حیا پیدا نہیں ہوا۔ مشرک ہو یا منکر سب مانتے ہیں کہ خالق تو اللہ ہے لیکن ان کی کھوپڑی میں یہ بات نہیں بیٹھتی کہ اللہ کے سوا عبادت، دعا، بندگی کسی اور کی نہیں کرنی چاہیے۔"

"مشرک لوگ فرشتوں کے بارے میں یا اپنی دیویوں کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، مشرکانہ عبادت میں زنانہ پن کا عنصر بہت کچھ رہتا ہے اس لیے انھوں نے اپنے خداؤں کی فہرست میں زنانہ سیٹیں بھی مخصوص کر دیں تاکہ جنسیات اور فحاشی میں ان کو جعلی مذہب کی سند بھی ملتی رہے، بے حیائی کے جتنے چاہیں کام کرتے رہیں۔ اب رہا بیٹا بیٹی کی پسند ناپسند کا معاملہ تو اس کا خلاصہ آیا ہے کہ ان کے اپنے گھر میں بیٹی پیدا ہو تو منہ لٹکا لیا اور اللہ کے لیے بیٹیاں مقرر کر دیں، ایسوں کو شرم آنی چاہیے۔"

"بیٹی ان کے یہاں پیدا ہو تو مارے غم کے برا حال ہوتا ہے اور ایسی ناپسند چیز کو اپنے عقیدے میں اپنے مالک کے ساتھ جوڑ دیا۔ اِس میں اُنھیں ذرا لحاظ نہ رہا۔"

"کسی نے کہا کہ عیسیٰ بن مریمؑ کو بھی بہت سے لوگوں نے بُت بنا کر پوجا اور بتوں کو پوجنا تو مشرکوں کا آبائی پیشہ رہا ہے۔ اس پر عیسیٰ بن مریمؑ کی مثال سُن کر ان کی باچھیں کِھل گئیں اور تالیاں بجا کر خوب اچھلنے کودنے لگے کہ ہمارے معبودوں کو بُرا کہتے ہو تو عیسیٰؑ کو بھی بُرا کہو۔ بہت سے لوگ عیسیٰؑ کو بھی بُت بنا کر پوجتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ وہ میرے انعام یافتہ بندے تھے۔ انھوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ مجھے پوجو۔ جب انھوں نے خود یہ بات کہی نہیں تو تم کو خوشی ہو جانے، تالی بجانے اور اچھلنے کودنے سے کون سی فتح مل جائے گی۔ اُجڈ گنوار کہیں کے، یہ نہیں جانتے کہ وہ تو پیغمبرؑ تھے اور پیغمبر کا یہ کام نہیں کہ لوگوں سے اپنی عبادت کروائے۔ اب اگر بعد والے اُن کا نام لے کر کوئی غلط کام کرتے ہیں تو جواب دہی غلط کام کرنے والوں کی ہے۔

(۴۳-الزخرف: آیت ۹-۱۶-۵۷ تا ۵۹)

(۲۸) "زمین اور آسمان میں کہیں بھی اللہ کے سوا دوسرا کوئی معبود، وجود میں ہے ہی نہیں۔ نہ کوئی اس لائق ہے کہ اللہ کے سوا اس کی بندگی کی جائے مگر مشرک لوگ خود ہی جوڑ جاڑ کر جعلی معبودوں کو خیالی طور پر وجود میں لے آتے ہیں اور من گھڑت باتیں چلا کر ان سے ڈراتے ہیں، پھر ان کو اللہ کے ساتھ ملا کر پکارتے ہیں کہ اللہ سے بھی بنی رہے اور خیالی معبود جو خود ان کے بنائے ہوئے ہیں یہ بھی ساتھ ساتھ رہیں۔ یہاں اس آیت میں ایسی حرکت کرنے والوں کو منع فرمایا۔"

"ہر مشرک ملحد ایک ہی بودی اور من گھڑت دلیل چلاتا ہے۔ نہایت ہی بے وزن اور کھوکھلی باتیں مسلسل بکتا جاتا ہے۔ شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ مرتے وقت ہر ایک نے دوسرے کو کیا ایسی وصیت کی ہوگی کہ حق کی مخالفت میں ایک ہی باطل سلسلہ چلائے رکھنا۔ نہیں ایسی بات نہیں بلکہ اُن میں کا ہر اگلا پچھلا شریر رہے ہے۔"

(۵۱-الذّریات: آیت ۵۱-۵۳)

(۲۹) "کسی آسمانی کتاب میں تمھارے شرکیہ مذہب کی سند اور دلیل نہیں پھر تمھارے پاس کوئی سیڑھی بھی نہیں کہ آسمان میں چڑھ کر وہاں سے سند لے آؤ۔ اگر ایسا ہو تو اُسے پیش کرو۔ یہ سب کچھ نہیں تو پھر یہ بتاؤ کہ زنانہ چیزوں کو پوجتے ہو اور ان کو خدا کی بیٹیاں بتاتے ہو اور خود تمھارا اپنا حال یہ ہے کہ بیٹی پیدا ہونے پر تمھارا چہرہ کالا پڑ جاتا ہے۔ بیٹا ہونے کے بہت خواہشمند ہوتے ہو۔ کیسی بے تکی بات

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور کیسا بے ڈھنگا عقیدہ ہے " (۵۲-الطور : آیت ۳۹)

(۳۰) " ایک تارا جس کا نام شعریٰ ہے، عرب کے لوگ اس کو بھی پوجتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس تارے کے ربّ کی بندگی کرو۔ ستارے، سیّارے ہوں یا چاند سورج ہوں، سب مخلوق ہیں فانی ہیں، اُن کی بندگی کرنا حماقت ہے۔"

(۵۳ - النجم : آیت ۴۹)

" لات، عزّیٰ یا منات یا اور کوئی ہوا اپنے پجاریوں کو عروج کی منزل پر کبھی لے گیا ہو تو بتاؤ۔ ذرا غور تو کرو۔ شرک کے اڈے بنا کر دھوم مچاتے ہو اور توحید کی بات پر تم کو یقین نہیں آتا، کیسے بدنصیب ہو؟ "

" بندے جب شرک میں پڑتے ہیں تو عقل ماری جاتی ہے۔ زنانہ تخیلات سے دیویوں کی ایک فوج تیار کی اور عرب والوں نے انھیں اللہ کی بیٹیاں بتایا جیسے ہندوستان میں بعض جھوٹے معبودوں کی بیویاں بتا کر انھیں پوجا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیسی بے ڈھنگی تقسیم ہے۔ خود بیٹے پسند کریں اور اپنے مالک کے لیے بیٹیاں ۔"

(۵۳- النجم : آیت ۲۰ - ۲۲ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

بنی اسرائیل یہودی

(۱) " تھوڑے مول پر یعنی میرے احکام کو چھپا کر دنیا کی جو بھی دولت یا ریاست حاصل کرو گے وہ قلیل ہی ہوگی۔ بنی اسرائیل یعنی یہودی علماء رشوت لیتے اور مسئلے غلط بتاتے، کتاب کے احکام کو چھپاتے اور سچ جھوٹ کے میل جول والا مذہب بنا کر پیٹ بھرتے۔ ان آیات میں ان کی مذمت کی گئی ہے۔"

" رسمی دینداری میں نماز و زکوٰۃ اور اللہ کے آگے جھکتے رہنے کی بات باقی نہیں رہتی، آپسی مارا ماری اور مذہبی ڈھونگ پر ضد اور ہٹ دھرمی بنائے رکھنے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا نام مذہب ہو جاتا ہے۔ یہود جب اس فن میں ماہر ہو گئے تب صلوٰۃ و زکوٰۃ کو ہر خاص و عام نے ترک کر دیا، جیسے ہم مسلمان آج نماز و زکوٰۃ سے بے پرواہ ہیں۔"

"مسلک توحید سے ہٹ کر دنیا میں جو بھی مشرکانہ تمدن وجود میں آئے، اُن سب میں اُس زمانے کے چودھریوں نے بڑی گھال میل کر کے شرک کو توحید کے ساتھ اڈجسٹ کیا یعنی ترکیب و ترتیب اس طرح قائم کر دی کہ ہمارے اسلاف کے اعمالِ حسنہ اور اپنے بزرگوں کی شفاعت سے حشر کے دن ہمارا کام بن جائے گا۔ توحید اور شرک کی ملی بھگت والے ایسے ادیان کے تابوت میں آخری کیل اُن لوگوں نے ٹھونک دی جو مسیح ابن مریم کو ایک مستقل شبیہ بنا کر پوری انسانیت کو گناہ پر دلیر بنانا چاہتے تھے۔"

"بنی اسرائیل میں شرک بچھڑا پرستی کی شکل میں، اللہ تعالیٰ کے نبی موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں آیا، تب ان پر اللہ کا غضب ٹوٹ پڑا اور حکم ہوا کہ گائے کے بچے کی صورت بنانے والے اور اُسے پوجنے والے سبھوں کو عام طور پر قتل کر دیا جائے تاکہ قوم کے اندر سے شرکیہ جراثیم کا پورے طور پر خاتمہ ہو جائے۔"

"انھیں حکم دیا گیا کہ شہر میں داخل ہوتے وقت، دنیا کے حاکموں کی طرح بینڈ باجے، قومی ترانے یا شیخی بگھارنے اور فخریہ نعروں کے بجائے "حِطَّةٌ" کہو تاکہ اگلی پچھلی تقصیریں معاف ہوں اور دنیا والے، اہلِ ایمان کے فاتحانہ داخلے سے سبق لے سکیں۔"

"حِطَّةٌ" کے معنی گناہ اتار دیجیے ہوتے ہیں لیکن انھوں نے "حِنْطَةٌ" یعنی گیہوں لائیے، کہتے لگے اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کے بجائے کمر کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے، تب ان پر وبا ٹوٹ پڑی۔ آج بھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی باتوں کو مذاق میں ٹالے تو اس کی خیر نہیں۔"

"فرعونیوں سے خلاصی کے بعد بنی اسرائیل کو فوری طور پر دھوپ سے بچنے کیلئے بدلی کا سایہ اور مَن و سلویٰ کی غذا کا آسمانی انتظام نہ ہوتا تو یہ لوگ لاکھوں کی تعداد میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

مرکھپ جاتے۔ بادل کی گھٹاؤں کا سایہ پاکر اور منّ کا حلوہ اور سلویٰ کے کباب کھا کر تھک گئے، تب مطالبہ کیا کہ ایک ہی قسم کے کھانے پر ہم صبر نہیں کریں گے۔ مفت کا مال بغیر محنت کے کسی لنگر میں ملے تو ظاہر ہے ایک دو قسم کا ہی ہو گا۔ رنگ برنگا اور کئی کئی قسم کا ذائقہ چاہیے تو جنّت یا پھر دنیا میں آدمی خود محنت کر کے کھیتی باڑی کر کے حاصل کرے، تب ہی کام بنے گا۔ یہودی لوگ اپنی ریاستوں اور سلطنتوں کے تھامنے میں اللہ کے نبیوںؑ کے تابع رہنا نہیں چاہتے تھے، اس بناء پر کئی بار بادشاہوں، یہودی حاکموں نے بہت سے نبیؑ شہید کر ڈالے اور عوام نے کبھی ان حاکموں کے خلاف بغاوت نہیں کی۔ حنانی نبی، میکایاہ، ایلیاہ، یرمیاہ، عاموس اور یوحنا (حضرت یحییٰؑ) کے قتل کی داستانیں تواریخ باب ۷، ۱ سلاطین باب ۱۹-۲۳ یرمیاہ باب ۱۵-۱۸-۳۶ عاموس باب ۷ مرقس کی انجیل باب ۶ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔"

"ساحلِ سمندر پر بسنے والے اور دوسرے یہود کو اللہ کے قانون میں سنیچر کے دن مچھلی پکڑنا منع تھا، جس طرح ہم کو جمعہ کی اذان سے خطبہ اور نماز کے اختتام تک کاروبار اور لین دین منع ہے۔ اس وقت جن لوگوں نے ظاہری چالاکی سے اس حکم کو توڑ دیا، اللہ تعالیٰ نے انھیں بندر بنا دیا۔ یہ عبرتناک حکایت، یہود کی کتابوں میں اب بھی موجود ہے۔"

"یہودی لوگ دورِ موسیٰؑ میں اہلِ کتاب ہو کر بچھڑا پرستی میں مبتلا ہوئے۔ شریعتِ موسویؑ کے تحت دنیا میں سزا ملی کہ جنھوں نے بچھڑا نہیں پوجا، ان کے ہاتھ یہ بیل کے پجاری بے موت مرے اور اپنے ہی بھائی اور باپ بیٹے اور داماد کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ بقیہ لوگوں میں پھر کبھی یہ شرک طاقت نہ پکڑ سکے اس لیے اللہ نے حکم دیا کہ ایک بیل ذبح کرو، تاکہ دل کے کسی کونے میں بچھڑے کا ڈر خوف، یا ادب احترام چھپا ہو تو وہ بھی نکل جائے۔ قوم کے ایک حصّہ نے جس نے اُسے معبود بنا لیا وہ فنا کے گھاٹ اتر گئے، یہ حکایت پھر کوئی نہ دہرا سکے اس لیے بقیہ لوگ سب،

toobaa-elibrary.blogspot.com

اب اپنے ہاتھوں اس سنہرے سلونے جوان اور چوکھے رنگ کے بچھڑے کو ذبح کرکے اپنی شرک بیزاری کا ثبوت دیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اب یہ عنصر فنا ہو چکا ہے اور پوری قوم اب توحید پر مستعد ہے۔"

"معلوم ہوا کہ چوری چھپے اب بھی کسی کے دل میں بچھڑے کی کچھ نہ کچھ محبّت و عظمت کا اثر تھا اس لیے فرمایا کہ مجبوری سے ذبح تو کیا مگر کرتے ہوئے دِکھتے نہ تھے۔"

"بائبل کی موجودہ کتاب استثناء سے معلوم ہوا کہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی عدالتوں میں خون کا کوئی مقدمہ اگر ایسا آجائے کہ قاتل کا پتہ نہ لگے تو حکم دیا کہ ایک بچھیا ذبح کر دی جائے اور تمام مشکوک لوگ ہاتھ دھو کر اس گوشت کے ڈھیر پر یہ کہتے ہوئے پانی چھڑکتے جائیں کہ ہم نے یہ خون نہیں کیا اور کرتے ہوئے دیکھا بھی نہیں۔ اس طرح اسرائیلی لوگوں میں گوسالہ پرستی کا مرض دور کرنے کا یہ نسخہ بھی خوب مفید رہا" (استثناء، باب ۲۱ آیت ۱ تا ۹)۔

"یہودی اپنی تعریف میں کہتے تھے کہ ہمارے دل پر غلاف ہے یعنی سوا اپنے خیالات کے کسی کی بات ہم پر اثر نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حق بات کسی کے دل پر اثر نہ کرے تو یہ ملعون ہونے کی علامت اور نشانی ہے، اس میں اپنی بڑائی کیا ہانکتے ہو۔"

"یہودِ مدینہ پر جب غیرِ یہود، ظلم و ستم کرتے تو یہ لوگ اللہ کے غضب سے ڈرانے کے لیے غیروں کو اپنی کتاب سے پیش خبری بتاتے کہ ایک نبیؑ عنقریب آئے گا جس کی قیادت میں اس کے ماننے والے، ظالموں کی اچھی طرح خبر لیں گے اور یہ نبیؑ اللہ کی غیبی تائید و نصرت سے مظلوموں کے سب دکھ درد، دور کر دے گا لیکن جس کے آنے کی امید پر جیا کرتے تھے وہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہودی صرف اِس بناء پر انکاری ہو گئے کہ وہ ان کے قبیلے کے آدمی نہ تھے۔"

"یہودی علماء نے اپنی کتبِ مقدسہ میں اللہ کی آیات کے ساتھ ساتھ بعض من گھڑت باتیں بھی لکھ دی تھیں کہ اللہ کا وہ نبیؑ اُن کی برادری یا قبیلہ میں پیدا ہوگا ظاہر

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے وعدے میں کسی کی ملائی ہوئی جھوٹی بات کی پابندی کرنے سے رہا۔ اُس نے اپنا نبیؑ اپنی مرضی سے جہاں چاہا پیدا کر دیا۔ اس پر اگر کوئی مذہبی چودھراہٹ آگ بگولہ ہو جائے تو ایسے مغضوب لوگوں پر لعنت ہی بھلی۔ انسانی دنیا میں سلطانِ کائنات اپنا نمائندہ بھیجنے کے لیے کسی گروہی و نسلی نمائندگی کا خیال رکھنے کے بجائے عالمگیر نبوّت و رسالت کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے خود اپنی پسند کا لحاظ کرے یا چند یہودی مذہبی ڈھونگی لوگوں کی خواہشات کی پابندی کرے، جن کا عالمِ انسانیت میں اب کوئی داعیانہ کردار بھی نہ رہا تھا۔"

"یہودی علماء کی ضد کا یہ مطلب نکلا کہ ہماری قوم میں جو نبیؑ اور کتاب ہے ہم صرف اس پر ایمان لائیں گے۔ گویا حق بات اور سچائی بھی کوئی قومی و نسلی امتیاز کی بات ہوئی۔ قرآن مجید نے ان کے قومی ایمان کو بھی اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ خود اپنی قوم میں آنے والے نبیوں کو بھی کب تم نے خوشی خوشی قبول کیا۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السّلام تو خالص بنی اسرائیلی اور نسل کے اعتبار سے یہودی تھے لیکن سب سے زیادہ حضرت مسیحؑ اور حضرت مریم صدیقہ پر یہود کا غصہ رہا اور آج تک کم نہ ہوا۔ اپنی ہی قوم کی بیٹی کو دکھ دینے میں ان کا ثانی کسی قوم میں آج تک پیدا نہ ہوا ہو گا۔ عیسیٰ مسیحؑ اور انجیل مقدس کو آج تک اپنے ایمان کے دائرے سے صرف باہر کی ہی بات نہیں سمجھتے بلکہ یہ ظالم یہودی مسیح علیہ السّلام اور انجیل مقدس کے منکر بھی ہیں۔ خدا کی تعلیم کا مزاج تو یہ رہا کہ حق کہیں بھی ہو، کسی بھی زمانے کا ہو، کسی نے بھی پیش کیا ہو، اس کو مان لینا ہی سچائی کی دلیل ہے۔"

"کسی نبیؑ کی امت جب شرک کرتی ہے تو دوسری مشرک قوموں کے مقابلے میں اللہ کا غضب اُس پر دُگنا پڑتا ہے۔ بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی سے تعجب ضرور ہوتا ہے کہ نبیؑ اور کتاب والے ہو کر یہ کیا حرکت انھوں نے کر ڈالی لیکن آج ہم مسلمان برادری پر نظر ڈالیں تو بچھڑا پرستی سے بھی زیادہ ہلاکت اور خبیث حرکات ہم

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی کرتے ہیں۔ عرس میں قوالیاں، ہیجڑوں کا ناچ، طوائفوں کے ناچ گانے، عورتوں مردوں کا ہجوم، قبروں پر سجدے ڈھولک، بزرگوں اور ولیوں کے نام کے وظیفے دہائیاں، اُن کے نام کے کھانے حتیٰ کہ بکرے اور مرغ بھی ذبح کرتے ہیں۔ کھلے طور سے سنّت کا مذاق اڑا کر بھی مسلمانی پر کوئی فرق نہیں آسکتا، اسی حالت کو "اُشۡرِبُوۡا" کہا گیا ہے کہ پلادی گئی، رچا بسادی گئی۔"

"بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہمارے سوا جنت میں اور کوئی نہیں جائے گا، دوزخ کی آگ ہم کو چھو نہیں سکتی۔ اللہ نے فرمایا کہ یہ جھوٹ کہتے ہیں اگر یقیناً جنتی ہیں تو مرنے سے کیوں ڈرتے ہیں، جس کے لیے جنّت مخصوص ہو بھلا وہ موت سے کیوں بھاگے گا۔"

"یہودی بچکانہ پن کی ایک اور مثال یہ ہے کہ انھوں نے نزولِ قرآن کا انکار اس لیے بھی کردیا کہ لانے والے جبرئیلؑ نامی فرشتہ اعظم ہیں۔ بقول ان کے جبرئیلؑ خود اپنی مرضی سے جب چاہیں کلام نازل کرنے کے لیے زمین پر آتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ بھی بغیر رب کے حکم کے کبھی نازل نہیں ہوسکتے۔ سورہ مریم میں حضرت جبرئیلؑ کا قول ملاحظہ ہو۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمۡرِ رَبِّكَ سے نَسِيًّا تک آیت ۶۴ " (ہم تو اے محمدؐ! آپ کے رب کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوسکتے ہمارے آگے پیچھے اور درمیان میں سب کچھ اللہ کا ہے) ایک بار حضرت جبرئیلؑ کئی روز تک نہیں آئے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم ہر روز کیوں نہیں آتے؟ تو اللہ نے جبرئیلؑ سے کہلوایا کہ زمین کی طرف اترتے زمین آگے آسمان پیچھے اور آسمان میں جاتے ہوئے زمین پیچھے۔ یعنی ہر جگہ اللہ کی ملکیت جاری وساری ہے، اپنی مرضی سے آنا جانا ہمارے بس کی بات نہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہود کی کتابوں اور روایتوں میں احکاماتِ الٰہیہ کی نافرمانی پر جبرئیل علیہ السّلام کے ہاتھوں عذاب نازل ہونے کا تذکرہ موجود ہے اسی سبب جبرئیل علیہ السّلام سے انھیں پُرخاش تھی۔ جب معلوم ہوا کہ قرآن مجید جبرئیلؑ لارہے ہیں تو انکار

toobaa-elibrary.blogspot.com

کردیا کہ جبرئیلؑ کی لائی ہوئی بات ہرگز نہ مانیں گے۔"

" سرکارِ دوعالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ کی مجلس میں یہودی بھی شامل ہوتے۔ دورانِ خطاب آپؐ سے کسی بات کی مزید تفصیل معلوم کرنے کے لیے "راعنا" کہتے۔ یہ لفظ عربی اور عبرانی دونوں زبانوں میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ مختلف معانی میں بولا جاتا ہے "رَاعِنَا" کے معنی ہیں ہماری رعایت کیجیے اور بات کو سمجھ لینے دیجیے۔ مگر یہود از راہِ شرارت اِس لفظ کو زبان موڑ کر "رَاعِیْنَا" کہتے، جس کے معنی ہوتے ہیں ہمارے چرواہے۔ اور عبرانی زبان میں حلقوم کا کرتب دکھاتے تو معنی ہو جاتے " سن۔ تو بہرا ہو جائیو" اتنی خفیف سی حرکتِ حلقوم اور زبان کے کرتب سے عام آدمی واقف نہ ہو سکتے تھے۔ یہود اپنے دل میں خوب خوش ہوتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آدابِ مجلس نبویؐ میں یہ قاعدہ مقرر کر دیا کہ لفظ "رَاعِنَا" نہ بولا جائے بلکہ اگر درمیان میں کسی بات کو سمجھنے کی ضرورت پیش آجائے یا کچھ پوچھنا ہو تو "اُنظرنا" کہا کرو یعنی ذرا ٹھہریئے ہماری رعایت کیجیے، بات کو سمجھنے کا موقع دیجیے۔ اور زیادہ مناسب تو یہ ہے کہ نبیؐ کی زبانِ مبارک سے کلام اللہ سُنتے وقت دھیان سے سنا جائے اور خاموش رہا جائے تو تمام باتیں آسانی سے سمجھ میں آجائیں گی۔ زیادہ سوال و جواب کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔"

(۲- البقرہ: آیت ۱۴۱ تا ۱۰۴)

" حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے بعد بنی اسرائیل کی سلطنت قائم ہو گئی مگر جب اپنی ریاست اور سیاست کو نبیؑ کے حکم کے تابع رکھنے کے انکاری ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جالوت نامی ایک ظالم بادشاہ کو اُن پر مسلّط کر دیا۔ اس نے انھیں تتر بتر کر دیا اور مارکوٹ کر صوبے ضلعے اور ملک بھی چھین لیے اور اُن کی جوان بیٹیوں کو ہر جگہ سے پکڑ کر لے گیا کہ فوجی طاقت بھی ٹوٹ گئی۔ اور عزت بھی لٹ گئی۔ اِس حال میں قوم اپنے نبی حضرت سموئیلؑ سے درخواست کرتی ہے کہ اللہ کے راستے میں جنگ کرنے کا حکم، آسمان سے منگوادیں، تب حضرت

toobaa-elibrary.blogspot.com

سموئیلؑ نے فرمایا کہ جنگ فرض ہو گئی اور تم نے اگر نامردی دکھائی تو یہ اور گناہ ہو گا۔ جواب میں یہ لوگ بولے کہ ہم وطن سے بے وطن ہوئے اور اولاد بھی چھن گئی، پھر کیا سبب ہے کہ ہم لڑائی نہیں کریں گے۔ ان کے جواب سے ظاہر ہوا کہ اللہ کی راہ میں لڑنے کی بات صرف مُنہ کی بات تھی اصل تو اپنی وطنی تحریک اور بدلے کی کارروائی اور اولاد کا غم تھا جیسے آج کا مسلمان قوم اور وطن کے دنگے فساد میں لاکھوں کی تعداد میں کٹ مر جائے گا مگر فی سبیل اللہ جہاد کی بات زبانی جمع خرچ سے زیادہ نہیں۔"

"نبیؑ کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے جنگ کا تجربہ اور علم رکھنے والے طالوت نامی دراز قد آدمی کو بادشاہ مقرر فرما دیا۔ یہ آسمانی جواب تھا، قوم کے سیاسی چودھری، سیٹھ، مہاجن اور ساہوکار لوگوں کے لیے جنھوں نے نبیؑ سے مطالبہ کیا تھا کہ صرف دعوت و اصلاح اور تبلیغ سے کیا کام چلے گا؟۔ حکومت قائم کیجیے اور بادشاہ مقرر کر کے جالوت سے جنگ کا حکم دیجیے لیکن طالوت کے نام خدائی حکم جاری ہونے پر ان لوگوں کے ہاتھ سے سرداری کھسک گئی اور غریب آدمی کے ماتحت ہونے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دلیل نازل فرمائی کہ مال و دولت سے زیادہ جنگی قابلیت، علم اور جسمانی طاقت کی تم کو ضرورت ہے، اس لیے سیٹھ ساہوکار یا سیاسی مُقرر کی جگہ فوجی ماہر، ہوشیار جنگجو اور مضبوط بدن والا باہمت آدمی کو تم پر مقرر کیا گیا ہے، بس اس انتخاب کو قبول کر لو۔ یہ واقعہ حضرت مسیح علیہ السلام سے دس سو اٹھائیس سال قبل کا ہے۔"

"یہ قصہ یوں ہے کہ بنی اسرائیل اپنے زمانۂ عروج میں ایک صندوق سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ جس میں توریت کی تختیاں، توریت کا اصل نسخہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دورِ نبوت میں لکھوا کر بنی اسرائیل کو دیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا، اور آپ کا عمامہ اور دیگر متبرک چیزیں اُس صندوق میں تھیں۔ اُس صندوق کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہو چکا تھا کہ جب تک یہ صندوق ان

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے پاس ہے اُن کا عروج و اقتدار قائم رہے گا لیکن شرکیہ عقائد اور فاسد اعمال میں جب کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے تو تبرکات جو بزرگوں سے متعلق ہوتے ہیں، ان سے بچاؤ کبھی نہیں ہوتا۔ ہاں البتہ جو صالح لوگ ہیں ان کی نیکی اور ایمان میں اور دین و دنیا کی کامیابی میں یہ تبرکات ضرور سببِ رحمت بنے رہتے ہیں لیکن کسی زمانے کی داعیٔ توحید قوم جب مشرک ہو جاتی ہے تو بذاتِ خود ان کی نیکیاں بھی انھیں نفع نہیں دیتیں تو بزرگوں کے تبرکات کب انھیں بچا سکتے ہیں بلکہ قانونِ الٰہی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے بدکاروں سے خدا کے صالح بندوں کے مقدس نشانات چھین لیے جاتے ہیں تاکہ خیر و برکت کی ان کی ساری آس ٹوٹ کر رہے۔ حضرت سموئیلؑ کے فیصلے پر سردارانِ بنی اسرائیل کے اعتراض کے بعد حالات کچھ ایسے بگڑ گئے کہ شاید سموئیلؑ کی وقعت بھی اسرائیلی سرداروں اور عوام کی نظر میں کم ہو جاتی مگر اللہ تعالیٰ نے بروقت ایک ایسا غیبی نشان مقرر کر دیا جس کی وجہ سے تین کام ایک ساتھ درست ہو گئے۔ ایک تو طالوت کی قیادت کا اختلاف دور ہو گیا اور تمام لوگ ان کو بادشاہ ماننے پر قدرتی طور پر رضامند ہو گئے دوسرے تابوتِ سکینہ، بنی اسرائیل کو واپس ملا، جو ان کی توبہ قبول ہونے کی علامت تھی، تیسری بات یہ ہوئی کہ بنی اسرائیل کے سردار اور قوم کے چودھری وقت کے پیغمبرؑ کی نافرمانی سے بچ گئے ورنہ ان کو حکم نہ ماننے پر اور بھی ارضی و سماوی آفات سے دوچار ہونا پڑتا۔ رہا یہ معاملہ کہ تابوتِ سکینہ کو بنی اسرائیل کے دشمن جب لے گئے تھے تو واپس کیونکر ہو گیا؟۔ اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ ادھر اللہ کے نبیؑ کے فرمان پر بنی اسرائیل مجتمع ہوئے اور اُدھر اللہ تعالیٰ نے تابوتِ سکینہ کے غاصبوں پر وبا بھیجی۔ یہ لوگ اس کو صندوق کا سبب سمجھے اور اس قدر پریشان ہوئے کہ اس صندوق کو بیل گاڑی پر لاد کر بنی اسرائیل کی پناہ گیر چھاؤنیوں کی طرف ہانک دیا۔ خدا نے اس صندوق کو فرشتوں کی نگرانی میں حضرت طالوت کے خیمے کے عین سامنے لا کھڑا کیا۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"پہاڑوں، غاروں، صحراؤں اور بیابانوں سے بنی اسرائیل کے جلاوطن لوگ بھیڑ کی شکل میں طالوت کی بادشاہی میں جمع ہو کر ان کی فوجی قیادت میں چل پڑے۔ حضرت طالوت نے ان سے کہا کہ صرف قابلِ جنگ مرد اور بے فکر لوگ ساتھ چلیں تاکہ یکبارگی ٹوٹ کر دشمن پر ہلہ بول دیں مگر یہ تو اپنے اپنے علاقے واپس لینے اور اپنی جائیداد کی واپسی کا شوق، جہاد سے زیادہ رکھتے تھے اس لیے مانتے نہیں۔ مگر جب کئی منزل اس لشکر کو چل کر ایک نہر پار کرتے وقت اِس نصیحت کو کہ اِس نہر کا پانی کوئی نہ پیئے، بہت پیاس ہو تو ہاتھ سے صرف ایک چلّو بھر، پی لے۔ لیکن برتن کا استعمال نہ کرے، بھول گئے۔ اس جگہ تین سو تیرہ کے سوا سب نے خوب پانی پیا اور لشکر سے الگ ہو کر واپس ہو گئے۔ تب یہ چھوٹی سی جماعت نہر پار کر کے دشمن کے علاقہ پر دھاوا بولتے وقت پریشان ہو گئی کہ اب ہم میں جالوت جیسی باجبروت طاقت سے مقابلے کی سکت نہیں، مگر جو اللہ تعالیٰ کے نام پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور انھیں ملک فتح کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ اللہ کی راہ میں لڑائی کرنا مقصود تھا، وہ بول پڑے کہ جماعت چھوٹی ہونے سے کوئی فرق نہیں، اللہ کا حکم ہو تو بڑی سے بڑی جماعت پر حملہ کرنے میں ہمیں کمزوری نہیں دکھانی چاہیے اور ہوا بھی ایسا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے پوری کامیابی عطا کی، جیسا کہ آگے بیان میں آرہا ہے۔"

(۲-البقرہ: آیت ۲۴۶ تا ۲۴۹ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "حضرت عیسٰی بن مریمؑ کو بغیر پڑھے توریت بیان کرنا آتی تھی۔ بنی اسرائیل کے علماء نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد توریت کے حلال کو حرام کر لیا تھا۔ کم فہم اور وہمی قسم کے جعلی مذہبی رہنماؤں نے اور تارک دنیا درویشوں نے کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے تورات کی بنیاد پر از سرِ نو دین کی تجدید فرمائی اور اللہ کے احکامات جوں کے توں پھر سے جاری و ساری فرما دیئے۔ بڑے بڑے زہّاد، فقراء، علماء، فقہاء، درویشوں اور مذہبی دکانداروں کو حضرت

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسیحؑ صرف زبانی وعظ و تلقین سے راہِ راست پر نہیں لا سکتے تھے، اس لیے اللہ نے ایسے زبردست مافوق الفطرت معجزات حضرت مسیحؑ کو عطا فرمائے کہ اس وقت کی کسی طاقت کو ماننے بغیر چارہ نہیں رہا۔ پھر بھی جو انکاری ہوا اُسے جہنم کا ایندھن بننے بغیر راستہ نہیں۔"

"ایسے زبردست معجزات کے بعد بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت کو بنی اسرائیل کی اکثریت نے قبول نہیں کیا اور اپنی شرکیہ اور رسمی دینداری کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے اور مقابلے پر آ گئے، تب حضرت مسیحؑ نے اعلانِ عام کیا کہ خدا کے اس راستہ میں میرا ساتھی کون ہے؟۔ ابتداء میں کپڑے دھونے والے حضرت مسیحؑ کے ساتھ ہوئے۔ مسیح علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ کپڑے کیا دھوتے ہو، میں تمہیں انسانوں کے دلوں کو دھونا سکھاؤں گا۔ بائبل میں شاگردوں کا لفظ استعمال ہوا ہے جو انصار کے ہم پلّہ ہے۔ بعد میں ہر اس شخص کو حواری کہا جانے لگا جو مسیح علیہ السلام کا ساتھی بنا۔"

"حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سینکڑوں برس بعد موسویؑ تعلیم میں بگاڑ کے وقت یہودیت پیدا ہوئی ہے اور حضرتِ ابراہیمؑ کے تقریباً دو ہزار یا پانچ سو سال بعد تعلیم عیسویؑ میں بگاڑ کے وقت، عیسائیت وجود میں آئی لیکن دونوں فرقے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہودی عیسائی ثابت کرنے میں اپنے علم کا استعمال کرتے ہیں۔ خدا نے فرمایا کہ اہلِ کتاب ہو کر ایسی خلافِ عقل بات کیوں کہتے ہو۔"

"حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل ہے۔ آپ نے کسی مرض کی وجہ سے یہ قصد کیا کہ صحت پاؤں تو اونٹ کا گوشت نہیں کھاؤں گا، اس کی وجہ سے یہودی لوگ اللہ کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے لگے کہ بہت سی ممنوع چیزیں تم کیوں کھاتے ہو۔ تو اللہ نے فرمایا تورات کے نازل ہونے سے پہلے اگر حضرت یعقوبؑ نے طبعی طور پر یا بیماری اور مرض میں ذائقہ بگڑ جانے سے کراہیت یا کسی نذر و منّت کے طور پر ایک چیز صرف اپنے نفس پر منع کر دی،

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس پر تمام اُمّت پر کیوں منع ہو اور یہ واقعہ بھی تورات جو موسیٰ علیہ السّلام پر اتری اس سے پہلے کا ہے۔ اب توریت کی تفسیر میں تم یہ بتاتے ہو کہ فلاں چیز حرام ہے تو کتاب کی اصل عبارت پڑھ کر سُناؤ، اگر تم سچے ہو ورنہ صرف شرح اور تفسیر میں کسی نے کوئی مخصوص واقعہ لکھ دیا تو یہ واقعہ اصولِ شریعت یا حکمِ الٰہی نہیں بن سکتا۔"

"جو بات کتاب اللہ میں نہ ہو، وہ بات کتاب اللہ سے ثابت کرنا ظالم ہونے کا نشان ہے۔ جو آدمی خدا کا خوف رکھتا ہو وہ یہ حرکت کبھی نہیں کر سکتا علمائے یہود اس بابت بہت سی غلط باتیں توریت کی شرح و تفسیر میں لگاتے رہے اور ایک طویل زمانے کے بعد یہ شرح و تفسیر اور علماء کی آراء، کتاب کا جزو بنا دی گئیں یعنی اس کا حصّہ بنا کر عوام کے ایمان کے ساتھ کھیل کھیلا گیا۔ اب نادان عوام کے لیے اللہ کا دین بہت مشکل ہو گیا۔ یہ بھولے اور سیدھے لوگوں کے حق میں ڈاکہ پڑ گیا، اس لیے اِس فعل کے کرنے والے کو ظالم فرمایا گیا۔"

"یہودی سرمایہ داروں کو جب یہ آیت پہنچی "مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ" کہ کون ہے۔ جو اللہ کو قرض دے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں محتاجوں، مسکینوں، مسافروں، بے کسوں اور غریبوں کی مدد کرو تو آخرت میں کئی گنا پاؤ گے۔ تب یہ لوگ مذاق اڑانے لگے کہ اللہ، فقیر ہے اس لیے تو ہم سے قرض مانگتا ہے اور ہم مالدار ہیں۔ ایسے ہی لوگوں نے ضد میں آ کر نبیوںؑ کا قتل کیا۔ اللہ نے سب کچھ لکھ رکھا ہے، قیامت میں بات کھلے گی۔"

(۳۔ آل عمران: آیت ۵۰۔ ۵۲۔ ۶۵۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۱۸۱)

(۴) "یہود کا ایک وفد مکہ گیا۔ ان میں دو عالم تھے۔ ایک حیّ بن اخطب دوسرا کعب بن اشرف۔ اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہوئی تو مکہ کے مشرکوں سے متفق ہوئے اور ان کی دوستی کے لیے بتوں کی تعظیم کی اور کہا کہ مسلمانوں سے تمھاری راہ بہتر ہے۔ یہ سب حسد اور بغض کی بنیاد پر تھا کہ نبوّت اور ریاست، دین

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور رسالت ہمارے سوا کسی اور میں کیوں ہوئی"۔

"بنی اسرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے کہ آسمان سے لکھی لکھائی کتاب لے آؤ، ہم ہاتھ میں لے کر چھو کر پڑھ لیں تب جا کر ایمان لائیں گے۔ اللہ نے فرمایا کہ ان کے پرکھوں نے موسیٰ علیہ السّلام سے اس سے کہیں بڑھ کر سوال کیے تھے، یہاں تک کہ اللہ کے دیدار اور درشن دینے کا مطالبہ بھی کر ڈالا۔ کہاں تو انبیاء علیہم السّلام سے توحید پر سند مانگتے تھے اور کہاں ایسی بد عقلی کہ گائے کا بچہ پوجنے لگے۔ انبیاء علیہم السّلام ہمیشہ حق بات اور صاف صاف دلیل سے توحید کی دعوت دیتے رہے مگر مخالفین ان کی دعوت کو نئے نئے اعتراضات سے دباتے رہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں شبہ پڑ جائے اور یہ عظیم کام یعنی دعوت الی اللہ ختم ہو کر رہ جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے جنھیں عقلِ سلیم دی اور غور و فکر کے لیے صحت مند فکر عطا فرمائی، انھیں کبھی کسی طرح کا شک نہیں ہوا۔ اگر کوئی چاہے کہ اپنی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کر کے ایمان لائے گا تو اسے ایمان لانے کے بجائے موت کا انتظار کرنا چاہیے کہ مرنے کے بعد ملک الموت انھیں ان کے ربّ کے حضور حاضر کر دے گا"۔

"حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے بعد یہودی لوگ بار بار بگڑتے رہے اور ہر موقع پر انھیں اللہ نے راہِ حق دکھانے کے لیے انھیں میں سے نبیوںؑ کو بھیج کر سدھرنے کا موقع دیا، لیکن خود تو کیا راہِ حق اختیار کرتے الٹے خدا کی مخلوق کو توحید، آخرت اور دینِ حق سے دور بھگانے کا سبب بنے، قبروں کو سجدے کیے، جادو ٹونے کے پیچھے پڑے، سود جیسی حرام چیز کھانے لگے۔ ان کے علماء اور پیر فقیر بھی ایسی ہی حرکتوں میں گرفتار تھے، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو بھی ہر تکلیف پہنچانے کا سبب یہی لوگ رہے۔ اللہ نے ان پر ناراض ہو کر ایسے بیباک مجرموں پر خود انھیں کے اندر جعلی اور ڈھونگی مذہبی چودھری اور پیٹ کے پجاری، مذہبی دکانداروں کو مسلّط کر دیا۔ جو آئے دن اللہ کے حلال کو حرام اور اس حرام کو حلال

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر کے پورے دین کو اُن کے لیے شک وشبہ کا پلندہ بنا کر رکھ دیا۔"

(۴-النساء : آیت ۵۱-۱۵۳--۱۶۰-۱۶۱)

(۴) "دورِ موسیٰ کا یہ واقعہ، اسرائیلی مسلمانوں کا ہے، جو قوم شرک میں جا پڑے وہ نامرد ہو جاتی ہے۔ اللہ کے نبیؑ نے وعدہ دیا کہ ملکِ شام میں داخل ہو جاؤ۔ خدا نے اُسے تمھارے لیے مخصوص فرما دیا ہے تو کہنے لگے کہ وہاں بڑے طاقتور لوگ رہتے ہیں، ہم وہاں داخل نہیں ہوں گے، ہاں اگر وہ لوگ وہاں سے بھاگ جائیں تب ہم بہادر لوگ سینہ تان کر شہر فتح کر لیں گے۔"

"اسرائیلی مسلمانوں کے پاس مصر سے، ہجرت کے بعد کوئی وطن نہیں تھا۔ جنگلوں اور صحراؤں میں پڑاؤ ڈالے یہ قوم زندگی کے دن پورے کر رہی تھی اور جب وطن کی مانگ اُن میں بہت شدّت سے اٹھی تب اللہ تعالیٰ نے ارضِ فلسطین پر حملہ کر کے وطن حاصل کرنے کا حکم دیا مگر بزدلی کی حد ہے کہ وہ تو یہ مطالبہ کرنے لگے کہ قوم وطن خالی کر کے چلتی بنے پھر ہم بلا مقابلہ ان کے ملک کے حاکم ہو جائیں، تب اللہ اُن پر ناراض ہوا اور چالیس برس تک ارضِ فلسطین میں اُن کا داخلہ رک گیا۔ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نئی نسل کو اس علاقے میں فتح دے کر انھیں وطن دیا۔"

"یہ حال بیان فرمایا یہود کے لوگوں کا۔ پیٹ بھرنے والے بازاری عالموں کا آج بھی یہی حال ہے۔ جھوٹی باتیں پھیلانا تاکہ اصلاح نہ ہو اور حرام کا مال جیسے غیر اللہ کے نام کے کھانے، بکرے، مرغ، چڑھاوے، نذرونیاز ڈکارتے رہنا۔ کسی کو بھی اطمینان سے حق کے راستے پر چلنے نہیں دینا۔ سچ ہے جو آدمی اللہ تعالیٰ کے حکم جان لینے کے بعد نافرمانی پر اتر آیا، وہ راہ حق سے دور جا پڑا۔"

"اہلِ کتاب ہو کر اذان میں اللہ کی بڑائی کے بول کا اور نماز میں رکوع سجدے کا وہ مذاق اڑاتے اور مسلمانوں کی کھِلّی اُڑا کے توہین کرتے، تب اللہ بہت ہی ان پر ناراض ہوا کہ کیا تم نماز اور اذان کو برا جانتے ہو۔ تو سن لو کہ اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے بڑھ کر تمہارا کیا حال ہوگا اور کیا کچھ تم پر بیتے گی یعنی لعنت اور غضب اور تمہارے پرکھے بھی ایسی حرکت پر بندر اور سور بنا دیئے گئے اور خدا کو چھوڑ کر شیطان کی پوجا کرتے ہو، شرم نہیں آتی کہ ایمان والوں کی نماز جو دل کو پگھلا دینے والی ہے اس کا اثر لینے کے بجائے نماز کو ہلکا جان کر اُس کی توہین کرتے ہو۔"

"یہود کے عالم اور مشائخ اور مذہبی چودھریوں کی طرف خطاب کا رُخ ہے کہ اپنی عوام کو دین کے خلاف بات کرنے اور اُتارے چڑھاوے اور چوری چکاری کے ناحق مالِ حرام کھانے سے روکتے کیوں نہیں اور آخر میں یہ بھی اشارہ دیا کہ خود اسی کرتوت میں پھنسے ہوئے ہیں، دوسروں کو وہ منع کرسکتا ہے جس کا دامن داغ دھبّوں سے پاک ہو۔"

"توریت اور انجیل کو تو یہ لوگ زبانی مانتے ہیں لیکن آسمانی کتابوں پر قائم نہیں۔ اگر قائم رہتے تو اللہ تعالیٰ نے جو قرآن اتارا، اُسے سُن کر ان کو اللہ کا خوف ہوتا اور اُس کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑتے، تب ان کو روزی روٹی کی فکر بھی کم ہوتی۔ اوپر سے بھی کھاتے اور اپنے قدموں تلے بھی روزی پاتے یعنی زمین و آسمان سے برکت والا رزق پاتے۔ اِس آیت سے جاننا چاہیے کہ جو لوگ روزی روٹی کی دوڑ دھوپ میں اللہ کے حکموں کو ترک کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں بلکہ فراغت سے رزق حاصل کرنے کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا کلام ہے جس پر قائم رہ کر آدمی معاش کی فکر میں گم ہونے سے نجات پا جاتا ہے اور روزی کا حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔" (۵۔المائدہ: آیت ۲۲ تا ۲۵۔۴۲۔۵۹۔۶۳۔۶۶)

(۵) "بنی اسرائیل دریا پار ہو کر جزیرہ نمائے سینا میں قدم رکھتے ہی ایک ایسی قوم کو دیکھتے ہیں جو بُت پرستی میں مبتلا ہے اور بڑے بڑے میلے ٹھیلے لگا کر جشن منا رہی ہے اور دُکانیں بازار خوب سجے ہوئے ہیں اور لوگ بتوں کے سامنے آسن لگائے مجاور بن کر بیٹھے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام سے فرمائش کی کہ یہ بہت سارے بُت لے کر بیٹھے ہیں ہم کو بھی ایک بنا دیں تاکہ توحید بھی بنی رہے اور شرک کا مزہ بھی ملتا رہے۔ جاہل آدمی بغیر صورت بے سوچے

toobaa-elibrary.blogspot.com

عبادت میں تسکین نہیں پاتا۔ ان کو حضرت موسیٰؑ کی تعلیم و تربیت کے بعد بھی شوق ہوا کہ عبادت کے وقت چاہے ایک ہی خدا کی صورت ہو مگر ضرور۔ توبہ توبہ۔"

"بنی اسرائیل توحید کی نعمت پاکر دنیا جہان میں فضیلت پائے اور مشرک قوم کا شرک دیکھ کر پھر بدنیت ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں گھر گئے۔ اب بھی جو کوئی توحید کی نعمت کی ناقدری کر کے شرک کا خریدار بنے تو عذابِ الٰہی سے بچ نہیں سکتا۔"

(۷- الاعراف: آیت ۱۳۸-۱۴۰)

(۶) "یہودی علماء سنیچر کے دن کے بارے میں باہمی اختلاف میں پڑ گئے اور قرآن مجید کے ماننے والوں سے بھی سنیچر کے دن کی مذہبی پابندیوں کا مطالبہ کرتے اور جو شخص اس دن کی یہودی پابندیوں کو نہ مانے اس غیر یہودی کو یہ لوگ بددین یا بدعتی کہتے۔ قرآن نے فیصلہ کر دیا کہ ہفتہ کے دن کاروبار بند رکھنے اور شکار نہ کرنے کی بندش وقتی طور پر موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات کے زمانے میں سمندر کنارے آباد ایک بستی پر لگائی گئی تھی۔ یہ ان کی بغاوت اور آپسی پھوٹ کے سبب لگائی بندش تھی، کوئی عام شرعی حکم نہ تھا کہ ہر زمانے کے لوگوں پر سنیچر کے دن کی یہودی رواج کی پابندی لگائی جائے۔"

(۱۶- النحل، آیت ۱۲۴)

(۷) "اسرائیلی مسلمانوں نے دورِ موسیٰؑ میں خوب عروج پایا اور بعد میں ان کی ساکھ اور عزت بھی بڑھی، جب تک تورات اور شریعتِ موسوی کے مطابق چلتے رہے اُن کا دبدبہ اور رعب قائم رہا اور خدا کے انعام سے بہت ہی مالا مال ہوتے رہے لیکن جب بگڑنے لگے اور شرک و بدعات اور جاہلی قوموں کی لاگ لپیٹ سے بُت پرستی، قبر پرستی اور دین میں حیلے بہانے میں لگے اور اپنے اندر اصلاح کرنے والے نیک لوگوں کو جیتے جی خوب ستایا حتیٰ کہ بعض اصلاح کرنے والوں کو قتل بھی کر ڈالا اور قتل کرنے کے بعد اُنھیں کی قبروں پر سجدے بھی کیے اور خوب ناچے کودے، دین کو مشکوک بنا دیا اور اصل توریت کو طاق میں رکھ دی، اس کی تلاوت اور فہم بھی اُن میں سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اُٹھ گیا۔ بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا اور اللہ کی زمین میں توحید کے داعی ہونے کے بجائے شرک کے بیوپاری بنے۔ پیٹ پوجنے والے بے دین عالم نما جاہلوں کی خوب بن آئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے دوسری قوم کے اپنے لڑاکو بندوں کو ان پر ٹوٹ پڑنے کا موقع دیا۔“(۱۷۔ بنی اسرائیل : آیت ۷)

”غیر اللہ کو اپنا وکیل اور کارساز بنایا اور اللہ کی زمین میں توحید کے داعی ہونے کے بجائے شرک کے بیوپاری بنے۔ علماء سوء اور پیٹ پوجنے والے بے دین، عالم نما جاہلوں کی خوب بن آئی، تب اللہ تعالیٰ نے دوسری قوم سے اپنے لڑاکو بندوں کو ان پر ٹوٹ پڑنے کا موقع دیا اور ان کی اچھی طرح خبر لی گئی۔ ہزاروں لاکھوں لوگ مارے گئے اور گھر سے بے گھر ہوئے، بادشاہی اور سلطنت اٹھ گئی اور ہر طرح ذلیل و خوار ہو کر بے عزت ہوئے۔ پھر ایک بار اللہ نے انھیں موقع دیا اور ان کی توبہ قبول کی اور نیکی پر قائم ہوئے۔ بدی کو چھوڑا، تب اللہ نے انھیں مال اور اولاد، فوج اور ہتھیاروں سے خوب ریل پیل کر دی۔ دشمن بھاگے اور اسرائیلی مسلمان پھر اپنی پہلی شان و شوکت پر آ گئے لیکن اس کے بعد بھی بگڑے اور وہی پرانی حرکتیں شروع کر دیں، تب اللہ تعالیٰ نے پھر دشمن کو ان پر دھاوا بولنے کا موقع دیا اور اب کی بار تو خوب مارے گئے کچلے گئے، قتل و غارت ہوئے، جلاوطن ہوئے حتیٰ کہ ان کی مسجدوں کو بھی دشمنوں نے توڑ پھوڑ کر ڈالا۔ یہ دوسری بار کا حملہ اتنا شدید تھا کہ اسرائیلی مسلمانوں کی قوت جواب دے گئی اور ان کا مذہبی تقدس، کلدانی اور بابل کی فوجوں نے پامال کیا اور ٹائٹس رومی کی چڑھائی کے بعد ان کی جماعتی قوت بکھر گئی اور پھر کہیں کے نہیں رہے، صرف مذہبی مناظرے کرتے اور خوشی کے باجے بجاتے رہ گئے۔ آج کے ہم مسلمان بھی غور کریں کہ خدا نے ایک زمانے میں اسرائیلی مسلمانوں کی مسجدوں کو بھی تڑوا دیا اور دشمن کو موقع دیا کہ انھیں خوب ذلیل کریں۔ قرآن مجید اور توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد، اللہ کا گھر ہے جہاں اُس کی عبادت کی جائے اور سجدے کیے جائیں، دعائیں اور اعتکاف ہوں، نمازیں ہوں مگر یہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

لوگ قبر پرستی میں لگ گئے اور مسجدیں ویران ہو گئیں اور غیر اللہ کے آستانے خوب آباد ہوئے، ناچ رنگ کی محفلیں جمیں، مرد عورت بچے سب کے سب میلے لگاتے۔ کیا یہ کام آج کے مسلمان بھی نہیں کر رہے ہیں؟ - ہم بھی اپنی حالت پر غور کریں اور تاریخی واقعات سے سبق لیں تو اس میں ہماری بھلائی ہے۔ قومی اور ملی اعتبار سے۔ بنی اسرائیل کے گناہوں کی پوری سزا دینے کے بعد پھر انھیں موقع دیا گیا کہ اپنے اصل مقام پر کھڑے ہوں جہاں ان کو انبیاء علیہم السلام نے کھڑا کیا تھا۔ لگ بھگ پانچ سو انتالیس (۵۳۹) سال قبل مسیحؑ، شہنشاہِ بابل کی طاقت زوال پذیر ہوئی اور حضرت عزیر علیہ السلام کے جھنڈے تلے پھر بنی اسرائیل کھڑے ہو گئے۔ اللہ نے اس قوم کے دن پھیر دیئے اور انھیں مال اور اولاد سے خوب خوب نواز دیا اور قابلِ جنگ افراد کی خاصی تعداد سے ایک زبردست فوجی طاقت عطا کر دی حضرت عزیر علیہ السلام کی قیادت میں دینِ موسویؑ کی تجدید ہوئی۔ دینی تعلیم اور اخلاقی ضابطے میں بنی اسرائیل کی دلچسپی نے خدا کی رحمت کے دروازے پھر ان پر کھول دیئے حضرت عزیر علیہ السلام نے ان میں تبلیغی اسپرٹ پیدا کر دی اور ہم سایہ قوموں کو توحید اور کتاب اللہ، نیکی اور پرہیزگاری کی دعوت دینے کے لیے من حیثُ القوم بنی اسرائیل کو ایک دینی جماعت بنا دیا، پس بنی اسرائیل کی قسمت پلٹی اور ایک بار پھر اسے ایسا ہی اقتدار نصیب ہوا جیسے پہلے تھا اور یہ نتیجہ تھا تمام تر حضرت عزیر علیہ السلام کی تبلیغی جد و جہد کا اور بنی اسرائیل کے بھرپور تعاون کا۔ جو تاریخ میں پہلی بار حضرت عزیر علیہ السلام کو حاصل ہوا اور نہ اب تک کسی نبی کو بنی اسرائیل خاطر میں لانے تک کو تیار نہیں تھے۔ پہلے فساد کے بعد بنی اسرائیل سنبھل گئے اور نیکی و خدا پرستی کو زندگی کا مقصد بنا لیا مگر کامیابی مل جانے کے بعد رفتہ رفتہ پھر بگڑنے لگے اور ٹھیک اسی مقام پر جا کھڑے ہوئے جس کی وجہ سے پہلا فسادِ عظیم برپا ہوا تھا۔ اب پھر شریعتِ موسویؑ کا ترک اور گناہ و بُت پرستی اور سود و زنا، یہ سب کچھ پہلے کی طرح ہونے لگا۔ تب مسیح علیہ السلام نے جو خاص الخاص بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مبعوث فرمائے گئے تھے، ان تمام برے کاموں کے خلاف آواز اٹھائی۔ بعثتِ مسیحؑ کے وقت یہود، فرقہ وارانہ ٹولیوں میں بٹ چکے تھے اور یوں بھی ان کی ریاستیں مفلوج ہو کر رومی حکومت کے ماتحت (ہمارے یہاں کے دیسی راجاؤں کے طرز پر) باقی رہ گئی تھیں۔ اقتدار کا نشہ اترنے کے بعد بھی یہ قوم ہوش میں نہیں آئی اور سیدنا مسیح علیہ السلام کی تبلیغ سے اپنی اصلاح کے لیے تیار نہ ہوئی بلکہ اس وقت کے رومی سلطنت کے قانون میں بطور سازش کے، حضرت مسیحؑ پر مقدمات چلائے اور انھیں سلطنتِ وقت کا باغی ثابت کیا پھر حضرت مسیحؑ کے قتل کی سازش بھی اسی قومِ یہود نے تیار کی۔ سیدنا مسیحؑ کو قتل کرنے میں یہود ناکام رہے۔ حضرت مسیحؑ کو اللہ نے ان ظالموں کے ہتھے نہیں چڑھنے دیا اور آپ کو آسمان پر اٹھالیا، اس کے بعد یہود تو یہی سمجھتے تھے اور اب تک یہی سمجھتے آ رہے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کو انھوں نے سولی پر چڑھا دیا، مگر فی الواقع شمعون نامی یہودی شخص کو انھوں نے مسیحؑ سمجھ کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد بھی ان کا غصہ کم نہیں ہوا اور حضرت مریم پر بہتان کے چرچے اس ملعون قوم نے عوام کی زبان پر جاری کر دیئے۔ خدا نے اب یہ فیصلہ کر دیا کہ اس قوم کے چند صالح افراد کو چھوڑ کر باقی سب کو اہلِ کتاب کی فہرست سے خارج کر دے اور یہ فیصلہ اس طرح نافذ ہوا کہ ۷۰ء میں رومی بادشاہ ٹائٹس نے یروشلم پر قبضہ کیا اور ایک لاکھ تینتیس ہزار یہود کو قتل کر ڈالا۔ پچاس ہزار سے زائد کو قید کر کے لے گیا اور ہیکلِ سلیمانی کو مسمار کر دیا۔ ہزاروں یہود مرد اور عورتیں بھیڑ بکریوں کی طرح بازاروں میں بکنے لگے اور اس طرح اس مالِ غنیمت کو رومی سلطنت نے بے قیمت سمجھ کر اِدھر اُدھر منتشر کر دیا۔ مسجد بیت المقدس کی بے حرمتی بھی کی گئی۔ یہودی اس معبد کے متولی و امام اور مصلّی بھی تھے بلکہ اسلام کے بھی متولّی تھے۔ توحید، رسالت، آخرت، وحی، کتاب اور نبوّت کے اصول و عقائد کی حامل اُس وقت کوئی دوسری قوم روئے زمین پر ان کے سوا نہیں تھی بلکہ جب خود اپنے مسلّمہ اصولوں کی خلاف ورزی کر کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

تارک الصّلوٰۃ تک ہو گئے تو پھر مسجد کا بھلا کیا کام باقی رہ گیا تھا۔ اپنے دورِ اقتدار میں اپنی ہی مساجد کو ویران کرنے والوں کی یہ سزا، خدا نے تجویز فرمائی کہ مسجد بیت المقدس اور ہیکلِ سلیمانی کو فسادیوں کے ہاتھوں زیر و زبر کرا دیا۔ ترکِ صلوٰۃ کے مجرم تو ہم بھی ہیں۔ یہ فیصلہ ایک بار ہمارے حق میں تو حاکمِ کائنات نے نہیں کر دیا کہ اب ملتِ اسلامی کو نماز سے دلچسپی نہیں تو مسجدیں بھی ان کے ہاتھوں سے چھین لی جائیں؟۔ کوئی ضروری نہیں کہ تارکینِ صلوٰۃ سے مساجد چھین کر اقامتِ صلوٰۃ والوں کو دیدی جائیں لیکن تارکین کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوں تو ایسا ہوتا آرہا ہے مگر ہم تو یہاں خود ہی تارکینِ صلوٰۃ تھے۔ رہے یہود تو ان کو نماز و جماعت سے پیچھا چھڑائے مدّت ہو چکی تھی۔"

(۱۷-بنی اسرائیل: آیت ۸- اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑧ "موسیٰ علیہ السّلام کو کتاب توریت عطا کی گئی لیکن یہود نے اس میں اتنے اختلافات اور آپسی مار پیٹ سے فرقے بنائے اور کتاب کے معنی بھی کئی طرح کے کرنے لگے۔ اس پر فرمایا کہ ہم نے کتابِ ہدایت موسیٰؑ کو عطا کی تھی تاکہ بنی اسرائیل کو ہدایت ملے مگر انھوں نے اختلاف کر کے پھوٹ پیدا کی۔ اس پر تمھیں شک نہیں کرنا چاہیے کہ اس قوم کو کتاب ملی تھی یا کتاب اللہ کے علاوہ کوئی اور چیز ان کے ہاتھ پڑ گئی جس کی وجہ سے ان میں جتھے ٹولی اور کئی فرقے بن گئے۔ یہ تفرقہ توریت میں نہیں تھا بلکہ توریت کے معنی میں آپسی پھوٹ سے پہلے کے لوگ فرقے بنا گئے اور بعد والے شبہ میں پڑے کہ یہ فرقہ سچ تھا یا وہ۔"

(۳۲-السجدہ: آیت ۲۳-۲۵)

⑨ "یہ لوگ بنی قریظہ کا ایک طاقتور قبیلہ تھے۔ جو اہلِ کتاب تھے مگر مسلمانوں کی ضد میں آ کر بت پرستوں کے ساتھی بن کر مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کی سازش میں شریک تھے جبکہ مدینہ میں مسلمانوں کے ساتھ ان کا معاہدہ امن کا تھا کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے والے کسی بھی گروہ کا ساتھ نہیں دیں گے لیکن عین وقت

toobaa-elibrary.blogspot.com

پر انھوں نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے کفّار کے لشکر کو آندھی سے برباد کر کے تتر بتر کر دیا۔ اور وہ تو واپس ہو گئے لیکن اب مدینہ طیبہ کے علاقہ میں رہنے والے یہود بنو قریظہ کا نمبر آ گیا۔ یہ لوگ اپنی بستی میں بڑی مضبوط حویلیوں میں قلعہ بند رہتے تھے جنگِ احزاب کے مورچہ سے واپس آنے پر اللہ تعالیٰ نے فوراً حکم دیا کہ بنی قریظہ کے علاقہ پر گھیرا ڈال دیا جائے۔ اس اچانک وار سے بنو قریظہ پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا جنگِ احزاب کے ایک ماہ کے جنگی ماحول سے نکلتے ہی یہ لوگ فوراً ہم پر کس دلیری سے چڑھائی کے لیے آ گئے۔ اس گھیرے بندی کے چند دنوں کے بعد اس یہودی قبیلے نے اپنے قلعوں سے اتر کر ہتھیار ڈال دیئے۔"

(۳۳ - الاحزاب: آیت ۲۶)

(۱۰) "مدینہ طیبہ سے چند میل کے فاصلے پر ایک قلعہ بند آبادی تھی یہودیوں کی اس آبادی کو قبیلہ بنی نضیر کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہ لوگ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر میں صلح رکھتے تھے اور اندر سے باغی تھے اور حملہ آور دشمنوں سے موقع پا کر ملی بھگت کر لیتے، جس کے سبب مسلمانوں کو ہر وقت اندیشہ بنا رہتا۔ پھر ایک بار سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے علاقہ میں بلایا اور اونچی حویلی کے سائے میں استقبال کر کے بٹھایا اور شہید کرنے کے لیے اوپر سے چکی کا بھاری پتھر ڈالنے کو تھے کہ نبیٔ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا اور آپ اپنی جگہ چھوڑ کر ہٹ گئے۔ یہودیوں کی چال ناکام ہوئی۔ ایسے غداروں کو کچلنے کے لیے حکم ہوا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اطلاع دی کہ دس دن میں علاقہ خالی کر کے جہاں مرضی ہو چلے جاؤ۔ مدت پوری ہوئی تو سرورِ کونین ؐ نے ان کی آبادی پر گھیرا ڈال دیا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو بہت مالدار اور طاقتور سمجھے بیٹھے تھے، پہلے تو مقابلے میں کچھ ہلچل کرنے لگے مگر آخر میں جان بچانے کے لالے پڑنے پر محفوظ قلعہ نما حویلیوں میں بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کے درخت اور باغ کاٹنے شروع کیے اور تمام حویلیوں پر ہتھیار بند گھیرا ڈال دیا۔ آخر میں یہ لوگ باہر نکلے اور اپنا سامان اسباب

toobaa-elibrary.blogspot.com

لے کر چلتے بنے۔ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر ویران کیے۔ مسلمانوں نے بھی ان کا بوریا بستر باندھنے میں مدد کی اور یہ علاقہ بنی نضیر کے وجود سے خالی کرا لیا گیا۔"

(۵۹-الحشر: آیت ۲)

بنی اسرائیل عیسائی

" عیسائی لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بحث و تکرار کرتے تھے کہ عیسیٰؑ بندے نہیں بلکہ خدا کے بیٹے ہیں۔ ضد میں آکر یہ بھی کہنے لگے کہ اللہ کے بیٹے نہیں تو بتاؤ کس کے بیٹے ہیں۔ اِس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو ماں باپ دونوں نہیں تھے، پھر عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا تو تم کو تعجب کیوں لگا۔"

" کوئی امت خود اپنے ہی نبیؑ کے بارے میں متضاد اور خلافِ حق دعویٰ کر کے دوسروں کو شک و شبہ میں ڈالنے کا گناہ کرے تو وہ دوسروں کو ایمان کا قلبی سکون کیسے دے سکتی ہے، اس لیے ربّ نے فرمایا کہ ان کے طویل جھگڑے سے متاثر ہو کر تم کو شک میں نہیں پڑنا چاہیے۔ حق وہی ہے جو قرآن مجید میں فرمایا گیا۔"

" اس قدر سمجھانے کے بعد بھی اگر عیسائی لوگ ضد کریں تو اُن سے مُباہلہ کرو۔ مُباہلہ یہ ہے کہ اپنے اپنے بیٹوں اور بیویوں کو دونوں فریق لے کر خود بھی حاضر ہوں شہر کے باہر کھلے میدان میں جمع ہو کر، جو جھوٹا ہو اُس پر لعنت ٹوٹ پڑنے کی سب مل کر بد دعا کریں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فیصلہ کن مباہلہ کے لیے میدان میں آئے، لیکن عیسائیوں کے کچھ دانا سمجھ دار لوگوں نے شر پسند قسم کے لوگوں کو ڈانٹ کر چپ کر دیا اور مباہلہ کی نوبت نہیں آئی۔"

(۳-آل عمران: آیت ۵۹ تا ۶۱)

(۲) " اہلِ کتاب مسیحی لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غیر معمولی پیدائش پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

بعد کے مخالف لوگوں کے اعتراض سے گھبرا کر بہت سے جھوٹے عقیدے تراش لیے اور خدا کو باپ، مریم کو خدا کی بیوی اور عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا قرار دیا کبھی باپ بیٹا اور روح القدس اور کبھی تو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو ہی خدا بتانے لگے۔ اللہ تعالیٰ ایسی باتوں سے ناراض ہوا کہ یہ شرکیہ باتیں ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا میں عورت، مرد سے حاملہ ہوتی ہے، جب حمل قرار پاتا ہے تو اللہ اس میں اپنی طرف سے روح یعنی جان ڈالتا ہے، تب زندہ آدمی بنتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے کسی مرد کے نطفے کے بغیر صرف اپنا بول یعنی فرمان، حضرت مریم کی طرف ڈال دیا اور عیسیٰؑ نے اپنی ماں کے پیٹ میں قرار پایا اور جیسی دوسری روحیں ہوتی ہیں اس میں ایک روح اُن کی بھی تھی۔ ان کی پیدائش خاص طور پر اللہ کے کلمہ یعنی حکم سے ہوگئی۔ ایسا ہونے سے بندہ کچھ خدا نہیں ہوگیا، نہ خدا کا بیٹا ہوا۔ اولاد رکھنا عیب کی بات ہے کہ آدمی بوڑھا ہو تو اولاد کام کاج سنبھالے اور وارث بنے۔ ایسا عیب جس نے مالک پر لگایا وہ مشرک ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے سب کاموں کی دیکھ بھال کے لیے خود ہی کافی ہے، اس لیے نہ اُسے پیشکار کی حاجت نہ وزیر کی، نہ اولاد کی۔ سب اس کے بندے اور غلام ہونے میں ہی خیر مناتے ہیں۔ چاہے فرشتے ہوں، انبیاء ہوں یا اولیاء۔" (۴۔ النساء: آیت ۱۷۱)

(۳) "آدمی جب مشرک ہو جاتا ہے تو اُس کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ عیسائیوں نے پہلے تو رسولؑ کو خدا کا بیٹا بنایا، اب خود ہی اللہ تعالیٰ کے بیٹے بن جانے کے دعوے کرنے لگے۔ توبہ توبہ۔"

"پچھلی آیت سے مضمون چل رہا ہے کہ اللہ کے نازل کیے ہوئے کلام کے مطابق جو لوگ فیصلہ نہیں کرتے اور نہیں مانتے یہ لوگ کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق ہیں۔ اِس آیت میں ایک باریک مضمون بھی ہے جسے جاننا چاہیے وہ یہ کہ "وَلْیَحْکُمْ اَهْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ" فرمایا گیا یعنی اہل انجیل کو چاہیے کہ وہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسی طرح اپنے فیصلے کریں جیسے اللہ نے انجیل میں نازل فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ انجیل میں ایک تو وہ چیزیں ہیں جو مسیحی علماء اور پادریوں اور مذہبی چودھریوں نے شامل کر دی ہیں اور ایک طرف وہ باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خود نازل فرمائی ہیں اس سے صاف معلوم ہوا کہ موجودہ انجیل جن کی تعداد یہ لوگ چار بتاتے ہیں، ان میں بہت سی باتیں مسیحی لوگوں نے ڈالی اور نکالی ہیں۔ تاہم اب بھی اللہ تعالیٰ کا خالص کلام اس کے اندر پھر بھی موجود ہے۔ لیکن اُس کے ساتھ ہم کو انجیل میں، اللہ کے احکام کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملفوظات اور حالات کے ساتھ غلو کرنے والے معتقدین کے بہت سے اقوال بھی پڑھنے پڑتے ہیں، تب کہیں اس میں سے چھان پھٹک کے بعد اصل کلامِ الٰہی کچھ کچھ مل پاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کے اقوال، سیرت، تعلیم اور ارشادات اور احکامات کو بہت سے لوگوں نے کتابی شکل میں جمع کر کے ترتیب دی ہے، جیسے انجیلِ متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا، انجیلِ یوحنا، انجیلِ مانی، انجیلِ مرقیون، انجیلِ دصیان، انجیلِ تلاشس، انجیلِ تذکرہ، انجیلِ سرن تس اور انجیلِ برنباس ان تمام کتابوں میں پہلی چار کو عیسائی لوگ مانتے ہیں، باقی کو سب نہیں مانتے اور انجیل برنباس تو بڑی حد تک قرآن مجید کے مطابق ہے۔"

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسائی لوگ کئی کئی فرقے ہو گئے۔ ایک فرقے نے کہا کہ وہ اللہ تھا جو صورتِ مسیح میں دنیا میں آیا۔ دوسرے فرقے نے یکو اس کی کہ خدائی کے تین حصے ہو گئے۔ ایک اللہ دوسرا مسیح تیسرا روح القدس۔ اور ایک ظالم بدعتی فرقہ تو حضرت مریم کو خدا کی بیوی اور مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دینے لگا۔ خدا کی لعنت ہو ایسے جھوٹے لوگوں پر۔ اس قسم کے باطل عقیدے کی اصل جڑ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو بشریت یعنی آدمیت اور دائرہ بندگی سے خارج کر کے خدائی صفت ثابت کرنے کا شیطانی چکر، عیسائی لوگوں پر خوب چلا اور آج تک ان کے بعض فرقے اس گمراہی میں سڑ گل کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

مشرک بنے ہوئے ہیں "

" اپنے پلید گناہ سے عیسائیوں کو توبہ کرلینی چاہیے اور ایسے زبردست بہتان اور کھلے شرک پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے اور آئندہ اس حرکت سے باز آجانا چاہیے "

" جو کسی نیک بخت خاتون حضرت مریم صدیقہ کا بیٹا ہو اور ماں بیٹے دونوں کھانا کھاتے ہوں، وہ خدا یا خدا کا جزء کیسے ہوسکتے ہیں، پھر جو کھانا کھائے اُسے حاجت بھی جانا ضروری ہے اور آدمی کا یہ بڑا عیب ہے۔ اللہ کی ذات ہر طرح طرح کے عیب سے پاک ہے "

" معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کے صحابی جن کو حواری کہا جاتا ہے، حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے تھے بلکہ مریم کا بیٹا کہتے تھے۔ خدا کا بیٹا ہونا ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا، لیکن بعد والے مشرک اور بدعتی عیسائی لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں زیادہ بکواس کرکے غلط باتیں منسوب کیں۔ کسی نے ان کو اللہ بتایا اور کسی نے اللہ کا بیٹا بتایا "

(۵۔المائدہ: آیت ۱۸۔۴۷۔۷۳تا۷۵۔۱۱۲)

(۴) " اہلِ کتاب ہوکر یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کے ایک نبی حضرت عزیر علیہ السّلام کو اللہ کا بیٹا بتایا۔ پھر عیسائی لوگ بھی پیچھے نہیں رہے، انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو اللہ کا بیٹا بتایا اور حضرت مریم کو اللہ کی بیوی بنایا۔ توبہ، توبہ۔ جب اہلِ کتاب ہوئے تب کچھ تو شرم آنی چاہیے تھی کہ کافروں جیسی خرافاتی بکواس کو دین بنالیا اور کافروں جیسی بانسری بجانے میں مشغول ہوئے۔ آدمی جب کتابُ اللہ پڑھنا سمجھنا چھوڑ دے اور نبیوںؑ کی تعلیم سے ناواقف ہو تو ایسی خبطی پن کی باتیں اس کا مذہب بن جاتی ہیں "

(۹۔التوبہ: آیت ۳۰۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اصحابِ کہف

① "سورہ کہف کی آیت ۹ سے اصحابِ کہف کا قصہ شروع ہوتا ہے۔
نوجوانوں کی ایک ٹولی نے مشرک بادشاہ اور مشرک عوام کے مقابلہ میں توحید کی دعوت پیش کی تو یہ لوگ ان کو جان سے مارنے پر تُل گئے۔ نوجوان لوگ شہر چھوڑ کر باہر نکل گئے اور ایک غار میں جا کر دم لیا۔ وہاں انھیں تکان پر نیند کا غلبہ ہوا اور تین سو نو سال تک سوتے رہے۔ اصحابِ کہف کے نام تاریخ میں اختلاف کے ساتھ قریب قریب یہ بتائے جاتے ہیں، لیکن حدیث شریف میں اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ مکسلمینا، یملیخا، مرطونس، کسطونس، بیرونس، دینموس، بطونس۔"

"اصحابِ کہف کے نوجوانوں نے شرک سے اپنی قوم کو منع کیا۔ چرچا ہوا۔ خاندان کے لوگوں نے ڈانٹ پلائی۔ عوام مخالف ہوئے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا۔ اس نے انھیں زندہ پکڑ لانے کا حکم دیا، جب ان کو معلوم ہوا تو یہ جوان سرک گئے اور شہر چھوڑ دیا۔ کسی پہاڑی مقام پر ایک غار کے کنارے پہنچے، تب آپس میں یوں بولے کہ اب جبکہ گھر بار، رشتے ناتے، قوم وطن، سب چھوڑا اور غیر اللہ کی بندگی کا بھی انکار کیا تو اپنی قوم میں واپس کیسے جا سکو گے۔ چلو کچھ دیر کو یہیں پڑاؤ ڈالیں اور غار میں پناہ لیں۔ آگے تو تمام سہارا صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، وہی کام بنائے تب بنے گا۔"

"سورج بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے، جب اللہ چاہے اس کی منزل میں اور چال میں پھیر بدل کر ڈالے۔ اصحابِ کہف جس غار میں جا کر سو گئے، شاید اس غار کا منہ شمال کی جانب ہوگا اور سورج کے طلوع و غروب کی منزلیں روزانہ بدلتی ہیں، لیکن ہر طرح سورج اپنی دھوپ کو غار سے بچا کر کترا تا رہا، تاکہ اصحابِ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہف پر دھوپ کا اثر ہو کر ان کی نیند میں خلل نہ ہو۔ یہ انتظام اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوا اور اللہ تعالیٰ کے لیے جب سورج بنا دینا اور اُسے چلائے رکھنا آسان ہے تو اُس کی دھوپ چھاؤں کو قابو میں رکھنا اس کے لیے کیا مشکل ہے۔"

"یہاں پر یہ جان لینا چاہیے کہ حکومت یا عوام خبر لگنے پر، غار پر دھاوا بول دیتے اور اصحابِ کہف کو پتھروں سے مار ڈالتے اگر ایسا ہوتا تو وہ شہید ہوتے اور اگر واپس مشرکوں کے دین میں جانا پڑتا تب تو ناکامی یقینی تھی لیکن اصحابِ کہف تو دونوں حالتوں کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ تب تو تم کبھی کامیاب نہ ہو سکو گے۔ اس کے معنی ہمارے نزدیک یہ ہیں کہ اگر شہید ہوئے تو ذاتی طور پر ہم کامیاب ہوں گے لیکن ہماری قوم تو مشرک ہی رہی، اسلام کی دعوت کی کامیابی ہمارے سامنے نہ ہوئی اس لیے کچھ دن جینا بھی چاہتے ہیں کہ محنت کر کے اللہ کے دین کی دعوت کو کامیاب بنالیں اس لیے کہ پورے شہر میں اس دعوت کا چلانے والا، اُن کے سوا اور کوئی نہ تھا۔"

"تین سو نو برس تک یہ نوجوان غار میں سوئے پڑے تھے۔ جاگنے کے بعد خود نہ جان سکے کہ کتنا سوئے ہیں اور کتنے زمانے بیت گئے۔ اُدھر نئی نئی حکومتوں کے آنے جانے کے بعد ایک منصف رومی بادشاہ کی حکومت قائم ہوئی۔ یہ بادشاہ جس کا نام بیدروس تھا، مذہبی اختلاف میں علماء کو دربار میں جمع کر کے سب کی بات سنتا اور دوسرے مخالف لوگ بھی اپنی اپنی بات پیش کرتے۔ شاہی مجلس میں اب یہ جھگڑا چل رہا تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا اور حشر و حساب ہے یا نہیں؟ ایک گروہ جو اہلِ ایمان کا تھا وہ شاہی دربار میں اپنی دلیل پیش کر چکا تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر مالک کے دربار میں حاضری ہے۔ دوسرے مخالف اُن کا رد کرتے تھے اور اُسی زمانے میں اصحابِ کہف کی نیند، اللہ تعالیٰ نے کھول دی۔"

"لوگوں کے اختلافی بیانات میں کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ کہتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سونے والوں کے ساتھ جاگ کر گنتی تو کسی نے نہیں کی پھر لوگوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی بات منوانے کے لیے اصرار اور ضد کریں۔ اسی لیے فرمایا کہ غار میں اصحابِ کہف کے رہنے کی مدّت اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ وہ ہر جگہ ہر وقت موجود ہے، اسی کی نگرانی میں ساری کائنات کا نظم چل رہا ہے، کوئی پتہ بھی درخت سے جھڑ کر گرتا ہے تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے، پھر اللہ کی کتاب سے بات مان کر تصفیہ کیوں نہ کر لیا جائے۔"

(۱۸-الکہف: آیت ۹ تا ۲۶)

"اِس آیتِ شریفہ میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ ایک یہ کہ خود اصحابِ کہف جو برسوں تک گہری نیند سوتے رہے اور اٹھنے پر ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کتنا سوئے؟۔ ایک نے کہا کہ دن بھر یا دن کا ایک حصّہ۔ اور دوسرے ساتھی نے کہا کہ تمہارا ربّ ہی خوب جانتا ہے کہ نیند کی حالت میں کتنی مدّت تم رہے ہو۔ دوسرا اشارہ یہ بھی ملتا ہے کہ اصحابِ کہف کے جاگنے کے بعد جب ان کے واقعہ سے دنیا واقف ہو گئی تو ہر طرح لوگ اپنی اپنی معلومات اور اندازے سے ان کے سونے کی مدّت کے بارے میں الگ الگ گنتی بتانے لگے، اِس لیے یہاں فرمایا کہ ہم ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ طرح طرح کی رائے رکھنے والے دونوں گروہ میں اصحابِ کہف کی نیند کی طویل مدّت کی صحیح گنتی بتانے کے قریب کون ہے۔"

"معلوم ہوا کہ ایمان لانے پر ہدایت کی راہ اور بھی زیادہ کھلتی ہے اور قدرت کے نئے نئے نقشے اور کرامات اور آیات کے منظر سامنے آتے ہیں پھر جوانی کے عالم میں ایمان پر قائم ہونا اور بھی زیادہ اجر کا سبب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جوانی کی عبادت افضل ہے۔"

"اصحابِ کہف کو اللہ تعالیٰ نے غار میں طویل مدّت تک گہری نیند سُلا دیا، مگر سلایا اس طرح کہ معلوم ہوتے گویا جاگ رہے ہیں۔ یوں بھی نیند میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کسی کی آنکھ کھلی رہے تو دیکھنے والا ڈرتا ہے اسی طرح مُردے کی آنکھ کھلی ہو تو ڈر لگتا ہے۔ پھر کروٹ دینا بھی اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ بڑی نعمت ہے جسے عام آدمی خیال میں نہیں لاتا لیکن اللہ تعالیٰ سونے والے کو کروٹ دیتا نہ رہے تو آدمی کا جسم سڑ جاتے یا زمین کا اثر بھی اس پر پڑے یا کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض بھی جسم پر دھاوا بول دیں۔ ادھر تو صدیوں نیند کا قصّہ تھا، کروٹ دینا اللہ نے اپنے ذمہ لیا۔ رہا معاملہ کتّے کا، تو اصحابِ کہف میں سے بڑے گھرانے کے کسی مالدار یا وزیر کے لڑکے کا کتّا ہو اور اپنے آقا کے لڑکے کے پیچھے پیچھے ہو لیا ہو یا پھر کسی ایسے جوان کا کتّا ہو جو باغبانی کاشتکاری کا کام کرتا ہو تو یہ منع نہیں، پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُس زمانے میں کتّا پالنا منع نہ ہو۔ شاہ عبدالقادر صاحب رحؒ نے اِس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ گو کتّا پالنا برا ہو، مگر لاکھ برے میں ایک بھلا بھی ہے۔"

"سوتے والے ہم سفر ہوں یا آپس کے دوست ساتھی ہوں تو عادت ہے کہ نیند سے اٹھنے کے بعد ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں کہ نیند اچھی سے ہوئی یا نہیں، کتنا سوئے وغیرہ۔ اسی طرح یہ لوگ بھی تین سو نو سال کے بعد جاگے اور آپس میں بولنے لگے، مگر ایک کہنے والے نے کہا کہ بھائی کھانے کا انتظام کرو، بھوک لگی ہے، صدیوں نیند میں تھے، اللہ کی حفاظت میں، تب بھوک نہ لگی مگر جیسے ہی جاگے کھانے کی حاجت پڑی۔ کھانے کے لیے بہرحال شہر، بستی، گاؤں میں جائے بغیر چارہ نہ تھا۔ چلتے وقت کسی کی جیب میں کچھ روپے پیسے تھے وہ سکّے نکال کر ایک نے کہا کہ یہ پیسے لے جاؤ اور کھانا لے آؤ۔ یہاں معلوم ہوا کہ آدمی کتنا ہی بڑا ولی ہو جائے، اُسے بھوک لگتی ہے اور کھانا ضروری ہے۔ اور پھر اہل اللہ کی یہ سنّت ہے کہ کھانا پاکیزہ کھائیں گے، نفیس، صاف ستھرا اور ذائقہ دار کھانا کھائے تو یہ تقویٰ اور ولایت کے خلاف نہیں۔ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مشرک لوگوں کے ڈھونگی پجاری، مُجاور، پنڈے، بتوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور قبروں کی نذر و نیاز کے ڈھیر جمع کرتے ہیں، خود بے چارے کتنا کھائیں گے، بازار میں بیچ ڈالتے ہیں۔ اتارے چڑھاوے کا کھانا ہرگز نہ لائے اور کسی کو خبر بھی نہ لگنے دے کہ ہم لوگ یہاں پر چھپے ہوئے ہیں۔ انھیں معلوم نہ تھا کہ نیند کی حالت میں تین سو نو سال کا زمانہ بیت گیا ہے اور ان کے زمانے کے بادشاہ، وزیر اور عوام سب مر کھپ کر گمنام ہو گئے، حتیٰ کہ خود اصحابِ کہف کے رشتے ناتے والے بھی تمام انتقال کر گئے۔ تین صدیاں بیت جانے پر کم سے کم چھ پیڑھیاں گذر گئیں اور درجنوں بادشاہ تخت پر آئے اور مر کھپ گئے۔ اب نہ پرانے سکے رہے نہ آدمی۔ سارا زمانہ بدل گیا تھا۔"

"اصحابِ کہف جب جاگے تو اپنے ساتھی کو خوب چوکنا کر کے سمجھا کر کھانا لینے کو سکے دے کر پوری تاکید سے شہر بھیجا۔ یہ ساتھی بڑی ہوشیاری اور حکمت سے کھانا خرید کر لانے کے لیے شہر میں داخل ہوا اُسے بڑا تعجب ہوا کہ راستے نئے نئے، مکانات نئے نئے، لوگوں کے لباس عجیب عجیب، رہن سہن، زبان محاورے سب کچھ بدلے بدلائے نظر آئے۔ خود بھی تین سو سال پہلے کے پرانے طرز کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ لوگوں نے اُسے تماشا بنایا کہ یہ کون آگیا؟۔ بھیڑ جمع ہو گئی۔ یہ پریشان حال کہ اب کیا کرے؟۔ کسی دُکان پر جوں توں پہنچا۔ کھانے کا سامان خریدنا چاہا مگر پیچھے پیچھے بھیڑ جمع ہوتی رہی اور دُکاندار بات نہ سمجھے۔ بڑی مشکل سے کھانا لیا اور پیسے دیئے تو دُکاندار یہ سمجھا کہ اُسے کہیں پُرانا خزانہ دفن ہو گا، وہ مل گیا ہے۔ آخر حکومت تک بات پہنچی۔ بادشاہ کے دربار میں، زندگی بعد موت، پر بحث چل رہی تھی۔ بادشاہ درباریوں سمیت غار تک پہنچا۔ مجمع دیکھا تو اصحابِ کہف بھی ڈرے کہ اب تو ہاتھوں ہاتھ دھر لیے گئے۔ اپنا ساتھی خود ہی بادشاہ کو اور پولیس کو لے کر آگیا ہے۔ بہت پریشان ہوئے مگر بات کچھ اور ہو گئی۔ بادشاہ نے سلام کیا، خیریت پوچھی، حالات معلوم کیے۔ نام، خاندان، قبیلہ اور زمانہ معلوم کیا تب پتہ چلا کہ صدیوں پہلے جس مشرک بادشاہ نے ان کو زندہ یا مردہ پکڑ لانے کے لیے

toobaa-elibrary.blogspot.com

انھیں اشتہاری مجرم قرار دے کر انعام کا اعلان کیا تھا اور اُن کے نام سرکاری دفتر میں پیتل کی تختیوں پر لکھے ہوئے تھے، یہ وہی لوگ ہیں۔ بادشاہ ایمان لایا اور اس زمانے کے من چلے لوگ اُن کا ایک نشان کھڑا کرنا چاہتے تھے مگر چونکہ حکومت پر جن کا غلبہ تھا وہ ایمان کے قریب تھے، انھوں نے بہتر فیصلہ کیا کہ ان کی یاد میں ایک مسجد تعمیر کی جائے۔"

"جب وہ جاگے ہیں تو عجیب عجیب زبانی قصے لوگوں نے چلائے۔ صدیاں بیت جانے پر اور بھی اِس واقعہ کو افسانہ اور کہانی کا رُخ دیدیا گیا۔ اب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ قرآن سے سنا دیا تب پھر وہی بحث شروع ہوئی کہ یہ لوگ تعداد میں کتنے تھے؟ قرآنِ مجید نے اُن کی بات نقل کر دی۔ مگر اِس آیت میں ایک اشارہ ملتا ہے کہ وہ سات رہے ہوں گے اور آٹھواں اُن کا کتّا، باقی ان کی تعداد سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اصل کام تو ان کا توحید پر جم کر اعلان کرنا اور شرک کے مقابلے میں وطن چھوڑ دینا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد کا مشاہدہ بھی کہ صدیاں نیند میں بیت گئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اصحابِ کہف حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے امّتی تھے اور ان کے زمانے کا بادشاہ کوئی مشرک رہا ہوگا جس نے ان کو ستایا تھا۔ نیند سے اٹھنے کے بعد جو بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا، وہ صاحب ایمان اور صاحبِ انصاف تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندے کی محنت کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنا دین غالب کر دے۔"

"برسوں کی گنتی میں شمسی حساب سے تین سو سال ہوئے اور قمری حساب سے تین سو نو سال۔ اس لیے بڑے لطیف انداز میں فرمایا کہ غار میں یہ لوگ تین سو برس اور نو برس زیادہ رہے۔ صدی میں تین برس کا فرق شمسی اور قمری سالوں میں پڑتا ہے۔ برسوں کی گنتی اور حساب میں بہت سی قوموں نے دھاندلیاں بھی کی ہیں۔ اس کی تفصیل جاننے کے لیے دیکھیے سورۂ توبہ آیت ۳۶-۳۷" (۱۸-الکہف: آیت ۱۲ تا ۲۵ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

شخصی تذکرے

(محبوب ہستیاں اور مردود لوگ)

حضرت جبرئیلؑ

(۱) ”حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار کئی دن تک حضرت جبرئیلؑ وحی لے کر نہیں آئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت فکر ہوئی۔ جب حکم الٰہی سے جبرئیلؑ آئے تو حضور اقدسؐ نے اتنی دیر نہ آنے کا سبب دریافت فرمایا۔ اُس وقت جبرئیل علیہ السلام نے یہ کہا کہ آپؐ کے رب کے حکم کے بغیر ہم اتر سکیں، یہ طاقت ہم میں نہیں۔ آگے پوری آیت کے عربی متن کو اور ترجمہ کو دیکھ لیا جائے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی کر دی کہ آپؐ کا رب آپؐ کو بھولنے والا نہیں۔ دیر میں وقفہ کے ساتھ وحی بھیجنے کی مصلحت بھی اُسی کو معلوم ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۶، اور سورہ الفرقان آیت ۳۲“۔

”یہ آیت بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تقریر کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف انہوں نے بہت ہی عجیب انداز میں بیان فرمائی کہ (۱) ہمارا رب وہ ہے جو ہر چیز کا رب ہے۔ کوئی چیز بھی اس کے بنائے بغیر بن نہیں سکتی اور کوئی جاندار بھی اس کے دیئے بغیر یہاں کھا نہیں سکتا اور پنپ نہیں سکتا۔ سب کا رب وہی ایک ہوا۔ (۲) جب رب ایک ہی ہے تو بندگی بھی اُسی ایک کی ہونی چاہیئے۔ داعی کو پوری مضبوطی کے ساتھ اس کی بندگی میں جم کر رہنا ہے۔ (۳) کسی علم والے کے علم میں ہو کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دوسرا کوئی اس کا ہم نام یا اس کی جیسی قوت و طاقت، ملکیت و حکومت، حکمت و دانشمندی کا مالک ہے تو، جاننے والے اسے پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی برابری کا اور اس کا ہم صفت کوئی نہیں۔ اس کے جیسا اور اس کی برابری کا کوئی ایک بھی نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔"

(۱۹۔ مریم۔ آیت ۶۴-۶۵، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "وحی کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں نمودار ہوتے ورنہ انسانی شکل میں بھی آتے تھے۔ جیتے جی انسان کا فرشتے کو اصلی صورت میں دیکھ لینا بہت مشکل ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے صاحبِ قرآن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل کی زیارت اُن کی اصلی صورت میں کرائی کہ ایک کرسی پر بیٹھے دکھائی دیتے۔ آسمان کے تمام کنارے بھر گئے پھر دھیرے دھیرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے۔"

(۵۳۔ النجم: آیت ۱۰)

حضرت ذوالقرنینؒ

(۱) "حضرت ذوالقرنینؒ بادشاہ تھے عادل قوی۔ اور ساتھ ساتھ مقبول بزرگ بھی تھے اور بڑے درجہ کے ولی اور بڑی زبردست فوج اور جنگی ساز و سامان ساتھ رکھتے تھے۔ ولایت اور بادشاہی دونوں ان میں جمع تھیں۔"

"جنگی ساز و سامان کی تیاری کے اسباب اور وسائل کسی بادشاہ کے پاس خود کے قبضہ کے نہ ہوں تو دوسروں سے اُدھار لی ہوئی جنگی طاقت اُس کے کسی کام کی نہیں۔ مستحکم حکومت چاہے شخصی ہو یا کوئی اور ڈھنگ کی، ہر جگہ اُس کی ضرورت مُسلّم ہے کہ اسباب زیادہ سے زیادہ اس کے قابو میں ہوں۔ ذوالقرنینؒ بھی ایسی کچھ ضروری چیزوں کی تلاش میں سفر سر انجام کرتے ہیں۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"حضرت ذوالقرنینؒ مومن وخداپرست بادشاہ تھے اور ولی بھی تھے۔عوام کی تکلیف سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھاتے کہ غیر ضروری محصول وصول کرنے لگتے بلکہ فرمایا کہ مجھے مال کی ضرورت نہیں ہے صرف اپنی محنت ومزدوری اور قوت لگادو، میں تمہارا کام کرادوں گا۔ آج کے زمانے میں حکمران ایک پُل بناتے ہیں تو عوام کو راہ داری ٹیکس دیئے بغیر وہاں سے گزرنے نہیں دیتے۔ اپنا اپنا ظرف ہے۔ دینی اور غیر دینی ہونے کا یہی فرق ہے جس کو ہر ایک خوب سمجھ لے۔"

(۱۸۔ الکہف: آیت ۸۳-۸۴-۹۵)

"حضرت ذوالقرنینؒ نے مغرب کی طرف سفر کیا۔ اس سفر میں آپ خشکی، جنگل، دریا جھیل اور خلیج وغیرہ مقامات کو طے کرتے ہوئے اس جگہ پہونچے جہاں گاڑھے پانی کا دلدل سامنے تھا اور آگے راستہ نہیں مل سکا۔ وہاں دلدل کے کنارے کے علاقے میں ایک قوم کو پایا، جن تک شاید دینِ حق نہیں پہونچا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنینؒ کو یہ علاقہ فتح کرادیا۔ وہاں کے جنگلی عوام آپ کے بس میں آگئے۔ اللہ نے فرمایا کہ چاہو تو انھیں سزا دو یا چاہو تو ان کو سیدھے راستے پر لے آؤ۔ حضرت ذوالقرنینؒ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس قوم کو درست کریں گے اور فقط فسادی لوگوں کو سزا دی جائے گی۔"

"عادل مومن بادشاہ کی ذمّہ داری یہاں معلوم ہوئی کہ فتح کے بعد، علاقے کے لوگوں کو ایمان واسلام کی دعوت دے اور ان کی اصلاح کا کام بھرپور محنت اور محبّت سے کرے۔ کامیابی نہ ہو تو ظالموں کو یعنی مشرکوں کو سزا دے کر بے بس کردے اور جو کوئی بھی ایمان میں آجائے اُسے غلامی اور چاکری کے بجائے اپنی رعایا کے برابر درجہ دے بلکہ جس کام کی ذمہ داری ایسے نومسلم لوگوں کو دی جائے ان کو حکم بتانے میں آسانی کا معاملہ کیا جائے۔"

"پہلا سفر مغرب کی طرف تھا۔ جس میں چلتے چلتے ایسی جگہ آپ جا پہنچے کہ اب آگے بڑھنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہاں کے لوگوں کی اصلاح کے بعد آپ نے پھر دوسرے سفر کو سرانجام دیا۔ یہ دوسرا سفر مشرق کی طرف ہوا۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"حضرت ذوالقرنینؒ دوسرے سفر میں انتہائے مشرق تک پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک قوم ننگ دھڑنگ ہے۔ پوری آبادی بے مکان ایسی کہ بس نیچے زمین اور اوپر آسمان۔ ہر طرف دھوپ ہی دھوپ کہ سورج کے سوا کوئی آڑ نہیں۔ بادل بدلی بھی وہاں دکھائی نہ دیتے اور جھاڑ بھی نہیں کہ چھاؤں کی لذّت ملے۔ ایسی سخت جان قوم کے علاقے میں بھی حضرت ذوالقرنینؒ بھرپور سامانِ سفر کے ساتھ پہنچ گئے اور اللہ کے حکم سے یہ علاقہ بھی فتح کر لیا۔"

"یہ تیسرا سفر ہے جو دو پہاڑیوں کے بیچ پڑاؤ ڈالنے تک پورا ہوا۔ یہیں حضرت ذوالقرنینؒ نے دونوں پہاڑوں کے بیچ کا درّہ لوہے کے تختوں اور چادروں سے بند کر دیا۔ پھر آگ کی بڑی بڑی بھٹیاں دہکا کر دھونکا کہ پوری وادی سرخ ہو گئی۔ اوپر سے پگھلا ہوا تانبا انڈیل دیا۔ تختوں کی خالی جگہ میں یہ تانبا پیوست ہو کر ایک جان ہو گیا۔ اب دونوں پہاڑوں کی بلند چوٹیوں کے بیچ کی جگہ بھی مکمل طور پر بند ہو گئی۔"

"اتنا بڑا اہم کام کہ لاکھوں لاکھ آدمی نہ کر سکیں، اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنینؒ سے پورا کرایا۔ دونوں پہاڑوں کے بیچ کا راستہ لوہے کے تختوں سے پاٹ دینا اور خاص ڈھنگ پر ان تختوں کو جما دینا پھر آگ سلگا کر گرم کرتے جانا اور اس میں پگھلا ہوا تانبا انڈیلتے رہنا تاکہ ہر تختہ دوسرے تختوں سے جڑ کر ایک جان ہو جائے اور اس طرح دونوں پہاڑوں کے بیچ سنگین دیوار تعمیر ہو گئی اور اتنی مضبوط آہنی دیوار بنا کر بھی آپ نے یہ نہیں کہا کہ اب اُسے کوئی توڑ نہیں سکتا بلکہ ذوالقرنینؒ بولے کہ جب کبھی میرے رب کا وعدہ اِس دیوار کے توڑ ڈالنے کا آ گیا تو پھر یہ بچ نہیں سکتی۔"

(۱۸۔ الکہف: آیت ۸۶ تا ۹۸۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

حضرت ابوبکرؓ

(۱) "یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے متعلق نازل فرمائی گئی۔ حضرت عائشہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا قرآن شریف میں بیان آنے پر الزام لگانے والوں کو اسّی کوڑے مارے گئے۔ اس میں ایک شخص مسطح نام کے تھے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غریب بھانجے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ان کی امداد کرتے تھے لیکن اب جی میں ٹھان لیا کہ ایسے آدمی کی مدد نہ کریں گے۔ اِس آیت کے اُترنے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا خیال بدل دیا اور مسطح کی پہلے سے بھی زیادہ مالی امداد اور نیک سلوک کرنے لگے اور فرمایا کہ "بَلٰی وَاللّٰہِ اِنَّا نُحِبُّ اَنْ نُّغْفِرَ لَنَا یَا رَبَّنَا" یعنی اے ہمارے رب! ہم کو یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ تو ہماری خطائیں معاف فرما دے۔"

(۲۴-النور: آیت ، ۲۲)

حضرت عبداللہ بن سلامؓ

① "قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے کے ہر طرح کے لاکھوں دلائل اور شہادتیں موجود ہیں پھر بھی تم انکار کرتے ہو تو، اپنے بچاؤ کے لیے تمہارے پاس کیا سامان ہے جب کہ بنی اسرائیل کے پاس اس طرح کی کتاب موجود ہے اور ان کا ایک بڑا عالم آدمی اپنی کتاب میں قرآن کی شہادت پاکر قرآن پر ایمان لے آیا۔ تم کو غیرت ہونی چاہیئے کہ اگلی کتابوں میں اللہ تعالی نے اپنے پیغمبروںؑ کے ذریعہ اِس قرآن کی بشارت پہلے سے بھیج دی تھی اور ان کتابوں کے جاننے والے عالم جب خود اپنی کتابوں میں اس بشارت کو پاتے ہیں تو ایسے حق پسند لوگوں کو ایمان لانے میں رکاوٹ پیش نہیں آتی۔ مفسّرین کہتے ہیں کہ یہ شخص حضرت عبداللہ بن سلامؓ نام کے ایک اہلِ کتاب عالم تھے جو نہایت متین و سنجیدہ اور حق پرست آدمی تھے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جو لوگ صرف نام کے عالم ہوں اور آسمانی کتابیں پڑھتے پڑھاتے نہ ہوں تو ان کو نہ اپنی کتاب معلوم ہے نہ قرآن شریف کے بارے میں کوئی علم ہے۔"

(۴۶-الاحقاف، آیت، ۱۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ

(۱) "ایک موقعہ پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بڑے لوگوں کو قرآن سمجھا رہے تھے۔ ایک آدمی جو ایمان لے آیا تھا، نابینا تھا، وہ اس موقع پر آگیا، وہ پوچھنے لگا کہ اِس آیت میں کیا حکم ہے اور فلاں آیت میں اللہ نے کیا ارشاد فرمایا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں وغیرہ۔ اِس پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزرا کہ یہ تو اپنے آدمی ہیں جب چاہتے پوچھ لیتے۔ اِس وقت کیا ضرورت تھی جب کہ بڑے اِنکاری سرداروں کو میں اللہ کا کلام سنا رہا ہوں۔ اس پر سیّد المرسلین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ اس نابینا سے توجہ پھیر کر بڑے لوگوں سے مخاطب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی واقعہ کا تذکرہ یہاں فرمایا۔ اِن نابینا صحابی کا نام عبداللہ بن ام مکتومؓ تھا۔ یہ بڑے احترام اور مرتبہ والے صحابی مشہور ہوئے۔"

(۸۰۔ عبس: آیت ۴)

حضرت سارہؓ

(۱) "یہ حضرت سارہؓ تھیں۔ دروازے کے پاس کھڑی تھیں، تب معلوم ہوا کہ یہ مہمان، انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں تو پھر پردے سے باہر تشریف لائیں اور فرشتوں سے بات کی۔ اس کا ذکر سورہ الذاریات آیت: ۲۸۔ ۲۹ میں ہے حضرت اسحاق علیہ السلام بیٹے تھے اور ان کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام پوتے ہوئے، جیسا کہ سورہ انبیاء آیت: ۷۲ میں بیان آئے گا۔ یہ بات یاد رہے کہ حضرت ہاجرہؓ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت سارہؓ کو اولاد نہیں تھی اور ان کی عمر نوّے ۹۰ سال ہو چکی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سَو ۱۰۰ برس کے ہو چکے تھے۔ عمر کی اس منزل میں اولاد کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بشارت حضرت سارہؑ کے لیے تعجب کی بات تھی "

(۱۱۔ ہود: آیت، ۷۱ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

حضرت ملکہ سباء

① "ملکِ سباء وہی ملک ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السّلام کی نبوّت کے دور میں حضرت بلقیس نامی ملکہ حکومت کرتی تھیں۔ انھوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے ملک میں حضرت سلیمانؑ کے ماتحت بہت سے ترقی کے منصوبے بنائے۔ اس میں سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ سدِ مارب نام کا ایک زبردست ڈیم انہوں نے بنوایا تھا۔ جھیلوں، ندی نالوں اور نہروں کا پانی ایک روک سمیٹ کر جمع کیا اور ایک نہایت مضبوط بند باندھا اور اس پانی کی سپلائی کے لیے کئی کھڑکیاں رکھیں تاکہ پورے علاقے میں ضرورت کے مطابق رعایا کو پانی ملتا رہے، جس کے سبب ملک ہرا بھرا ہو گیا، یہاں تک کہ مکانات کی تعمیر میں دونوں جانب دائیں بائیں باغ لگائے جاتے اور پورے ملک میں دو طرفہ پکی سڑکیں بنائی جاتیں۔ شاہراہ اور بڑی سڑکوں کے دونوں طرف نہریں جاری کر دی جاتیں تاکہ ناؤ کے ذریعہ بھی سفر ہو اور سڑک کے ذریعہ بھی سفر کو پورا کیا جا سکے پھر باغ کی دو طرفہ لائن اور بیچ بیچ میں مکانات کا ایسا نظم کہ موجودہ ترقی یافتہ زمانے میں بھی کسی ملک میں ایسی خوبصورتی کی مثال نہیں مل سکتی "

(۳۴۔ سباء: آیت، ۱۵۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

حضرت مریمؑ

① "فکرِ آخرت اور ذکر اللہ کی کثرت سے حضرت مریمؑ تنہائی پسند زیادہ ہو گئی تھیں۔ حجرے میں پورا سناٹا، کمسن کنواری لڑکی، تنہا اکیلی، اِدھر حضرت جبرئیلؑ خالص انسانی

toobaa-elibrary.blogspot.com

شکل میں پورے بھلے چنگے آدمی بنکر نمودار ہوئے کہ آپ ڈر گئیں ۔"

"بہت ہی تعجب و حیرت اور ڈر سے حجرے کی خاموشی، حضرت مریم کی آواز سے گونج اٹھی۔ جبرئیل علیہ السلام کو اجنبی آدمی سمجھا اور چیخ کر بول پڑیں کہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی تجھے ڈر ہو تو یہاں سے نکل جا ۔ تجھ سے بچنے کے لیے میں اللہ تعالیٰ کا سہارا اور پناہ پکڑ چکی ہوں تب جبرئیل نے فرمایا کہ میں تو آپ کے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہوں کہ آپ کو لڑکا ہونے کی خبر دوں ۔ آپ گھبرائیے نہیں ۔"

"حضرت مریم کو تعجب ہوا کہ میں تو شادی شدہ نہیں ہوں اور کسی انسان نے مجھے چھوا بھی نہیں اور برے کام سے کبھی واسطہ نہیں پھر لڑکا کس طرح ہو گا ۔ جواب میں جبرئیل علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہونا طے ہے، اُس کے لیے یہ آسان ہے ۔"

"حضرت مریم جب کھجور کے درخت کے پاس پہونچیں تو حضرت جبرئیلؑ نے ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے ذرا دور نشیب سے خبر دی کہ آپ غم نہ کریں ۔ آپ کے رب نے آپ کے قدموں تلے پانی کا چشمہ جاری کر دیا ہے ۔"

"کھجور کا پھلدار درخت تھا ۔ ہر ڈالی پھل سے لدی ہوئی جھکی پڑتی تھی ۔ کہا گیا کہ ذرا سا ہاتھ لمبا کر کے ڈالی کو ہلا دو، تازہ کھجور بارش کی طرح گرے گی ۔ معلوم ہوا کہ کرامات میں بھی کبھی کبھی کچھ نہ کچھ تو محنت کرنی پڑتی ہے، چاہے ڈالی کو پکڑ کر ہلا لینا ہی کیوں نہ ہو ۔"

"بدنامی کے غم و اندیشہ سے روتے روتے آنکھیں بھی اشکبار ہو کر سوج گئی تھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کھا پی لو اور آنکھیں ٹھنڈی کر لو ۔ آگے ہم سب انتظام کر دیں گے بس رحمٰن کے نام کی منّت مان لو اور آج کسی آدمی سے بات نہ کرنا ۔ معلوم ہوا کہ اُن کے روزہ میں چپ رہنا یعنی خاموشی اختیار کرنا بھی شامل تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کی یہ مقدس بندی بھی نذر و منّت صرف اللہ کے نام کی مانتی تھی ۔ غیر اللہ کے نام کی نذر و منّت حرام ہے ۔"

"روزے کی نیّت کر کے روزہ رکھا اور حضرت مریم نے عیسیٰ علیہ السّلام کو گود میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

اٹھایا اور شہر کی طرف تشریف لے آئیں۔ عارفہ، عابدہ، زاہدہ اور ولیہ پہلے سے مشہور تھیں ہی، قوم کے لوگ بھی زیارت کو ٹوٹ پڑے مگر ہاتھ میں نومولود بچہ کو دیکھ کر بڑی ہلچل مچ گئی۔ لوگوں نے کہا کہ اب تو بڑا غضب کا طوفان اٹھے گا کہ بیت المقدس کی ایک کنواری عابدہ کو بچہ ہو گیا اور پھر اس بچے کو لے کر اپنی قوم کے سامنے بھی آ موجود ہوئیں۔ اب کیا تھا تھوڑی ہی دیر میں تمام شہر میں خوب چرچا ہو گیا۔"

(۱۹۔ مریم: آیت ۱۷ تا ۲۷)

"اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت مریم کے گریبان میں روح پھونک دی گئی اور حضرت مریم کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حمل کی شکل میں قرار پکڑا۔ بیت المقدس میں اعتکاف کی حالت میں کسی کنواری کا حاملہ ہو جانا اتنا بڑا سنگین حادثہ اور چونکا دینے والی بات تھی کہ حضرت مریم خود ہی حجرہ چھوڑ کر دوسری جگہ تشریف لے گئیں۔"

"حضرت مریم سے بچپن ہی سے کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ بیت المقدس میں حالتِ اعتکاف میں زیادہ وقت گزرتا اور بچپن میں شاید وعظ و نصیحت بھی فرماتی ہوں گی جس کے سبب عوام میں بے پناہ مقبولیت بھی تھی، پھر عبادت، ریاضت، ذکر اور تلاوتِ توریت میں مشغول ایک مقدس خاندانِ ہارون کی کنواری لڑکی جس کا مذہبی تقدس اور اس کی کرامت اور ولایت کے چرچے عام تھے، عین اعتکاف میں قدرت الٰہی کی روح سے حمل کی ایک حالت میں آنے پر بہت ہی پریشان ہونا یہ ایک فطری بات ہے پھر بن شوہر والی عورت کو بچے کی ولادت کا واقعہ پیش آئے تو اُس کے قلب کا اضطراب اور بدنامی کا خوف کس درجہ میں ہوا ہوگا، اس کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے، اسی لیے ولادت کے درد پر حضرت مریم نے موت کی تمنّا کی اور یہ چاہا کہ کاش انھیں شہرت اور عوام میں مقبولیت کا درجہ نہ ہوتا اور مر جاتیں اور لوگ بھول بھال جاتے اور میری بدنامی کا چرچا نہ ہوتا۔ چونکہ حضرت مریم ایک مقدس اور دینی شخصیت میں مشہور و معروف خاتون تھیں اس لیے انھیں خوف ہوا کہ میرے اِس حمل کا چرچا ہو کر، دین اور اہلِ دین کی بھی بدنامی ہوگی۔"

(۱۹۔ مریم، آیت ۲۲۔ ۲۳، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

② "ہر انسان عورت مرد کے ملے جلے نطفہ سے بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں روح ڈالتا ہے، تب ہی آدمی زندگی پاتا ہے، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرنے کے لیے بن باپ کے روح ڈالدی، اِس سے عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت اور انفرادی فضیلت ظاہر ہوئی حضرت مریم کے صدیقہ، طیبہ، طاہرہ، محصنہ، قانتہ، مصطفیہ، عابدہ، راکعہ، ساجدہ ہونے کا ذکر قرآن شریف میں جگہ جگہ آیا ہے۔ یہاں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح میں سے ایک کرن اُن کے گریبان میں اللہ نے جاری فرمادی اور بے شوہر کے، اُن کو مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے یہ بھی اُن کی بڑی فضیلت اور معجزہ کی بات ہے۔ جو دنیا میں کسی خاتون کو حاصل نہیں۔"

(۲۱-الانبیاء: آیت ۹۱، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

حضرت عائشہؓ

① "اس سورہ النور کی آیت ۱۱ سے ۲۶ تک حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی کا مضمون نازل فرمایا گیا اور اس بہتان کا رد فرمایا گیا جو حضرت عائشہ صدیقہؓ پر لگایا گیا تھا۔"

(۲۴-النور: آیت ۱۱)

"حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی کا مضمون قرآن شریف میں نازل کیا گیا۔ حدیث شریف میں اس کی تفصیل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک جنگ سے واپسی پر آپؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے ہمراہ واپس ہو رہی تھیں۔ لشکر کے ایک پڑاؤ پر آپؓ حاجت کے لیے جنگل تشریف لے گئیں۔ واپسی میں خیال آیا کہ اُن کا ہار گر گیا ہے تب اُسے ڈھونڈنے کے لیے پھر واپس ہو کر ذرا دور نکل گئیں۔ ہار تو مل گیا لیکن اِدھر لشکر روانہ ہو چکا تھا اور سپاہیوں نے ہودج یعنی ڈولی اٹھا کر اونٹ پر رکھ دی۔ آپؓ جسم میں ہلکی پھلکی ہونے کی وجہ سے محمل اٹھانے والوں کو پتہ نہیں چلا کہ محمل خالی ہے اور لشکر روانہ ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ نے جب دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے۔ افسوس کرتی ہوئی تھک کر ایک درخت کے سہارے بیٹھ گئیں اور انھیں نیند آ گئی۔ حضرت صفوانؓ نام کے ایک صحابی، دستور کے مطابق لشکر میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

سب کے پیچھے پیچھے گری پڑی چیز اٹھانے اور دیکھ بھال کے لیے چلتے تھے۔ وہ جب اس درخت کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت ام المومنین عائشہؓ ہیں۔ حضرت صفوانؓ نے حضرت عائشہؓ کو بچپن میں دیکھا تھا، پہچان گئے اور خوب زور سے" انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا تو حضرت صدیقہؓ نیند سے بیدار ہو کر پردہ کر کے فوراً کھڑی ہوئیں اور حضرت صفوان نے اپنا اونٹ لا کر اُن کے لیے بٹھا دیا اور حضرت صدیقہؓ اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ حضرت صفوان اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیدل پیدل چل رہے تھے اور پوری سلامتی کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لشکر میں آ کر شامل ہو گئیں۔ بس اتنی سی بات ہوئی جسے عبداللہ بن ابی نام کے منافق سردار نے چرچے میں لا کر ایک طوفان کھڑا کر دیا اور پورے مدینہ طیبہ کی اسلامی سوسائٹی کو بڑا دھکا لگا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور حضرت عائشہؓ کی پاک دامنی اور طیبہ و طاہرہ ہونے کی گواہی آسمان سے نازل فرمائی"۔

(۲۴-النور: آیت ۱۱، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

حضرت زینب بنت جحشؓ

(۱) "یہ واقعہ ہے حضرت زینب بنت جحشؓ کا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ بہت ہی اعلیٰ صلاحیت والی اور شریفانہ مزاج رکھتی تھیں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے۔ وہ تھے تو اصل عرب لیکن بچپن میں کسی قبائلی جھڑپ میں جاہلیت کے زمانے میں پکڑے گئے تھے اور بطور غلام بیچ دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد جب دس سال کی عمر تھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خرید لیا تھا۔ بہت ہی خدمت گذار تھے اور حضور اکرمؐ سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضور اکرمؐ بھی محبت میں انھیں بیٹا کہہ کر پکارتے تھے، جب یہ جوان ہوئے تو حضور اکرمؐ نے اپنی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینب بنت جحشؓ کو ان کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اونچ نیچ اور عرب غیر عرب کا رواج توڑ کر زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زیدؓ سے کرا دیں۔ اِس

toobaa-elibrary.blogspot.com

اصلاحی اور انقلابی قدم پر حضرت زینب تیار نہیں تھیں لیکن جب اِس سورہ کی آیت ۳۶ نازل ہوئی تو آپؓ راضی ہوگئیں۔ (اِس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا فیصلہ جب بھی سنا دیا جائے تو کسی ایمان والے مرد اور کسی ایمان والی عورت کو اپنی پسند ناپسند کا کوئی حق باقی نہیں اور پھر بھی جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم نہ مانے تو اس کی خیر نہیں کہ وہ کھلی ہوئی گمراہی میں جا پڑا) چنانچہ حضرت زینبؓ اور حضرت زیدؓ کا نکاح ہوگیا اور اِس نکاح سے اونچ نیچ اور اشراف غیر اشراف، عرب و غیر عرب کے رواج کا خاتمہ ہوگیا۔"

(۳۳- الاحزاب: آیت ۳۶ - ۳۷)

حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ

(۱) "یہ واقعہ ہے ایک خاتون کا جن کا نام خولہؓ تھا۔ یہ بیٹی تھیں ثعلبہ کی اور حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ، کی بیوی تھیں۔ گھریلو جھگڑے میں ان کے شوہر نے ان کو اپنی ماں کی پیٹھ جیسی کہہ دیا، جسے ظِہار کہا جاتا ہے۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق میاں بیوی کے تعلقات ختم ہوئے۔ گھر اجڑ گیا۔ یہ خاتونؓ دربار نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور قضیہ پیش کیا۔ نبی اکرم سیّد عالمؐ نے فرمایا کہ اب تم دونوں ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ اِس پر حضرت خولہؓ بحث کرنے لگیں کہ میرے شوہر مجھے بہت محبوب ہیں۔ گھر میں بچّے پریشان ہیں اور میرے شوہر بھی میری خدمت کے محتاج ہوں گے۔ زبان سے ماں کی پیٹھ کہہ دینے سے ان کی ماں نہیں بن گئی۔ میرا تصفیہ کر دیجئے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا کرتی تھیں۔ بے قراری میں کہتیں کہ اللہ میرا گھر ویران ہو جائے گا، میرے لیے اپنا حکم نازل فرما کہ میں کیا کروں؟ ان کی آواز اتنی درد بھری اور بے چینی کی تھی کہ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے انھیں خاموش رہنے کی تاکید کی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی بندی پر رحم آیا اور اُن کے حق میں اس سورہ کی پہلی چار آیتیں نازل ہوئیں۔"

(۵۸- المجادلہ: آیت ۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہامان

① "اللہ کی طرف سے تقدیر کا لکھا یہی تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی پرورش، فرعون کے راج محل میں ہو اور جوان ہو کر فرعون ، ہامان اور ان کے لشکر کی بربادی کا سبب بھی یہ بےبس لڑکا بن جائے جو صندوق میں پڑا دریا کی موجوں کے ذریعہ فرعون کے راج محل میں پہونچا دیا گیا۔ ہامان، فرعون کے بڑے وزیر کا نام ہے۔ یہ شخص اونچی عمارتیں بنانے اور مٹی کی اینٹ کو آگ میں پکانے میں بڑا ماہر تھا۔"

(۲۸۔ القصص : آیت ۸)

قارون

① "کم ظرف سیٹھ ساہوکاروں کی یہ بڑی مصیبت ہے کہ جب اُنھیں قدرت اپنے خزانوں میں سے تھوڑا بہت جیسے ہی دیتی ہے تو یہ لوگ خود اپنی قوم پر شیر ہو جاتے ہیں اور غیروں کے تلوے چاٹتے ہیں۔ قارون، حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا چچازاد بھائی تھا۔ پہلے تو بےچارہ پھٹے حال تھا مگر فرعون سے ٹھیکہ داری کے کام ملنے پر بہت مالدار ہو گیا۔"

(۲۸۔ القصص : آیت ۷۶)

ابولہب اور اُمِّ جمیل

① "ابولہب نام کا شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ قوم کا چودھری اور بہت مالدار تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس نے اور اُس کی بیوی امّ جمیل نے بڑا زور لگایا اور بہت ستایا۔ اللہ تعالیٰ نے ابولہب کو ذلّت کی موت مارا کہ اُس کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

لاش کی بدبو کے سبب کسی نے اس کے مردے کو اٹھایا نہیں۔ لکڑیوں سے ڈھکیل کر باہر لاش پھنکوائی گئی اور اس کی عورت بہت حسین اور مالدار تھی مگر اس کا انجام یہ ہوا کہ آخری وقت میں جلانے کا ایندھن جنگل سے کاٹ لاتی اور جلانے کی لکڑی کا گٹھا باندھنے کی رسّی گلے میں لٹکائے پھرتی۔ یہ بھی بُری موت مری اور اللہ تعالیٰ نے اس کے گلے میں ہمیشہ کے لیے لعنت کی رسّی ڈال دی۔"

(۱۱۱۔ اللھب: آیت ۱)

ولید

(۱) "اِس سورت کی آیت گیارہ سے اٹھارہ تک جس آدمی کے بارے میں بیان ہے، یہ شخص ولید نام کا ایک بڑا ساہوکار تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ سُن کر بتا کہ حضور رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔ اس نے جواب میں مُنہ بگاڑ کر کہا کہ "یہ جادو ہے۔"

"اس سورہ کی آیت چوبیس پچیس تک ولید کا جواب ہے کہ قوم نے اُسے بڑا جان کر صلاح پوچھی کہ تم دنیا دیکھے ہوئے تجربہ کار مالدار ہو۔ بتاؤ یہ قرآن کیا ہے؟ اُس بے ایمان نے اُن کو جھوٹی صلاح دی کہ یہ جادو ہے۔ کلام اللہ نہیں ہے بلکہ آدمی کا قول ہے۔ اُس کے اِس جواب پر اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوئے اور اگلی آیات نازل فرمائیں۔"

(۷۴۔ المدثر: آیت ۱۸-۲۵)

منافقین

(۱) "یہ حال ہے منافق کا کہ حالات سخت ہوں تو جنگی تیاری میں دیر لگا کر بہانہ کر کے گھر میں بیٹھ رہے۔ اگر ایمان والوں کو نقصان پہنچے تو خوش ہو جائے کہ بہت اچھا ہوا کہ میں بچ گیا اور اگر اہلِ ایمان کامیاب ہوں تو حسد کرے کہ موقعہ ہاتھ سے نکل گیا، اگر

toobaa-elibrary.blogspot.com

لڑائی میں شریک ہوتا تو خوب اپنا نام چمکتا اور مجاہد کہلاتا اور مال غنیمت ہاتھ آجاتا۔"

"یہ حال ہے منافق کا جو دوغلی بات کرتا ہے، مُنہ پر اقرار کرے اور بیٹھ پیچھے خفیہ کاروائی سے نقصان پہونچانے کے لیے جماعت کے اندر اپنی ٹولی بنائے۔"

"یہ اُن لوگوں کا حال ہے جو کافروں کے علاقہ میں رہتے تھے اور جنگی کاروائی میں مسلمانوں کے لیے ایک بڑا مسئلہ بن گئے تھے۔ جو دل سے تو اسلام کو قبول نہیں رکھتے تھے مگر ظاہر میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت سے ملاپ بھی جتاتے تھے۔ اِس غرض سے کہ مسلمانوں کی فوج اگر ہماری قوم پر آپڑے تو اس تعلق کے سبب ہماری جان ومال کی حفاظت ہوسکے۔ یہ منافقیں موقع آنے پر دوغلہ پن بھی بتاتے اور جنگی کاروائی میں مسلمانوں کے خلاف سازش میں شریک ہوجاتے۔ مسلمانوں کو لڑائی میں ان کے خلاف کھل کر فیصلہ کرنے میں دقت ہوجاتی تھی بلکہ لڑائی میں ان کے ظاہری ایمانی تعلق کا لحاظ رکھنا ضروری ہوجاتا۔ اُن ہی کی وجہ سے کبھی کبھی مسلمانوں میں آپس میں اختلاف پڑا۔ ایک گروہ کا خیال ہوا کہ اُن سے تعلق توڑ دیا جائے تاکہ ایک طرف ہوجائیں۔ دوسرے گروہ نے کہا کہ ان سے تعلق باقی رکھنا چاہیئے تاکہ وہ کھل کر ایمان لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو میں راہ نہ دوں اُسے تم کیا راہ بتا سکو گے؟"

"یہ منافق کی اصل خصلت ہے کہ ایمان والوں کے ساتھ رہ کر، داؤ میں رہتا ہے مومنین فتح پاجائیں تو یہ سب کے آگے آگے دوڑے گا اور اگر کافروں کو کچھ فتح ملی تو اُن سے اپنا حق الخدمت وصول کرنے پر زور دے گا کہ ہم نے تم کو ہر طرح سے گھیر لیا تھا پھر بھی ایمان والوں سے موقع پاکر تم کو بچایا ہے، اس لیے اپنی کامیابی میں سے ہماری محنت کی مزدوری ہم کو ملنا چاہیئے۔ ایسے ایمان فروشوں کا حشر کافروں کے ساتھ ہونا طے ہے۔"

(۴۔ النساء: آیت ۷۲-۸۱-۸۸-۱۴۱)

(۲) عوام کے کچھ سردار لوگ قسم کھا کر وقت نکالنے کو، اسلام قبول کرکے دھوکہ دینا چاہیں اور وقت آنے پر بدل جائیں تو عوام میں خون خرابے سے بچنے کی ایک تدبیر یہ بتادی کہ ایسے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سازش کرنے والے گروہ کے سردار کو قتل کردو تاکہ فتنہ دب جائے کہ اصل فسادی وہی لیڈر ہوتے ہیں جو عوام کو بھڑکاتے رہتے ہیں۔"

"جو منافق جھوٹے بہانے بنا کر رخصت لے کر گھر بیٹھ گئے تھے اُن کو جب معلوم ہوا کہ مسلمان کامیاب ہو کر جنگ سے واپس آ رہے ہیں تو انھیں بہت بُرا لگا اور کبھی کسی موقع پر ایمان والوں کو نقصان پہونچتا تو بہت اِتراتے اور کہتے کہ ہم نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ ایسا ہوگا، اس لیے ہم نے جنگ میں شریک ہونا پسند نہیں کیا اور اپنی اِس تدبیر پر بہت خوش ہوتے کہ جان بچی۔"

"منافق لوگ بہانہ بازی سے گھر بیٹھ کر انتظار کرتے کہ دیکھیں جنگ میں مسلمانوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات دو حال سے خالی نہیں۔ ایک شہادت تو وہ بھی کامیابی ہے۔ دوسری فتح، تو وہ بھی کامیابی۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ جنگ میں شہید ہوں یا فتح پائیں، ہر طرح نیکی ہی نیکی ہے۔ البتہ منافقوں کے لیے فرمایا کہ تم کو عذاب آ پڑے یا اہلِ ایمان کی نظر میں گر کر ذلیل ہونا ہے۔"

"منافق کا دوغلہ پن یہ ہے کہ نماز پڑھے دکھاوے کی۔ جی نہ چاہے۔ اور اسی طرح راہِ خدا میں مال لوگوں کی شرما شرمی اور کراہیت سے خرچ کرے۔ آج کے زمانے میں تو مسلمان اس سے بھی گئے گزرے ہوگئے کہ نماز کو چھوڑ بیٹھے اور راہِ خدا میں خرچ کرنا خوشی ناخوشی سب برابر۔ بلکہ رسومات اور شادی بیاہ میں باجے گاجے پٹاخے اور قبروں پر میلے ٹھیلے میں لاکھوں کروڑوں کا خرچ کرتے ہیں۔ منافق لوگ جی سے یا دکھانے کے لیے سہی مگر نماز پڑھتے ضرور تھے کہ نماز کے بغیر کوئی آدمی مسلمانوں کی جماعت میں رہ نہیں سکتا تھا اور راہِ خدا میں مال خرچ کرنا بھی ضروری تھا۔ یہ اور بات ہوئی کہ اُن کے نفاق کے سبب اللہ تعالیٰ نے اُن کی اِس دنیاوی نیکی کو قبول نہیں رکھا۔"

"ایمان والوں کو طاقتور دیکھا تو لگے چاپلوسی کرنے اور کبھی کافروں کو دیکھا کہ اُن کا پلّہ بھاری ہے تو اُن کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ ایسے ڈرپوک لوگ ہر زمانے میں ہوتے ہیں یہاں" وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ " کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ شاید یہ معنی بھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوں کہ تفرقہ ڈالنے کو ایسا کرتے ہیں ۔"

"لڑائی میں بہادر ایسے کہ بھاگنے چھپنے کی جگہ ملے تو پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں اور کامیابی کے وقت جنگ میں مال ہاتھ آئے یا زکوٰۃ کی تقسیم ہو رہی ہو تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنہ کس دیا کہ اُن کو دیا اور اُن کو نہیں دیا۔ ہاں جب خود اُن کو ملے تو بہت خوش، ورنہ ان کے غصہ کا کیا کہنا۔ جو لوگ آج بھی جماعتی زندگی میں اپنے سردار کے ساتھ ایسا کریں، وہ خود اپنا حال اِس آیت میں دیکھ لیں ۔"

"عام لوگوں کو اپنی طرف کر لینے کو ہر ایک سے مل کر قسم کھا کھا کر اپنی بات کا یقین دلانا، تاکہ لوگوں میں اپنی عزت بنی رہے اور لوگ خوش ہوں۔ یہ خصلت ہے منافق کی؛ جب کہ مومن کو چاہیئے کہ ہر طرح پہلے اللہ تعالیٰ کو اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لے پھر دوسرے خوش ناخوش ہوں تب بھی کچھ بنتا بگڑتا نہیں ۔"

"اِس آیت میں منافقوں کا حال بیان ہوا ہے۔ فتنہ برپا کرنے کو کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑتے رہتے تھے اور پکڑ دھکڑ کے وقت مکر جاتے اور جھوٹی قسمیں کھا کر بچاؤ کر لیتے جب کہ ان کے ارادے تو یہاں تک تھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی شہید کر ڈالیں مگر اپنے اس ناپاک ارادے میں ناکام رہے ۔"

"دعوت قرآنی پر جب مال کی ضرورت ہوئی تو کوئی مالدار ہزاروں درہم لایا، کوئی اپنا آدھا مال اور کوئی تو پورا مال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اور کوئی محنت مزدوری سے آٹھ سیر جَو کما کر لایا تھا۔ اس میں سے چار سیر خیرات کے لیے پیش کر دیئے۔ اس پر منافق ہر ایک کے بارے میں طعنہ کرتے۔ بڑی رقم والوں کے لیے یہ کہتے کہ نام و نمود چاہتے ہیں اور محنت مزدوری والوں کے صدقہ پر ہنسی اڑاتے کہ اِس چار سیر اناج سے کونسی جنگ جیت لی جائے گی اور مزدور ہو کر مالداروں کا مقابلہ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایسے طعنہ دینے والوں کی مذمت اِس آیت میں بیان ہوئی ۔"

"قرآن مجید کی سورۃ المنافقون میں اُن کا پورا بیان دیکھ لیا جائے۔ وہاں آیت یہ بھی ملے گی کہ " سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللّٰہُ لَہُمۡ ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ” (المنافقون: آیت ۶)۔یعنی برابر ہے اُن کو کہ آپ ان کے لیے بخشش کی دعا کریں یا نہ کریں، اللہ ان کو ہرگز معاف نہ کرے گا“۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا کون سا گناہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پر بھی معاف نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ اللہ، رسولؐ کی نافرمانی سے آدمی کا کام بگڑ جاتا ہے، اِس سے بچنا چاہیے۔ فرمانبردار کے گناہ معاف ہوں گے۔ باغی غدّار اور دوغلے مشرک اور منافق یہاں خوش ہو لیتے ہیں کہ ہماری بخشش ہو جائے گی بلکہ اس پر بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں مگر مرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ اُن کو دھوکا ہو گیا تھا“۔

”منافق کا ایک اور نشان ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بندوں کو راضی کرنے کی بڑی فکر رہتی ہے۔ بندے اگر راضی ہو گئے اور اصل مالک راضی نہ ہوا تو کیا کام بنے گا۔ غرض دنیا کے لیے بندوں کو الٹی سیدھی پٹا کر حلف اٹھالیا اور قسم کھالی تاکہ کام بن جائے مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ سب بات چلنے کی نہیں۔ وہاں تو دلوں کی حالت کی پوری خبر ہے“۔

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ طیبہ سے قریب میں پڑاؤ کیا اور وہاں نماز ادا فرمائی، پھر شہر میں داخل ہوئے اور بعد میں مسجد نبویؐ کی تعمیر ہوئی۔ اہلِ ایمان کے لیے صرف یہ مسجد کافی تھی لیکن دوغلے منافق لوگ جو مسلمانوں کے مقابلے میں کھلی لڑائی نہ لڑ سکتے تھے اور اسلام کو قبول رکھنے کا ڈھونگ رچائے ہوئے تھے، ایسے منافقوں نے قُبا، کے ایک محلّہ میں ایک اور مسجد بنائی اور نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ایک مرتبہ اس میں نماز پڑھ کر افتتاح فرمادیں۔ حضور اقدسؐ اُس وقت جنگ تبوک کی تیاری میں مشغول تھے۔ ارشاد فرمایا کہ جنگ سے واپسی پر دیکھا جائے گا“۔

(۹۔التوبہ: آیت ۱۲ ۔ ۵۰ تا ۵۸ ۔ ۶۲ ۔ ۶۷ تا ۸۰ ۔ ۹۶ ۔ ۱۰۷)

”منافق لوگوں نے اِس مسجد کی تعمیر، اہلِ ایمان کے خلاف ایک خفیہ چھاپہ مار تحریک کا مرکز بنانے کے لیے کی تھی، تاکہ ظاہر میں تو وہاں نماز ہوا کرے اور مسجد مشہور ہو اور باطن میں ایمان کے مقابلے میں کفر کا چلن اور اہلِ ایمان میں جدائی ڈالنے، پھوٹ ڈالنے کی اسکیم بنانے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور ایمان کے مخالف مشرک کافر اور منافق کے چھپنے کو ایک خفیہ مرکز کا کام اِس مسجد سے لینے کا منصوبہ بنایا تھا۔ تبوک سے واپسی پر جب وحی آگئی اور اگلی آیت نازل ہوئی تب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی نیت کا کھوٹ معلوم ہوا تو، نبی کریمؐ نے اِس مسجد کو گرانے کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ ظاہر میں کوئی کام بتانے دکھانے کو کتنا ہی اچھا لگے مگر اس میں نیت خراب ہو تو قبول نہیں۔ اس لیے کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہوتا ہے۔"

(۹۔التوبہ: آیت ۱۰۷، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۳) "یہ منافق کی علامت ہے کہ بات اپنے فائدے یا مفاد کے موافق دیکھی تو سر ہلا کر ہاں جی، ہاں جی کر لیا اور اپنا مطلب نکال لیا۔"

(۲۴۔النور: آیت ۴۹)

(۴) "اِس آیت میں تین طرح کی تفسیر کے معنی نکلتے ہیں۔ پہلی یہ کہ ایمان والوں پر مصیبت آپڑی ہے اور اُن پر دین، قرآن، توحید اور اللہ کے مخالفوں نے گھیرا ڈالا ہے جس کے سبب مدینہ کی پوری آبادی خطرے میں ہے، ایسے مشکل وقت پر منافق لوگ دشمن کے مقابلے میں یہ بہانہ بازی کر کے فرار ہو جانے کے لیے اپنے سردار سے اجازت لینے کو جھوٹ بولتے ہیں کہ ہمارے گھر کی حفاظت مقصود ہے، ہمیں مورچہ سے چھٹی دی جائے جب کہ ایسی بات نہیں تھی، بلکہ یہ لوگ اہلِ ایمان کی کامیابی میں شک کرنے لگے تھے کہ یہ لوگ اب مشرک لشکر کے مقابلہ میں ہار جائیں گے اور مدینہ پر قریش کی فوج غالب آنے کو ہے اس لیے ابھی سے ہم لڑائی سے ہٹ جائیں تاکہ مشرک فتح پائیں تو اُن سے ملی بھگت کا موقعہ بنا رہے گا کہ ہم تو پہلے سے کسی کے ساتھ نہیں تھے بلکہ غیر جانبدار تھے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں اگر ان کے محلّہ پر پیچھے سے کوئی حملہ کر دے تو یہ لوگ مقابلہ کے لیے ذرا بھی دیر نہ کریں گے اور اپنے مکان مال اور اہل و عیال کی حفاظت میں جان لگا دیں گے مگر جہاں سب اہلِ ایمان کی حفاظت کا معاملہ ہے وہاں خود ظاہر میں دعویٰ ایمان کا کرنے کے بعد بھی غداری اور بے وفائی کی باتیں کرتے ہیں۔ تیسری تفسیر یہ بھی منقول ہے کہ اگر حملہ آور فوج کسی طرح اُن کے علاقے میں آ کر اُن کے ساتھ مل جائے یا سازباز کر کے اپنا حساب

toobaa-elibrary.blogspot.com

بٹھا کر مدینہ طیبہ کے اندرونی حصوں میں گھس بیٹھ کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو اس فتنہ میں یہ منافق بھی اُن کے ساتھ ہو جائیں گے اور حملہ وَر فوج کے ساتھ ہو کر خود مسلمانوں پر لوٹ پڑیں گے اور ایسی زبردست خانہ جنگی کر ڈالیں گے کہ مکمل بغاوت کا جھنڈا گویا اُنھیں کے ہاتھ رہ جاتا ۔ اور مسلمانوں کے ملک اور دین میں رہ کر بھی کافروں کے فتنہ میں شریک ہو جانے کو تیار ہیں، یہی وہ اسباب ہیں جس کی وجہ سے جنگ احزاب سے فراغت پا کر سرورِ کائنات نے فوراً ایسے غدار یہودی قبائل اور منافق لوگوں کو اچھی طرح کچل دیا ۔"

(۳۳-الاحزاب : آیت ۱۴ ، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑤ "یہ منافق لوگوں کا تذکرہ ہے کہ بات سننے کو، دکھاوا ایسے کریں گے کہ واہ کیا خوب دھیان سے سن رہے ہیں لیکن اُن کو اللہ تعالیٰ کے کسی حکم پر چلنا نہیں ہے ۔ اپنی من چاہی پر چلنا ہے اس لیے ان کو مجلس نبویؐ کا وعظ نفع نہ دے گا بلکہ ان کے غلط رویے کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو بند لگا دیا کہ جان بوجھ کر مجلس سے باہر آکر بڑے درجے کے صحابہؓ سے پوچھتے کہ ابھی ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا فرمایا تھا اور وہ کیا کہا تھا ؟ جب کہ مجلس میں خود موجود تھے پھر لوگوں کو بتانے کے لیے ایسا کرتے تھے کہ لوگ اُن کی قدر و عزت کریں کہ واہ بھئی کیا خوب لوگ ہیں کہ بات کی تحقیق اور گہرائی میں جاتے ہیں۔"

(۴۷ - محمدؐ : آیت ۱۶)

⑥ "ظاہر میں مسلمان اور اندر سے منافق ۔ چوری چھپے اپنی زبان سے اپنی دھونس جمانے کو بناوٹی مردانگی بتاتے مگر دل میں مسلمانوں کا خوف اُن کی ہیبت اور ڈر ایسا تھا کہ انھیں اللہ سے ڈرنے کا ہوش نہیں رہا اگر انھیں کچھ سمجھ ہوتی تو انھیں اللہ سے ڈرنا چاہیے تھا جو ہر انسان کے بھید کو اور تمام چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے اگر کسی شخص کے دل میں اللہ کا ڈر اور ادب ہو تو نفاق کی بیماری اسے چھو نہیں سکتی ۔"

(۵۹-الحشر : آیت ۱۳)

⑦ "منافق کی پہچان یہ ہے کہ ظاہر میں ایمان کا کھلا اعلان کرے اور باطن میں اندر سے انکاری ہو ۔ ایسوں کا انکار وقت آنے پر ظاہر میں کھل جاتا ہے ، اُن کے بارے میں یہ سورت

toobaa-elibrary.blogspot.com

نازل ہوئی۔ ایمان کے کسی جزء کی بھی شہادت دینے کے لیے زبان کا اعلان، دل کی اندرونی کیفیت کو ظاہر کرنے کے لیے ہوتا ہے لیکن منافق مجبوراً اپنے دل میں جو کچھ ہوتا ہے اسے چھپا کر زبان سے جھوٹی شہادت پیش کرتا ہے۔ اس پر فرمایا کہ ان کی زبانی گواہی اور شہادت اپنی جگہ، لیکن اللہ کی شہادت اور گواہی اُن کے معاملہ میں یہ ہے کہ منافق اپنے قول میں جھوٹے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ کے رسولؐ ہیں۔ ان کی رسالت کی زبانی شہادت ان لوگوں کو کیا فائدہ دیگی جو اندر سے دل میں اللہ کے رسول کو رسولؐ نہیں مانتے۔"

"ایسا کونسا گناہ ہے جو نبی اُمّی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور استغفار سے بھی معاف نہ ہو، بس اپنے اپنے دل کے اندر کے ایمان کی بات ہے۔ جن کے دل انکاری تھے اور ظاہر میں اعلان مسلمانی کا تھا اُن کو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا بھی کچھ نفع نہیں اور جو دل سے ایمان میں آئے ہیں اُن کی تقصیر اور بھول چوک پر نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اُن کے حق میں سرمایۂ مغفرت ہے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد۔"

"مدینہ میں اکثر منافق مالدار اور جاگیر دار تھے۔ یہودی سرمایہ داروں سے اُن کی ملی بھگت تھی۔ آپس میں کہتے تھے کہ مسلمان آخر باہر کے لوگ ہیں، اُن پر ہم مال خرچ نہ کریں تو یہ خود ہی یہاں سے نکل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو اللہ کافی ہے۔ آسمانوں اور زمین کے سب خزانے اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ دو کوڑی کے دوغلے منافق سمجھتے ہیں کہ اُن کے خرچ سے مسلمان پلتا ہے تو یہ ان کی بے عقلی ہے۔"

"ایک سفر میں دو آدمیوں کے بیچ کسی بات پر ان بن ہو گئی۔ ایک مہاجر تھے اور ایک انصار تھے۔ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں ملاپ کرا دیا، بات ختم ہوئی، لیکن منافقوں نے انصاری کی طرفداری میں کہنا شروع کیا کہ ان کو اپنے شہر میں نہ آنے دیتے تو ہمارے مُنہ پر نہ آتے اور یہ بھی کہا کہ اچھا اب مدینہ پہنچ کر جو عزت والا ہو گا وہ ذلیل کو نکال دے گا۔ ایک صحابیؓ نے سن لیا۔ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو دریافت فرمایا منافق صاف انکار کر گئے اور قسم کھا گئے کہ یہ بات ہم نے نہیں کہی۔"

(۶۳۔ المنافقون، آیت ۱ تا ۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دوغلے مذہبی لیڈر

(۱) ”ادھورا اور نیم سچ اور نیم جھوٹ والا دین بتا کر اپنی لفاظی سے الفاظ کے کرتب دکھا کر خوشحال لوگوں کو راضی کر کے آج بھی جو طبقہ پیٹ بھرتا ہے وہ خصلت یہود کا نشان ہے اور یہ حرکت جو بھی کرے گا، جان بوجھ کر کریگا۔“

”اہلِ کتاب کے منافق اور دوغلے لوگ خوشامد کے واسطے اپنی کتاب میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور خوبیاں مسلمانوں کے سامنے بیان کرتے تاکہ ان کی ملی بھگت سے نفع اٹھائیں لیکن اکیلے میں جب ان کے مخالف اہلِ کتاب انھیں پکڑتے تو اُن پر الزام دیتے کہ تم کیوں اپنے علم کی سند مسلمانوں کو بتاتے ہو۔ یہ کیا بے وقوفی کا کام کرتے ہو۔“

”یہ وہ لوگ ہیں جو عوام کو خوش کرنے کے لیے اپنے ہاتھ سے جوڑ کر مذہبی باتیں لکھ دیتے ہیں اور نسبت کرتے ہیں اللہ اور نبی کی طرف اور اُس کے دام بھی لوگوں سے وصول کرتے ہیں۔ مذہبی چودھریوں اور کاروباری بنیاد پر دین دھرم کے ایسے ٹھیکیدار آج بھی موجود ہیں۔“

”یعنی اہلِ کتاب ہو کر بے علم اور جاہل لوگوں کی طرح، تُوتُو میں میں کرنے لگے اور اناڑیوں کی آواز میں آواز ملا کر وہی کچھ کہنے لگے جو نادان لوگ بکتے رہتے ہیں۔“

(۲۔ البقرہ: آیت ۴۲۔ ۷۶۔ ۷۹۔ ۱۱۳)

(۲) ”مذہب کے نام پر دکانداری کرنے والا گروہ ہمیشہ اپنے آپ کو عام انسانوں سے اعلیٰ و برتر مقدس و پاکباز ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ ایسے ڈھونگی اور بہروپئے لوگوں کے بارے میں جاننا چاہیئے کہ تقدیس میں جلال کا عرفان ہوتا ہے۔ لباس کی بناوٹ پر اپنے ماننے والوں کے خون کا چھڑکاؤ کرنے سے تقدیس نہیں آتی۔ تقدیس اور پاکیزگی تو اللہ جسے چاہتا ہے اُس کے مرتبے کے مطابق عطا فرماتا ہے جھوٹے دعوے سے کچھ حاصل نہیں۔ اللہ کے حضور کسی کی تقدیس چھپ نہیں سکتی اور کسی پاکیزہ مرتبہ والے کو اجر حاصل کرنے میں ذرا بھی نقصان

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں ہوگا، پھر دنیا میں اپنی بڑائی اور شیخی بگھار کر گناہ مول لینا، کہاں کی عقل مندی ہے۔"

"ظاہر میں مذہبی چودھری بنے پھرتے ہیں۔ اللہ کے بارے میں نہایت جھوٹی باتیں بتلاتے پھرتے ہیں۔ مذہب کے نام پر جھوٹی رسمیں ایجاد کرتے ہیں اور عوام کو ان رسموں میں ایسا مشغول رکھتے ہیں کہ سادہ دینِ فطرت اور صاف ستھری توحید اور آخرت کا اصل عقیدہ عوام کے دلوں سے نکل جائے اپنی یہ دکانداری اللہ کے کسی نبیؑ یا ولی کے نام پر چلاتے ہیں اور ان کو اللہ کے برابر ثابت کرنے میں شور اور ہنگامہ کی ہولناک گڑگڑاہٹ سے زبان اور قلم کے آتشیں لاوے جاری کرتے ہیں۔ بہت سارے حق پرستوں کو راہ مستقیم سے ہٹا دیتے ہیں اور ایسی زہریلی فضا بنا دیتے ہیں کہ اس کو سرد کرنے کے لیے شہید کے مقدس خون کے چھینٹوں کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ یہ سب تماشہ آج بھی جاری ہے اسی لیے فرمایا کہ دیکھتے جاؤ۔"

"مذہب کے نام پر کچھ لوگوں نے غلط قسم کے عقائد عام کر دیئے اور اپنی مذہبی دکانداری کو خوب چمکایا۔ قرآن نے صاف کہہ دیا کہ بخشش کا دارومدار صرف ایمان اور نیک عمل پر ہے۔ وہاں اللہ کے سوا کوئی دوست اور مددگار بن کر کسی کے کام نہ آسکے گا۔ گذشتہ کتاب یافتہ اقوام نے بھی ایسا گمان کر لیا تھا کہ ہم خاص بندے ہیں، گناہوں پر ہماری پکڑ نہ ہوگی، اگر ہوگی بھی تو پیغمبرؑ ہمیں بچالیں گے لہٰذا قرآن مجید نے صاف صاف حکم صادر فرمایا کہ جو نیک کام کرے گا، وہ جنّت کا حقدار ہوگا چاہے وہ مرد ہو یا عورت کسی پر بال برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔"

(۴۔النساء: آیت ۴۹۔۵۰۔۱۲۳۔۱۲۴)

(۳) "جوگی، سنیاسی، راہب اور تارک الدنیا، ننگ دھڑنگ لوگ بھنگ چرس گانجہ شراب اور ناچ رنگ میں مست اور مال حرام ڈکارنے والے، یہ آج بھی پائے جاتے ہیں ان میں سے جو بے حیاء لوگ ہیں وہ اپنے کالے کرتوتوں کی نسبت اپنے باپ داداؤں کی طرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کا ہم کو یہی حکم ہے۔ توبہ، توبہ۔"

"کسی آدمی کی یہ بڑی ہی بدقسمتی ہے کہ گمراہ ہو کر یہ سمجھے کہ میں بہت صحیح راستے پر ہوں۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"اللہ تعالیٰ نے نبیؑ کو دنیا کے انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجے۔ ان کے ساتھ آسمانی کتابیں حسب ضرورت نازل فرمائیں۔ بعد میں زمانہ دراز ہونے پر بگڑے ہوئے لوگ مذہبی گدی نشین قائم کر کے بیٹھ گئے۔ اللہ، نبیؑ، دین، آخرت اور نجات کے بارے میں دکانداری شروع کی۔ بڑے بڑے عہدے اور منصب قائم ہوئے۔ عام لوگ بے چارے نادان ہونے کے سبب اور دنیا کے بکھیڑوں میں پھنس کر کتاب اللہ سے انجان ہونے کی وجہ سے کچھ سمجھ نہ پائے کہ حق بات کیا ہے۔ مذہبی دکاندار لوگوں نے ان کو خوب ٹھگنا اور لوٹنا شروع کیا۔ اللہ اور نبیؑ، اولیاء اور مُصلحین کے نام سے بہت سی من گھڑت اور جعلی کہانیاں اور رسومات کا الجھا ہوا مذہب جس کا کوئی سرا نہیں ملتا تھا، خدائی مذہب کے نام پر چل پڑا۔ اِس آیت میں ایسے ہی لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہے کہ کتاب اللہ کی تعلیم معلوم ہونے کے بعد بھی دُنیا کے مال و اسباب کے حاصل کرنے میں آخرت کا گھر بھول گئے اور عوام کی ایک بھیڑ اپنی جہالت سے ان مذہبی بہروپیوں کو نذرانے اور چڑھاوے دے کر مطمئن ہو گئی کہ نجات کا پروانہ جن کے قبضہ میں تھا، ہم نے خرید لیا۔ بیچنے خریدنے والے دونوں مغالطے میں رہے اور آخرت کا دروازہ کھلتے ہی سب کو معلوم ہو گیا کہ اصل حقیقت کیا تھی۔"

(۷۔ الاعراف: آیت ۲۸۔ ۳۰۔ ۱۶۹)

(۴) "اہلِ کتاب ہو کر عام انسانوں کو اللہ کا صاف صاف پیغام پہنچا کر اُنھیں جینے کا سلیقہ سکھانے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کے وقت کام آنے والے ایمان اور نیک عمل کی دعوت دینی چاہیئے تھی۔ اُس کے بجائے مذہب میں ڈھونگ اور رسومات کے ڈھیر لگا دیئے۔ خود بھی لنگر لنگوٹ کس کر دنیا چھوڑنے کا ناٹک رچایا۔ پھر بھی پیٹ نے کسی کو چھوڑا نہیں تو بغیر کمائے جی کیسے سکتے تھے اور ترکِ دنیا کے سبب، معاش اور روزی کے وسیلے بھی چھوڑ چکے تھے۔ اب ایک راستہ نیا نکالا کہ عوام سے ٹکے وصول کیئے۔ سرمایہ داروں کے ساتھ سانٹھ گانٹھ کر لی اور بھولے عوام کو اپنے پنجے میں کس لیا۔ دین کو بیچا۔ مذہبی گدیاں قائم کیں، جو ایمان کے نیلام گھر ثابت ہوئے اور یہاں سے نجات کے پروانے جاری کرنے لگے۔ یہ طبقہ پورے سماج کو مذہب سے بدظن کرتا رہا اور مذہب کا مُبلغ و مُحافظ بھی مشہور

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوا اور مذہب کے نام پر ڈاکہ گیری بھی کرتا رہا۔ دوسرا طبقہ اُن سرمایہ داروں کا جو اپنا دھن زمین میں گاڑ کر رکھیں گے مگر کسی کے کام نہ آئیں گے۔ ان دونوں طبقوں کو جہنم کی وعید سنادی۔ ہر زمانے میں ساری دنیا میں ان دونوں ٹولیوں سے فساد ہے۔ ایک مذہب کے نام پر کاروبار میں مصروف تو دوسرا کاروبار کے نام پر مذہب کا خریدار۔ دونوں کی ملی بھگت سے تمام دنیا کا ستیاناس آج بھی نظر کے سامنے ہے۔"

(۹۔ التوبہ، آیت ۳۴)

⑤ "ان لوگوں نے زبانی ورزش سے جھوٹ کو نیکی کا جامہ پہنا دیا اور ایسی رسومات اللہ کے نام سے چلا دیں جن کا وجود، دین میں کہیں نہیں تھا۔ ایسے لوگ دوزخ کی آگ میں عام جتنا کے آگے آگے ہوں گے کہ انھیں رہنماؤں نے یہ گورکھ دھندا دنیا میں چلا رکھا تھا۔ اب سزا بھگتے وقت بھی ان کی لیڈری برقرار رکھی گئی کہ مجمع میں ان کو سب کے آگے آگے چلایا جائے گا۔"

(۱۶۔ النحل، آیت ۶۲)

⑥ "کسی نبیؑ کی امت میں اوّل کے لوگ توحیدِ خالص اور نیکی پر خوب قائم رہے بعد میں ناخلف لوگ مذہبی گدیاں قائم کر کے ان کے نام سے دین دھرم چلانے لگے لیکن عمل کے لحاظ سے اتنے گرے کہ بے نمازی ہو گئے اور دنیا کی عیش پرستی میں ڈوبے۔ جیسے ہمارے ملک میں بھی بزرگوں کے مزاروں کے بہت سے سجادہ نشین آج بھی تارکُ الصّلوٰۃ ہیں اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو گانجہ، شراب اور ناچ گانے میں بھی خوب لذت لیتے ہیں اور نام کی مذہبیت کی دکان بھی ساتھ ہے جس پر تختی دین کی لگی ہے۔"

(۱۹۔ مریم، آیت ۵۹)

⑦ "اللہ کے نبیؑ، تبلیغِ دین کو معاش کا ذریعہ یا کاروباری چیز نہیں بناتے بلکہ تبلیغِ دین اُن کی زندگی کا مقصد ہوتا ہے جس پر کسی سے وہ اُجرت مزدوری نہیں مانگتے۔ اُن کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ہے۔ دُنیا میں جو لوگ مذہب کے نام پر دکانداری کرتے ہیں اور عوام سے اپنے مذہبی منصب کا معاوضہ لیتے رہتے ہیں اور اُن کے لیے بخشش کے جعلی اور بناوٹی پروانے جاری کر کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اپنا پیٹ بھرتے ہیں اور پھر جن سے بھاری بھاری رقم طلب کی ہے اُن کی خواہشات اور مرضی کا خیال و لحاظ رکھنا ان کو ضروری ہوتا ہے۔ اس پر دین کی شکل اور صورت میں تبدیلی اور دین کے فرائض اور واجبات سے چھوٹ دینا، ان کے لیے لازمی ہوتا ہے، جس کے سبب مذہبی علماء اور گدی نشین مجاوروں کی ایک بڑی فوج اس زمین پر طاقتور چودھریوں کے ساتھ سانٹھ گانٹھ سے دین کے سچے خادموں کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کر کے عوام میں ایسے حالات پیدا کرتی ہے کہ صحیح دین کے بارے میں شک و شبہ ہو جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے، سورہ یونس آیت ۷۲ - سورہ ہود آیت ۲۹ - ۵۱ - سورہ شوریٰ آیت ۲۳ - سورہ یٰسین آیت ۲۰ - ۲۱ - سورہ توبہ آیت ۳۴۔"

(۲۵ - الفرقان: آیت ۵۷، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۸) "ایمان تو ہر آدمی کے دل میں کسی نہ کسی درجہ میں ہے لیکن آس پاس کا ماحول اُسے مشرک بنانے پر آمادہ کرتا ہے۔ کوئی زور لگا کر ایمان کو سنبھال کر ساتھ لے جانے کی فکر کرے تو لاکھوں ڈاکو راستے میں نیکی کا لباس پہن کر اُسے ٹھگ لیتے ہیں۔ مذہب کے نام پر بھی بہت سے مذہبی دکاندار لوگوں کا مال ناحق ڈکار جاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے بھٹکا دیتے ہیں۔ آخرت میں جا کر ہر ایک کو احساس ہوگا کہ کاش اپنا ایمان سنبھال سنوار کر ساتھ لایا ہوتا اور نیک عمل کیے ہوتے تو آج یہ درگت اور مایوسی کا سامنا نہ ہوتا۔"

(۲۶ - الشعراء: آیت ۱۰۲)

(۹) "اللہ کے بارے میں اور آخرت کے بارے میں شیطان اور اس کے ایجنٹ مشرک چودھری لوگ طرح طرح کے فریب والے وعدے کرتے ہیں جب کہ وہاں کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا۔ نہ باپ بیٹے کو نہ اولاد والدین کو، سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ ہر ایک کا ایمان اور نیک عمل ہی اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا سبب بن سکے گا۔"

(۳۱ - لقمان: آیت ۳۳)

(۱۰) "جنہیں اپنا سردار اور چودھری، بڑا مذہبی گدی نشین اور نجات دینے والا مانتے تھے وہ سب وہاں مکر گئے بلکہ اگر ایسے لوگوں نے خود ہی اُن کو گمراہ کرنے کی یہ خدمت دنیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں انجام دی ہوگی تو یہ بھی دوزخ کا ایندھن بن کر رہیں گے۔ اس موقع پر اُن کے جاننے والے انھیں لعنت ملامت کریں گے۔"

(۳۳-الاحزاب: آیت ۶۸)

دوغلے عوام اور رہنما

دوغلے لوگ

(۱) "دوغلے لوگ بات بڑی لچھے دار کرتے ہیں کہ سنتے ہی آدمی تعجب میں پڑ جائے، گرچہ دل میں کچھ اور ہوتا ہے اور ہر بات میں خدا کو گواہ بناتے ہیں مگر زبان کے بڑے تیز ہیں۔"

"کاروباری سیاسی لوگ پہلے تو بڑی چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں اور چرب زبانی سے پارسائی کا ڈھونگ رچاتے ہیں لیکن جب اقتدار حاصل ہوتا ہے تو ساری طاقت خون خرابے اور ملک کو اجاڑنے میں لگا دیتے ہیں۔ کسی کی حق بات بھی نہیں سنتے۔ سمجھانے پر اور زیادہ ضد میں آکر اپنی عزت اور غلبہ کا استعمال کر کے خلق خدا کو تنگ کرتے ہیں ایسے لوگوں کے اعمال کا حساب جہنم میں جا کر ہی پورا ہوگا۔"

"ایمان والے دنیا کی حقیقت اور زینت و آرائش سے خوب واقف ہیں۔ دنیا کی فانی زندگی کو اپنے ایمان و عقل کی روشنی میں خوب پہچانتے ہیں۔ منکر لوگ یہاں کی چمک دمک پر اور دل پسند چیزیں حاصل کرنے میں ٹوٹ پڑتے ہیں اور ایمان والوں کی کھلّی اڑاتے اور مسخری کرتے ہیں کہ یہ لوگ نقد کو چھوڑ کر اُدھار کے منتظر ہیں اور حرام حلال کے خیال پر دنیا کی بہت سی چیزوں پر سے اپنا حق اٹھا لیتے ہیں وغیرہ وغیرہ، مگر کل حساب کے دن ایمان والے اُن کی ہنسی اڑائیں گے کہ آخرت پر یقین نہ کرنے کا مذاق اُنھیں کتنا مہنگا پڑا اور دنیا کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

چیزیں دنیا ہی میں فنا ہو کر ختم ہو گئیں ۔"

(۲۔ البقرہ، آیت ۲۰۴ تا ۲۱۲)

(۲) "یہود اور نصاریٰ برسر جنگ تھے اور ہر طرح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایمان والوں کو تکلیف دینے کی فکر میں لگے رہتے تھے، اس لیے ایمان والوں سے فرمادیا کہ اُن سے دوستی، رفاقت، امانت اور رازداری کے سب تعلقات ختم کرو۔ جو بزدل اور دوغلے لوگ تھے وہ دل میں یہ خطرہ چھپائے رکھتے کہ کہیں مخالف کامیاب ہو گئے تو ہماری بھی خیر نہیں، اس لیے اُن سے بھی بنائے رکھو کہ ہماری دوستی وقت پر کام آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فتح اب ایمان والوں کی ہو گی یا اور کوئی بات۔ یعنی خود یہودی اور نصرانی اپنے علاقے چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ تب یہ دوغلے لوگ بہت پشیماں ہوں گے کہ ہائے یہ ہم نے کیا غلطی کی اور یہ سب اتنی جلدی ہو گیا جیسے کہ شام کسی نے فیصلہ کیا اور صبح ہوتے ہی اپنے کئے پر پچھتایا۔"

(۵۔ المائدہ، آیت ۵۲)

(۳) "قحط اور بدحالی کے علاج میں طرح طرح کی کوششیں آج بھی لوگ خوب کرتے ہیں جب کامیابی ہو گئی تو اُسے اپنی تدبیر اور محنت، عقل اور ہنر کا کرشمہ بتاتے ہیں۔ لیکن جب نتیجہ الٹا نکلے تو نیک بخت لوگوں کے سر تھوپ دیتے ہیں کہ ملک میں اِن لوگوں کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آنے پر اُن کی بدبختی نے نتیجہ دکھانا شروع کیا۔"

(۷۔ الاعراف: آیت ۱۳۱)

(۴) "انکاری لوگوں کا کہنا رہا ہے کہ ہمارے جیسے آدمی کو رسول بنا کر بھیجنے کے بجائے فرشتے کو اتار دیا جاتا یا خود اللہ تعالیٰ ہمارے پاس آجاتے اور ہم ان کو دیکھ لیتے تو بات طے ہو جاتی۔ اُس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ گھمنڈی لوگ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھ بیٹھے ہیں، ورنہ ایسی بے تکی بات نہ کہتے۔ دنیا میں کسی بادشاہ کے قاصد کو انھوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ خود بادشاہ ہمارے پاس آئے گا تب ہم مانیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو یہ جواب دیکر انھوں نے بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے۔ اب جا کر موت کے وقت

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرشتوں کو دیکھ لیں گے تو اُن کے ہوش اڑ جائیں گے اور چیخ و پکار کریں گے کہ ہم کو بچاؤ مگر فرشتے جب عذاب لے کر اتریں گے تو ان کو بچانے والا کون مل سکتا ہے۔"

(۲۵-الفرقان: آیت ۲۱-۲۲)

گمراہ رہنما لوگ

① "جس نے بھی آج دنیا میں بے سوچے سمجھے غلط لوگوں کے پیچھے چلنا شروع کیا، وہ سب حشر و حساب کے دن بے بس ہو کر خدا کے سامنے عذاب بھگتنے کو کھڑے ہوں گے اور اپنے پیچھے چلنے والوں پر اپنی بے بسی اور لاچاری ظاہر کریں گے۔ اس موقع پر اتباع کرنے والوں کی حالت اور بھی خراب ہوگی کہ جن کو سہارا سمجھا تھا وہ خود مجبور ثابت ہوئے۔ انھیں پچھتاوا ہوگا کہ کاش ایک بار دنیا میں جا سکیں تو ان جعلی رہنماؤں کی بُری گت بنا سکیں، لیکن وہاں اس طرح کی تمنا کسی کی پوری نہ ہوگی۔"

(۲-البقرہ: آیت ۱۶۷)

② "عیش میں بے لگام سیٹھ ساہوکار، عشرت کدہ کی محفلوں میں گھرے ہوئے بدمست چودھری اور آبادی کے بادشاہ، حاکم یہ سب اپنی خوشحالی میں اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ الٹا ایسا اودھم مچاتے ہیں کہ حق کے پیغام کو ناکام بنا دیں اور سیدھی راہ میں اڑنگے ڈالنے لگتے ہیں، تب خدائی قہر و عذاب سے آبادیاں ہلاک ہوتی ہیں۔"

(۱۷-بنی اسرائیل: آیت ۱۶)

③ "آخرت میں ان کی تکرار ہوگی، اکثر جو لوگ سیدھی راہ کا بہانہ بنا کر غلط راستہ پر عوام کو ڈالتے تھے۔ ان پر گمراہ عوام بگڑ پڑیں گے۔ یہاں ان دونوں گروہ کی محشر کے میدان میں تکرار کا ذکر ہے۔"

(۳۷-الصّٰفّٰت: آیت ۲۹)

④ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں توحید کا قرآنی وعظ سنتے ہی چودھری لوگ دامن

toobaa-elibrary.blogspot.com

جھٹک کر مارے غصہ کے اٹھ جاتے اور لوگوں سے بھی کہتے کہ یہاں سے بھاگ چلو۔ ہمارے معبود ہماری مُرادیں پوری کرتے ہیں، بس اُن پر جم کر رہنا چاہئے ۔"

(۳۸ - صٓ: آیت ۶)

گمراہ مالدار لوگ

① "ہر نبیؑ کی دعوت کے مقابلے میں خوشحال و مالدار اور چودھری قسم کے لوگ وقت کے بادشاہ، وزیر اور مذہبی گدی نشین اور مذہب کے نام پر پیشہ کرنے والے لوگ برابر کھڑے ہوتے رہے اور اپنی قوم کو بہکانے کے لیے عجیب اور بڑی نکمّی باتوں سے عوام کو نبیؑ سے دور رکھنے کی کوشش کرتے رہے۔ اُن کا یہ بھی کہنا تھا کہ یہ (نبیؑ) تم جیسا آدمی ہے، کھاتا ہے، پیتا ہے، حاجت بشری رکھتا ہے، بازار میں چلتا پھرتا ہے، اس کو کیا حق ہے کہ نبوت اور رسالت کا دعویٰ کر کے ہم کو سدھارے اور وعظ و نصیحت کی بات کرے۔ بھلا کسی اللہ والے کو کھانا پینا، پہننا شادی، بیوی بچّے، بازار اور کھیت کھلیان سے کیا تعلق ۔" مزید تفصیل کے لیے دیکھئے، سورہ بنی اسرائیل آیت ۹۰ تا ۹۵ - سورہ ابراہیم آیت ۱۰ - ۱۱ - سورہ الانبیاء آیت ۳۴ - سورہ الفرقان آیت ۷ تا ۱۰ ۔"

(۲۳ - المؤمنون: آیت ۳۳، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

② "کھاتے پیتے لوگ، مستی میں آتے ہیں۔ بے فکرے ہوتے ہیں پھر انھیں اپنی بڑائی ہانکنے کی سوجھتی ہے۔ محفل سجاتے ہیں اور اترانے لگتے ہیں۔ ویسے ہی کسی مالدار کا یہاں ذکر ہے جو اپنی پڑوسی سے بحث و مباحثہ میں اپنا گھمنڈی پن ظاہر کرتا تھا ۔"

(۱۸ - الکھف: آیت ۳۴)

③ "خوشحال، مالدار، حاکم اور جتھے دار لوگ ہر زمانے کے نبیوںؑ کی دشمنی پر اڑے رہے، لیکن جن کو ہدایت اور نصرتِ الٰہی ملنی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہر حال میں، ہر زمانے میں اُن کے بلیے کافی ہے کہ آدمی ہدایت پر چلنے کا فیصلہ کرلے تو پھر وقت کی کوئی طاقت اُس کا راستہ کھوٹا

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں کر سکتی اور ہر موقع پر اللہ کی مدد اُس کے راستے پر چلنے والوں کے شاملِ حال رہی گی"

(۲۵-الفرقان : آیت ۳۱)

گمراہ لوگ

① "یہ گمراہ لوگ، ایسے ستمگر نکلے کہ خود اپنی جان پر بھی انھیں ترس نہ آیا"

"دل سمجھنے، آنکھ دیکھنے کو، کان صحیح بات سننے کو، یہ سب نعمت ملنے کے بعد بھی بے خبر رہے اور کسی کے سمجھانے سے سمجھتے بھی نہیں، گویا پیدا ہوئے جہنم بھرنے ہی کو، اور دوزخ کا ایندھن بن کر رہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت سے کچھ بھی نفع نہ اٹھایا، جانور سے بھی گئے گزرے کہ کسی کے ہانکے پکارے کچھ تو اپنی راہ ٹھیک کر لیتا ہے۔ اُن سے یہ بھی نہ ہو سکا"

(۷-الاعراف : آیت ۱۷۷-۱۷۹)

② "اللہ تعالیٰ کا حکم سننا فرض ہے اور دھیان سے سننا چاہیئے۔ بے دھیانی اور بے فکری سے سن کر دعویٰ کر دیا کہ ہم نے سن لیا۔ یہ ٹھیک نہیں۔ پھر ایسے لوگ تو جانوروں سے بھی بدتر ہیں کہ دعویٰ سننے کا کرتے ہیں جب کہ بہرے گونگے ہی رہے اور عقل سے کام نہ لیا تو انسان ہو کر بھی جانوروں سے بُرا ہے۔ جانور کو اللہ نے عقل نہیں دی، انسان کو عقل سے فضیلت دی جو اُس کی قدر نہ کرے وہ حیوان ہے"

(۸-الانفال : آیت ۲۱-۲۲)

③ "بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ نقصان پر اللہ کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں اور بعضے تو ایسے بھی نالائق ہیں کہ بھرپور نقصان اٹھانے کے بعد بھی اپنے کفر سے باز نہیں آتے چاہے آندھی آئے، سیلاب آتے، برفباری ہو، سخت طوفان سے کھیتیاں برباد ہوں، جان و مال کا نقصان ہو، تب بھی کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنا کفر نہیں چھوڑتے"

"جس طرح مردے سماعت (سُننے) سے محروم ہیں اِسی طرح بہرے بھی ہیں لیکن بہرا آدمی جب آواز دینے والے کی طرف دیکھ رہا ہو تو کچھ نہ کچھ بات اشارے سے اُس کی سمجھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں آجائے گی مگر کوئی بہرا ہو کر بھی داعی کی پکار پر بھاگ کھڑا ہو تو اب کوئی بات سن لینا اُس کے لیے ممکن نہیں ۔"

(۳۰-الروم: آیت ۵۱-۵۲)

④ "اللہ تعالیٰ نے، انسان کی زندگی کے ہر موڑ پر اُس کی مدد کی، اُسے سہارا دیا، اُس کی سب ضرورتوں کے سامان تیار کر دیئے لیکن گمراہ انسان نے اِس نعمت کی قدر نہ کی اور مددگاری ونُصرت کے لیے اُس نے بہت سے خیالی معبودوں کی فوج اپنے عقیدے میں بٹھالی تاکہ مدد کے وقت اُسے اُن سے سہارا ملے ۔"

"جنہیں اپنا بچانے والا سمجھتے تھے اور اس غرض کے لیے معبودوں کی ایک فوج دنیا میں اپنے عقیدہ کے اعتبار سے سجائے ہوئے تھے وہ ان کے حق میں ایسا لشکر ثابت ہوا جو عین مدد کے وقت دھر لیا گیا جب کہ حشر کے میدان میں اُن پر وقت آپڑا کہ اب کوئی غیر اللہ اُن کی نُصرت و مدد کو آگے آئے مگر وہاں بات الٹی پڑی کہ جن کو دنیا میں اپنا مددگار سمجھتے رہے وہ اگر نیک تھے تو اللہ کے لشکر کے لوگ تھے۔ آج وہ اپنے مالک کے دربار میں اجر پانے کے لیے جمع ہیں، صف باندھ کر کھڑے ہیں اور مجرموں کے خلاف گواہی میں حاضر کیے گئے ہیں اور اگر ایسے معبود بنائے ہوں جو نیک نہیں تھے بلکہ بدی اور گمراہی کی طرف لے جانے والے تھے تو یہ بھی کسی کام کے نہ ہوئے بلکہ الٹے اپنے جرم میں دھر لیے گئے ۔"

(۳۶-یٰسین: آیت ۷۴-۷۵)

⑤ "گمراہ لوگ، زکوٰۃ نہیں دیتے اس لیے دنیا میں امیر غریب کا فرق بہت پڑ گیا اور آخرت کو وہ نہیں مانتے اس لیے گناہوں پر دلیر ہیں جس کے سبب دنیا کی زندگی بھی برباد ہوتی اور آخرت میں ہمیشہ کا عذاب ۔"

(۴۱-حٰم سجدہ، آیت ۷)

⑥ "گمراہ لوگ، قیامت کی ہولناک آواز کو برابر سن لیں گے مگر آج داعی حق کی آواز پر اُن کا دھیان نہیں کہ آنے والے کل کے لیے اپنے بچاؤ کی فکر میں لگتے ۔"

(۵۰-قٓ: آیت ۴۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

⑦ "اللہ تعالیٰ کے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف لوگ، دو حال سے خالی نہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ عقل کا ایسا غلط استعمال کرتے ہیں جس سے اُن کا بچکانہ پن جھلکتا ہے کہ بالغ ہو کر بھی نابالغ جیسی باتیں کرتے ہیں اور دوسرا حال یہ ہے کہ جان بوجھ کر شرارت اور بغاوت پر اتر آئے ہیں۔"

(۵۲-الطور: آیت ۳۲)

⑧ "جس طرح آدمی کو روز کھانا پینا درکار ہے اس طرح کہ اُس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ تم نے بھی ہماری دعوت کو رد کر دیا اور ہماری بات جھٹلانے میں ایڑی چوٹی کا ایسا زور لگایا کہ معلوم ہوتا ہے، یہ مشغلہ تمہاری روزی روٹی بن گیا ہے، بغیر اس کے تم کو چین نہیں۔ بعض لوگ حق کی مخالفت کی دُھن میں ایسے لت پت ہوتے ہیں کہ اُن کی روزانہ کی ضروریات میں گویا یہ بھی شامل ہے کہ کسی بھی حق بات کی مخالفت برابر جاری ہی رکھیں گے۔"

(۵۶-الواقعہ: آیت ۸۲)

⑨ "آدمی جب اللہ تعالیٰ کو بھولتا ہے تو اس کا ردِ عمل ایسا بھیانک ہوتا ہے اور دنیا کے جھمیلوں میں الجھ کر رہ جاتا ہے اور اتنا کچھ مشغول ہوتا ہے کہ خود انسان کو اپنی سدھ بدھ بھی نہیں رہتی کہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانا ہے۔"

(۵۹-الحشر: آیت ۱۹)

⑩ "حق بات سُننے ماننے کو تیار نہیں۔ نماز کی فرصت نہیں۔ اپنے گھر بار والوں کی فکر میں الجھا رہا۔ اُسی کو اپنی بڑائی جانا اور آخر ہر طرح تباہ ہوا۔"

(۷۵-القیٰمہ، آیت ۳۳)

⑪ "گمراہ لوگوں کو، اپنے حساب کی امید نہیں تھی۔ خود کو بے حساب جانتے تھے اس لیے جو من مانی کرنا چاہتے کر ڈالتے۔ دوسری جانب اُن کو ہماری آیات سے سمجھانے کی جب بھی کسی نے کوشش کی تو ہاتھ دھو کر اُس کے پیچھے پڑے اور حق کو جھٹلانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ آخر حساب کے دن جہنم میں ناامید ہی جا پڑے۔"

(۷۸-النبأ، آیت ۲۷-۲۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۲) "گمراہ لوگ، دنیا میں بہت سخت ریاضت کیے اور خوب تھکے مگر یہ راہ، اللہ تعالیٰ کی نہیں تھی اس لیے اُن کی محنت کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا بلکہ آگ میں جانے کا سبب، یہ اعمال ہی بن گئے جو کرکے آئے تھے۔ یہاں معلوم ہوا کہ ہر کام اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کرے تو تھوڑے میں نجات ہے اور جو بہت محنت کرے مگر اللہ اور رسول اکرم نبی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق نہ ہو تو یہ محنت بے کار ہے۔"

(۸۸-الغاشیہ: آیت ۳)

سحر و ساحرین

(۱) "یہود کو اللہ نے کتاب کا وارث بنایا تھا۔ اس کتاب پر عمل کرکے وہ تمام دنیا کے لوگوں پر فضیلت حاصل کرسکتے تھے مگر بجائے علمِ کتاب کے، اُن میں سے مکار صفت لوگوں نے ہلکٹ قسم کے مذہبی پیشواؤں نے جادو منتر کا علم سیکھنا اور سکھانا جاری کر رکھا تھا جادو کے متعلق آج تک انسانی معاشرے میں اچھا خیال قائم نہیں ہوسکا کیونکہ اللہ نے انسان میں سمجھ بوجھ کا جو فطری مادہ رکھا ہے اور انسان کے شعور میں سچائی کا جتنا مخفی عنصر موجود ہے، اُس کی موجودگی میں روئے زمین پر جادو کا علم، سفلی قسم کے لوگوں کو چھوڑ کر کسی کے نزدیک بھی فضیلت کی وجہ نہ بن سکا۔ علم چاہے کسی قسم کا ہو۔ سائنس، فنِ طب، علم کلام جغرافیہ، نفسیات، علم نباتات وحیاتیات وغیرہ جتنے علوم انسان نے آج تک ایجاد کیے ہیں، اُن میں خدائی رہنمائی سے اُسے خوب فضیلت حاصل رہی اور آج بھی کوئی قوم کسی علم میں آگے بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے تو یہ علم، انسانی معاشرے میں اس کے لیے فضیلت اور بڑائی کا سبب بن جاتا ہے۔ لیکن جادو، ٹونے، ٹوٹکے، چھو چھا، جنتر منتر، جھاڑ پھونک وغیرہ کا سفلی علم کبھی بھی انسانی دنیا میں علمی فضیلت کا معیار نہ بن سکا اور عموماً اس طرح کے علوم کے ماہرین دنیا میں بھیک مانگنے والے مداریوں اور شعبدہ باز لوگوں کی سی ذلیل و خوار زندگی بسر کرتے آرہے ہیں، مگر انبیاءؑ و رسلؑ کے منبروں پر بیٹھنے والے یہودی علماء نے کتاب چھوڑ کر علم سحر

toobaa-elibrary.blogspot.com

سیکھ لیا۔ یہود کا رجحان جب جادو ٹونے کی طرف ہوا تو عام انسانی معاشرے میں پائے جانے والے سچائی کے وِجدان کی نسبت سے اُن کے سامنے یہ سوال بار بار آتا رہا کہ اہلِ کتاب ہو کر یہ کیا ڈھونگ رچا رہے ہو؟ دین و مذہب کی باتیں کرنے والے، کتاب، وحی اور الہام کا چرچا کرنے والے ہو کر جادو کے علوم سے دنیا فتح کرنے نکلے ہو؟ اِس طرح کی آوازیں یہود کے مذہبی تقدس کو اکثر چیلنج کرتی ہوئی، سننے میں آتی رہیں، اس موقع پر ان مذہبی مداریوں نے ایک اور افسانہ گڑھ نکالا کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کی پوری سلطنت، جادو پر قائم تھی۔ اور انہی زمانے کے علوم ہمارے پاس ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام اللہ کے پیغمبر تھے اور جادو کے علم سے سلیمانؑ کی پیغمبری میں کوئی نقص نہ آسکا تو ہم کو یہ علوم سیکھنے سکھانے میں کس کی مجال ہے کہ ناجائز کہہ سکے۔ اس طرح خود اپنے کالے کرتوتوں کو چھپانے کے لیے بہت سے معاملات میں یہود نے اپنے نبیوں اور بڑے لوگوں کی زندگیوں کو بداخلاقی کے تار کول سے سیاہ کر دیا تاکہ آئندہ نسل جب کوئی اعتراض کرے تو کہا جا سکے کہ خدا کے بڑے بڑے بزرگ جب یہ کام کرتے تھے تو ہم تم کو کرنے میں کیا حرج ہے؟ اللہ تعالیٰ نے یہاں حضرت سلیمان علیہ السّلام کی حیاتِ طیبہ کو صاف طور پر الگ کر کے بتایا کہ جادو، کفر یہ علم ہے اور حضرت سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا۔ البتہ جن و شیاطین اور انسان کا ملا جلا معاشرہ پہلی بار حضرت سلیمان علیہ السلام کے دورِ اقتدار میں وجود میں آیا۔ اس وقت شیاطین اور جنّات اور بعض خبیث انسان اپنی دھاک جمانے کے لیے یہ چرچا کرتے کہ سلیمانؑ کو اتنی زبردست قوت ہمارے جادو کے بل پر حاصل ہوئی ہے۔ یاد رہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جس طرح انسانوں پر حکومت کی ہے اسی طرح جنّات اور شیاطین پر بھی کی ہے اور ہر ایک سے اس کی طاقت کی مناسبت سے آپ نے کام لیا ہے۔ بعض شیاطین سے دیگیں بنواتے جو ہزاروں انسان مل کر نہ بنا سکیں۔ بعض کو سمندر میں غوطے لگواتے، زنجیروں میں باندھ رکھتے اور اُن سے بڑی بڑی عمارتیں بھی تعمیر کراتے۔ اِس طرح زمین پر ایک مرتبہ بنی آدمؑ کی فضیلت قائم ہو گئی کہ اللہ نے جو تسخیر کی طاقت انسان کو دی ہے اگر قدرت اس کا ساتھ دے تو وہ اس طاقت سے ساری مخلوق کو قابو میں کر سکتا ہے۔

دوسری بات بابل میں ہاروت ماروت سے متعلق ہے۔ یہود کا بڑا گروہ بابل کی اسیری کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

زمانے میں یہ علم سیکھنے لگا تھا۔ خود اہلِ کتاب تھے مگر کتاب کو جانتے نہیں تھے۔ بابل میں جادو کا اتنا زور تھا کہ کسی کی جوان بہو بیٹی کو اپنے ساتھ کر لینے میں بدکار لوگ اس علم کا استعمال کرتے تھے۔ یہود اہل کتاب تھے۔ جادو کا ان پر وار ہوا تو گھبرا گئے۔ اللہ کی کتاب جانتے نہ تھے اور نہ اس کی طاقت سے واقف تھے۔ انھیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ جادو کا توڑ خود ہمارے پاس کلامِ الٰہی میں ہو سکتا ہے۔ یہ بھی جادو سیکھنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان یہود کی رہنمائی کے لیے دو فرشتوں کو بھیج کر ایسا علم ان کے لیے بھیج دیا کہ جو جادو کو توڑتا تھا۔ اس طرح پوری قوم جادو کے اثر سے محفوظ ہو گئی مگر یہود نے اُسی ہاروت ماروت والے علم کو دوسروں کی بہو بیٹیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں لگا دیا اور اس طرح جادو کا توڑ کرنے والا علم، اُن یہود کے ہاتھوں پڑ کر غلط راہ میں استعمال ہونے لگا۔ دشمنوں کے شر سے حفاظت کے علم کو اُن ظالموں نے گنڈے تعویذ اور دھاگے ڈورے میں سمو کر دوسروں کی بیویوں کو اپنے اوپر عاشق کرنے اور پرائی عورتوں سے آنکھ لڑانے میں لگا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی اِس حرکت پر انھیں سرزنش فرمائی اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہاروت ماروت کو اِس فعل سے بَری قرار دیا۔ فنِ جادوگری میں یہود کی دلچسپی تو بابل کی اسیری کے دور میں شروع ہوئی اور جادو میں جب ان لوگوں نے مقامی آبادی سے بھی زیادہ استادی دکھانی شروع کی تو حضرت مسیح علیہ السلام کے ۵۲۸ سال قبل شہنشاہِ ایران نے یہودی جادوگروں کو ملک بدر کر دیا اور پھر جہاں بھی یہ علماء گئے، علمِ سحر کے تمام نکات عملیات کے طریقے نیز مشکل اور جان لیوا تجربے کرا کے ہر ملک کے عوام کو علومِ سحر سے حیران پریشان کر دیا۔ بائبل میں بھی ان کی جادوگری کا بیان ہے کہ "تیری جادوگری سے سب قومیں گمراہ ہو گئیں" (مکاشفہ باب ۱۸ آیت ۲۳)۔ اور "انہوں نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو آگ پر چلوایا اور فال گیری سے کام لیا اور اپنے کو بیچ ڈالا تاکہ خداوند کی نظر میں بدی کر کے اُسے غصہ دلائیں۔ اس لیے خداوند، اسرائیل سے بہت ناراض ہوا۔" (سلاطین دوم، باب ۱۷، آیت ۱۷-۱۸)

یہودی کتب کے ان حوالوں سے ہی یہ ثابت ہوا کہ جادوگری کے سبب اللہ تعالیٰ، بنی اسرائیل پر ناراض ہوا۔ بابل سے اخراج کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک یہود

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے علمِ سحر کو ایک قومی فن بنا دیا۔ اخلاق، دینیات، معیشت اور امورِ سلطنت سے انھیں اب کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ بعثتِ مسیحؑ کے وقت یہود، رومی سلطنت کے غلام تھے اور اسی غلامانہ ذہنیت کی جادوگر قوم نے حضرت مسیح علیہ السّلام کے معجزات کو جادو پر غالب دیکھا تو بگڑ گئی اور قتلِ مسیحؑ کا پروانہ اپنے آقاؤں سے یعنی رومی عدالت سے لے آئے۔ اب کسی کو سمجھنے میں دقت نہ ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے معجزات تمام انبیائے کرام علیہم السّلام کے معجزات سے اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب تھے اور فنِ طب میں انسانی ترقی کے آخری حدود کا تعین اور فنِ سحر میں جادوگری کا توڑ، بہت ہی بروقت تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا کہ ایک جانب فنِ طب میں یونانیوں کا زور تھا تو دوسری طرف فنِ سحر میں بنی اسرائیل دنیا کی امامت کر رہے تھے۔ ایسے موقع پر حضرت مسیح علیہ السّلام کو دی گئی نشانیاں، موقع کی مناسبت سے نہایت ہی اہم رول ادا کرنے میں کامیاب تھیں۔ کوڑھیوں کو درست کر دینا، مادرزاد اندھوں کو بصارت عطا کرنا، گونگوں کو گویائی عطا کرنا حتّٰی کہ باذنِ الٰہی مردوں کو زندہ کر دینا وغیرہ یہ معجزاتِ عیسویؑ اتنے زبردست تھے کہ یونانی فنِ طب مبہوت ہو کر رہ گیا اور یونانی فنِ طب تو کیا، آج کی ترقی یافتہ ادویات اور سرجری تک اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور نہ آگے بھی کر سکیں گی۔ اسی طرح پاگلوں کو درست کر دینا، بدروحوں کو نکال باہر کرنا، آسیب زدہ لوگوں کو چنگا کر دینے سے فنِ سحر کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی۔ بعثتِ محمدیؐ کے وقت یہود، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ، دلائل سے نہ کر سکے تو اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جادو کا وار کر ہی دیا۔ مگر یہاں کیا اثر ہونے والا تھا؟ قرآنِ پاک کی آخری دو سورتیں سورہ الفلق اور سورہ الناس کا نزول ہوا اور رہتی دنیا تک مسلمانوں کے ہاتھ میں جادو کے توڑ کا قدرتی ہتھیار دیا گیا۔ اس طرح اس علم سحر کو ادھ مرا کر دیا گیا اور جو تھوڑی بہت سانس اس میں باقی رہ گئی تھی وہ علوم و فنون میں انسان کی آج کی ترقی نے ختم کر دی اور اس سفلی علم سے بڑی حد تک ابنائے آدمؑ کو قریب قریب چھٹکارا مل گیا۔ مناسبتِ مضمون کے لحاظ سے ہم یہاں ایک بات مسلمانوں کے تعلق سے واضح کر دینا چاہیں گے، وہ یہ کہ ہماری شریعتِ حقّہ نے جادو ٹونے کو قطعاً حرام قرار دیا ہے اور اس سفلی علم کا شکار اگر کوئی ہو جائے تو اسے قرآن پاک کی آخری دو سورتیں سورہ الفلق اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

سورہ الناس کو یاد رکھنا چاہئے جو تمام جنتر منتر نیز شیطانی وسوسوں کے مقابلے میں خداوندِ قدس کی قوتِ قاہرہ کا ایک زبردست مظہر ہیں۔ کسی بھی شیطانی سازش کے مقابلہ میں یہ دونوں سورتیں اہلِ ایمان کا ایک زبردست ہتھیار ہیں اور کسی طرح کے جادو ٹونے سے انھیں ڈرنے کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔

(۲-البقرہ: آیت ۱۰۲، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "جبت" جادو ہے اور "طاغوت" شیطان ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بدشگونی کرنا اور خیر و شر معلوم کرنے کے لیے جانوروں کو اڑانا، زمین میں خط کھینچنا کہ چھپی ہوئی بات معلوم ہو۔ یہ سب "جبت" ہیں (امام احمدؒ) ٹونے ٹوٹکے، جادو منتر، چھچھا فال رمل، یہ سب کام جو لوگ بھی کرتے ہیں وہ علمی سطح سے گر پڑتے ہیں، پھر کتا بھونکتا ہو تو، اُن بے وقوفوں کو بُلبل کی آواز سنائی دیتی ہے۔ ایسے لوگ بے یقینی کے ملبے میں دب کر خود بھی مرتے ہیں اور ہدایت کی روشنی سے محروم رہتے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو بھی زندہ دفن کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے علم کو چھوڑ کر جو کوئی بھی ایسی حرکت کرے اُس کا دین سلامت نہ رہا۔"

(۴-النساء: آیت ۵۱)

(۳) "یہاں جادوگروں کی اصل حقیقت ثابت ہوگئی کہ اپنے کرتب کا بدلہ پہلے ہی مانگ لیا۔ آج بھی دنیا میں جادوگر لوگ روزی روٹی میں بہت تنگ اور سماج میں بہت ہی ذلیل اور نکمّے بنکر بھیک مانگ کر زندگی گزارتے ہیں۔"

"فرعون، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خوب گھبرایا ہوا تھا کہ کسی طرح اُن کا مقابلہ کر کے انھیں ہرا دیا جائے۔ اس لیے جادوگروں کو وزیر بنانے کو تیار ہوگیا، ورنہ کسی بادشاہ کا دماغ خراب ہو تبھی وہ، یہ حرکت کرے گا کہ جادوگروں جیسے ہلکٹ اور گرے پڑے لوگوں کو ملکی معاملات میں افسر بنانے کو تیار ہو۔"

(۷-الاعراف: آیت ۱۱۳-۱۱۴)

(۴) "نبی کی بات اور اللہ کے کلام کو انصاف پسند اور دل کے صاف لوگ بہت جلدی

toobaa-elibrary.blogspot.com

قبول کرتے ہیں۔ عوام اِس اثر کو دیکھ کر بولے کہ یہ تو جادو ہے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جادو ایسا نہیں ہوتا اور جادوگروں نے آج تک اپنے جادو کے زور سے کسی حکومت کا تختہ نہیں الٹا۔ چھو چھا، جنتر منتر والے بیچارے یوں بھی پیٹ کے مارے ذلیل پھرتے ہیں، اُن کی کیا مجال ہے کہ فرعون اور اُس کی حکومت کو لال آنکھیں دکھا سکیں۔ ہوش میں آؤ، یہ جادو نہیں جادو کا توڑ ہے اور ظالموں کے ظلم، مجرموں کے جرم اور مشرکوں کے شرک اور کافروں کے کفر کا اب خاتمہ ہو کر رہے گا، ایسی کامیابی، جادوگروں نے کب دیکھی ہے۔ یہ تو بے چارے تو پنگی پٹاری ، مرلی ڈمرو، ڈگڈگی، سانپ، رسّی، بندر، نیولا اور میلی تھیلی میں اپنی پوری دنیا لادے ہوئے عمر بھر ذلیل پھرتے ہیں۔"

"جادوگروں نے اپنا کرتب ڈال کر رسّیوں اور لاٹھیوں کو نظر بندی میں جب سانپ دکھائے تو موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ جادو ہے جو تم نے دکھایا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اس کام کو باطل کر دے گا باقی میں جو اللہ کی نشانیاں دکھاتا ہوں وہ جادو نہیں بلکہ اللہ کی آیات ہیں۔

(یونس: آیت ۷۷-۸۱)

⑤ "جادوگر اور جادو کا علم ہر جگہ ذلیل و خوار ہے۔ کہیں بھی جادو کے بل پر نہ حکومت چل سکتی ہے اور نہ سماج کی بنیاد پڑ سکتی ہے، نہ علم و ہنر کے دروازے کھل سکتے ہیں، بس بھیک مانگ کر بے چارے ہر زمانے میں اپنا گزارا کرتے ہیں۔"

"حکمِ الٰہی کے تحت حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے جیسے ہی اپنے سیدھے ہاتھ سے عصاً کو زمین پر ڈالدیا، وہ ایک زبردست سانپ بن گیا اور جادوگروں کے پتلے دبلے تمام سانپ سنپولیوں کو کھا گیا، جو دراصل رسّی اور لکڑی تھے ۔ جادوگروں نے جب یہ ماجرا دیکھا کہ لاکھوں کے مجمع میں صرف ایک آدمی اور اس کا بھائی پوری ہمّت اور دلیری سے مقابلہ میں کھڑے ہیں پھر جیسے ہی موسیٰ علیہ السّلام نے اس اژدہر کو ہاتھ میں لیا تو پھر لاٹھی بن گیا اور پتہ نہیں چلا کہ جادوگروں کی بے شمار لاٹھیاں اور رسّیاں کہاں غائب ہو گئیں۔ جادوگر چونکہ جادو کے فن سے واقف تھے اور اس فن

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں ماہر تھے اس لیے فوراً سمجھ گئے کہ موسیٰؑ کے پاس جادو نہیں بلکہ معجزہ ہے اور اُسی وقت ایمان لے آئے۔ معلوم ہوا کہ آدمی کسی بھی فن کا ماہر اور اپنے علم کی حقیقت سے واقف ہو وہ مقابلہ کی چیز کو نظرانداز نہیں کرے گا اور حسد وضد سے اڑیگا نہیں تو ہدایت پا جائے گا۔ جادوگر اسی مقابلہ کے میدان میں سجدہ میں گر پڑے اور اعلان کر دیا کہ یہ سجدہ ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب کے حضور کیا ہے۔ کہیں فرعون یہ نہ سمجھ لے کہ تعظیمی سجدہ کیا گیا ہو۔ بھرے میدان میں فرعون ذلیل ہوا اور میدان، حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ہاتھ رہا۔"

(۲۰-طٰہٰ: آیت: ۷۰)

⑥ "جادو کرنے والیاں، ڈورے دھاگے پر گانٹھ باندھ کر پھونکتی ہیں۔"

(۱۱۳-الفلق: آیت ۴)

⑦ "سورہ الفلق اور سورہ الناس یہ دونوں سورتیں قرآن مجید کی آخری سورتیں ہیں۔ جادو، ٹوٹکے، چھوچھا، جنتر منتر، شیطان کے ہر چکّر اور وسوسے سے بچنے کے لیے خاص پناہ اور بڑا سہارا ہیں۔ جو اِن سورتوں کو پڑھ کر اپنے آپ پر دم کر لے، وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں محفوظ ہے۔ مومن کو کسی بھی شیطان، خنّاس، جنّ، بھوت پریت سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا محافظ ہے۔ وہی ہمارا سہارا ہے، اُسی کے یہاں ہم کو پناہ ہے۔"

(۱۱۴-النّاس: آیت ۱)

دُعا

① "آدم علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کے کئی نام سیکھ لیے اور طریقۂ دعا بھی۔ پھر اُسی طرح اللہ تعالیٰ کو پکارا تو بخشے گئے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ خداوند قدوس کی بارگاہ میں اس کے نام اور کلماتِ الٰہیہ، بطور وسیلہ کے لے جانا اور دعا کرنا مقبول ہے۔"

(۲-البقرہ: آیت ۳۷)

② "معلوم ہوا کہ جو بھی اللہ کے غیر سے یہاں دعا کرتا ہے اُس کی موت کے وقت فرشتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سوال کریں گے کہ تمہارے وہ مددگار کہاں ہیں جن کو تم پکارتے تھے؟ جواب میں مرنے والا اپنے کفر کا اقرار کرکے کہے گا کہ سب بھاگ گئے، گم ہوگئے، وقت پر کوئی کام نہ آیا۔ ہر عقلمند آدمی کو اس آیت کریمہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اب جو لوگ یہاں نبیوںؑ اور ولیوںؒ کو پکارتے ہیں، وہ اپنے حال پر خود غور کریں کہ موت کے وقت اُن کی کیا درگت بنے گی اور اس وقت اپنا بچاؤ، یہ لوگ کس طرح کرسکیں گے۔"

"غیراللہ کو دعا کرکے پکارا تو غریب سنتے نہیں یعنی کسی کی پکار کو پہنچ نہیں سکتے۔ اب اُن سے دعا کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔ پھر آدمی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کیوں نہ پکارے جو زندگی کے ہر موڑ پر اور ہر راستہ پر اُن کی دعاء اور پکار کے لیے سدا اسدا کے لیے موجود ہے۔"

(۷۔ الاعراف: آیت ۱۹۳)

(۳) "سچی پکار، اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور سچی دعاء، اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنا ہے۔ کوئی اگر کسی غیر سے دعا کرے تو اول تو وہ سنتا ہی نہیں، اور سن لے تو قبول نہ کرسکے اور اُس کے اختیار میں کچھ بھی نہیں جیسے کوئی پیاسا آدمی پانی سے دعا کرے اور دونوں ہاتھ اٹھاکر کہے کہ اے پانی تو میرے منھ میں آجا۔ اے پانی! تو میرے مُنہ میں آجا۔ تو پانی اس دعا پر کبھی اُس کے منہ میں نہیں آئے گا۔ ٹھیک اسی طرح مشرکوں کی دعا بھی محض ڈھونگ ہے۔ اب جو کوئی کہیں کہ مشرکوں کی دعا کے بھی بہت سے نتائج آتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے نصیب میں جو لکھا ہے وہ اُسے ملتا ہے۔ کافر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو اُس فلانے کی عبادت سے یہ ملا ہے تو یہ بات غلط ہے۔ آخرت میں سب کچھ کھل جائے گا۔ پانی کی مثال میں ایک اور بھی دلیل ہے کہ پانی کے بہت سے نفع و نقصان ہیں۔ پانی کے بغیر زندگی نہیں اور پانی کے سیلاب سے آدمی برباد بھی ہوتے ہیں مگر پانی کو خود شعور نہیں۔ پانی سے جو کچھ نفع نقصان ہے۔ اللہ کے حکم سے ہے پانی کو آدمی کی دعا کا علم نہیں، اسی طرح تمام غیراللہ دعا سے بے خبر ہیں۔"

(۱۳۔ الرعد: آیت ۱۴)

(۴) "حشر کا میدان بھرا پڑا ہے۔ اللہ کے حضور تمام اگلے پچھلے حساب کے لیے کھڑے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دنیا میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے بندوں کو شریک بناتے تھے جیسے نبیؑ رسول اور اولیاء وغیرہ ۔ وہ بندے بھی وہاں انھیں مل جائیں گے، تب یہ چیخ پڑیں گے کہ یا اللہ یہ تو وہی لوگ ہیں، جن کو ہم تجھے چھوڑ کر دعا کے لیے بلاتے تھے۔ ان میں یہ صاحب، ہمارے حاجت روا تھے اور وہ ہمارے مشکل کشا تھے' ایسا ہم مانتے تھے۔ تب اُن کے سامنے اللہ کے وہ نیک بندے جن کی دنیا میں اطاعت نہیں کی گئی اور اُن کی بات نہیں مانی گئی لیکن مرنے کے بعد کسی نے ان کی قبر کی پوجا کی کسی نے ان کی تصویر بنائی۔ کسی نے پتھر میں ان کی صورت اتار کر اُن کو سجدہ کیا اور دعا مانگی تھی۔ اِن مشرکوں پر وہ پھٹکار برسائیں گے اور بگڑ کر کہیں گے کہ بے ایمانو! تم جھوٹے مکّار ہو۔ ہم نے کب کہا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا ہم سے دعا کرنا۔ اِس وقت مشرکوں کی ذلّت دیکھ کر شیطان بھی کانپ اٹھے گا۔"

(۱۶- النحل: آیت ۸۶)

⑤ "پانی کے جہاز کے سفر میں کبھی موجوں کے تھپیڑے، کبھی راہ بھولنے کی مصیبت اور کبھی طوفان سے کشتی ٹوٹ پھوٹ ہوئی اور کبھی آگ لگنے سے تباہی آئی، ایسے تمام مواقع پر مسافر جب بے سہارا ہوتے ہیں تو صرف ایک اللہ کو پکارتے ہیں۔ زمین والی زندگی میں بے شمار حاجت روا اور مشکل کشا سے دعا کرتے کرتے زندگی گزر گئی اور کبھی خیال نہ آیا۔ مگر سمندر میں جب بے بس ہوئے اور نیچے پانی اوپر آسمان اور سامنے موت دیکھی تو اب اصل مالک یاد آگیا۔ تب صرف اُسی کو پکارنے لگے۔ دراصل یہی سچا پکارنا ہے۔"

(۱۷- بنی اسرائیل: آیت ۶۷)

⑥ "مشرک لوگ دنیا میں جن لوگوں کو دعا کر کے پکارتے تھے، وہ سب وہاں جا کر گم ہو گئے۔ حشر کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دعا کرو اور اپنے حمایتی لوگوں کو بلاؤ جو تمہاری مدد کر سکیں کہ دنیا میں اسی طرح تم عقیدہ رکھتے تھے۔ وہ بدحواسی میں چیخیں ماریں گے اور اپنے شریکوں کو بلائیں گے مگر کہیں سے بھی جواب سننے کو نہیں ملے گا۔ مدد کرنا تو دور کی بات ہے۔"

(۱۸- الکہف: آیت ۵۲)

⑦ "اللہ تعالیٰ کو دل ہی دل مین گڑگڑا کر پکارنا، سنّت انبیاء ہے۔" (۱۹- مریم: آیت ۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

"جو آدمی غیراللہ کی عبادت کرے، اُس کو جان لینا چاہئے کہ اُن میں سے کوئی بھی دعاء کو سُن نہیں سکتا۔ پکارنے والے کی حالت کو دیکھ نہیں سکتا اور کبھی اپنے دعاء کرنے والے کے کچھ بھی کام نہ آیا اور کبھی بھی کچھ نفع نہیں پہونچا سکا تو آگے کیا خاک نفع پہونچا سکے گا۔"

(۱۹۔ مریم: آیت ۴۲، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑧ "انبیاءؑ ہوں یا اولیاءؒ۔ فرشتے ہوں یا کوئی اور مخلوق۔ قطب ہوں یا ابدال، ولیٔ کامل ہوں یا عام انسان سب کی دعاء و فریاد اور ضرورت کا مرکز صرف اللہ ہے۔ اب جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے دعاء کرے وہ مردود ہے اور دینِ حنیف کا مخالف ہے اور نبیوںؑ اور ولیوںؒ کی راہ سے ہٹ گیا ہے۔"

انبیاءؑ اور مرسلینؑ اور اللہ کے تمام نیک بندے چاہے ولی ہوں بزرگ ہوں سب کی یہ صفت رہی کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کو دعاء میں پکارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دعاء نہ کرتے تھے اور اپنی دعاء میں اللہ کو امید اور خوف سے نام لے کر پکارتے تھے نیکی میں جلدی کرنا اور اللہ کے خوف سے جی کو نرم کرنے کی تعلیم، ساری دنیا میں انھیں کی جاری کی ہوئی ہے۔"

(۲۱۔ الانبیاء: آیت ۸۳۔۹۰، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑨ "بہت سے لوگ مصیبت کے وقت کی دعاؤں کے بعد کام نہ بنے تو اللہ تعالیٰ سے بھی ناامید ہو جاتے ہیں اور غصّہ میں اُن کا دماغ بے قابو ہو جاتا ہے پھر شرک میں جا پڑتے ہیں۔ غیروں سے دعا کی اور منت مانی، پوجا پاٹ کر لیا، مزاروں پر سجدے کئے اور غیراللہ کے نام قربانی کر لی۔ ایسوں کو یہاں فرمایا کہ آسمان میں ہر آدمی کے لیے امید کی ایک رسّی بندھی ہے جس کا ایک سرا اگر مصیبت زدہ آدمی کے ہاتھ رہے تو آج نہیں کل کبھی بھی اوپر والا رسّی کو کھینچ لے اور آدمی اوپر اپنی مراد کو جا پہونچے لیکن جب رسّی ہی کاٹ ڈالی تو اب کیا موقع رہا۔"

(۲۲۔ الحج: آیت ۱۵)

⑩ "آپ یوں دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار میں پناہ طلب کرتا ہوں کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مجھے شیطانوں کی چھیڑ چھاڑ سے بچاکر اپنی حفاظت میں لے لے ۔ اے میرے رب تو مجھے اس سے بھی بچا کہ وہ میرے پاس آئیں ۔یعنی وہ پاس نہ آئیں اور نہ جھگڑا ہو۔شیطان کا اکساوا چھیڑ چھاڑ، شرارت، وسوسہ اندازی، غصہ دلانا اور جھوٹے اعتراض سے داعی کو غمگین کرنا اور اس طرح کی اوچھی حرکتیں کرنا کہ کسی نہ کسی وقت داعی آپے سے باہر ہو جائے اور ہاتھاپائی کی نوبت آئے تو بس شیطان اور اس کے چیلوں کا کام بن گیا ۔ایسے تمام موقعوں سے بچنے کے لیے یہ دعاء بہت تاثیر رکھتی ہے ۔"

(۲۳ -المومنون : آیت ۹۷-۹۸)

"معلوم ہوا کہ اللہ سے دعاء تو ہر کوئی کرتا ہے مگر بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں سے بھی دعائیں مانگتے ہیں ۔اِدھر اللہ تعالیٰ سے بھی دعاء اُدھر غیراللہ سے بھی دعا۔ یہ کام بہت بے ڈھنگا ہوا اِس سے قیامت میں بہت سخت حساب لیا جائے گا اور یہ کام ایسا ہے کہ اُس کا انجام نامرادی اور ناکامی ہے ۔"

"یہ دعاء بہت مقبول ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائی۔ "أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ" سے آخر تک چار آیات، آسیب، دیوانگی اور کسی بھی شیطانی حرکت کا مقابلہ کرنے کے لیے بہت ہی طاقتور ہیں ۔انھیں پڑھ کر کان میں دم کرنا چاہیئے ۔"

(۲۳ -المومنون، آیت ۱۱۷-۱۱۸، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۱) "اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں نے جنّت کی طلب کا سوال اپنی دعاؤں میں کیا۔حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعا کے الفاظ قرآن شریف میں اس طرح بیان کئے گئے کہ " وَاجْعَلْنِي مِن وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ " (الشعراء آیت ۸۵) یعنی مجھے نعمت سے بھرپور جنّت کے وارثوں میں شامل رکھیو۔معلوم ہوا کہ جنّت میں داخلہ کی دعا کرنا، سنّت انبیاء میں سے ہے جو لوگ بندگی رب میں اللہ سے مانگنا تقویٰ اور ایمان کے خلاف سمجھتے ہیں اُن کا قول درست نہیں۔"

(۲۵- الفرقان : آیت ۱۶)

(۱۲) "رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا" اے ہمارے پروردگار، ہم کو ہمارے جوڑوں میں اور ہماری اولاد میں آنکھوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی ٹھنڈک عطا فرما اور پرہیزگار لوگوں کے ساتھ مل کر آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرما۔ یہ دعا ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کو مانگنی چاہئے۔ بہت مقبول دعا ہے اور اُس کی تاثیر بہت جلد ظاہر ہوتی ہے۔"

(۲۶۔ الشعراء: آیت ۸۴)

(۱۳) "کھانا اور اپنی ضرورت، حاجت، اللہ تعالیٰ سے مانگنا تقویٰ کے خلاف نہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ طمع اور لالچ سے کوئی چیز مانگنا خلافِ تقویٰ ہے اِن کی بات یہاں غلط ثابت ہوئی"

(۲۸۔ القصص: آیت ۲۴، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۱۴) "کوئی بتوں کو مدد کے لیے پکارتا ہے، کوئی فرشتوں کو، کوئی انبیائؑ کو پکارتا ہے اور کوئی اولیاء اللہ کو مدد کے لیے پکارتا ہے۔ اِس آیت میں سب کا بیان ایک ساتھ کر دیا کہ نفع نقصان پہونچانا، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں۔ اگر کوئی اپنا بچاؤ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کرنا چاہے تو سمجھ لے کہ اس نے مکڑی کے گھر میں پناہ لی ہے، جہاں اس کی حفاظت کا کوئی ذریعہ نہیں۔"

(۲۹۔ العنکبوت: آیت ۴۰-۴۱)

(۱۵) "یہاں سے ظاہر ہوا کہ جو شخص بھی، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے دعا کرے تو جس کسی سے وہ دعا کرتا ہے اُسے قطمیر کا اختیار بھی نہیں۔ کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو ایک باریک جھلی کی طرح پتلا چھلکا ہوتا ہے اِس کو قطمیر کہتے ہیں۔"

(۳۵۔ فاطر: آیت ۱۳)

(۱۶) "دعاء عبادت ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور مومن کی دعا کبھی بھی بیکار نہیں جاتی۔ یا تو فوراً من چاہی مراد مل جائے یا پھر کسی آنے والی مصیبت کے ٹل جانے کا یہ دعا سبب بن جاتی ہے یا پھر آخرت کے لیے مومن کی دُعائیں جمع رکھی جاتی ہیں کہ وہاں مومن کو دنیا کی دعاؤں کا انعام ایسا کچھ ملے گا کہ آدمی خود چاہے گا کہ کاش میری سبھی دعائیں آخرت کے لیے جمع رہتیں اور دنیا میں کوئی دعاء قبول نہ ہوتی تو زیادہ اچھا ہوتا۔"

(۴۰۔ مومن: آیت ۶۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۷) "اللہ تعالیٰ سب کی دعا سنتا ہے اور قبول بھی کر لیتا ہے جو ایمان لا کر نیک عمل کرے اُن کی دعا قبول فرما کر اور اپنے فضل سے زیادہ عطا فرماتا ہے کہ ایسے بندوں سے وہ راضی ہے۔"

(۴۲-الشوریٰ: آیت ۲۶)

(۱۸) اِن دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بڑی شان سے بیان ہوئی ہے۔ مومن کو چاہئے کہ بار بار اس کو چلتے پھرتے اپنے وظیفہ میں شامل کر لے اور برابر پڑھتا رہے اور ہو سکے تو ہر نماز کے بعد ایک بار ہی پڑھ لے۔ "فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ" بس سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو رب ہے آسمانوں کا، رب ہے زمین کا، رب ہے سارے جہانوں کا۔ اور اسی کی بڑائی قائم ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔"

(۴۵-الجاثیہ: آیت ۳۶-۳۷)

(۱۹) "معلوم ہوا کہ دعا میں صرف ایک اکیلے اللہ کو پکارے وہ جنتی ہے۔ رہے وہ لوگ جو حاجت اور مشکل میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں، اُن کی نجات کا وعدہ قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔"

(۵۲-الطور: آیت ۲۸)

(۲۰) "حساب میں آسانی یہ کہ ضابطہ کی خانہ پُری جلد کر دی جائے گی اور بہت سی باتوں سے درگزر کیا جائے گا۔ حدیث شریف میں یہ دعا بتائی گئی ہے" اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا" اے اللہ! میرا حساب آسان فرما۔"

(۸۴-الانشقاق: آیت ۸)

نذر و نیاز

(۱) "منّت اور نذر یہ ہے کہ اے اللہ! فلاں کام ہو جائے گا تو میں روزہ رکھوں گا یا محتاج کو کھانا کھلاؤں گا یا فلاں پر قرض ہے اس کو معاف کر دوں گا یا بکرا ذبح کروں گا پھر وہ کام پورا ہو جائے تو ایسی منّت و نذر پوری کرنا واجب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو اللہ کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سوا کسی دوسرے کی منّت مانے گا وہ مشرک ہے۔ بس مسلمان کو چاہیئے کہ نذر و منّت صرف اللہ کے نام کی مانے ۔"

(۲۔البقرہ: آیت ۲۷۰)

(۲) نذر و منت، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی نہیں۔ پہلی امتوں میں بھی اللہ کے نیک بندوں کا یہی دستور تھا ۔"

(۳۔آل عمران: آیت ۳۵)

(۳) "گولی لگنے سے یا کنویں میں گر کر مر جانے یا پہاڑ سے گر پڑنے سے جو جانور مر جائے وہ حرام ہے۔ اگر جان باقی ہو اور اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو حلال ہو گا۔ قبروں، درگاہوں اور بتوں پر یا ایسی جگہ جہاں لوگ استھان بنائے ہوئے ہوں اُن سب آستانوں پر ذبح کئے ہوئے جانور بھی حرام ہیں۔ ایسی جگہوں پر حُرمت کی اصل وجہ، خبیث عقیدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آج دین مکمل کر دیا اور اسلام کو دین پسند فرمالیا۔ اب تمام کافر، مسلمانوں سے مایوس ہو گئے کہ ہمارے کفر و شرک کی بات اب کوئی مسلمان نہیں سُنے گا اور نہ مانے گا۔ حرام جانور اور غیر اللہ کے نام سے پکائے ہوئے کھانے اور غیر اللہ کی نیاز، یہ سب مشرکوں کے یہاں بڑی عقیدت اور لذّت سے کھائے جاتے ہیں۔ مسلمان اُسے پلید جانتا ہے لیکن کبھی بھوک سے نڈھال ہو کر بے بس ہو اور اللہ کی نافرمانی کی طرف دل نہ جھکا ہو صرف جان بچانے کے لیے کسی نے مجبوری سے ایسا کچھ کھالیا تو اللہ تعالیٰ مغفرت فرمانے والا اور مہربان ہے ۔"

(۵۔المائدہ: آیت ۳)

(۴) "مشرکین نذر و نیاز کا بڑا اہتمام کرتے ہیں چونکہ اللہ کو مانے بغیر بھی چارہ نہیں اس لیے اس کے نام کی نیاز، کھیتی و مویشی میں برائے نام نکال دی۔ خدا کی نیاز ہمیشہ غریبوں مسکینوں یتیموں اور محتاجوں کے کام آتی ہے لیکن جو اپنے بزرگوں یا بتوں کے نام کی نذر و نیاز ہو، وہ تو مجاوروں اور پنڈتوں کے پیٹ میں جگہ پاتی ہے۔ اس میں کسی غریب کا کوئی حصّہ نہیں۔ مذہبی چودھری اور دینی دکانداروں نے اپنے سادہ دل عوام کو نذر و نیاز میں ایسا راسخ کر دیا کہ اب اگر تقسیم کے وقت اللہ تعالیٰ کی نیاز میں کوئی عمدہ اور اچھی چیز چلی گئی تو اُسے واپس لے کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

غیر اللہ کی نذر میں لگا دیا اور بدلے میں اللہ کے حصہ میں ناقص چیز ڈال دی، یوں کہہ کر کہ اللہ تو غنی ہے، بے نیاز ہے، اُسے کیا پرواہ ہے مگر یہ ہمارے بزرگ اگر بگڑ جائیں تو اُنھیں سمجھانا مشکل ہو گا پھر خیر نہیں اس لیے کبھی ایسا ہو کہ اللہ کے نام کوئی ناقص بکرا یا خراب اناج ہی رہ گیا تو پھر غیر اللہ والی نیاز میں سے اچھی چیز، اللہ کے حصہ میں نہیں ڈالیں گے اور یہ کر بھی کیسے سکتے ہیں جب کہ غیر اللہ کی نیاز تمام تر اُن کے مذہبی پیشواؤں کے پیٹ میں آگ بھرنے کے کام آتی ہے جب کہ اللہ کے نام کی نیاز تو محتاجوں، بیکسوں اور بیواؤں یتیموں کے کام لگتی ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ کیا برا فیصلہ کرتے ہیں، کتنے ظالم اور بے انصاف ہیں۔"

(۶- الانعام: آیت ۱۳۷)

⑤ "غیر اللہ کی نذر و نیاز مسلمان کے لیے حرام ہے۔ قرآن میں اور جگہ بھی اللہ کے سوا دوسروں کے نام کی نذر و نیاز اور منّت صاف صاف حرام کر دی گئی ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے سورہ البقرہ آیت ۱۷۳ - سورہ المائدہ آیت ۳ - سورہ الانعام آیت ۱۴۵ - سورہ النحل آیت ۵۶- ہر جگہ پر اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے نام پر چڑھاوے نیاز اور نذر کے کھانے حرام ہیں ہاں کوئی شخص مارے بھوک کے نڈھال ہو اور بار بار کھانے کا عادی نہ بنے تو وہ جان بچانے کے لیے کھا لیوے مگر اُس کا فیصلہ کھانے والا خود ہی کرے کہ وہ کتنا مجبور ہے، بے بس ہے۔"

(۱۶- النحل: آیت: ۱۱۵ ، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑥ "جو آدمی جانور پالتا ہے اُس کا استعمال کرے یعنی دودھ، اُون اور سواری لیکن جب کعبہ شریف لے جانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی نیاز و نذر مان کر اُسے ذبح کرنا طے کر لیا تو پھر حرم شریف کی سرحد میں لے جا کر اُسے اللہ کے نام قربان کر دے جو کعبہ تک نہ پہنچ سکے تو جہاں بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کر دیا تو یہ نشان، اللہ کی نیاز، کعبہ تک پہنچنے کے برابر ہے، چاہے دور ہو یا نزدیک۔"

(۲۲- الحج: آیت ۳۳)

⑦ "اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کے لیے کھانے کا انتظام کر دیا اور خود نہیں کھاتا، اس لیے کہ اُسے کچھ حاجت نہیں، وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ باقی تمام مخلوقات کو اپنی اپنی حاجت لگی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے، اُس کا انتظام اللہ تعالیٰ نہ فرماتا تو مخلوق کا دم گھٹ جاتا۔ یہاں ایک اشارہ شاید یہ بھی ہو کہ مشرک لوگ اپنے شریکوں اور دیوی دیوتاؤں کے قدموں میں چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ کھانے کپڑے، بکرے، مرغے، نذر و نیاز میں پیش کرتے ہیں اور یہ سب کچھ مذہبی دلالوں اور اچکّے، چور بدمعاش پنڈوں مجاوروں، مذہبی گدّی نشینوں کے پیٹ میں چلا جاتا ہے۔ بے چارے بے جان بت اور صاحب قبر کو تو کچھ پہنچنے سے رہا۔ اور دوسری جانب یہی چیز اللہ تعالیٰ کے نام سے دی جائے اور اللہ کی نیاز میں جانور ذبح کئے جائیں اور یہ سب اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہو اور چیزیں محتاجوں، مسکینوں، غریبوں، اپاہجوں، مسافروں کے کام آئیں اور بیچ میں کوئی دلال اپنا کمیشن نہیں لے بلکہ ساری چیز بے کس لوگوں کے کام آئے تو خرچ کرنے والے کی محنت ٹھکانے لگی۔ قرآن مجید کی اِس آیت پر غور کرنے سے تمام نبیوں رسولوں کی تعلیم کا خلاصہ یہ معلوم ہوا کہ چیزوں کو ضائع برباد کرنا، منع ہے۔ چیز کسی انسان کے کام آنی چاہیے۔ کوئی چیز دی جائے یا جانور ذبح کیا جائے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر ہو اور اگر کسی غیر کے نام کیا تو وہ مقبول نہیں بلکہ مردود ہے۔"

(۵۱۔ الذّاریات: آیت ۵۷، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑧ "اللہ تعالیٰ کے لیے نذر منّت ماننا، صالح لوگوں کے، تعلق باللہ اور محبت الٰہی کی دلیل ہے اور جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی منّت و نذر مانتے ہیں وہ اُس دن تکلیف میں گھر جائیں گے۔"

(۷۶۔ الدّھر: آیت ۷)

وسیلہ و توسّل

① "جاہل لوگ اِس آیت "وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ" سے غلط معنیٰ لیتے ہیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتائے اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتائے۔ کوئی قبروں کو پوجنے لگا اور اُن کا وسیلہ پکڑا اور صاحبِ قبر سے مدد مانگنے لگا۔ کوئی اور کچھ کرنے لگا۔ یہاں تو صاف حکم ہے کہ وسیلہ تلاش

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرو یعنی ڈھونڈتے جاؤ۔ یہ تو نہیں کہا کہ یہ لو، یہ ہے وسیلہ پکڑو۔ وسیلہ کے معنی ہیں واسطہ، ذریعہ، تقرب حاصل کرنا۔ اس کے لیے سب سے زیادہ اثر کرنے والا راستہ، اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا ہے قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ سجدہ کرتے رہو اور تقرب یعنی اللہ کی نزدیکی حاصل کرتے رہو۔ ہمارے یہاں بعض مشرک لوگ قبروں کو سجدہ کرنے لگے اور الٹے اللہ تعالیٰ کے غضب میں گھر گئے۔ یہ آیت شریفہ جہاد یعنی ہر طرح کی محنت کرنے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ پھر نادان لوگوں کو کیا ہوا کہ قبر پرستی تعزیہ داری، اور ایسے بہت سے شرک و بدعات جو آگ میں جانے کا وسیلہ تو بن سکتے ہیں اُن کو یہ بھلے آدمی اپنی نادانی سے ہلکٹ قسم کے جاہل مذہبی رہنماؤں کے پھندے میں پھنس کر جو پیٹ بھرنے کے لیے دین بیچتے ہیں اُن کے دھوکے میں آکر نجات کا وسیلہ سمجھ بیٹھے ہیں۔

اگر نیک عمل کے سوا، کوئی آدمی وسیلہ ہو سکتا ہے تو پھر سب کا وسیلہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں، چاہیئے کہ پھر حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا وسیلہ ہر کوئی پکڑے اور جیسا آپؐ نے ایمان اور عمل بتایا ہے ویسے ہی کرتے رہیں، اُسی میں نجات ہے۔ بس وسیلہ ہر روز ایمان اور نیک عمل میں لگے رہنے سے حاصل ہوتا رہے گا ورنہ نہیں۔ مسلمان کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اِس آیت کا مطلب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی یہ نہیں سمجھا کہ کسی قبر پر جاکر وسیلہ کی دُہائی دینے سے کام بنے گا بلکہ ان میں سے ہر ایک ایمان اور عملِ صالح میں دوڑ لگاتا ہوا نظر آئے گا۔"

(۵-المائدہ: آیت ۳۵)

(۲) "آدمی اپنے سے زیادہ بڑے بزرگ کا یا کسی ولی کا وسیلہ پکڑتا ہے مگر یہ لوگ خود بھی کسی بڑے کے وسیلے کی تلاش میں رہے اور سب کا وسیلہ پیغمبر ہے۔ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑ لیا وہ منزل تک بے شک پہنچ گیا۔"

(۱۷-بنی اسرائیل: آیت ۵۷)

(۳) "دنیا میں مشرک لوگ ہر کام بے دلیل کرتے ہیں لیکن اپنی بات کو ٹھیک بتانے کو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا ہم کسی کو پوجتے نہیں بلکہ اللہ تک پہونچنے کا ذریعہ اور وسیلہ یا اللہ کا قُرب حاصل کرنے کو ہم اللہ کے مقبول بندوں کو یا ایسی طاقتوں کو جو ہم کو اللہ تک پہونچا دیں،

toobaa-elibrary.blogspot.com

اُن کو پکار کر یا اُن کی دہائی دیکر اللہ سے اُن کے ذریعہ کچھ پا لیا تو کیا حرج ہے لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے اُن سے جواب طلب کیا ہے کہ جب ہمارا عذاب آتا ہے تو یہ معبود تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ اس وقت تم بھی سب کو بھول بھال کر صرف ہم کو پکارتے ہو اور اپنے معبودوں کو اور اُن کے آستانوں کو چھوڑ چھاڑ کر فرار ہو جاتے ہو "۔

(۴۶ - الاحقاف : آیت ۲۸)

نکاح

(۱) "مشرک مرد اور عورت دیکھنے میں کتنے ہی خوبصورت، اشراف اور مالدار ہوں، یہ سب چہرے آگ میں جھلستے رہیں گے، اس لیے نکاح میں مال و دولت اور حسن و خاندان کی زیادہ اہمیت نہیں ۔صورت کے بجائے سیرت اور ایمان کی زیادہ اہمیت ہے ایمان والے ہوشیار ہو جائیں کہ مشرک مرد اور عورت کو رشتۂ نکاح میں نہ لایا جائے جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں ۔تاکہ ایمان والوں کی جماعتی و اعتقادی اور گھریلو زندگی میں فساد برپا نہ ہونے پائے اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرد یا عورت نے شرک کیا تو نکاح ٹوٹ گیا۔ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کسی اور میں جاننے ۔مثلاً کسی آدمی کے متعلق یہ سمجھنا کہ اُسے ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا بُرا اس کے ہاتھ میں ہے اور شرک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم، کسی اور پر خرچ کرے، مثلاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو سجدہ کرنا، حاجت طلب کرنا اور کسی کو اپنا مختار سمجھنا ۔ایمان والوں کو ایسے تمام معاملات، اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھنے چاہئیں "۔

(۲-البقرہ : آیت ۲۲۱)

(۲) "عورت سے نکاح میں حسبِ ذیل باتیں توجہ طلب اور بہت اہم ہیں۔ عورت حلال ہو حرام نہ ہو۔ کسی کے نکاح میں بندھی نہ ہو آزاد ہو ۔ ایجاب و قبول زبان سے ہونا چاہئے۔ مہر ادا کرنا مرد قبول کرے تیسرے یہ کہ عورت سے نکاح صرف گھر بسانے کے ارادے سے ہو

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ کہ صرف شہوت مقصود ہو۔ نکاح میں مدّت کا ذکر نہ ہو کہ اتنی مدّت کے لیے ہم نے نکاح کیا یہ حرام ہے۔ اسی طرح چھپی آشنائی بھی حرام ہے۔ نکاح خفیہ نہ ہو علانیہ ہو تاکہ لوگ شاہد ہوں۔ کم سے کم ۲ دو مرد یا ایک مرد ۲ دو عورتیں گواہ ضرور ہوں۔"

(۴۔ النساء: آیت ۲۴)

"عورت نے نکاح کے وقت عہد و پیمان وفا سے اپنے آپ کو ایک مرد کے نکاح میں دیا۔ اب یہ مرد اُسے چھوڑے تو کچھ بھی اپنا دیا ہوا مال واپس نہ لے۔ اس آیت میں اس کی تاکید ہے۔"

"نکاح میں یہ ناتے حرام ہیں۔ (۱) ماں = اِس میں نانی، دادی بھی شامل ہیں جو پیدائش میں اصل اور جڑ ہیں۔ (۲) بیٹی = اس میں نواسی، پوتی بھی شامل ہیں کہ یہ بھی اولاد کی طرح شاخ ہیں۔ (۳) بہن (۴) پھوپھی = یعنی باپ کی بہن۔ (۵) خالہ = ماں کی بہن۔ (۶) بھتیجی۔ (۷) بھانجی۔ (۸) رضاعی ماں۔ جس کا دودھ پیا ہو، یہ بھی ماں کی طرح ہے اس لیے حرام ہے (۹) دودھ شریک بہن۔ یعنی جس عورت کا دودھ لڑکے نے پیا ہو اور اسی کا دودھ اگر کسی لڑکی نے پیا ہو تو یہ دودھ شریک بہن ہوئی۔ اب یہ دونوں آپس میں دودھ شریک بہن ہو گئے، اس لیے نکاح نہیں کر سکتے۔ (۱۰) عورت کی ماں یعنی ساس۔ (۱۱) عورت کی لڑکیاں مثلاً آدمی کسی عورت کو نکاح میں لائے، اُس عورت کو پہلے شوہر سے کوئی لڑکی ہو تو یہ بھی حرام ہے۔ ایسی لڑکیوں کو "ربیبہ" کہا جاتا ہے یعنی زیرِ پرورش لڑکی۔ ہاں اگر اس عورت سے صحبت نہ ہوئی ہو اور طلاق دے دی تو اُس کی لڑکی حلال ہو گی۔ (۱۲) بہو۔ یعنی اپنے سگے بیٹے کی عورت۔ مُنہ بولے بیٹے کی ہو تو حلال ہے۔ (۱۳) دو بہنیں۔ دو بہنوں کو ایک وقت، نکاح میں رکھنا حرام ہے، ہاں اگر ایک مر گئی یا طلاق دے دی تو دوسری سے نکاح حلال ہے۔"

(۴۔ النساء: آیت ۲۱-۲۳، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۳) "معلوم ہوا کہ ہم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی، اُن کی پارسا، نیک چلن لڑکیوں سے ہم نکاح کر سکتے ہیں، لیکن آج دنیا میں جو یہودی اور عیسائی پائے جاتے ہیں، وہ اہلِ کتاب

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو کر بھی توحید و رسالت کے منکر ہیں اور کسی طرح توریت اور انجیل پر اُن کا ایمان و عمل ٹھیک نہیں ہے جیسے کہ انگریز لوگ سور کھاتے ہیں، شراب پیتے ہیں اور بدن سے ناپاک رہتے ہیں، طہارت کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے تو اُن کی لڑکیوں سے آج کے ماحول میں نکاح کرنا اچھی بات نہیں۔ اہلِ کتاب کہتے بھی اسی کو ہیں جو آسمانی کتاب پاکر اس کے حکموں پر چلے۔ ایمان سے کفر میں جا پڑنے کا خطرہ نہ ہو تو کسی اہلِ کتاب لڑکی سے کوئی مسلمان نکاح کرے تو جائز ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ مسلمان عورت کا نکاح، کسی اہلِ کتاب سے ہرگز جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ جو لوگ مسلمان ہو کر عیسائی لوگوں کو اپنی لڑکیاں بیاہتے ہیں، حرام کام کرتے ہیں۔"

(۵۔المائدہ: آیت ۵)

(۴) "ایک سے لے کر چار بیویوں تک، نکاح کی کھلی اجازت ہے۔ پھر جنگ میں ہاتھ لگی عورت بھی شرعی کنیز باندی بن کر گھر بسالے تو مرد کے لیے یہ بھی ہمبستری کی اجازت کے دائرے میں آگئی۔ اب کسی مرد کو اس کے سوا اور کیا چاہیے۔ لیکن کوئی بے تکا آدمی اس کے علاوہ بھی دوسرا راستہ تلاش کرے تو وہ حد سے نکل گیا اور جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے نکل گیا، وہ باغی غدار ہے۔"

(۲۳۔المومنون: آیت ۷، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

طلاق اور خُلع

(۱) "جس نے قسم کھائی کہ اپنی عورت کے پاس نہ جائے گا تو عورت بے چاری، ترکِ تعلق کی مصیبت میں پھنس کر گھریلو زندگی سے محروم ہو جائے گی لہٰذا یہ قانون نازل ہوا کہ مرد کو لازمی طور پر چار مہینے کے اندر اندر یہ قسم واپس لے کر کفارہ ادا کر دینا چاہیے اور اپنی عورت سے تعلق بحال کر لینا چاہیے ورنہ طلاقِ بائن پڑ جائے گی۔ یہ آسمانی قانون اُن ظالموں کے ہاتھ باندھ دیتا ہے جو عورتوں کو طویل مدت تک قسمیں کھا کر ترکِ تعلق کے عذاب میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس قانون کو اصطلاحِ شرع میں "ایلاء" کہتے ہیں، جو مرد کو، اپنی قسم واپس لینے

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں چار ماہ سے زیادہ مدّت نہیں دیتا، پس اس معاملہ میں سوچ سمجھ کر اور ٹھنڈے دل سے فیصلہ کرنا چاہئے تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔ مرد کو اسلامی قانون صرف ایک درجہ زیادہ دیتا ہے، باقی حقوق میں مرد اور عورت سب برابر ہیں۔"

"پہلی دو رجعی طلاق سے عورت، مرد پر حرام نہیں ہوتی۔ مرد رجوع کر لے تو قصہ ختم ہوا مگر پھر کبھی زندگی میں طلاق دی تو اب یہ عورت حرام ہو گئی۔ مرد کو طلاق کا حق دو بار ہے تیسری بار طلاق تو رخصت کر دینے کی ہے کہ اب یہ عورت نہیں چاہئے یعنی اب تیسری طلاق دینے سے پکّی طلاق پڑ گئی اور یہ عورت اب مرد سے قطعی طور پر الگ ہو جائے گی۔ اس صورت میں مرد نے جو مال عورت کو دیا ہو، وہ واپس لینا حرام ہے، لیکن ایک دوسری صورت میں بیوی اگر شوہر سے خود ہی الگ ہونا چاہتی ہے، جس کا بیان سورہ نساء آیت ۱۲۸ میں ہے یعنی عورت اپنے مرد کو معاوضہ دے کر طلاق خرید کر الگ ہو جائے تو یہ مال مرد کے لیے لینا منع نہیں۔ البتہ حدیث شریف میں اُس کی یہ شرط بتائی گئی کہ مرد نے جو کچھ اس عورت کو دیا ہو، اُس مال سے زیادہ مقدار طلب نہیں کر سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ خود آپس میں عورت مرد یا پنچائت اور جماعت یا شرعی قاضی یہ محسوس کریں کہ اب یہ دونوں ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نہ رہ سکیں گے تو مرد کو فدیہ دے کر دونوں میں جُدائی کرا دی جائے گی، جسے "خلع" کہا جاتا ہے۔ یہ ایک طرح سے عورت کی خریدی ہوئی طلاق کہلائے گی۔ خلع کی صورت میں جو طلاق عورت پر پڑے گی، وہ طلاق بائنہ ہوگی، جس میں میاں بیوی اگر چاہیں تو باہمی رضامندی سے پھر نکاح کر سکتے ہیں، البتہ مرد کو یہ حق نہ ہو گا کہ وہ مال واپس کر کے عورت پر حقِ زوجیت جتائے اور اس کا دعویٰ کرے۔ خلع حاصل کرنے والی عورت کو نکاحِ ثانی کے لیے عدّت پوری کرنا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ پہلے شوہر سے اُسے کوئی حمل نہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کو طلاق حاصل کرنے کا حق نہیں ہے۔ صرف الفاظ کا فرق ہے۔ قانونی اصطلاح میں مرد کے لیے "طلاق" کا حق ہے اور عورت کے لیے "خلع" کا حق ہے۔ البتہ جماعتی نظام میں عورت کو خلع حاصل کرنے میں سماج، خاندان اور حکومت پوری مدد دیتی ہے تاکہ کسی غلط اقدام کی وجہ سے عورت کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسلامی قانون کی برتری کا یہ ایک بڑا ثبوت ہے ۔"

"تیسری طلاق کے بعد دونوں راضی ہوں تب بھی نکاح نہیں ہوسکتا ۔ البتہ یہ عورت نکاح ثانی کرے اور اگر دوسرے شوہر نے بھی اُسے طلاق دے ڈالی یا وہ مرگیا ہو تو، پہلا شوہر اور یہ عورت چاہے تو عدت کے بعد دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی حدیں قائم رکھنا شرط ہے ۔ بار بار کے نکاح و طلاق میں عصمت مجروح کرنے والے، اللہ کو ناپسند ہیں ۔ پھر جو لوگ غصّہ میں تین طلاق دینے کے بعد اپنے گھر کی بربادی کا رونا رو کر چالاکی سے کسی مرد سے اپنی مطلقہ کا نکاح کرا دیا اور رات دو رات بسر کرا کر طلاق حاصل کرلی اور پھر اسی عورت سے نکاح کرلیا، یہ دھوکہ بازی، اللہ کے قاعدے توڑنے والوں کو حشر کے دن مہنگی پڑے گی ۔ حدیث شریف میں ایسا توڑ جوڑ کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے ۔ مسلمانوں کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ طلاق دینے سے پہلے علمائے کرام سے پوچھ کر طلاق کا آسان اسلامی طریقہ معلوم کریں ۔"

(۲۔البقرہ، آیت ۲۲۶ تا ۲۳۰)

"خوب ٹھنڈے دل سے غور و فکر اور تمام اندیشے سامنے رکھ کر پوری دوراندیشی کے ساتھ طلاق کا استعمال کرے، جلد بازی نہ کرے ۔ طلاق دینا ہی ہے تو طلاقِ رجعی سے کام لے، تاکہ پھر واپس اپنی عورت کو رکھنا چاہے تو دِقّت نہ ہو ۔ آسان راستہ یہ ہے کہ علماء سے پوچھ کر مشورہ کر کے کوئی قدم اٹھایا جائے ۔ طلاق دینے میں عجلت اور غصّہ کے بجائے اسلامی قانون کا لحاظ کرتے ہوئے کام کیا جائے تو آگے شرمندگی اور پشیمانی کا موقعہ نہیں رہتا ۔ مثلاً پہلے پہلے اگر گھر میں تناؤ بڑھے اور اَن بَن ہو جائے تو (۱) اوّل تو نصیحت کرنا چاہئے ۔ اپنی عورت کو سمجھانے کے بجائے سزا دینا یا گھر سے بے گھر کر دینا، مناسب نہیں ۔ (۲) سمجھانے پر اگر عورت نہ مانے تو ہلکا مار بھی سکتے ہیں مگر حدیث شریف میں ہے کہ رخسار یا کوئی نازک جگہ پر نہیں مارنا چاہئے کہ نشان باقی رہ جائے ۔ (۳) اگر اس پر بھی عورت کا دماغ درست نہیں ہوتا تو چند دن کے لیے بستر الگ کرلینا چاہئے ۔ عورت پر ضرور اس کا اثر پڑے گا مگر ایک ہی گھر میں کچھ دن الگ رکھے تاکہ میل جول کا اِمکان باقی رہے ۔ (۴) پھر بھی بات بگڑ جائے تو ایک پنچ عورت کے خاندان کا اور ایک پنچ مرد کے خاندان کا مقرر ہو تاکہ یہ لوگ معاملہ صاف

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنے اور صلح قائم کرنے کی پوری کوشش کریں اور جھگڑے کے اسباب معلوم کر کے اس کا علاج ڈھونڈ نکالیں۔ اصلاح کا ارادہ ہونے پر اللہ تعالیٰ بھی مدد فرمائے گا۔ دیکھئے سورہ نساء آیت ۳۴۔۳۵۔ (۵) اگر اس پر بھی معاملہ نہیں بنتا تو مرد ایک طلاقِ رجعی دے کر اپنا حق طلاق استعمال کرے۔ چونکہ اس طلاق کے بعد مرد، اگر رجوع کرنا چاہے گا تو پھر سے گھر سنسار جاری ہو جائے گا اور جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ (۶) لیکن اب بھی اگر عورت مرد نرم نہ پڑیں اور میل ملاپ میں پھر بھی کسر رہے اور دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتے تو دوسری طلاقِ رجعی دے کر، ایک اور موقع حاصل کرلیوے کہ شاید اب دونوں میں صلح ہو جائے اور تناؤ ختم ہو۔ مگر اتنے سارے علاج کے بعد بھی اللہ کے قانون کے مطابق دونوں کا زندگی گزارنا ممکن نہ ہو تو پھر تیسری طلاق دے کر مرد بھی روز روز کے اس جھگڑے سے چھوٹ جائے اور عورت بھی اپنا راستہ لے۔ دونوں اپنی اپنی پسند سے جہاں چاہیں اپنا نکاح، اسلامی قاعدے کے مطابق کرلیں۔ طلاق کے سہل قانون کا ہر مسلمان کو علم ہو جائے تو ان شاء اللہ بڑی حد تک ایسے قضیوں کی تعداد میں کمی ہو جائے گی۔ مفصّل باتیں اپنے علاقے کے علمائے کرام سے پوچھ کر معلوم کریں۔ ہم نے صرف موٹی موٹی باتیں لکھ دی ہیں۔ بہتر اور محفوظ راستہ یہ ہے کہ صاحبِ عدل اور سمجھ دار لوگ نیز علماء کرام اور بڑے بوڑھوں کے سامنے پہلے معاملہ رکھ کر صُلح کی کوشش کی جائے۔ الغرض کسی بھی شخص کو طلاق کے بارے میں بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے۔

طلاق والی عورتوں کو دوسرا نکاح کرنے کے لیے جتنا انتظار کرنا ہے اُس وقت کے گزارنے کو عدّت کہتے ہیں۔ اُس کا مختصر بیان یہ ہے کہ (۱) طلاق کی عدّت تین حیض ہے۔ (۲) اگر خاوند مر جائے تو بیوہ کی عدّت چار مہینے دس دن ہے۔ (۳) حاملہ عورت، بیوہ ہو یا طلاق دی ہوئی ہو۔ حمل گر جانے یا بچہ پیدا ہونے پر اُس کی عدّت پوری ہو جائے گی۔ (۴) جس عورت کو حیض نہ آتا ہو یا بوڑھی ہو اُس کی عدّت تین ماہ ہے۔ الغرض اسلامی قوانین عورتوں کو ہر طرح سے حقوق دلاتے ہیں۔ جاہلیت میں لوگ طلاق دے کر لٹکائے رکھتے۔ کوئی فیصلہ اُن کا نہ کرتے اور من مانی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا کہ عورتوں کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ساتھ ظلم بند ہونے کے صاف صاف احکام بھیج دیئے ۔"

"اِس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کی مرضی سے نکاح ہوگا ۔ اُس کے اوپر جبر سے لادا نہیں جائے گا اِسی سے سماج اور سوسائٹی میں ستھراپن قائم رہے گا ۔ نیز طلاق دی جانے والی عورتوں کو بھی اپنی پسند کے جوڑے باندھنے میں پوری آزادی ہے ۔ اس میں رکاوٹ ڈالنے پر سماج میں گندگی پھیلے گی ۔ خاندانی نظام میں عفّت اور پاکیزگی نہایت ہی ضروری ہے ۔"

"طلاق کے جھگڑے میں عورت، اگر بچّے والی ہو تو بچّے کو دودھ کون اور کب تک پلائے ۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے ۔ قرآن مجید نے اس کی مدّت دو سال رکھی ہے کہ مرد اپنی اولاد کے لیے طلاق دی ہوئی عورت کا اُس سے زیادہ وقت نہیں لے سکتا ۔ اس میں دو کام انجام پائے ۔ ایک تو معصوم بچّہ اِس قضیہ کا شکار نہ ہو جائے، دوسرے یہ کہ طلاق دی ہوئی عورت کو دودھ پلانے کے بہانے دو سال سے زیادہ مدّت تک روکنا، مرد کے لیے ممکن نہیں رہا ۔ یہ بھی یاد رہے کہ بچّے کا باپ اگر اس درمیان میں مر جائے یا لاپتہ ہو جائے تو وارثوں پر اخراجات کی ذمّہ داری ہوگی ۔"

"یہ مدّت بیان فرمائی، اس عورت کی جس کا خاوند مر چکا ہو کہ وہ اپنے آپ کو دوسرے نکاح سے چار مہینے دس دن روکے رکھے ۔ حدیث شریف میں یہ تفصیل بھی آئی ہے کہ اِس مدّت میں بیوہ عورت، زینت و آرائش سے پرہیز کرے، رنگین بھڑکدار لباس، زیورات مہندی، سُرمہ وغیرہ بناؤ سنگار نہ کرے ۔ عدّت اُسی گھر میں گزارنا چاہیئے جہاں شوہر نے وفات پائی ہے ۔ آج کے زمانے میں کسی کا مکان کرائے کا ہو اور کرایہ دار کے مرنے کے بعد مالکِ مکان اپنا مکان خالی کروالے یا راہ میں پڑنے سے سرکاری حکّام مکان کو توڑ دیں یا کسی جھگڑے کی وجہ سے یہ مکان نیلام ہو جائے یا ضبط ہو جائے یا گر جائے اور رہائش کے قابل نہ رہے یا گھر میں عورت اکیلی ہو تو، کسی دوسرے محفوظ اور مناسب مکان میں عدّت گزار سکتی ہے ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق آج کے زمانے میں اُس کی اجازت دینے میں کوئی حرج نہیں ۔ عدت گزارنے کے بعد بیوہ عورت اپنا نکاح کرنا چاہے تو اُسے روکنا گناہ ہے ۔ بیوہ کے نکاح کو جو بُرا جانے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کا ایمان سلامت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی قانون سے عورت اپنی پسند کا نکاح کر سکتی ہے۔ کسی کا اس پر جبر نہیں۔ یہ آزادیٔ نسواں کے علَم برداروں کو ایک تازیانۂ عبرت ہے۔ ساتھ ساتھ جاہلیت کا دستور بھی توڑ دیا گیا کہ بیوہ عمر بھر مصیبت اٹھاتی رہے۔"

"عورت ایک خاوند سے چھوٹی اور عدّت میں ہے تو کسی کو جائز نہیں کہ عدّت گزرنے سے پہلے نکاح باندھ لے یا نکاح کا کھلا وعدہ کرے۔ ہاں دل میں نیّت رکھی ہو کہ یہ عدت سے فارغ ہوگی تو میں نکاح کروں گا یا رواج کے مطابق کوئی بات کہہ دی کہ مجھ کو بھی نکاح کی حاجت ہے تاکہ کوئی دوسرا، اس سے پہلے بول نہ دے تو اس کی اجازت ہے۔ صرف کھلا پیغام نِکاح، عدّت میں ناپسند کیا گیا ہے۔ اشارے میں مُبہم بات کہی جا سکتی ہے۔"

(۲-البقرہ: آیت ۲۳۰ تا ۲۳۵، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "گھر کے گھر میں میاں بیوی نباہ اور صلح پر نہ رہ سکیں اور بگاڑ و اختلاف بڑھنے کا اندیشہ ہو تو عورت اور مرد دونوں کے خاندان سے ایک ایک عادل و مُنصف آدمی، معاملہ فیصل کرنے کے لیے خاندان کے لوگ مقرر کئے جائیں۔ یہ نہ ہو کہ جاہلوں کی طرح ایک ہی وقت میں تینوں طلاق مرد دیدے اور اُس کے بعد واویلا مچاتا پھرے۔ اصل تعلیم یہ ہے کہ عورت مرد کے قبضہ میں اوّل نصیحت سے کام لے، بعد میں عورت نہ مانے تو بستر الگ کر دے یا مارے مگر ضرب ہلکی ہو۔ اُس کے بعد بھی نباہ نہ ہو تو خاندان کے لوگ تصفیہ کے لیے پنچ مقرر کر کے معاملہ فیصل کریں۔ اگر دونوں کا ارادہ صلح و صفائی کا ہوگا تو اللہ تعالیٰ موافقت کرا دیگا۔"

"مرد کو عورت سے رغبت کم ہو گئی ہو یا کسی بیماری یا بانجھ پن یا کسی اور سبب سے عورت یہ اندیشہ کرے کہ شاید یہ آدمی اب مجھے چھوڑ دے گا تو ایسے موقع پر عورت کو یہ مشورہ دیا گیا کہ کسی طرح اُسی گھر میں صلح سمجھوتہ کر کے اُس مرد کو طلاق دینے سے روکنے کے لیے اپنے بعض حقوق کو چھوڑ دینا گوارا کرے اور اس طرح مرد و عورت میں کوئی تصفیہ آپس میں ہو جائے تاکہ طلاق کی نوبت ٹل جائے اور اسی کو بہتر سمجھا گیا ہے۔ ایسے موقع پر اپنے نفس پر بعض چیزوں کا بار پڑتا ہے اور اپنی خواہش اور جذبات کو توڑنا ضروری ہوتا ہے، جسے دوسرے جان نہیں سکتے مگر پھر بھی مرد کا کام ہے کہ احسان اور تقویٰ کی روش پر چل کر،

toobaa-elibrary.blogspot.com

طلاق سے رک جائے تاکہ عورت پر عرصۂ حیات تنگ نہ ہو اور بقیہ زندگی گزارنے میں اُسے دقت نہ ہو۔"

(۴-النساء: آیت ۳۵-۱۲۸)

③ "نکاح کرنے کے بعد تنہائی میں خلوت ہونے کے پہلے یعنی ہاتھ لگانے کے پہلے طلاق دی گئی تو اب عدّت کی گنتی پوری کرنا عورت پر ضروری نہیں۔ چاہے فوراً ہی نکاح کرے یا نہ کرے، ہر طرح وہ عدّت سے آزاد ہے۔ شریعت میں عدّت اُس مدّت کو کہتے ہیں جو طلاق والی عورت کو حیض آتا ہو تو تین حیض تک اور حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ تک، دوسرے نکاح کے لیے انتظار کا وقت ہوتا ہے۔ عدّت پوری ہونے پر عورت کو آزادی کا پروانہ حاصل ہو گیا۔ لیکن اس آیت شریفہ میں ایک ایسی حالت کا حکم دیا گیا ہے کہ نکاح تو ہو گیا مگر میاں بیوی خلوت میں تنہائی میں نہیں ہوئے، تو اب حمل کا اندیشہ نہیں۔ اس لیے عورت کو عدّت پوری کرنی ضروری نہیں۔ ایسی طلاق کے بعد عورت فوراً ہی آزاد ہو جائے گی۔ البتہ رخصت کرتے وقت فائدہ پہونچا کر حُسن و خوبی کے ساتھ وداع کرے۔"

(۳۳- الاحزاب: آیت ۴۹)

④ "اِس آیتِ شریفہ سے یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ طلاق پر عدّت کی گنتی کرنی چاہیئے۔ طلاق پا جانے یا شوہر کے انتقال کے بعد ایک مدّت تک دوسرے نکاح سے عورت کے رُکے رہنے کو عدّت کہتے ہیں۔ عدّت کی میعاد تین حیض ہے اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اُس کی عدّت تین مہینے ہیں اور جس عورت کو حمل ہو تو اس کی عدّت وضعِ حمل تک ہے۔ طلاق کے مسائل طلاق دینے والے مرد اور طلاق پانے والی عورت کی حالت کے لحاظ سے الگ الگ تفصیلی احکام کی صورت میں سامنے آتے ہیں اِس لیے ایک ساتھ تین طلاق نہیں دینا چاہیئے بلکہ ایک طلاق رجعی پر ٹھہر کر حالات کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اگر بگاڑ دور ہو جائے اور صلح کی شکل نکلے تو ایک طلاق رجعی میں عدّت گزرنے کے اندر اندر طلاق واپس لینے کا حق مرد کو باقی رہتا ہے۔ اِس آیت کی تفسیر میں قرآن، حدیث، فقہ اور صحابہ کرامؓ کے واقعات کی روشنی میں علمائے کرام نے بہت سے مسائل بیان کئے ہیں، اِس لیے جیسا معاملہ ہو، علمائے کرام کی طرف رجوع کر کے مسئلہ معلوم کر لینا چاہیئے۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"معلوم ہوا کہ طلاقِ رجعی پر رکھنا ہو تو رکھے، نہ رکھنا ہو تو عورت کو تنگ نہ کرے، عزت کے ساتھ رخصت کر دے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رجوع طلاق پر دو آدمی جو عادل، منصف اور معتبر مسلمان ہوں، گواہ کر لے تاکہ لوگوں میں غلط فہمی نہ ہو۔ یہ شہادت اللہ تعالیٰ کے لیے قائم کی جائے۔ مسلمان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سمجھ لے اور مان لے اور اُس کے مطابق عمل کرے تاکہ طلاق کی تعداد بڑھنے نہ پائے۔ طلاق دینا حدیث شریف میں ناپسند فرمایا گیا ہے اور اس پر ناراضی کا اظہار فرمایا گیا، لیکن حالات کے تقاضے ایسے ہوں کہ اب گھر سنسار چل ہی نہیں سکتا تو شریفانہ طریقہ سے جدائی کا علاج، طلاق رکھا گیا کہ امت میں خاندانی بگاڑ نہ رہے۔"

(۶۵- الطلاق: آیت ۱-۲)

خواتین کے حقوق و مسائل

① "عورتیں جب ایامِ ماہواری میں ہوں تو اُن سے صحبت یعنی جسمانی رابطہ سے پرہیز کرنا چاہیئے جب تک وہ پاک وصاف نہ ہو جائیں۔ لیکن کھانا، پینا الگ کرنا اور اچھوت کی طرح عورت سے دور بھاگنا، اسلام کی تعلیم نہیں۔ یہ جاہلیت کی باتیں ہیں۔"

(۲- البقرہ: آیت ۲۲۲)

"کسی وجہ سے نکاح کے وقت اگر مہر نہیں مقرر کیا گیا تو بھی نکاح درست ہے۔ مہر کی رقم بعد میں مقرر ہو سکتی ہے۔ پھر ایسے معاملہ میں بغیر خلوت اور ہاتھ لگائے بغیر طلاق ہو گئی تو مہر کچھ لازم نہ رہا۔ مگر عورت کو نقصان پہنچ گیا۔ اس لیے اس کا خیال کرنا ہو گا۔ امیر غریب ہر ایک کو اپنے حال کے مطابق ایسی عورت کو تحفہ دینا (کم از کم ایک جوڑا پوشاک) نیک لوگوں پر واجب ہے۔"

"اگر مہر مقرر ہو چکا تھا اور صحبت و خلوت کے بغیر طلاق دیدی گئی تو آدھا مہر دینا ہو گا۔ اگر عورت خود ہی چھوڑ دے تو اور بات ہے اور اگر مرد فیاضی و احسان کا معاملہ کرے یعنی آدھے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے بجائے پورا مہر ادا کرے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ مرد کو عورت کے ساتھ احسان کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور اگر مہر مقرر ہو چکا تھا اور ہاتھ لگا کر طلاق دی ہے تو پورا مہر لازم ہے۔ اور دوسرے یہ کہ مہر مقرر نہیں کیا تھا اور صحبت کے بعد طلاق دی تو مہرِ مثل دینا ہوگا یعنی اُس عورت کے خاندان میں جو رواج ہو، اُس کے مطابق مہر ادا کرنا چاہئے۔"

"مرد کے وفات پانے کے بعد چار ماہ دس دن کی گنتی کر کے عورت کو فوری طور پر نکال باہر کر کے اُسے اُجاڑ نہ دیا جائے بلکہ اُسے گزر بسر کی سہولت اور گھر میں رہنے کی سہولت دی جانی چاہئے تاکہ وہ اپنی آئندہ زندگی کے لیے جو مناسب کاروائی کرنا چاہے اُس میں اُسے سہولت ہو اور دوبارہ زندگی شروع کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ سبحان اللہ بے سہارا بہنوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے کتنے سہل اور فائدہ مند قوانین جاری فرمائے۔"

(۲۔ البقرہ: آیت ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۴۰، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ بعض یتیم لڑکیاں، لوگوں کی پرورش میں ہوتی تھیں اور لوگ اُن لڑکیوں کو مالدار اور قبول صورت پا کر خود ہی نکاح کر لیتے تھے لیکن یتیمی کے سبب اُنھیں بے سہارا پا کر اُن کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ عدل و انصاف کرو اور اگر خوف ہو کہ بے سہارا یتیم لڑکی کو بیوی بنا کر انصاف نہ کر سکو گے تو دوسری عورتوں سے نکاح کرو۔ دو، تین اور چار میں بھی حرج نہیں، لیکن حق ادا کرنے میں کوتاہی کا اندیشہ ہو تو ایک ہی عورت مناسب ہے یا پھر لونڈی کنیز سے نکاح پر بس کرو۔ جہاد فی سبیل اللہ میں جو عورتیں پکڑی جائیں یا نزولِ قرآن کے پہلے سے جو عورتیں بازاروں میں بکتی تھیں اور لوگ انھیں خرید کر لونڈیوں کی طرح کام لیتے تھے۔ قرآن نے حکم دیا کہ اُنھیں آزاد کر کے نکاح کر لو اور ایک بیوی کا درجہ دے کر اُن کے ساتھ زندگی گزارو۔ قرآن مجید نے بے سہارا اور مجبور عورتوں کے ساتھ انصاف کا ایک بڑا انقلابی حکم دیا، ورنہ اس سے پہلے عورت کے حق ادا کرنے کی بات کہنا بھی جرم تھا۔ قرآن نے زرخرید کنیز کے ساتھ جہاد میں ہاتھ لگی عورتوں کے لیے بھی "مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس طرح دونوں قسم کی بے سہارا خواتین کو حفاظت کی ضمانت دی گئی۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"اللہ نے مرد کو خاندان کی کفالت کا ذمہ دار بنایا اور روزی روٹی کما کر لانے کی ذمہ داری بھی اسی کے سر رکھی، اس لیے عورتوں پر مردوں کی بالادستی قائم ہوئی۔ اب اگر عورت گھر سنسار میں رخنہ اندازی کا ذریعہ بنے تو مرد کو چاہئے کہ وعظ نصیحت کرے، اگر پھر بھی نہ مانے تو خوابگاہ سے الگ کر کے جُدا جدا سوئیں۔ اس کے بعد بھی عورت قابو میں نہ رہے تو ہلکی مار بھی مار سکتا ہے لیکن مُنہ پر نہ مارے اور ایسا مار بھی نہ مارے جس کا نشان پڑ جائے اور معاملہ ٹھیک ہو جائے اور عورت اطاعت و فرمانبرداری کرنے لگ جائے تو مزید اُس کی غلطی تلاش کرتا نہ پھرے اور پچھلے واقعات کا ذکر بار بار نہ کرے اور یاد رکھے کہ ہم سب پر اللہ تعالیٰ ہر وقت حاکم موجود ہے اگر ہمارے ہر قصور پر اللہ تعالیٰ پکڑ کرتا رہے تو ہمارا جینا مشکل ہو جائے۔ ہر قصور کی ایک حد ہوتی ہے۔ بار بار عورت پر ہاتھ اٹھانا، بھلے آدمیوں کا کام نہیں۔ حدیث شریف میں اچھا آدمی اُس کو بتایا گیا جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔"

"کوئی آدمی دوسری عورت بیاہ کر لایا تو ایک سے زیادہ عورتوں میں پورا پورا عدل وانصاف اور ہر طرح برابری کا سلوک ممکن نہیں، لیکن خدا سے ڈرنے والے کو چاہئے کہ صرف ایک طرف زیادہ مائل نہ ہو جائے کہ دوسری کو اُدھر لٹکا دے اور اس بے چاری کو زندگی کی تمام سہولتوں سے محروم کرے بلکہ جتنا ہو سکے گھر میں حُسنِ سلوک کا خیال رکھے، تب ہی قصور پر معافی کا وعدہ ہے۔ جان بوجھ کر ظلم کرنے والے کو معافی نہیں ملے گی۔"

(۴ - النساء، آیت ۳-۳۴-۱۲۹)

(۳) "اِس آیت شریفہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو شوہر، بیٹا یا باپ کا سہارا نہ ہو تو اپنی محنت مزدوری کے کام کرنے باہر جا سکتی ہے۔ حجاب اور پردہ کا لحاظ ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک اجنبی مرد، اجنبیہ عورت سے کسی دینی تقاضے کے تحت کلام کر سکتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ اندازہ لگا، کہ چرواہوں کی بھیڑ سے دُور، اُن دو لڑکیوں کا کھڑا رہنا، انھیں اچھا نہیں معلوم ہوا، اس لیے اُن سے سوال فرمایا کہ تم یہاں کس مقصد سے کھڑی ہو۔ جب معلوم ہوا کہ ان کی ضرورت یہ ہے تو فوراً انجام دی۔"

(۲۸ - القصص، آیت ۲۴، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

④ "عورت کو اپنا بناؤ سنگار صرف اپنے شوہر کی خاطر کرنا چاہیے۔ اب یہ نہ ہو کہ شوہر جیسے ہی گھر کے باہر جائے، عورت اپنا تمام بناؤ سنگار، زیورات فوراً ہی اُتار کر سادہ لباس پہن لے۔ اِس فطری مجبوری کی وجہ سے قرآن مجید میں اس بات کی اجازت دی گئی کہ گھر گرہستی میں، محرم رشتہ داروں، کم سن لڑکے اور اپنے نوکر چاکر جو صرف کھانے پینے کی حاجت سے کام رکھتے ہوں اور اُنھیں عورتوں کے تعلق سے کوئی مطلب نہ ہو تو اُن کے سامنے آنے جانے میں عورتوں کو کوئی حرج نہیں۔ اس حکم کی روشنی میں ہر ایمان والی عورت کو جاننا چاہیئے کہ بازار اور سڑکوں پر بلاضرورت نہ چلے، اگر جانا ضروری ہو تو چادر اوڑھ کر شرعی حجاب میں جائے۔ بناؤ سنگار نہ کرے اور پائل پازیب کی چھن چھن آواز کے ساتھ، پاؤں پٹک کر بے حیا عورتوں کی چال نہ چلے۔ اپنے سینوں پر دوپٹے ڈالے رہیں۔ اوڑھنیوں کے آنچل بھی گریبان پر لپیٹ لیں۔ دوپٹے لہراتی ہوئی نہ چلیں۔ اب جو بہنیں، عُرس، میلوں ٹھیلوں میں، بازاروں میں شاپنگ کے لیے خوب بن سنور کر جاتی ہیں اور بعض شہروں میں عید اور باسی عید کو میلوں میں جاکر خاصی بے پردگی کا شکار ہوتی ہیں، انھیں اپنی عزت ناموس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کر کے پلٹ آنا چاہیئے اور جاہلیت کے طور طریقوں کو جھٹلا کر اسلام ایمان کے پاکیزہ طریقہ کو لازم پکڑنا چاہیئے۔"

(۲۴ - النور: آیت ۳۱)

⑤ "یہ آیات حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ اور آپ کے اہلِ بیتؓ کے حق میں نازل فرمائی گئی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے تمام افراد کا نام ادب و احترام سے ظاہر اور باطن میں ہر طرح عزت اور وقار کے ساتھ لیا جانا، امّت کی تمام بہو بیٹیوں پر لازم ہے۔ نزولِ قرآن کے پہلے کی جاہل سوسائٹی کے رواج، جس میں دوسروں کو دکھانے کے لیے عورتیں بناؤ سنگار کرتی تھیں، منع ہوا۔ عورت کو چاہیئے کہ بناؤ سنگار اپنے شوہر کے لیے کرے۔"

"گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیات کا پڑھتے پڑھاتے رہنا اور اس کا تذکرہ، چرچا کرنا اور اللہ کی آیات کو یاد کرنا، ذکر و اذکار میں مشغول رہنا، اہلِ ایمان خواتین کے لیے ضروری ہے تاکہ گھر کا ماحول دینی بنا رہے۔"

(۳۳ - الاحزاب: آیت ۳۳-۳۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

"کسی کو تعجب لگے کہ ہمسایہ عورتوں سے پردہ نہ کرنے پر اجازت دینے کا کیا مطلب ہے جب کہ عورت کو عورت سے پردہ کرنا ضروری نہیں تو سمجھنا چاہئے کہ ہم سایہ عورتوں میں جتنی پڑوسی یا اجنبی ہیں اگر خراب عادت کی عورت ہو تو اُس سے بھی پردہ کرنا چاہئے کہ حجاب اور پردے کا اصل مقصد جنسی خرابیوں کی روک تھام اور عفت اور ناموس کی حفاظت ہے۔ پھر اگر کسی عورت ذات میں ایسی خرابی کا اندیشہ ہو تو اس کے سامنے آنے جانے سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔"

(۳۳۔ الاحزاب: آیت ۵۵، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

⑥ "اِس آیت سے ایک اہم مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ حمل کی قلیل ترین مدت یعنی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے یعنی کسی لڑکی کی شادی کے بعد چھ ماہ میں اُسے صحیح سالم بچہ پیدا ہو تو اُسے جائز اولاد مانا جائے گا۔ تیس مہینے میں دو سال دودھ پلانے کی مدت نکال لی جائے تو صرف چھ مہینے باقی رہتے ہیں۔ دودھ پلانے کی مدت دو سال کی ہے۔ اہلِ فقہ میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ مسئلہ قرآن مجید کی اِسی آیت سے ثابت ہے۔ فقہ اسلامی اُسی کو کہتے ہیں جو عام آدمی کے لیے مشکل پیدا کرنے والے سوال پر قرآن و حدیث کی دلیل سے آسان مسئلہ بتا کر کسی بھی گتھی کو سلجھا دے۔ بہت سی جاہل عورتیں اور جاہل مرد، کسی لڑکی کو چھ ماہ میں بچہ پیدا ہو تو اس پر شک شبہ کرتے ہیں اور انجانے میں گناہ مول لیتے ہیں اور ایک معصوم بچے اور پارسا لڑکی اور ایک مرد، تینوں کو سماج میں حقارت سے دیکھتے ہیں۔ ان کو توبہ کرنی چاہئے اور مسئلہ معلوم نہ ہو تو کسی عالم سے پوچھ لینا چاہئے۔ موجودہ زمانے کی تحقیقات سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ ۱۸۰ سے ۱۹۲ دن کے درمیان بچہ ماں کے پیٹ میں تیار ہو جاتا ہے اور اس کی پیدائش کے پورے امکانات ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ آیات نازل ہوئیں، اِس پر تمام طبقہ خواتین کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور فقہ کے علمائے ربانی کا احسان ماننا چاہئے کہ ایسے کبھی کبھی ہونے والے واقعات میں بھی عورت کی عصمت کی گواہی دی اور اُسے بدنام ہونے سے بچا لیا۔"

(۴۶۔ الاحقاف، آیت ۱۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

میراث اور وصیّت

(۱) "مرنے والا اپنے پیچھے جھگڑا ڈال کر نہ مرے بلکہ موت کا اندازہ ہو جائے تو فوراً اپنے مال واسباب کو اپنے والدین اور رشتہ داروں کو دنیا چھوڑنے سے پہلے دلوا کر جائے۔ جاہلیت میں لوگ اولاد یعنی لڑکوں کے سوا کسی کو وارث نہیں مانتے تھے۔ اولاد میں لڑکیوں کو کوئی حق نہیں ملتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد میں لڑکا اور لڑکی دونوں کا حق مقرر فرما دیا اور ماں باپ کا بھی۔ اور اِس کے ساتھ مرنے والے کو اپنے رشتہ داروں کی حاجت کا خیال ہو تو، مرنے سے پہلے وصیّت کر جائے یعنی اپنی موجودگی میں دلوا دے۔ وصیّت کے اس حکم پر عمل کرنے سے وراثت کے احکام میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حق وراثت آدمی کے مرنے کے بعد وارثوں کو ملے گا اور مال کا مالک خود اپنی زندگی میں جسے چاہے مالک بنا دے تو یہ اُس کا حق ہے۔ اسلام نے فرد کو جو شخصی حقوق اور آزادی عطا کی ہے یہ اُس کا بہت بڑا ثبوت ہے۔"

"وصیّت سننے والوں کو اگر یہ معلوم ہو کہ مرنے والا بے انصافی کر گیا ہے یا کسی خاص رشتہ دار کی طرفداری کر کے اپنی اولاد کے حصّے کا نقصان کر گیا ہے تو دوسروں کو سمجھا بجھا کر صلح سے اس وصیّت نامہ میں تبدیلی کی جا سکتی ہے، یہ گناہ نہیں بلکہ مُردے کو گناہ سے بچا لینے کا ذریعہ ہوگا۔ بعض لوگ ناراضگی کی بنا پر ایسا کرتے ہیں، چنانچہ ایسے لوگوں کو اِس گناہ سے بچنا چاہئے۔ سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ نے وارثوں کے حقوق مقرر فرما دیئے ہیں چنانچہ اب وصیّت کی ضرورت نہیں۔ پھر بھی اگر کوئی شخص مرنے کے پہلے اپنے رشتہ داروں میں غیر وارثوں کو دلا دے تو کچھ گناہ نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ وارث کے لیے کوئی وصیّت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے حصّے مقرر فرما دیئے۔ البتہ مُردہ اپنے قریبی رشتہ داروں میں غیر وارثوں کو کچھ دلوانا چاہے، مثلاً بیوہ بھاوج یا یتیم پوتا وغیرہ تو وصیّت کی گنجائش ہے مگر اپنے مال میں ایک تہائی سے زیادہ مقدار کی وصیّت کا حق، مُردے کو نہیں ہے۔"

(۲۔ البقرہ: آیت ۱۸۰۔ ۱۸۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲) "میراث کی تقسیم کے وقت خاندان اور برادری کے لوگوں کے ساتھ یتیم اور مسکین بھی آجاتے ہیں۔ وراثت میں اُن کا حصّہ مقرر نہیں ہے مگر اِن کو بھی کچھ نہ کچھ دے ڈالو یا کھانا کھلاؤ اور ایسے محتاجوں کو جھڑکو مت اور بات کرو تو اُن کو بھی بھلا آدمی سمجھ کر بات کرو۔ کسی غریب و محتاج کو حقیر نہ جانو۔ مالداروں سے لوگ جب بات کرتے ہیں تو اُن کی عزّت اور وقار کا خیال رکھتے ہیں۔ قرآن مجید نے یہ تعلیم دی کہ غریب آدمی، مال سے غریب ہے، شرافت اور انسانیت کے مرتبے میں اُسے مالدار سے کم نہ جانو اور اُس کی دل شکنی مت کرو۔"

"میّت کے پیچھے اُس کی اولاد بے سہارا ہو جاتی ہے لہٰذا لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے اوپر قیاس کریں کہ مرنے والے کی جگہ ہم ہوتے تو ہم کو مرتے وقت اپنی بے بس اولاد کے بارے میں کتنی فکر ہوتی۔ اِس احساس کے ساتھ میّت کی اولاد کے حقوق اور وِرثہ دلانے میں ایمان والوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔"

"مُردے کی میراث یہاں مقرر کردی گئی۔ اوّل کفن دفن کے خرچ کے بعد قرضہ ہو تو ادا کر دیا جائے اور وصیّت کی ہو تو ایک تہائی تک پوری کر دی جائے پھر جو بچ رہے وہ لڑکے کو دو حصّے اور لڑکی کو ایک حصّہ کے حساب سے آیت شریفہ میں حکم کے مطابق تقسیم کر لیا جائے۔ عورت کا حصّہ مرد سے کم اس لیے بھی ہے کہ عورت، ماں باپ میں اپنے شوہر اور اپنی اولاد میں، ہر جگہ وراثت کی حقدار ہے اور معاشی بوجھ اور روزی روٹی کمانے کی ذمّہ داری صرف مرد پر ہے اس لیے عورت کو اکہرا اور مرد کو دُگنا حصّہ ہی انصاف کے مطابق ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ میّت ہونے پر ترکہ کی تقسیم قرآن و حدیث کے مطابق یعنی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سامنے رکھتے ہوئے کریں اور جو بھی صورت ہو علمائے کرام کی خدمت میں پیش کر کے اُن کے فتوے کے مطابق تقسیمِ وراثت کو جاری کریں تاکہ آسانی کے ساتھ اللہ اور رسول ؐ کی فرمانبرداری ہو سکے۔"

"قانون وراثت میں عورت کے مال میں خاوند کو آدھا ہے اگر عورت کو اولاد نہیں ہے تو۔ لیکن اگر مرنے والی عورت صاحب اولاد ہو یا اُس مرد سے پہلے کسی سے نکاح کیا تھا اور اُس سے اولاد ہوئی ہو تو خاوند کو چوتھائی ملے گا۔ اِس طرح خاوند کے مال میں بیوی کو چوتھائی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حصّہ ملے گا اگر مرد کو اولاد نہ ہو اور اگر خاوند کو اولاد ہے تو بیوی کو پھر آٹھواں حصّہ ملے گا۔ ہر طرح کا مال نقد، سامان، تجارت، زیور، مکان، باغ وغیرہ، یہ سب سامان، وراثت میں شامل ہیں۔ "کلالہ" اس میّت کو کہتے ہیں جس کے اولاد نہ ہو اور ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں، صرف بھائی بہن ہوں۔ اگر سگے نہ ہوں تو اُن کی جگہ سوتیلے بھی حق دار ہوں گے۔ میراث میں ہر شخص کے رشتے ناطے کے حساب سے الگ الگ معاملہ جاری ہوتا ہے اس لیے تفصیل، علمائے کرام سے پوچھ لی جائے تاکہ کسی نادانی کے تحت تقسیمِ وراثت میں گناہ کا اِمکان نہ رہے وصیّت ایک تہائی سے زیادہ مال پر معتبر نہیں۔ جن کو شرعی حصّہ ملنا ہے انھیں زیادہ دِلوانے کی وصیّت بھی نامناسب ہے۔ تاہم وارث قبول کرلیں تو حرج نہ ہوگا۔ میّت پر عورت کا مہر باقی ہو تو وہ بھی قرض مانا جائے گا۔"

"کلالہ" ایسی میّت کو کہا جاتا ہے جو مرتے وقت اولاد اور ماں باپ نہ چھوڑے بلکہ اُس کے صرف بھائی یا بہن زندہ ہوں۔ صرف ایک بہن ہو تو آدھا مال اُس کا ہوگا اور دو بہنیں ہوں تو دو تہائی مال دونوں بہنیں بانٹ لیں اور اگر کئی بھائی بہن ہوں تو جتنا بہن کا حصّہ لگے گا اُس کا دوگنا بھائی کو ملے گا۔ اِسی طرح میّت اگر بہن کی ہو اور اس کے اولاد، ماں باپ اور شوہر کوئی نہ ہو بلکہ صرف ایک بھائی زندہ ہو تو اُس بہن کے تمام مال کا بھائی وارث ہوگا۔ آسان راستہ یہ ہے کہ ترکہ کی تقسیم میں جیسے حالات ہوں لکھ کر علماء کرام سے فتویٰ پوچھ کر تقسیم کرنا چاہیے۔"

(۴۔ النساء: آیت ۸ تا ۱۲)

(۳) "مسلمانوں کے آپسی اتحاد کا ایسا مضبوط رشتہ بندھ گیا کہ لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ اب اُن کے یہاں صرف اللہ، قرآن، پیغمبر اور آخرت کے عقیدہ کے سوا کوئی رشتہ ناطہ نہ رہے گا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بعد میں جو لوگ ایمان قبول کریں گے اُن کی رشتہ داری کا لحاظ رہے گا لیکن ایمان قبول کرنا شرط ہے۔ وراثت میں رشتے ناطے کو ہی اہمیت ہے۔ خدمتِ دین میں سب ایک دوسرے کے مددگار رہیں۔ یہ نصرتِ دینی عام ہے، حقِ وراثت اُس سے متاثر نہ ہوگا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ مومن کا رشتہ دار اگر مشرک ہے اور اپنا شرک نہ چھوڑے تو بے شک وہ مومن

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی وراثت سے محروم ہو گا۔"

(۸- الانفال، آیت ۷۵)

قسم اور کفّارہ

(۱) "اچھے کام چھوڑنے میں قسم نہ کھائے اور اللہ تعالیٰ کے نام کو ہتھکنڈہ نہ بنائے کہ بار بار قسمیں کھاتا پھرے اور اچھا کام چھوڑ دینے میں، خدا کی قسم نہ کھائے مثلاً یہ کہ ماں باپ سے بات نہ کروں گا یا فلاں حاجتمند کی اب مدد نہ کروں گا۔ اِس طرح کی قسم، غصّہ یا غلطی کی حالت میں کھالے تو اِس قسم کا کفّارہ ادا کر کے قسم توڑ دے۔ کفّارہ یہ کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا پکا کر کھلا دے۔ اگر دو وقت پیٹ بھر کر ایک مسکین کو دس دن تک کھلاتا رہے تو بھی جائز ہے اور اناج دے تو ہر ایک کو دو سیر گیہوں یا چار سیر جَو دے یا کپڑا پہنانا چاہے تو دس مسکینوں کو ایسا لباس دے کہ بدن واجبی طور پر ڈھک جائے۔ یا ایک غلام آزاد کرے یا تین دن روزے رکھے جو مسلسل رکھنے ہوں گے۔ بیچ میں ناغہ ہونے سے گنتی نہیں مانی جائے گی۔ جس کام کو کرنے میں قسم کھائی تھی وہی کام اگر پھر کر لیا ہو تو قسم کا کفّارہ، ان تینوں میں سے کسی ایک پر عمل کرے۔ اِس آیتِ شریفہ کے ذریعہ فضول اور بار بار قسمیں کھانے سے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے۔ لغو اور ناکارہ قسم وہ ہے جو مُنہ سے نکلتی جائے اور دل کو خبر نہ ہو۔"

(۲- البقرہ، آیت ۲۲۵)

"فضول قسم وہ ہے جو مُنہ سے نکلے اور دل کو خبر نہ ہو، تو اس پر پکڑ نہ فرمانے کی رعایت دی ہے جیسے کوئی تکیہ کلام کی طرح یا زبان سے یُوں ہی نکل جائے، لیکن پکّے ارادے سے قصد کر کے جس بات پر قسم کھائی جائے اور پھر آگے اُس کے خلاف کرے تو تین باتوں میں سے ایک کرے۔ یعنی اوّل دس محتاجوں کو کھانا کھلائے۔ پکا کر پیٹ بھر، دو وقت روٹی سالن یا اگر کچّا اناج دے تو ہر ایک کو دو سیر گیہوں یا چار سیر جَو۔ ایک مسکین کو دس دن دونوں وقت کھانا کھلانے سے بھی کفّارہ ادا ہو جائے گا یا کپڑا پہنائے تاکہ بدن واجبی طور پر دس

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسکینوں کا ڈھک جائے یا ایک غلام آزاد کرے، اگر اِن تینوں میں سے کوئی بھی کام نہ کرسکے تو پھر تین دن کے مسلسل لگاتار روزے رکھے اور زبان کو پابند بنائے قسم کھانے کی عادت نہ ڈالے۔"

"مرتے وقت مسلمان اگر چاہے کہ اپنے مال و اسباب کی تفصیل بتا کر مرے کہ کونسا مال کتنا اور کہاں ہے، کس کس کے پاس امانت ہے، کس کا کیا کچھ لینا دینا ہے، کس کا قرض ہے وغیرہ وغیرہ تو ایسے وقت میں دو عادل مسلمان گواہ کر لیے جائیں۔ اگر حالت، سفر کی ہو تو دو غیر، بھی گواہ بنائے جا سکتے ہیں لیکن بعد میں وارثوں نے اگر قضیہ کھڑا کیا کہ گواہوں نے کچھ چھپا لیا ہے یا زیادتی کی ہے تو گواہوں کو عصر کی نماز کے بعد قسم دلا کر پوچھا جائے۔ اگر بعد میں یہ پتہ چلے کہ اُن گواہوں نے جھوٹی قسم کھا کر گناہ مول لیا ہے تو جواب میں وارثوں میں سے دو شخص جو میّت سے قریبی رشتہ رکھتے ہوں اپنی قسم پیش کریں۔ اِس طرح معاملہ کی اصل نوعیت سامنے آنے میں آسانی ہوگی۔"

"گواہوں کے قسم کھانے کے بعد اگر یہ اطلاع ملے کہ انہوں نے جھوٹی قسم کھا کر میّت کا مال خود دبا لیا ہے یا کسی کا مال کسی کو دلا دیا ہے یا میّت پر کسی کے جھوٹ موٹ قرض کا حوالہ بتا کر میّت کے وارثوں کا نقصان کیا ہے تو اُن کے مقابلہ میں میّت کے وارثوں میں سے دو آدمی اُن کی جگہ پر کھڑے ہو کر، اللہ کی قسم کھا کر یہ کہیں کہ مرتے وقت میّت پر گواہوں کی قسم سے ہماری قسم برحق اور بہت سچّی ہے۔ سماج میں اگر ایسا دستور بنا رہے تو گواہی، اصلی رُخ پر آئے گی اور جھوٹی گواہی دینے میں لوگوں کو ہمّت نہیں ہوگی۔"

(۵-المائدہ، آیت ۸۹-۱۰۶ تا ۱۰۸)

قصاص اور ہرجانہ

(۱) "غلطی یا انجانے میں کسی مسلمان نے مسلمان کا قتل کر دیا تو قاتل کے ذمّہ، مقتول کے وارثوں کو ہرجانے کی رقم ایک سو اونٹ یا دو سو گائے یا دو ہزار بکریاں ہونی چاہئے۔ یا اُن

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں سے پھر کسی بھی ایک کی بازار میں جو قیمت ہو، جوڑ کر رقم مقرر ہوگی۔ مثلاً آج ایک گائے کی قیمت پندرہ سو روپئے ہے تو دو سو گائے کی مارکٹ قیمت، تین لاکھ روپئے ہوئی۔ خون بہا کی رقم کے ساتھ قاتل کو لازم ہے کہ ایک مسلمان کی گردن آزاد کرے یا ساٹھ روزے رکھے جو مسلسل بلا ناغہ رکھنے ہوں گے اگر بیچ میں ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو گنتی ٹوٹ جائے گی۔ مقتول کے وارث کسی دشمن قوم کے ہوں تو خون کا ہرجانہ نہیں دینا ہوگا۔ لیکن اگر مقتول کے وارث جس علاقے میں رہتے ہوں، وہاں کے لوگوں سے اسلامی حکومت کا سمجھوتہ یا صلح نامہ ہو تو خون کا ہرجانہ، مقتول کے وارثوں کو دینا ہوگا اور توبہ کے لیے ایک مومن غلام کو آزاد کرنا یا پھر دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنے ہوں گے۔"

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جو کوئی جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کر ڈالے وہ دوزخی ہے۔ اُس کی توبہ بھی قبول نہیں۔ لیکن اگر بدلے میں قتل کر دیا جائے یا اس گناہ کے کفارے کی شکل جو آیت ۹۲ (آیت بانوے کی تشریح اوپر تحریر کی گئی ہے) میں بتائی گئی ہے اُس کے مطابق عمل کی صورت نکلنے پر گناہ سے پاک ہو جائے گا۔"

(۴۔ النساء، آیت ۹۲۔۹۳)

(۲) "خدا کے نزدیک ایک آدمی کا ناحق خون، پوری انسانیت کا خون ہے اور ایک آدمی کی جان بچانے والا، پوری انسانیت کی جان بچانے کا ثواب پائے گا۔ اللہ کے سب نبیؑ یہی تعلیم لے کر آئے۔ لیکن فسادی لوگ زمین پر اب بھی دست درازی سے باز نہیں آتے، تو اگلی آیت میں اُن کے لیے حکم صاف صاف بتا دیا کہ قتل ہی کئے جائیں یا پھر جیسا جرم ہو اُس کے مطابق انھیں قانونی سزا دی جائے۔"

"توریت میں بھی فوجداری قانون نازل کیا گیا کہ کوئی کسی آدمی کو جان سے مار دے تو قصاص میں اسے بھی قتل کیا جائے، اِسی طرح کوئی آنکھ پھوڑ دے تو اُس کی بھی آنکھ پھوڑ دی جائے اور کسی نے کسی کی ناک کاٹ لی تو فوجداری قانون میں اُس کی بھی ناک کاٹ لی جائے اور کوئی کسی کے کان کتر لے تو اُس کے بھی اتنے ہی کان کاٹ دیئے جائیں اور کوئی کسی کو مار کر دانت توڑ دے تو اُس کے بھی دانت توڑ دئے جائیں اور جیسا بھی زخم کوئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کسی کو لگائے، بدلے اور انصاف میں ایسا ہی زخم مجرم کو لگانا چاہیئے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ مار کھانے والا مارنے والے کو معاف کر دے یعنی اپنا حق چھوڑ دے تو پھر مُلزم کو معافی دیجا سکتی ہے ورنہ نہیں۔ یہ حکم آج بھی توریت کی کتاب خروج باب ۲۱، آیت ۲۳۔۲۴ میں اور کتاب استثناء، باب ۱۹، آیت ۲۱ میں یہ بیان موجود ہے۔"

(۵۔ المائدہ: آیت ۳۲۔۴۵)

(۳) "قرآن کا پیش کیا ہوا دین، آسمانی دین ہے اور دینِ فطرت ہے، جو انسان کی نفسیات کو سامنے رکھ کر خالقِ کائنات نے بھیجا ہے۔ اِس دین میں اس کی گنجائش ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی دوسرے نے زخمی کیا یا مالی نقصان پہنچایا تو اُس کا بدلہ لینے کا مظلوم کو پورا حق ہے اور سوسائٹی، حکومت یا سماجی نظام کی پنچایت اپنی طاقت کا استعمال کر کے قانونی طور پر مظلوم کو بدلہ دلائے گی لیکن اگر کوئی شخص انصاف کی سطح سے بھی اوپر جانا چاہے جسے حدیث شریف میں "احسان" فرمایا گیا ہے اور اپنے دشمن کو معاف کر دے اور اپنا حق چھوڑ دے تو یہ بہت ہی اونچا مقام ہے جو کسی شخص کو حاصل ہو جائے۔ اور جو لوگ فطرتِ انسانی کی اِس حس سے ناواقف ہو کر اپنے دل سے قانون سازی کرتے ہیں، وہ کبھی کبھی غیر فطری بات کہتے ہیں اور اناڑیوں کی طرح اصلاحی وعظ کہتے ہیں کہ دنیا میں کسی مجرم کو سزا نہ دی جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کھلی اجازت دی کہ مظلوم کا حق دلایا جائے اور ظالم کو سزا ضرور دی جائے۔"

(۱۶۔ النحل: آیت ۱۲۶، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) "اِس آیت شریفہ میں انسانی جان کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جان کا احترام قائم رکھا ہے کسی نے اِس حق کی خود بے ادبی کی تو اُس کی جان کا ادب اُٹھ جائے گا۔ کسی پر ظلم کر کے اُسے قتل کیا گیا تو اُس کے وارثوں کو اللہ نے حق دیا کہ چاہیں تو قاتل کو قصاص میں حکومت کے ذریعہ خون کے بدلہ میں قتل کرا دیں اور چاہیں تو خون کی قیمت میں خون بہا کی رقم لے کر قاتل کو معاف کر دیں۔"

(۱۷۔ بنی اسرائیل: آیت ۳۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جزیہ اور ذمّی

(۱) "جزیہ اُسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص اسلام قبول نہ رکھے اور مسلمانوں کے ملک میں رہنا چاہے تو ایک آدمی پر پانچ آنہ یا دس آنہ یا سوا روپیہ ماہانہ۔ یعنی سالانہ حساب لگایا جائے تو پونے چار روپے یا ساڑھے سات روپے یا زیادہ سے زیادہ پندرہ روپئے ایک برس کے دے کر ذمّی مسلمانوں کے ملک میں اطمینان سے رہے۔ اُن پر فوجی ذمّہ داری بھی نہیں اور زکوٰۃ بھی نہیں جب کہ مسلمانوں پر ملک کی حفاظت کے علاوہ سالانہ زکوٰۃ جو مال کا چالیسواں حصّہ ہے جس کا ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اگر وہ صاحبِ مال ہو تو۔ اِس طرح جزیہ دینے والے بہت سستے داموں چھوٹ گئے۔ مسلمان اگر ایک لاکھ روپیوں کا مالک ہے تو سالانہ ڈھائی ہزار ادا کرے گا اس کے مقابلہ میں ذمّی یعنی جزیہ دینے والا، صرف پندرہ روپے ادا کرے گا۔ اب جو کوئی جزیہ پر اعتراض کر کے مسلمانوں کو ظالم بتائے کہ غیروں پر جزیہ لاد دیا۔ اور کئی الزام لگاتے ہیں، انھیں جان لینا چاہیئے کہ جزیہ دے کر غیر مسلم کو مالی فائدہ زیادہ رہتا ہے یا مسلمانوں کو۔ آج تو دُنیا کی بہت سی حکومتیں مسلمانوں سے وہ تمام ٹیکس وصول کرتی ہیں جو دوسروں سے کرتی ہیں اور مسلمانوں سے ہر قسم کی خدمات بھی لیتی ہیں اور مسلمانوں کی حفاظت بھی نہیں کر سکتیں۔ ایسوں کو کیا حق ہے کہ جزیہ پر اسلام کو طعنہ دیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جزیہ تندرست آدمی سے لیا جائے گا۔ بیمار ہو، بہت بوڑھا ہو، اس سے جزیہ نہیں لیا جائے گا بلکہ اُس کی مالی امداد کی جائے گی کہ مسلمانوں کے علاقے میں وہ دُکھی نہ رہے۔ اور جزیہ دینے والوں کے جان و مال کی حفاظت ہر طرح سے مسلمانوں پر لازم ہے۔ جو شخص اسلامی حکومت کو جزیہ اپنے ہاتھ سے دے دیا وہ نیشنلیٹی کے سرٹیفیکٹ کا حقدار بن گیا اور پُرامن رہائش کا پروانہ حاصل کر لیا ملک پر کبھی جنگی حالت طاری ہو تو جزیہ دینے والے پر فوجی خدمات لاگو نہیں۔ اور مسلم ملک میں رہنے والے اگر جزیہ نہ دینا چاہیں تو کوئی زور نہیں۔ اپنا علاقہ جہاں پسند ہو چلے جائیں۔ جزیہ صرف تندرست اور قابلِ جنگ مرد سے لیا جائے گا۔ عورت، معذور، اپاہج لوگ،

toobaa-elibrary.blogspot.com

بے روزگار، غلام، مفلس، تارک الدنیا درویش اور پادری وغیرہ سے بھی جزیہ نہیں لیا جائے گا۔
اب انصاف کرو کہ جزیہ دینے والا ذِمّی نفع میں رہا یا مسلمان؟ خوب یاد رہے کہ مسلمان اس دنیا میں آخرت کے لیے کام کرتا ہے۔ اُسے اس کی پرواہ نہیں کہ آخرت بنانے پر اُس کی دنیا کتنی کچھ نقصان میں ہے، اس لیے جزیہ دینے والے لوگ دنیا میں نفع میں رہے اور مسلمانوں نے آخرت کا سودا حاصل کیا۔"

(۹-التوبہ: آیت ۲۹، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

شُکر

(۱) "یہ آیتِ شریفہ ایک اہم اصول بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بھی نعمت ہو، اُسے باقی رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اُس نعمت کا حقدار، اپنے آپ کو ثابت کر کے اس نعمت کے مستحق بنے رہیں اور اُس نعمت کو تھام رکھیں۔ نعمت کا صحیح استعمال اور اُس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرتے رہیں اور کسی طرح بھی اپنی اِس پوزیشن کو بدلنے نہ دیں، لیکن جیسے ہی کوئی فرد یا قوم اپنی اس حالت کو بدل ڈالے تو پھر اللہ کی طرف سے بھی نعمت کو اس جگہ رکھنے کا فیصلہ بدل دیا جاتا ہے اور یہ نعمت کسی اور کو دیدی جاتی ہے یا ختم کر دی جاتی ہے جیسے حکومت، مال، تندرستی، علم، ہنر، امن، خیر اور اولاد وغیرہ۔"

(۸-الانفال، آیت ۵۳)

(۲) "آدمی اگر ایک اللہ کی بندگی کرنے والا ہو تو، اس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی اور رِزق پر اُسکا شکر ادا کرے، اُس کا حق مانے۔ اور جو کوئی غیر کی بندگی والا ہو تو، بھلا وہ کیا اپنے ایک واحد مالک کا حق مانے گا؟"

(۱۶-النحل: آیت ۱۱۴)

(۳) "گھمنڈ کی باتیں کرتے وقت اُس کے پڑوسی ساتھی نے کہا ہوگا کہ مال و دولت پر اترانا نہیں چاہیئے۔ یہ آنی جانی چیزیں ہیں۔ بلکہ اُس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے ورنہ کبھی قدرت نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس گھمنڈ کا انتقام لیا تو تیرے ہرے بھرے باغ، سوکھ ساکھ کر ختم بھی ہو سکتے ہیں۔ جواب میں اُس ساہوکار نے اپنے باغات کی سیر کے وقت یہ الفاظ کہے، جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوا۔"

(۱۸- الکہف: آیت ۳۵، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

④ "بھیڑ بھیڑی، بکرا بکری، اونٹ اونٹنی، گائے بیل، یہ آٹھ نر مادہ پالتو جانور ہر جگہ انسانوں کے کام آتے ہیں۔ اُن پالتو چارپایوں سے انسان کو کھیتی باڑی کا کام، سواری، بوجھ اٹھانا، دودھ گھی، چمڑا، بال، کھال، اُون، سینگ، ہڈی وغیرہ سب کچھ کام آئے اور گوشت بھی کھانے کو ملے۔ اس پر آدمی اپنے مالک کو پہچان کر اُس کی بندگی اور شکر ادا کرے۔ اسی طرح انسان کو اُس کی ماں کے پیٹ میں تین اندھیاریوں میں تخلیق کی۔ یہ بھی شکر کا مقام ہے۔"

(۳۹- الزمر: آیت ۶)

⑤ "ہلاک شدہ قوموں کے واقعاتِ عبرت سُن کر، باقی بچے لوگوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کریں کہ ابھی تک اُن کو عذاب میں نہیں پکڑا اور چھوٹ دے رکھی ہے۔"

(۵۳- النجم: آیت ۵۵)

ناشکری

① "بنی اسرائیل توحید کی نعمت پا کر دنیا جہان میں فضیلت پائے اور مُشرک قوم کا شرک دیکھ کر پھر بدنیّت ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں گھِر گئے۔ اب بھی جو کوئی توحید کی نعمت کی ناقدری کر کے شرک کا خریدار بنے تو عذابِ الٰہی سے بچ نہیں سکتا۔"

(۷- الاعراف: آیت ۱۴۰)

② "مصیبت اور ناکامی کے وقت اسباب سے ہٹ کر آدمی کی نگاہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے لیکن جب کام بن جاتا ہے تو آدمی اسباب کا ذکر کرتا ہے کہ میں نے یہ تدبیر کی تو یہ ہوا۔ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ پھر کوئی نئی مصیبت کے لیے نیا سبب کھڑا کر دے۔ تمام اسباب تیار کھڑے ہیں، جب جس کا حکم ہو، سبب کام کرنے لگتا ہے۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"ہر طرح کے سفر میں آدمی کی حفاظت صرف اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ جب یہ حفاظت اٹھ جاتی ہے تو تمام اسباب، مخالف ہو جاتے ہیں۔ دریا کا سفر ہو یا آج کے ہوائی سفر ہوں، یا ریل، موٹر کا سفر ہو، ہر وقت خطرہ بنا رہتا ہے کہ جہاز ہچکولے کھانے لگا اور موجوں نے آگھیرا، تب مسافر اللہ کی طرف رجوع ہوئے کہ اب صرف تو ہی بچا سکتا ہے اور کوئی نہیں۔ اِس حال میں اُن کی دُعا کا اخلاص اگر قبول ہوا اور مصیبت ٹل گئی تو بعد میں اللہ کا حق نہیں مانتے اور اُس کا شکر ادا نہیں کرتے اور کنارے آ کر شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔"

"پُر امن حالات میں آدمی کا دل نیکی پر نہیں جمتا، لیکن جب مصیبت نے گھیرا ڈالا تو عقل ٹھکانے آئی اور صرف اللہ کی طرف دل کے خلوص سے رجوع ہوا، لیکن جب مصیبت ٹل گئی تو نیکی سے طبیعت ہٹ گئی اور پھر ویسی ہی شرارت و بغاوت کرنے لگا جیسا مصیبت کے پہلے کرتا تھا، لیکن نہیں جانتا کہ یہ حالت عارضی ہے آگے پھر مصیبت کے دن بہت سے ہیں اور اس میں بڑا دن اللہ کے دربار میں حاضری کا آ رہا ہے، تب دُنیا کا سامان جو کچھ دن کے لیے استعمال کو دیا گیا تھا، یہیں چھوٹ گیا اور بندہ اکیلا اپنے رب کے حضور پلٹایا گیا۔ معلوم ہوا کہ آیا وہیں سے تھا اور واپس بھی وہیں پہونچا یا گیا۔"

(۱۰-یونس: آیت ۲۱ تا ۲۳)

(۳) "معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو پاکیزہ رزق عطا فرمایا ہے وہ اُن کی دنیا کی زندگی کی بقاء کے لیے ضروری ہے۔ وہ اُسے کھائیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں لیکن کوئی اگر ناشکری کرے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں گھر گیا۔"

(۲۰-طٰہٰ: آیت ۸۱)

(۴) "سب چیزوں کا اصل خالق اور اصل مالک، اللہ ہے۔ اپنے بندوں کی ضرورتوں کی چیزیں انھیں بنا بنا کر دیتا ہے۔ پھر یہ لوگ اُن چیزوں کے مالک بنے پھرتے ہیں کہ یہ میرا گھوڑا ہے، یہ میرا ہاتھی ہے، اِن گائے بیل اور بکریوں کا مالک میں ہوں، لیکن ناشکرا آدمی نہیں جانتا کہ اصل مالک کا غلام ہو کر اپنے آقا کو وہ خود بھول گیا۔"

"جانوروں کے تھَن سے اتنا بے شمار دودھ نکلتا ہے کہ پانی کے گھاٹ کی طرح دودھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے تالاب بن جائیں پھر جانوروں میں اونٹ کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ نے ایک تھیلی رکھ دی۔ ریگستانی مسافر پانی نہ ملنے کی صورت میں اس تھیلی کو استعمال میں لاتا ہے۔ اسی طرح جانوروں کی چربیوں میں گھی تیل اور سیّال چیزیں بھی آدمی کے لیے منافع کا سامان ہے۔ یہ سب کرشمہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہے، جو نہ مانے وہ ناشکرا ہے۔"

(۳۶- یٰسین: آیت ۷۱-۷۳)

⑤ "وہی تمہارا رب ہے، تم اسی کا دیا کھاتے ہو اور تمہارے باپ دادا بھی اسی کا دیا کھاتے کھاتے مر گئے۔ ایسے اَن داتا کا انکار کرنے کی جرأت کوئی بے نمک ناشکرا ہی کر سکتا ہے"۔

(۴۴- الدخان: آیت ۸)

⑥ "صرف پانی خشک ہو جائے یا زمین پانی کو نگل جائے اور بارش بند ہو تو پانی تم کو کون دے سکتا ہے۔ مارے پیاس کے تڑپ تڑپ کر بے موت مرو گے لیکن سمجھتے نہیں۔ جو پانی تک نہیں دے سکتے اُن کی بندگی پر تم کو ضد اور اصرار ہے اور سچے مالک کی بندگی سے منہ پھیرتے ہو؟ ناقدرے کہیں کے۔"

(۶۷- الملک: آیت ۳۰)

حکومت اور حکمرانی

① "اِس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو سلطنت و حکومت اور بادشاہی عطا کی، وہ کامل نہیں بلکہ بادشاہی میں سے کچھ تھوڑی سی طاقت ہے اور وہ بھی ایک وقت تک ہی دیتا ہے اور وقت ختم ہوا کہ دنیا کے بادشاہ تخت سے بے دخل کر دیئے گئے۔ اِس حقیقت کو جو لوگ جانتے ہیں، وہ طاقت کے گھمنڈ میں یہ نہیں بھولتے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے۔ اس پر شکر کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنانا چاہئے نہ کہ اپنی حکومت کے بل پر اِترا کر لوگوں پر ظلم کرنے لگیں، جیسا کہ عام بادشاہوں کی عادت رہی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السّلام کی اِس دعا سے بادشاہی کی حقیقت، بے نقاب

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو جاتی ہے۔"

(۱۲-یوسف: آیت ۱۰۱)

(۲) "کتاب اللہ کو پاکر کوئی قوم داعی اِلی اللہ ہے اور اللہ کی زمین کو امن سے مالا مال کرے اُس کے بجائے بنی اسرائیل کو کتاب ملنے کے بعد جب سلطنت و بادشاہت اور حکومت ملنے لگی تو پھر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی بڑائی میں لگے۔ جیسا کہ ہم، ہندوستان میں مسلم بادشاہوں کو دیکھ چکے ہیں کہ طاقت پاکر اللہ تعالیٰ کا دین پھیلانے کے بجائے، یہ مغل بادشاہ آپسی مارکوٹ اور کرسی تاج کی کھینچ تان میں ایسے گھمنڈی ہوئے کہ بادشاہت دینے والے مالک کا نام چھوڑ کر، اپنی ساکھ چلانے لگے۔ ظاہر ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے سوا، کسی کی بڑائی چلتی نہیں۔ غیر اللہ تمام کے تمام فانی ہیں، اُن کی کبریائی کا یہاں چلنا ممکن نہیں۔"

(۱۷- بنی اسرائیل: آیت ۴)

(۳) "حضرت داوٗد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت شخصی اور بادشاہی تھی۔ قرآن مجید کا غور و فکر سے مطالعہ کرنے والے کو یہ بات ماننی پڑے گی کہ اسلام میں شخصی بادشاہت کو بھی نظامِ سلطنت چلانے کے لیے حالات کے تحت مُفید مانا گیا ہے۔ جس طرح معاشرہ کا مزاج علمی اور عملی ہونے پر شورائی و جمہوری نظام مفید ہے تو دوسری طرف بیٹا اگر صحیح الدماغ اور علمی قابلیت کے ساتھ امور سلطنت میں عاقل اور ہوشیار ہو تو شخصی اور بادشاہی حکومتوں میں بیٹا باپ کا وارث بھی ہو سکتا ہے۔ شورائی خلافتِ راشدہ کا نظام بھی اپنی جگہ نورِ نبوتؐ سے فیض پانے والوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قائم کر دکھایا لیکن بعد میں سماج میں علم و تقویٰ کی سطح، بلند نہ رہی تو پھر خود اِس امت میں بھی شخصی حکومت اور بادشاہت قائم ہو گئی، جس میں کچھ تو ابھی باقی ہیں، جنہیں غیر مفید نہیں کہا جا سکتا۔ جو لوگ آج کے جمہوری دور میں صرف جمہوری نظام کی دہائی دے کر اسلام کا تقاضہ ثابت کرتے ہیں اُن کی رائے کا ایک رُخ تو صحیح ہو سکتا ہے لیکن مجموعی طور پر ہر وقت ہر زمانے میں جمہوریت کی بات کو ثابت کرنے رہنا صحیح نہیں۔"

"ملکۂ سبا، کی حکومت، شورائی اور جمہوری نظام پر تھی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ جمہوریت

toobaa-elibrary.blogspot.com

آج کی پیداوار ہے وہ غلط کہتے ہیں۔ ہزاروں برس پہلے سے یہ طریقہ کامیابی اور ناکامی کے تجربوں کے تحت ہے جہاں جس ملک میں جیسے حالات رہے، وہاں بادشاہی حکومتوں میں بھی جمہوری اور شورائی مزاج رہا ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت نے اِس حقیقت کو بے نقاب کر دیا۔" سبحان اللہ

(۲۷۔النمل: آیت ۱۵-۱۶-۳۲)

فرعون اور فرعونیت

① "کھلے میدان میں لاکھوں لوگوں کی موجودگی میں خود اپنے لائے ہوئے جادوگروں کی ہار کی ذلت اور مزید یہ کہ خود یہ جادوگر، جو گھڑی بھر پہلے کافر تھے اور اب اولیاء اللہ اور اصحاب رسولؑ ہوگئے، یہ دیکھ کر فرعون لال پیلا ہوگیا اور اپنا سیاسی ہتھیار استعمال کیا کہ یہ جادوگر خود موسیٰؑ کے شاگرد ہیں اور موسیٰؑ نے بڑی تدبیر سے لاٹھی کا سانپ بنا کر پہلے ہم کو مرعوب کیا اور مقابلہ پر آمادہ کیا تاکہ ہم ملک بھر سے اُس کے شاگردوں کو جمع کر کے مقابلہ پر لائیں اور ایسا ہونے پر شاگرد، استاد سے ہار مان کر ہم کو بیوقوف بنانے میں کامیاب ہوگئے لیکن ہم بھی اُن کے ہاتھ پیر کاٹ کر پھانسی پر چڑھا کر اُن کی تمام تدبیر کا نتیجہ سامنے لا کر بتاتے ہیں۔ یہ سیاسی ہتھیار تھا جو فرعون نے عوام اور اپنے درباریوں کے سامنے خود اپنا بھانڈا پھوٹ جانے کے بعد استعمال کیا تاکہ کچھ نہ کچھ اُس کی بات بن جائے۔"

"کہاں تو جادوگر فرعون سے اپنا انعام طے کر رہے تھے کہ غالب آنے پر کیا کچھ ملے گا اور کہاں ایمان لا کر فرعون کے مُنہ پر تھوک کر کہہ دیا کہ ہم نے ایمان قبول کر لیا۔ اب تجھے جو کچھ کرنا ہے کر ڈال۔"

"فرعون نے اپنی تصاویر اور بُت بنا کر جگہ جگہ لگا دیئے تھے تاکہ لوگ اُسے پوجتے رہیں میدان میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور جادوگروں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید ثابت ہوگئی اور شرکِ ذلیل ہوا۔ جادوگر سجدے میں گر پڑے۔ تب درباری افسروں نے فرعون کو چاپلوسی سے کہا کہ اگر موسیٰؑ اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دیا گیا تو تم اور تمہاری تصویر اور بُت کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

پوجا کوئی بھی اب نہ کرے گا اور بات بگڑ جائے گی۔"

"فرعونی حکومت نے بیٹوں کا قتل کر کے بنی اسرائیل قوم کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی اور اُن کی لڑکیوں کو قتل نہیں کیا تاکہ فرعونی قوم کی خدمت گاری کے لیے کنیزوں اور خادماؤں کی کمی نہ رہے۔ اس طرح ایک طرف اجتماعی قوت کو خوب کچل دیا جائے اور دوسری طرف قوم کی بیٹیوں کو گھر کی نوکرانیاں بنا کر پوری قوم کو بے عزت بنا دیا جائے۔ کسی داعی قوم کو اس سے بڑھ کر ذلت کی سزا، اور کیا ہو سکتی ہے اور یہ سزا بنی اسرائیل کو اُن کے مشرکانہ عقائد کے سبب دی گئی۔"

(۷۔ الاعراف: آیت ۱۲۳ تا ۱۲۷ - ۱۴۱)

(۲) "عذاب دیکھ کر ایمان لانا قبول نہیں، اس میں مزید رسوائی ہو گی کہ عذاب دیکھ کر ایمان لائے تو بھی بھلا نہ ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کے چودھریوں کے لیے بددعا کی۔"

"معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا قبول ہوئی۔ فرعون اور اُس کے سردار ڈوبنے لگے اور فرعون نے مرتے مرتے ایمان کا اعلان کیا، لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا۔ شاید دوسرے چودھری بھی ڈوبتے ڈوبتے ایمان لانے کی بات کہنے لگے ہوں۔"

"معلوم ہوا کہ فرعون کی روح کو بدن سے نکال لیا اور لاش کو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیکر باہر کنارے پر پھنکوا دیا۔ کہتے ہیں کہ اُس کی لاش اب بھی مصر میں محفوظ ہے، تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو، مگر لوگوں کا حال یہ ہے کہ زمین و آسمان میں بے شمار نشانیوں کو رات دن دیکھتے ہیں، وہاں سے اُن کا گزر بھی ہوتا ہے لیکن کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔"

"فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت سی نشانیاں دیکھ لیں، لیکن ایمان نہیں لایا اور جب پانی میں ڈوب کر ذلت کی موت مرنے لگا اور عذاب نے اُسے آگھیرا، تب ایمان لایا مگر یہ ایمان قبول نہیں ہوا۔"

(۱۰۔ یونس: آیت ۸۸ تا ۹۷)

(۳) "اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ فرعون کچھ ماننے والا نہیں ہے، پھر بھی حضرت موسیٰؑ کو ہدایت فرمائی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ نرم کلامی سے بات سمجھا دیں تاکہ حجت پوری ہو۔ آج کے مبلغینِ اسلام کے لیے بھی ضروری ہے کہ دعوت کے کاموں میں دھینگا مشتی اور چرب زبانی، اشتعال اور غضب سے بچ کر دعوت کا کام سلیقہ مندی اور دلسوزی اور خوش خُلقی سے انجام دیں۔"

" فرعون خود رب ہونے کا دعویدار تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اپنا رب، اللہ تعالیٰ کو بتایا۔ تب پوچھا کہ موسیٰؑ تمہارا رب کون ہے؟"

" فرعون کو دو طرح سے بات سمجھائی گئی تاکہ حجت پوری ہو۔ ایک تو معجزات سے جو کسی انسان کے بس میں نہیں، صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کا کوئی نبیؑ ہی معجزہ دکھا سکتا ہے۔ دوسرے تقریری دلیل سے فرعون کو عاجز کیا گیا۔ آدمی اگر اپنی فطرت کو مسخ نہ کرے تو اس کے مانوس فکری ڈھانچے میں دلیل کے ذریعہ حق بات بٹھائی جا سکتی ہے، مگر جو اپنی فطرت سے ہٹ گیا اُس کی ہدایت کا کوئی علاج نہیں۔"

" فرعون بڑا سیاسی آدمی تھا۔ بات کا الٹا رخ بنا کر عوام کو فریب دینے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو کہنے لگا کہ کیا جادو کے زور سے ہمیں، ہمارے ہی ملک سے نکال دینا چاہتے ہو، جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے فرعون سے کبھی نہیں کہا کہ تو یہاں سے نکل جا اور حکومت ہم کو دیدے بلکہ حضرت موسیٰؑ نے یعقوبی نسل اور ابراہیمی دعوت سے منسوب قوم بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ لے کر، مصر سے چلے جانے کی فرعون سے اجازت طلب کی تھی کہ جب بنی اسرائیل پر تو اتنا ظلم وستم توڑ رہا ہے تو میں قوم کو لے کر ملکِ مصر سے چلا جاتا ہوں۔ تو جان اور تیری سلطنت جانے۔ ایسے صاف اور بے ضرر مطالبہ کے معنی بدل کر فرعون الٹا مظلوم بن گیا کہ موسیٰؑ تم تو ہم کو اپنے جادو کے زور سے ہمارے ملک سے نکال دینا چاہتے ہو۔ آج کے کمرشیل کاروباری اور پیشہ ور سیاست دان بھی عالمی سطح پر ایسی ہی حرکتیں کئے جا رہے ہیں اور یہ فرعونی سکّہ ہر سیاست داں آج بھی چلاتا ہے۔ چاہے ٹکسال پرانی ہو اور سکّہ نیا۔"

" انسانوں میں سب سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار، بہادر اور دلیر اللہ تعالیٰ کے نبی ہوتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ علیہ السّلام نے فوراً اُس مقابلے کے دن کا وعدہ کر لیا۔ فرعون

toobaa-elibrary.blogspot.com

شاید یہ سمجھتا رہا ہو گا کہ میری اتنی بڑی حکومت اور فوج، پھر جادوگروں کی بھیڑ میں اکیلے موسیٰؑ کیا ٹھہر سکیں گے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اُسے سمجھنے سوچنے کا موقع نہ دے کر مقابلہ کے لیے مصر کے قومی تہوار کے بڑے دن کی تجویز پیش کر کے فرعون سے قبول کروالی۔"

"فرعون نے بھرے میدان میں اپنی بازی گرتی دیکھ لی تو ایک نیا داؤ اور چلایا اور جادوگروں کو دھمکی دی کہ بڑی بھاری فیس دیکر مقابلہ کے لیے میدان میں تم کو میں نے لایا اور اب اپنے استاد موسیٰؑ پر تم ایمان بھی لے آئے اور مجھے اِس قابل بھی نہ سمجھا کہ کم از کم مجھ سے اجازت تو لیتے مگر اب معلوم ہوا کہ موسیٰؑ سے تم نہیں ہارے ہو بلکہ ایک بنی بنائی سازش سے شاگرد لوگ اپنے استاد سے ہارے ہیں اور ہم کو مجمع عام میں بے وقوف بنایا ہے۔"

(۲۰۔ طٰہٰ: آیت ۴۴ تا ۵۹-۷۱)

(۴) "فرعون کا یہ داؤ بھی الٹا پڑا۔ بڑی بھاری قیمت پر جادوگر لائے گئے اور بھرے مجمع میں موسیٰ علیہ السّلام سے نہ صرف ہار مان لی بلکہ موسیٰ علیہ السّلام پر ایمان لاکر عوام کے سامنے جادوگروں نے فرعون کو ذلیل کر ڈالا۔ تب فرعون نے بدحواسی میں ایک دوسری چال چلی۔ وہ یہ کہ یہ موسیٰؑ تمہارا استاد ہے۔ پہلے تو ہمارے دربار میں آکر ہمیں جادو سے ڈرا دیا پھر جب ہم نے مقابلہ کیا تو ہمارے تمام جادوگر اُسی کے شاگرد نکلے اور شاگردوں نے استاد سے ہار مان کر ہم کو بے وقوف بنایا۔ اب ہم بہت جلد اِس سازش کا بدلہ اس طرح لیں گے۔ کہ ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کا پاؤں کاٹ کر تم سب کو پھانسی پر لٹکا دیں گے۔ فرعون کی اِس دھمکی کا بہت اثر ہونا چاہیے تھا مگر جادوگر چونکہ سچ مچ ایمان لا چکے تھے اس لیے انہوں نے اِس دھمکی کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔"

(۲۶۔ الشعراء: آیت ۴۹، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۵) "فساد اور ظلم وستم میں فرعون شاید اپنا ثانی نہ رکھتا ہو کہ اُس نے مصر میں بنی اسرائیل کے بیٹوں کو ذبح کرنا جاری کیا تاکہ یہ قوم کبھی اٹھ نہ سکے اور لڑکیوں کو جیتا چھوڑ دینا اُس کے لیے ہر طرح نفع کی ترکیب تھی کہ خوبصورت لڑکیوں سے حاکم قوم کی خواہش پوری ہو اور باقی لڑکیاں گھریلو خدمت گاری اور محنت مزدوری کے کام آئیں اور محکوم قوم کی جماعتی قوت پوری طرح کچل

toobaa-elibrary.blogspot.com

دی جائے۔"

"معلوم ہوتا ہے کہ فرعون بے اولاد تھا، گو دعویٰ خدائی کا رکھتا تھا۔ اناڑی آدمیوں کی یہ بڑی بدبختی ہوتی ہے کہ اپنے انجام اور مقام سے خود ہی ناواقف ہوتے ہیں۔ بے اولاد ہونے کے سبب بیگم فرعون نے ضد پکڑی کہ ہم اُسے (موسیٰؑ) کو اپنا بیٹا بنالیں گے۔ بڑا ہو کر ہمارے لیے اولاد کی طرح کام آئے گا۔ اتنی بڑی سلطنت و بادشاہت کو کون سنبھالے گا؟ عورت کی ضد پر فرعون کی ایک نہ چلی۔ مجبور ہو کر راج محل میں موسیٰ علیہ السّلام کی پرورش، فرعون پر لازم ہوئی۔ اُسے یہ معلوم تھا کہ یہ اسرائیلی بچہ ہے۔ اُس کے ماں باپ نے ڈر کے مارے اُسے دریا میں ڈال دیا ہے تاکہ فرعونی پولیس اُسے قتل نہ کر ڈالے مگر اللہ تعالیٰ کی تدبیر بڑی لطیف ہوتی ہے جسے ہلاک کرنا تھا اُسی کے یہاں موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ہوئی اور بڑی شان سے ہوئی جیسے شہزادوں کی ہوا کرتی ہے۔"

(۲۸۔ القصص: آیت ۴۔۹)

⑥ "فرعون نے ملکِ مصر میں کھیتی باڑی کی ترقی کے لیے نہروں کا جال بچھا دیا تھا۔ پھر قدرتی ندیاں اور دریا جو مُلکِ مصر کی سلطنت کے حدود میں تھے، اُن سب پر فرعون کا قبضہ تھا۔ اس لیے شاید اس نے عوام کو یہ دھمکی دی ہو کہ دیکھتے نہیں ہو؟ اگر آبپاشی کا نظام تم سب پر روک لوں تو تمہارا کیا حال بنے گا اور پورے مُلکِ مصر کا بادشاہ میں ہوں۔ میرے مقابلے میں کسی کی کیا طاقت ہے کہ بغاوت کے لیے اٹھ سکے۔"

"حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی زبان میں کچھ ذرا سی لکنت تھی۔ فرعون نے طعنہ دیا کہ بُس کو بات، بیان کرنا نہیں آتا، وہ میرے مقابلے میں کیا چیز ہے۔ لیکن اُسے معلوم نہ تھا کہ چیخنا، دھاڑنا اور بات ہے اور تقریر کر کے اپنی بات دوسروں تک پہونچا دینا اور بات ہے۔ زبان کی ہلکی سی لکنت، مضمون میں ایک معصوم عکس ڈال کر، سننے والے کے دل تک پہونچنے میں خوب کامیاب تھی۔"

"چونکہ شاہی نظام میں بادشاہ کے آگے پیچھے سینکڑوں چوکی پہرے والے باڈی گارڈ، وزیر اور دوسرے افسران چلتے ہیں اور شاہی نظام میں بادشاہ کسی پر خوش ہوتا، تو اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے ہاتھ میں سونے کے کنگن ڈالتا ہے۔ فرعون نے اِس بات کو موسیٰؑ کی رسالت کے ردّ میں استعمال کیا کہ اگر یہ اللہ کے قاصد اور رسول ہوتے تو اُن کے ہاتھ میں سونے کے کنگن ضرور ڈالے جانے چاہئے تھے اور اُن کے آگے پیچھے فرشتوں کی استقبالیہ فوج اور حفاظتی دستہ ہوتا جب یہ سب نہیں ہے تو یہ پھر رب العالمین کے پیغمبر کیسے ہو سکتے ہیں"۔

(۴۳-الزخرف : آیت ۵۱ تا ۵۳)

(۷) "ہم نے موسیٰؑ کو بھیجا تھا تو فرعون اور اُس کے درباریوں، قارون اور ہامان نے جو انتہائی ہوشیار لوگ تھے۔ ہماری بات کو رد کر دیا۔ لیکن جب ڈوب کر مرنے لگے اُس وقت اُن کو ایمان کا خیال آیا۔ تم کو بھی جب آسمان سر پر ٹوٹ پڑے گا اُس وقت ایمان لانے کی سوجھے گی، لیکن عذاب کے ظاہر کر دینے کے بعد ہم کسی کا ایمان قبول نہ رکھیں گے"۔

"قوم پر کھلا ظلم کرتے ہو۔ نہ جینے دیتے ہو اور نہ عزّت سے مرنے دیتے ہو، پھر تم کو کیا حرج ہے کہ اُن کو میرے ساتھ کر دو۔ میں اِس قوم کو کہیں اور لے جا کر بساؤں گا تاکہ تمہارے غصّہ کا شکار بھی نہ ہوں اور تم پر بوجھ بھی نہ پڑے۔ اُن کی کسی بغاوت کا تم کو خطرہ بھی باقی نہ رہے، لیکن فرعونی سماج نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو مار ڈالنے کی دھمکی دی، آخر فرعونی تباہ ہوئے"۔

"حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور بنی اسرائیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے سمندر کے بیچ سوکھی سڑک بنا دی کہ یہ آسانی سے پار ہو گئے۔ لیکن یہ خطرہ بنا ہوا تھا کہ اِسی راستے سے فرعونی لوگ سر پر آ پڑیں گے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سوکھی سڑک پار کر کے آگے نکل جاؤ۔ ہم تمہارا پیچھا کرنے والوں کو ڈبو دیں گے اور ایسا ہی ہوا"۔

(۴۴-الدخان : آیت ۱۷ تا ۲۴)

جہاد

(۱) "لڑائی اور جہاد کے حکم میں بنیادی بات یہ ہے کہ جب وہ تم سے لڑیں تب جواب

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں تم بھی انھیں قتل کردو۔ اگر وہ ہاتھ روک لیں تو پہل نہیں کرنی چاہئے۔ دین میں کوئی زور زبردستی نہیں، البتہ بے دین مشرک لوگ فتنہ فساد کرکے امن کو غارت کریں تو اُنھیں بے بس کردینا چاہئے۔"

"اوّل مسلمانوں کو دشمنوں سے لڑنے کی اجازت نہیں تھی، صبر کرتے رہے اور مصیبتیں جھیلتے رہے لیکن صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ اب موقع آیا کہ مدینہ طیبہ میں ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو منکروں کے مقابلے میں قتال یعنی جنگ کی اجازت دی بلکہ بعض حالات میں لڑائی کا صاف صاف حکم دیا گیا کہ اہل شرک کو مار ڈالو کہ لوگوں کو زبردستی شرک پر لگانا چاہتے ہیں، جو توحید کا عقیدہ رکھے اُسے سُکھ چین سے جینے نہیں دیتے البتہ کو طاقت کے زور سے ختم کردیا جائے۔ مسلمانوں میں بعضوں کو یہ حکم بھاری لگا کہ اب مشرکوں سے لڑنا ضروری ہوا، جن میں خود ان کے بہت سے رشتے ناطے والے تھے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے یہاں تسلی کردی کہ اس حکم کو ناگوار نہ سمجھو، اِس میں خیر ہے اور آخر میں ایسا ہی ہوا کہ سارا عرب توحید والے دینِ اسلام میں آگیا۔"

(۲۔البقرہ: آیت ۱۹۱۔۲۱۶)

(۲) "جنگ میں ہتھیار لے کر چلے۔ جتنا بن پڑے ساتھ رکھے۔ لڑائی میں کوچ کرنے پر جیسا موقع ہو چھوٹے چھوٹے دستوں کی شکل میں یا سب کے سب ایک ساتھ مل کر دھاوا بول دیں۔ فوج کا سردار جس طرح حکم دے ویسا عمل کرنا ضروری ہے۔"

"معلوم ہوا کہ جہاد کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ظلم بند کرنے کے لیے خود ظالموں، جابروں پر حملہ کرکے اُن کے پنجہ سے مظلوم اہلِ ایمان کو چھڑایا جائے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کی ایک قسم ہے۔"

"ایمان والے بہت ستائے جاتے تھے اور مشرک اُن کو بہت ایذاء دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جوابی ہاتھ اٹھانے کو منع کرکے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور لڑنے سے روک دیا تھا، تاکہ نماز اور زکوٰۃ سے سہارا پکڑ کر اچھی سی تربیت ہو جائے اور خوب اچھی طرح تقویٰ کی مشق کرکے جان و مال کی محبت سے چھٹکارا حاصل

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر کے پہلے تیار ہو جائیں۔ ایک مدت کے بعد لڑائی کا حکم اپنے وقت پر آگیا تو کچھ لوگ کنارہ کشی اختیار کرنے لگے اور آدمیوں سے مقابلے کے خطرے سے گھبرانے لگے۔ اب بھی مسلمانوں کو چاہئے کہ ہاتھ نہ اٹھائیں بلکہ صبر و ضبط سے کام لے کر زکوٰۃ و نماز کا بندوبست قائم کریں، پھر جیسے حالات سامنے ہوں حُسنِ تدبیر سے حل کریں اور کبھی ہاتھ اٹھانے کا موقع آئے تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اٹھ کھڑے ہوں اور دو دو ہاتھ کر ڈالیں۔ اِس ترتیب کے بغیر لڑائی کی بات سے بنتے کام بھی بگڑ سکتے ہیں۔"

"ایک بار لڑائی کا فیصلہ ہونے پر موت سے ڈر کر قدم پیچھے نہیں ہٹانا چاہئے۔ فتح ہونے پر اللہ ہی کی طرف نسبت کرنا چاہئے، لیکن اگر ناکامی ہو تو اپنی کمزوری پر نظر ڈالنے کے بجائے سردار کو طعنہ دینا اطاعت کے خلاف بات ہے۔ آج بھی مسلمانوں کو اپنے سرداروں کی بات ہر طرح ماننا چاہئے۔ کام کا بننا بگڑنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔"

"بندے کو چاہئے کہ بھلائی اور کامیابی نیز فتح کو اللہ تعالیٰ کا انعام اور فضل سمجھے اور تکلیف اور ناکامی کو اپنی کوتاہی کا سبب جانے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام دے کر بھیجا ہے اُس پر عمل کا نتیجہ آدمی کے ایمان اور اطاعت سے ظاہر ہوگا۔ سب اعمال کو اللہ خود دیکھ رہا ہے۔ اُس کا مشاہدہ کافی ہے۔"

"جن کافروں کے ساتھ لڑائی کے بارے میں مسلمانوں کا سمجھوتہ ہو گیا ہو یا ایسے غیر مسلم جو نہ تو مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہیں اور نہ اُن کی طرف سے لڑنا چاہتے ہیں، ایسوں کے خلاف لڑنا بھی منع ہے۔"

"یعنی بعضے ایسے ہیں جو نہ تم سے لڑنا چاہیں نہ اپنی قوم سے۔ مگر فتنہ و فساد اور دنگے بلوے کی افواہ میں ان کے ارادے بدل جائیں اور اپنی قوم کا غلبہ دیکھ کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں تو تم بھی اُن پر ہاتھ چلا دو، کیونکہ یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اب وہ امن دوست نہیں رہے۔"

(۴۔ النساء: آیت ۷۱۔ ۷۹۔ ۹۰۔ ۹۱)

(۳) "سخت حالت میں تھوڑی تعداد میں ہونے کے باوجود بھی مسلمان بڑی بے جگری سے اپنے سے کئی کئی گُنا زیادہ منکروں سے جم کر لڑتے ہیں۔ ایسی دلیری پر داد دینے کے بجائے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دو غلے لوگ مارے حسد اور جلن کے، کہتے کہ ان کو دین کی محبت اور عظمت نے غرور میں ڈال دیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک اہل ایمان کی کامیابی، ناممکن تھی لیکن اللہ تعالیٰ پر توکل اور ایمان کی قوت سے مسلمان ہر وقت غالب رہتے ہیں۔ اِس حقیقت کو وہ بھول چکے تھے۔"

"اللہ تعالیٰ پر دل کا توکل اور ظاہر اسباب میں ہر طرح کا کام، تیر اندازی، ہاتھ کا کسب لڑائی کے کرتب، ہتھیار سازی میں جو بھی زمانہ ترقی کرے اس میں بھی مسلمان دس قدم آگے ہیں، پھر سب کچھ کرنے کے بعد فقط اللہ تعالیٰ کی نصرت کا سہارا چاہیں۔ یہ اسلامی اصولِ جنگ و قتال ہیں۔ یہاں رہبانیت اور ترکِ دنیا نہیں۔"

"دورِ اول کے مسلمان، ایمان اور صبر میں کامل تھے اس لیے اُنھیں دس گنا طاقت سے ٹکرانے کی ہمت تھی بیس ہوں تو دو سو پر، اگر ایک سو ہوں تو ہزار پر بھاری ہوں۔ اُن کے مقابلے میں جو لوگ کفر کی راہ میں لڑنے والے تھے ان کو ناسمجھ فرمایا، اس لیے کہ جس کام پر آدمی جان دینے کو تیار ہو، اُسے یہ تو سوچنا چاہئے کہ مر کر مالک کے حضور حاضر ہونا ہے، وہاں کیا مُنہ دکھائیں گے کہ اللہ کے ماننے والوں سے لڑائی کی اور بے موت مرے۔ پھر اللہ کے دربار میں رسوائی اور ذلت کے حاصل کرنے کو جو شخص جان کی بازی لگا کر بددینی اور شرک نافرمانی اور کفر کی راہ میں جان دیدے، وہ ناسمجھ اور بے وقوف نہیں تو کیا ہوا؟"۔

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں صفِ اوّل کے لوگ بڑے بہادر تھے اس لیے اُن پر اپنے سے دس گنا طاقت سے بھڑ جانے کا حکم لازم تھا۔ بعد میں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی تو کچھ لوگ ضعیف بھی ساتھ تھے۔ ان کمزوروں کا لحاظ فرما کر، اب یہ حکم ہوا کہ اپنے سے دوگنی طاقت سے ٹکرائیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ضرور کامیاب ہوں گے۔ لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے ایک ہزار افراد، اسّی ہزار کے لشکر سے بھی لڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اُنھیں فتح دی۔ یہ دلیری اور بہادری جسم و جان اور ساز و سامان کی نہیں بلکہ ایمان اور یقین کی تھی۔"

(۸۔الانفال: آیت ۶۹۔۶۰۔۶۶۔

(۴) "جنگ کے ایسے خطرناک موقع پر اسلامی فوج کے ساتھ جو لوگ تندرست اور مالدار

toobaa-elibrary.blogspot.com

طاقتور ہو کر بھی نہیں گئے اور گھر بیٹھ رہے، ان کا ایمان صحیح نہیں مانا گیا، پھر اُن کی دیکھا دیکھی راجدھانی کے آس پاس کے گاؤں دیہات والے بھی عذر بہانے لے کر چھٹی مانگنے چلے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ناپسند فرمایا۔"

"بوڑھا بیمار اور ایسے غریب لوگ جن کے پاس سامانِ سفر، سواری اور خرچ کے لیے کوئی انتظام نہیں، ایسے اہم موقع پر بھی اُن کو رخصت دی جائے گی اور جنگ میں شریک نہ ہونے پر اُن پر کوئی کاروائی نہیں کی جائے گی۔"

"اسلامی آبادی کے آس پاس ایمان والوں کے مقابلے میں گھیرا ڈالنے والی بستی کے لوگوں کو طاقت و قوت کا اچھی طرح اندازہ کرا دینا ضروری ہے تاکہ یہ لوگ مسلمانوں کو نرم نوالہ سمجھ کر نگلنے کی بات سوچ بھی نہ سکیں۔ ایسا رویّہ اختیار کرنا چاہتے کہ مشرکوں میں برابر گھبراہٹ بنی رہے تاکہ یہ لوگ حملہ آوری کا ارادہ ترک کر دیں۔ پاس پڑوس میں اور سرحدی علاقوں سے لگے ہوئے آباد مُشرک قبائل سے چوکس رہنے کی تعلیم اِس آیت میں دی گئی۔"

(۹۔ التوبہ: آیت ۹۰۔ ۹۱۔ ۱۲۳)

⑤ "موسلا دھار بارش سے زمین میں سیلاب آتے ہی کوڑا کچرا لاد کر پانی کا ریلا بہنے لگتا ہے۔ پانی کے بہاؤ پر اُوپر سے سب میل کچیل، پھولا اور پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے لیکن یہ سب ناکارہ ہو کر ضائع ہو جاتا ہے۔ زمین کو کام کی بنانے کے لیے ایسا نظام، قدرت نے تیار کیا ہے۔ اِسی طرح حق و باطل کی جنگ میں بھی تیزی ہونے پر باطل ابھر کر سامنے آتا ہے مگر پھولی ہوئی لاش کی طرح سڑ گل کر سوکھ جائے گا اور حق ہی باقی رہے گا۔ سُنار کی بھٹی میں بھی یہی قانون ہے کہ زیورات کو بناتے وقت دھات پر جھاگ میل آجاتا ہے لیکن اصل زیورات باقی رہتے ہیں۔ اِسی طرح کافر لوگ جب حق کے مقابلے میں لڑائی کی آگ سلگاتے ہیں، تب اُن دہکتے انگاروں میں اہلِ ایمان تپائے جاتے ہیں۔ اس آزمائش میں جو کھرا اُترا، اُس کے ایمان کا کیا کہنا۔"

(۱۳۔ الرعد: آیت ۱۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۶) "ہم مسلمان اپنی اصلی حیثیت کو بھلا بیٹھے، لیکن اللہ کرے کہ ہم پھر دین کے داعی بنیں اور جہاد و قتال قائم ہو۔ تو پھر شرعی کنیزوں کا معاملہ آسکتا ہے اور اس کا حل جب ہمارے پاس موجود ہو تو پریشانی کا کوئی سبب نہ بنے گا۔ اسلام ایک آسمانی دین ہے اس لیے مسائل سے فرار یا اُس کے غلط حل کے بجائے حالات کا مقابلہ کرنا اور مسائل کا صحیح فطری حل نکال دینا اُس کی خوبی ہے۔ جنگ میں جو مرد عورت پکڑ لیے گئے اُن کے تبادلے میں کسی مسلمان قیدی مرد عورت کو چھڑایا جا سکتا ہو تو اُس کی پہل کی جائے گی۔ اس کے بعد بھی جو مرد عورت ہمارے کیمپ میں رہ جائیں اُنھیں سپہ سالار یا امیرالمومنین کے حکم کے تحت سپاہیوں، مجاہدوں میں تقسیم کر دیا جائے گا تاکہ ایسے جنگی قیدی مرد اور عورت کے بے بندھن اور بے قانون رہنے سے سماج کی خرابی کا اندیشہ نہ رہے اور جنگی قیدی اسلامی حکومت پر بوجھ بننے کے بجائے اسلامی سماج کا جزء بن جائیں۔ مرد قیدی کام کاج میں لگا دیئے جائیں گے اور عورتیں کنیز باندی کی حیثیت سے سماج میں ضم کر دی جائیں گی تاکہ گھر گرہستی میں اُن کی زندگی گزرے اور مسلم سماج کو جنسی آوارگی کا خطرہ نہ رہے۔ فقہ کی کتابوں میں اس کے متعلق تفصیلی مسائل ملتے ہیں۔ جب مسلمانوں نے حکومتیں کیں تب انھیں ایسے مسائل سے خوب واسطہ پڑا اور اس وقت قانون، تحقیق، تفکر، تدبّر کی خوب خوب راہ ہموار تھی۔ آج صرف اپنے پُرکھوں اور بڑوں کے کارنامے بیان کرنے کے لیے تفصیلات کسی کو معلوم کرنا ہو تو علمائے کرام سے پوچھ کر تسلی کرے لیکن اصل ضرورت توحید کی دعوت کو کھلے خزانے کی طرح پیش کرنے کی ہے پھر ہر کام کی ترتیب اور ترکیب صحیح ہو جائے گی۔"

(۲۳۔ المومنون: آیت ۶، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۷) "عام لوگ چاہے جس مذہب کے ہوں اور اپنی پسند کا جو عقیدہ رکھیں، اُن سے لڑنا ضروری نہیں بلکہ اُن سے حُسن سلوک کیجئے تاکہ ان کے دل اسلام کی طرف جھک جائیں۔ اصل لڑائی اور جنگ اُن سے ہے جو اہلِ ایمان کو اُن کے عقیدے کے سبب وطن سے بے وطن کرتے ہیں، اُن کو مار کاٹ کرتے ہیں، تو اہلِ ایمان کو اجازت ہے کہ ایسے ظالموں سے جنگ کریں، یہاں تک کہ اُن کا زور ٹوٹ جائے۔" (۶۰۔ الممتحنہ: آیت ۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

غزوۂ بدر

(۱) "جنگِ بدر ۲ھ رمضان المبارک میں ہوئی ۔مسلمان تین سو تیرہ تھے اور کافروں کا لشکر ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا، اور جنگی ساز و سامان سے لیس تھا۔ بدر ایک کنواں ہے جو بدر بن عامر نامی آدمی نے کھودا تھا، اُسی نام سے اِس میدان کا نام بدر مشہور ہوگیا۔ اب وہاں ایک بستی ہے۔ اِس جنگ میں کافروں کے بڑے بڑے سُورما مارے گئے اور اُسی کا بدلہ لینے کے لیے کفّار نے تیرہ ماہ بعد پھر مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور جنگ اُحد میں تین ہزار کا لشکر لے کر ٹوٹ پڑے جب کہ اہلِ ایمان صرف سات سو تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ بدر کا احسان یاد دلایا کہ اس وقت جب تم کم تھے، اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور اب بھی وہی مدد گار ہے۔"

(۳۔آل عمران: آیت ۱۲۳)

(۲) "مکّہ کے تاجروں کا ایک قافلہ شام سے واپس آرہا تھا، اُس کے ساتھ مال واسباب بہت تھا۔ مسلمان اِس ارادے میں تھے کہ قافلہ کا تعاقب کریں ۔جب یہ خبر مکّہ پہونچی تو ابوجہل نے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور قافلہ کی مدد کو روانہ ہوا۔ قافلہ سمندر کے کنارے کنارے چل رہا تھا۔ ابوجہل اپنی فوج لیے مقام بدر پہنچ گیا۔ اب ایک طرف قافلہ، جس کے پاس مال واسباب بھرپور تھا، دوسری طرف مکّہ کے بڑے بڑے مُشرک، فوجی قوت والے قبائلی جنرل اور ہتھیار بند فوج ابوجہل کی سرداری میں تیار ہوکر مقابلے میں آگئی ۔مسلمان تعداد میں بہت کم تھے ۔چاہتے تھے کہ قافلہ والوں سے مقابلہ ہو تو فتح آسانی سے ملے اور مال غنیمت بھی خوب ہاتھ آئے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قافلہ کو بے شان وشوکت کا بتایا اور اصل فوجی قوّت، بدر میں ابوجہل کے لشکر کی تھی۔ اُسے کچلدینا، اللہ تعالیٰ نے چاہا، تب اُسی لشکر سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بھڑادیا اور ستر بڑے بڑے مشرک قتل ہوئے اور ستّر قید ہوئے۔ اسی طرح مکّہ سے آئے مشرکین کی تمام قوت ٹوٹ گئی اور مشرک سوسائٹی کی شان وشوکت مٹی میں ملادی گئی ۔مسلمان اِس جنگ میں اللہ کے حکم سے کامیاب رہے جب کہ اوّل اوّل مسلمان

toobaa-elibrary.blogspot.com

اپنے آپ کو اِس لشکر کے مقابلے بہت کمزور پاتے تھے۔"

"آدمی کا دل ظاہرا اسباب سے قرار پکڑتا ہے اور دل کو تسلی اور تسکین ہو جاتی ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ تو ایسا ہے کہ خود اپنے ایک حکم "کُن" سے سارا کام درست فرما دے لیکن ظاہر میں ایک ہزار فرشتوں کی مدد بھیج دی تاکہ ایمان والے، نُصرت کے اسباب بھی اپنی نظر سے دیکھ لیں۔"

"بدر میں مشرکین کا لشکر پانی پر قابض تھا۔ مسلمان سفر کی تھکان اور مخالف فوج کی کثرت سے پریشان تھے، پھر جہاں پڑاؤ تھا، وہاں ریت بہت تھی، اللہ نے پانی برسایا، ریت جم گئی، دھسن ختم ہوئی۔ لشکرِ اسلام نے غسل کیا، وضو کیا، طبیعت پر بہار آئی، بے چینی گئی اور راحت آئی اور ہلکی ہلکی نیند یعنی غنودگی کی طرح آئی اور لشکرِ اسلام تازہ دم ہو گیا۔"

"اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہر وقت اللہ کے دربار میں ارشادِ الٰہی کی تکمیل میں مصروف ہوتے ہیں۔ انھیں حکم ہوا کہ جنگ بدر میں زمین پر جا کر جنگ میں حصّہ لیں۔ ایک طرف مومنوں کے دل میں ہمّت پیدا کریں، دوسری طرف کافروں کی گردن اور جسم کا ہر ایک جوڑ، توڑ کر لڑائی کا مزہ چکھا دیں۔"

"بدر کے میدان میں جب جنگ شروع ہوئی اور لڑائی نے خوب زور پکڑا تب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے لشکر پر ایک مٹّھی ریت کے کنکر پھینک دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے یہ کنکر کافروں کے لشکر کے ہر سپاہی کی آنکھ میں جھونک دیئے۔ پھر کیا تھا کہ اندھوں کی طرح ایک دوسرے پر گرے کہ کسی کو کچھ سوجھا نہیں۔ گڑبڑ میں بہتوں نے خود اپنے ہی لشکر کے آدمیوں کو اندھا دھند قتل کیا۔ اِدھر بڑی دلیری اور کھلی آنکھ سے مسلمان بھی بے جگری سے لوٹ کر برسے اور کافروں کا ستیاناس ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ احسان یاد دلایا کہ تم میں سے کوئی بھی اِس فتح کو اپنی بہادری نہ سمجھے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوا۔"

"جنگِ بدر کے موقع پر ابو جہل جب مکّہ سے لشکر لے کر روانہ ہوا تو یہ دعا کر کے چلا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن حق ہے اور ہم نہیں مانتے تو اب تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر یا کوئی عذاب ڈال دے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور جنگِ بدر میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو مٹھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھر کنکر سے مشرک لشکر ہلاک ہو گیا اور باقی جو بچے وہ سب بھاگ گئے اور کچھ پکڑ لیے گئے۔
کفار و مشرکین کا لشکر چاہے جتنا بھی بڑا ہو، اللہ کے آگے حقیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے کھٹمل پسو اور مچھر جیسے لشکروں کو مارنے کے لیے بڑے بڑے پتھر آسمان سے برسانے کی ضرورت ہی نہیں تھی اُن کو ایک مٹھی کنکر سے ذلیل کر کے ہلاک کر دیا۔"

"بدر کے مقام پر مسلمان، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں پہنچے۔ قریش کا تجارتی قافلہ سمندر کے کنارے بچتے بچاتے چل رہا تھا اور قریش کا لشکر بڑی بھاری تعداد میں مکّہ سے دوڑے آ رہا تھا کہ قافلے پر مسلمانوں کا ہاتھ پڑ جائے اِس سے پہلے قافلے کی حفاظت کو پہنچ جائے۔ مسلمان ایسے وقت پہنچے کہ کافروں سے مقابلہ ہو گیا۔ بدر کا علاقہ، مدینہ طیّبہ سے اَسّی میل کے فاصلہ پر ہے۔ انسانی تاریخ میں یہ عجیب و غریب جنگ ہے کہ مسلمان تین سو تیرہ اور کفّار بڑی بھاری تعداد میں ہر طرح مسلّح، پھر بھی الحمدللّٰہ مسلمانوں کو اللہ نے فتح دی۔"

"جنگ بدر میں جو مُشرک قیدی بنا لیے گئے اُنھیں مسلمانوں کی مشورت سے مال لے کر چھوڑ دیا گیا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اصل کام کفر و شرک کی قوّت کو کچل ڈالنا ہے تاکہ پھر مشرکین سر نہ اٹھا سکیں اور کسی کو شرک پر جبر نہ کر سکیں۔"

"بدر کے شاید بہت سے قیدی کہنے لگے ہوں کہ ہم کو اکسا کر اور پھسلا کر یہاں تک لایا گیا تھا۔ ہمارا ارادہ لڑنے کا نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن سے کہہ دو کہ دلوں کی حالت، اپنے قول کے مطابق کر لو گے تو اللہ ہم کو اس تبدیلی کی خبر دے گا۔ پھر تم کو اسلام میں داخلہ پر بہت کچھ ملے گا، جو کھویا ہے اس سے کئی کئی گنا پاؤ گے۔"

(۸۔ الانفال: آیت ۷۔۹۔۱۱۔۱۲۔۱۷۔ ۳۲۔۴۲۔۶۷۔۷۰)

"مقابلہ ایسا کہ کوئی وقت، کسی نے طے نہیں کیا کہ کب اور کہاں لڑائی ہو گی۔ فوجی چھاؤنیاں اور لشکر کے پڑاؤ کہاں لگائے جائیں گے، بلکہ مکّہ و مدینہ اور شام کے تجارتی راستوں کے جنکشن پر یہ مڈبھیڑ ہونے کو تھی کہ ابو جہل کی سرداری میں قریش کا لشکر اپنی فوجی چال میں ابو سفیان کی فراست سے راستہ بدل کر قافلہ بچانے کی کوشش میں آگے بڑھا جب کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کو نظر انداز فرما کر سیدھا مقابلہ کفّار کے لشکر سے کیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور ایسی گھمسان کی لڑائی لڑی کہ ستر کفار مارے گئے۔ ستر پکڑے گئے۔ اِدھر مسلمان اللہ تعالیٰ کی نصرت سے کامیاب رہے۔ صرف دس یا گیارہ مسلمان ہی شہید ہوئے اور جنگ بدر نے لشکر کفار کی کمر توڑ دی اور بڑے جنگی قابلیت والوں اور فوجی تجربہ رکھنے والوں کے مقابلہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست غالب آ گئی۔"

"اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کافروں کی تعداد تھوڑی دکھائی اور ایسا ہی ہوا۔ یعنی کافر کچھ مارے گئے اور کچھ پکڑے گئے اور باقی آگے چل کر ایمان لے آئے اور کچھ اپنی موت آپ مر گئے، اِس طرح کافروں کو کم دکھانا سچ ثابت ہوا۔ انبیاءؑ کے خواب غلط نہیں ہوتے۔"

"گھمسان کی لڑائی میں ہر ایک لشکر نے دوسرے کو تعداد میں کم دیکھا، اِس طرح دونوں طرف سے جم کر مقابلہ میں ہر فوجی نے دل کھول کر حصّہ لیا، یہ شاید اس لیے بھی کہ کافر یہ بہانہ نہ کر سکیں کہ لڑائی میں ہم اپنے ارمان نہیں نکال سکے بلکہ بدر کی جنگ کے بعد مشرکین کو آگے کی جنگ کے لیے یعنی احد اور جنگِ احزاب کے لیے بڑی بھاری تیاریوں میں مصروف ہونا پڑا لیکن ہر جگہ ناکام ہوئے اور اللہ کا لشکر ہی غالب رہا۔"

(۸۔الانفال: آیت ۴۲ تا ۴۴، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

غزوۂ اُحد

(۱) "یہ بیان ہے جنگِ اُحد کا، جو تین ہجری میں مدینہ سے قریب چار میل پر اُحد پہاڑ کے دامن میں لڑی گئی۔ مکّہ کے مشرکین تین ہزار کا لشکرِ جرّار لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر سے باہر نکل کر اُن کے حملوں کا مقابلہ کیا اور مورچہ بندی میں اہلِ ایمان کو ایک خاص ترتیب سے مقرر فرما کر کفّار کے زور اور سیلاب کا مُنہ پھیر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگی تدبیر کرنا منصبِ نبوّت کے خلاف نہیں ہے۔"

"جنگِ اُحد میں دشمنوں کے عین مقابلے کے وقت ایک قبائلی سردار جس کا نام عبد اللہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بن ابی تھا، جنگی تدبیر میں اس کی رائے نہ مانی گئی، اس پر بگڑ کر ساتھ میں تین ۳ سو آدمی لے کر میدان سے ہٹ گیا۔ اس موقع پر اور دو ۲ قبائل بنو حارثہ اور بنو سلمہ بھی موجود تھے، جو عین جنگ کے وقت منافقوں کی سازش سے بد دل ہو کر مقابلہ چھوڑ کر واپس ہونے کی تیاری میں تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی توفیق سے انھیں سنبھال لیا اور جنگ میں وہ شریک رہے اور فرار کے گناہِ عظیم سے بچ گئے۔"

"جنگِ احد میں کسی کافر نے اعلان کیا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے۔ آنحضرتؐ کے بھی خون بہہ رہا تھا اور آپ گر پڑے تھے۔ مسلمانوں نے حضرتؐ کو نہ پایا تو کہرام مچ گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور لڑائی کی کمان سنبھال کر مسلمانوں کو آواز دی۔ چنانچہ پھر لڑائی قائم ہوئی اور کافر بھاگ نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ پر فرمایا کہ رسولؐ زندہ رہیں یا نہ رہیں، دین کو فنا نہیں۔ دین اور دعوت کا کام اللہ کا ہے۔ اِس پر مسلمانوں کو قائم رہنا ہی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی بعضے لوگ مرتد ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں قتل کیا اور جو دین پر قائم رہے انھیں اللہ تعالیٰ نے شاکر بتایا کہ وہ خدا کا حق مانتے رہے اور دین و دعوت کو دنیا میں جاری کرنے میں لگے رہے۔ اُن کو بڑا ثواب ہے۔"

"اُحد پہاڑ کو لشکرِ اسلام کی پشت پر چھوڑ کر جنگِ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مورچہ بندی صبح سویرے ہی کر لی تھی اور درّے سے لگی بلند ٹیکری پر پچاس ماہر تیر انداز خود سپہ سالارِ اعظمؐ نے مقرر فرما دیئے تھے جو پہاڑ کے پیچھے بھی وہاں سے دیکھ سکتے تھے اور میدانِ جنگ بھی اُن کو اوپر سے صاف دکھائی دیتا تھا اور اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ چاہے دشمن ہم پر ٹوٹ پڑے اور ہم جنگ ہار جائیں تب بھی تم اپنی جگہ مت چھوڑنا اور اگر گھاٹی کے پیچھے سے حملہ ہو تو تیروں کی بارش سے انھیں روک دینا، بس جنگ شروع ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا کر دی۔ سات سو مسلمانوں کی مار سے تین ہزار مشرک بھاگ نکلے۔ مسلمان آگے بڑھے اور مالِ غنیمت حاصل کرنے میں لگ گئے۔ اِس جوش میں صف بندی کا توازن ٹوٹ گیا۔ ترتیب باقی نہیں رہی اور فوجی کمان بکھر گئی۔ اِدھر ٹیکری والے تیر اندازوں نے دیکھا کہ دشمن تو بھاگ گئے، چنانچہ لڑائی ختم سمجھ کر یہ بھی نیچے آ گئے اور اپنے سپہ سالار حضرت عبد اللہ بن

toobaa-elibrary.blogspot.com

جبیر رضی اللہ عنہ، کے حکم میں نہ رہے۔ پچاس میں سے چالیس آدمی اپنی فوجی پوزیشن چھوڑ کر بھاگنے والوں کے تعاقب میں میدان میں اتر گئے۔ اس وقت خالد بن ولید نے بھاگتے مشرکین کو پہاڑ کے پیچھے جمع کیا اور فوج اکٹھی کر کے اُس دَرّے میں سے واپس آ کر اچانک مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور ادھر مسلمان بے خبر تھے، بس گھمسان کی لڑائی ہوئی اور مسلمانوں کے پیر اُکھڑ گئے۔ گھاٹی پر تیر انداز دستے کے صرف دس آدمی رہ گئے تھے مگر کافروں کے ریلے کا دس آدمی مقابلہ نہ کر سکے اور اچانک جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ ستّر مسلمان شہید ہوئے جنہیں بعد میں ایک ہی قبر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ مشرکین کے دل میں رعب ڈال کر انھیں بھگا نہ دیتا تو اُحد میں شکست کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے۔ خیر پھر بھی مشرکین معمولی جھڑپ سے دل کا بخار نکال کر بھاگ گئے اور فتح مسلمانوں کے ہاتھوں ہی رہی۔"

"اِس آیت سے معلوم ہوا کہ جنگ میں جن لوگوں سے قصور ہوا تھا، انھیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا"

"جنگِ اُحد میں ستّر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تب لوگوں کے دل میں خیال ہوا کہ یہ بڑی مصیبت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنگ بدر میں تم اُن کو دُگنا نقصان پہنچا چکے تھے یعنی ستّر کافر مارے گئے اور ستّر گرفتار ہوئے لیکن جنگِ احد میں عارضی شکست کا سبب، مورچے پر ڈٹے نہ رہنے کی صورت میں ہوا، ورنہ اوّل حملے میں اہل ایمان پوری کامیابی حاصل کر چکے تھے۔"

(۳ - آلِ عمران؛ آیت ۱۲۱-۱۲۲-۱۴۳-۱۵۲-۱۵۳-۱۶۵)

غزوۂ احزاب (خندق)

(۱) "یہاں سے آیت نمبر ۲۰ تک بیان ہے جنگِ احزاب کا۔ ابو سفیان کی سرداری میں قریش کے ایک بڑے لشکر نے جس میں یہود بھی ظاہری اور اندرونی طور پر شامل ہو گئے تھے، شوّال ۵ھ ہجری میں مدینہ طیّبہ پر دھاوا بول دیا اور پورے شہر پر اس لشکر نے گھیرا ڈال دیا۔ اس فوج کی تعداد بارہ ہزار تک تھی، جب کہ ایمان والی فوج مقابلے میں صرف تین ہزار تھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِس جنگ کے آثار دکھائی دیتے ہی پہلے سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ کا مشورہ قبول فرما کر شہر کے آس پاس جہاں سے دشمن کا داخلہ ممکن تھا بڑی بھاری خندق کھودنے کا مسلمانوں کو حکم دیا اور اس کام میں حضورِ اقدس صلعم خود بھی شامل ہوئے۔ یہ خندق تقریباً چھ کلومیٹر کے قریب تیار کر دی گئی کہ مکّہ والوں کا لشکر اس خندق کو پار کر کے مدینۂ طیّبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ ایک ماہ کی گھیرابندی کے بعد کفار تھک کر بددل ہو گئے۔ اُدھر کفار تیر برساتے اور اِدھر سے مسلمان بھی اُن پر تیراندازی کرتے اور کسی طرح خندق کو پار کرنا مشرک فوج کے لیے ممکن نہیں ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی تیز طوفان والی آندھی بھیجی کہ قریشی لشکر کے کیمپ اکھڑ گئے اور مشعلیں بجھ گئیں۔ اِدھر اتنے طویل گھیرے پر کھانے پینے کا سامان بھی اب ان کے پاس بچا نہیں تھا آخر ہمت ہار کر مشرک بھاگ گئے۔ یہ لڑائی جنگِ احزاب اور جنگِ خندق کے نام سے مشہور ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اس کے بعد کفار ہم پر حملہ کرنے نہیں آسکیں گے اور الحمدللہ ایسا ہی ہوا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ؏

(۳۳۔ الاحزاب: آیت ۹، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

غزوۂ خیبر

(۱) "حُدیبیہ سے واپسی پر خیبر کی فتح کی بشارت دی گئی تھی۔ حُدیبیہ کی صلح میں بھی فتح ہوئی اور خیبر کی فتح پر مالِ غنیمت بہت ہاتھ آیا۔ اِس موقع پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ جو حُدیبیہ کے سفر میں گیا تھا، وہی خیبر کی جنگ میں شریک ہوگا۔ اِس پر منافق بہت بگڑے کہ جب ہم خود جنگ میں تمہارے ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو ہم کو کیوں روکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِس جنگ میں ہمارا فرمان جاری ہو چکا۔ آگے اور بھی بہت سی بڑی بڑی لڑائیوں کے موقعے ہیں تب اپنا جوہر دکھانا۔"

"مدینۂ طیّبہ سے کچھ دور پر آباد یہودی علاقہ جس کو خیبر کہا جاتا تھا۔ حُدیبیہ سے واپسی پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے خیبر فتح ہو گیا۔ اُسی کا ذکر اِس آیتِ شریفہ میں ہے۔ یہ علاقہ بہت

toobaa-elibrary.blogspot.com

سرسبز و شاداب اور مالدار تھا۔ بھیڑ بکریاں، اونٹ، اناج، سونا، چاندی، ہتھیار اتنے بھرپور تعداد میں ملے کہ بعض منافق جو گھر بیٹھے انتظار میں تھے کہ مسلمانوں کو شکست ہو۔ اُن کو بھی گھر کے باہر آ کر یہ کہنا پڑا کہ ہم بھی اِس جنگ میں آپ کا ساتھ دیتے۔ مگر اُن کو منع کر دیا گیا تھا اور خیبر پر چڑھائی میں صرف اُن ہی لوگوں کو شریک ہونے کی اجازت دی گئی تھی جو حُدیبیہ کے سفر میں نبیّ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔"

(۴۸ - الفتح: آیت ۱۵ - ۲۷)

غزوۂ حُنَین

(۱) "آدابِ جنگ میں ایمان والوں کو یہ تعلیم بھی دی گئی کہ اپنی تعداد اور اسباب کا گھمنڈ نہ کریں، اللہ تعالیٰ کی نصرت کا دم بھریں۔ فتحِ مکّہ کے بعد مکّہ اور طائف کے بیچ حُنین کی جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ لشکر میں کسی نے کہا کہ اب تو ہم بہت ہیں۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمائی۔ ایمان والوں کی فوج پہاڑیوں کے بیچ سے گزر رہی تھی کہ مخالف تیر اندازوں کی بوچھار سے ایک بار لشکرِ اسلام بکھر گیا، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو آواز دے کر دوسری بار جمع کیا، تب اللہ تعالیٰ کی خاص مدد سے کامیابی ہوتی، ورنہ بات بگڑ گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ طاقت و قوت چاہے جس طرح کی بھی ہم کو حاصل ہو ہم اللہ کی مدد کا حوالہ دے کر ہی بات کریں اور اپنے بل بوتے پر فخر نہ کریں۔"

(۹ - التوبہ: آیت ۲۵)

غزوۂ تبوک

(۱) "۹ھ ہجری میں جنگ تبوک میں جانے کے لیے اعلانِ عام ہوا کہ سب قابلِ جنگ مرد تیار ہو جائیں۔ اِس لڑائی میں جانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

تیس۳۰ ہزار کا لشکر چل پڑا اور جو لوگ قابلِ جنگ ہونے کے باوجود بھی نہیں گئے، اُن کی حرکت کو ناپسند کیا گیا کہ جب شرک اور ایمان کی جنگ آخری فیصلہ پر چل رہی ہو اُس وقت کسی اہلِ ایمان کا بلا عذر گھر میں بیٹھ رہنا، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ مال و دولت اور کھیتی و تجارت کی محبت ایمان پر غالب ہو تو پھر تمہاری جگہ دوسری قوم کو ایمان کی توفیق دے دینا، اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہیں۔"

"اس وقت تو تیس۳۰ ہزار کا لشکر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا لیکن اِس آیت کے نازل ہونے کے نو سال پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکلنا پڑا اور کافرں نے ایسا ستایا تھا کہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے پر آپ مجبور ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت بھی مدد فرمائی تھی جب صرف دو۲ تھے اور اب تیس۳۰ ہزار ایمان والے ہیں تب بھی اللہ کی مدد ہی سب سے بڑی بات ہے۔"

"تبوک کے سفر سے واپسی کے بعد ایسے لوگ جو اس جنگ میں نہیں گئے تھے، اپنا عذر مجبوری اور بہانے لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے کو تھے، اُس کے پہلے یہ آیت نازل ہوئی اور جن کے دل میں کھوٹ تھا اُن کے بارے میں اشارہ اِس آیت میں دیا گیا آگے اپنا رویہ ٹھیک کرلیں کہ یہاں موقع ہے۔ ورنہ مرنے کے بعد عالم الغیب کے دربار میں حاضری پر اپنی حالت سدھارنے کا موقع باقی نہیں رہے گا۔"

"جنگ میں اہلِ ایمان کے ساتھ جو لوگ تبوک کے سفر میں نہیں گئے، انہوں نے اپنی مجبوری، عذر اور بہانے اور وجوہات، لشکرِ اسلام کی واپسی پر بیان کیں تاکہ صفائی ہو جائے کہ کون، کس وجہ سے رک گیا، لیکن بعض لوگ بڑی چالاکی سے قسمیں کھا کھا کر زبردستی یقین دلانے کا ڈھونگ کرنے لگے۔ ان کے دل کا کھوٹ اِس آیت میں ظاہر فرمایا۔"

"یہ تین اصحاب، حضرت کعب بن مالک رضؓ، حضرت ہلال بن اُمیہ رضؓ اور حضرت مرارہ بن ربیع رضؓ تھے۔ جن کو پچاس دن بعد، توبہ قبول ہونے کی بشارت ملی۔ یہ تینوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگِ تبوک میں نہ جا سکے تھے۔ مشغولیت اور گھریلو کاموں سے اب فرصت ملے تب فرصت ملے، ایسا کرتے کرتے وقت گزر گیا اور تبوک کی جنگ سے واپسی پر سب

toobaa-elibrary.blogspot.com

لوگ، جو پیچھے رہ گئے تھے، اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا اپنا عذر بیان کرتے آئے۔ اِن تینوں نے کوئی بہانہ نہیں بتایا بلکہ سچی بات کہہ دی تھی۔ اِس پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوا اور یہ آیت ان کے حق میں اتری۔"

(۹-التوبہ: آیت ۳۸-۴۰-۹۴-۹۵-۱۱۸)

مالِ غنیمت اور فئے

(۱) "انفال، نفل کی جمع ہے۔ نفل ایسی چیز کو کہتے ہیں جو اصل پر زائد ہو۔ مالِ غنیمت لڑائی میں فتح کے بعد ہاتھ آتا ہے۔ فتح اصل ہے اور دشمنوں کا مال و اسباب ہاتھ آئے، وہ مزید نفل ہے، اس لیے ایسے مال کو جو مجاہدین کے ہاتھ جنگ میں لگے، اُسے انفال فرمایا گیا۔ انگریزی میں اسے اسٹیٹ پراپرٹی کہنا، معنی کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہوگا۔ اسلامی قانون میں حاکم اور بادشاہ صرف اللہ ہے اور رسول ؐ اُس کے نائب ہیں، اس لیے یہ مال اللہ اور نبی ؐ کا ہے باقی تقسیم میں حقداروں کو ہی پہنچے گا اور اُس کا فائدہ ہر ایک کو اِس جنگ کے تعلق کی نسبت سے ملتا رہے گا۔"

"معلوم ہوا کہ مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ یعنی بیس فیصد اللہ تعالیٰ کا ہے۔ یہ پانچواں حصّہ اللہ کے نائب یعنی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے گا۔ اِس کو خُمس کہتے ہیں۔ اِس پانچویں حصّے میں بھی پانچ حصّے کئے جائیں گے۔ ایک حصّہ سے رسول اللہ ؐ کے گھر کا خرچ چلایا جائے دوسرا حصّہ، نبی اکرم ؐ کے اُن رشتہ داروں کو دیا جائے جنہوں نے آپ کا ساتھ دیا اور حضور اقدس ؐ کے قرابتی رشتہ والے ہونے کی وجہ سے اب زکوٰۃ نہیں لے سکتے۔ تیسرا یتیموں کے لیے۔ چوتھا محتاجوں اور مساکین کے لیے۔ پانچواں مسافروں کے لیے۔ یہ سب پورے مالِ غنیمت کے پانچویں میں پانچ حصّے لگے۔ یہ بیان ہوا مالِ غنیمت کے پانچویں حصّے کا۔ بقیہ چار حصّے یعنی اسّی فیصد، لشکر میں تقسیم ہوگا۔ پیدل والوں سے سواروں کو دوگنا حصّہ ملے گا۔ مالِ غنیمت وہ ہے جو مخالفینِ اسلام سے جنگ پر ہاتھ لگے۔"

(۸-الانفال: آیت ۱-۴۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴) "آدمی کا اپنی منکوحہ بیوی سے ہمبستری کرنا، تقویٰ کے خلاف نہیں، اس لیے کہ انسانی حاجت کے حرام طریقہ پر پابندی لگانا دین کا مقصود ہے۔ جائز طریقہ سے پوری کی جانی والی انسانی ضرورت پر پابندی لگانا، آسمانی دین کا مزاج نہیں رہا۔ اسی طرح جنگ میں پکڑی ہوئی مخالف طاقت کی عورتیں جو مجاہدین کے ہاتھ لگیں، مال کے درجے میں ہیں، جو مال غنیمت امیرالمومنین یا اسلامی سپہ سالار کے حکم کے تحت مجاہدین میں تقسیم کی جائیں تو یہ شرعی کنیز یا باندی بھی مومن کے لیے جائز ہے۔ مگر اب ہمارے زمانے میں اہلِ ایمان کسی غیر کو ایمان کی دعوت دینے میں کوتاہی برتنے لگے ہیں، جس کے سبب جہاد کی شرعی نوعیت کی شکل بن نہیں پاتی، اسلیئے اس طرح کے مسائل سے لوگوں کو تعجب ہوتا ہے لیکن جب دین کی دعوت شروع ہو اور مقابلہ میں مشرکین کی جتھابندی سے قتال و جہاد کے معرکے جاری ہوں تو آئے دن جنگ میں دونوں طرف کے مرد عورت پکڑے جاتے ہیں۔ کبھی دونوں طرف کے قیدیوں میں تبادلے ہوتے ہیں، کبھی مالی فدیہ دے کر انھیں چھڑا لیا جاتا ہے اور کبھی یہ نوبت نہ آسکے تو پھر ایسی کنیزوں اور باندیوں کو جو جنگ میں ہاتھ آئیں، غلط راستے پر ڈالنے کے بجائے اہلِ ایمان مجاہدین میں شرعی طریقہ پر تقسیم ہونا ضروری ہے۔ دعوتِ حق اور کفر کی ایسی جنگیں اور جہاد قتال کی ضرورت کے پیشِ نظر اس طرح کے حالات کا پیدا ہونا قدرتی بات ہے۔ نزولِ قرآن کے زمانے میں یہ مسئلہ کنیزوں کا جب آیا تو اُس کا حل بنا دیا گیا۔"

(۲۳۔ المومنون: آیت ۶)

"فئے کہتے ہیں اُس مال کو جو بغیر جنگ کے ہاتھ آئے۔ وہ سارا مال مسلمانوں کے ضروری کاموں میں صرف کیا جائے گا۔ اس پر مکمل اختیار سید المرسلین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے بعد امت کے سردار کو ہوگا۔ اور اُسی میں کعبہ شریف اور دوسری مساجد کے اخراجات بھی آگئے۔ نیز ایسے مال کو یتیموں، مسکینوں، مسافروں پر خرچ کیا جائے گا۔ تاکہ دولت صرف مالدار لوگوں میں نہ پھرتی رہے بلکہ حاجت مندوں میں بھی مال کی گردش جاری رہے۔ قرآن مجید اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق مالیاتی نظام چاہے کوئی فرد یا خاندان اختیار کرے یا جماعت اور حکومت اختیار کرے تو محتاجی، بے بسی اور بھوک مری کا دنیا میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

نام نہ رہے۔ نزولِ قرآن کے بعد مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتوحات عطا فرمائیں اور اہلِ ایمان کی آبادیوں میں مال کی ایسی ریل پیل ہوئی کہ کوئی آدمی بے سہارا نہ رہا۔ جس کسی کو تجربہ کرنا ہو، آج بھی اِس تعلیم پر عمل کر کے دیکھ لے۔"

(۵۹۔ الحشر: آیت ۷)

شہادت اور شہداء

(۱) "اِس آیتِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے کو کھانا پینا میسّر ہے، پھر مکان، زینت، آرائش اور حیاتِ ابدی کی سب چیزیں ہمیشہ کے لیے ہونا بھی لازم ہے۔"

"شہید اپنی قوم کے لوگوں کو اپنی حالت سے باخبر رکھنے کی تمنّا کرتے ہیں۔ اِس اطلاع کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے ذریعہ ہم تک پہونچایا۔ سورہ یٰسین میں ایک شہید کا قول ہے کہ "قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ (۳۶۔ یٰسین: آیت ۲۶) اُس شہید کو کہہ دیا گیا تھا کہ جنّت میں ابھی سے داخل ہو جا۔ تب وہ کہنے لگا کہ کاش کسی طرح میری قوم کو یہ معلوم ہو جائے کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے عزت والوں کے ساتھ شامل فرما دیا ہے۔ اِس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ شہید بات چیت، کھانا پینا اور اطلاع و پیغام کے لیے اپنی طبیعت میں تقاضہ محسوس کرتا ہے یعنی تمام احساساتِ زندگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور، زندہ کیا زندوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ مگر جو لوگ شہیدوں کی قبر پر ڈھول اور تاشوں کی خرافات کرتے ہیں یا بُتوں کی طرح ان کو مان کر، اُن سے مرادیں مانگتے ہیں، اُن کی تائید والی بات یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ معاملہ تو سراسر آسمانی اور جنّتی ہے اور آخرت سے تعلق رکھنے والا ہے جس کا اِس زمین کی زندگی سے کوئی جوڑ نہیں ہے۔"

(۳۔ آلِ عمران: آیت ۱۶۹۔ ۱۷۰)

(۲) "بستی کے لوگ رسولوںؑ پر ٹوٹ پڑے اور انھیں مار ڈالنے کی تیاری میں تھے کہ شور ہنگامے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی خبر سن کر ایک آدمی شہر کے کنارے دور رہتا تھا، دوڑتا ہوا آپہونچا۔ اس کا نام حبیب نجار تھا۔ بڑھئی کا کام کرتا تھا۔ اللہ کے رسولوں ؑ کی نصرت میں شہید ہوا۔"

"حبیب نجار نے کہا کہ میں کسی ایسے رب پر ایمان نہیں لایا جس کا تم سے کوئی تعلق نہ ہو بلکہ میں تو اسی رب پر ایمان لایا ہوں جو تم کو کھانا دیتا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے تمہارے پالنے والے پر جب میں ایمان لایا تو تم کو میرا ساتھی بن جانا چاہئے تھا، لیکن تم ہو کہ الٹا مجھ سے دشمنی کرتے ہو اور میری بات بھی سننے کو تیار نہیں ہو۔"

"آخر اُس کی قوم نے اُسے دعوتِ توحید پر شہید کر دیا۔ جیسے ہی شہید ہوا، اللہ تعالیٰ نے فوری طور پر اُسے جنّت میں داخل فرما لیا۔ وہاں بھی اُسے اپنی قوم یاد آگئی جس نے اُس کو مار ڈالا تھا۔ ان کی خیر خواہی میں کہنے لگا کہ کاش میری قوم کو اِس کی اطلاع مِل جاتی کہ انھوں نے میری بات کو رد کیا اور رسولوں ؑ کی دعوت بھی نہ مانی جب کہ اِس دعوت کے قبول رکھنے میں جنّت ہے۔ معلوم ہوا کہ شہید کو فوراً داخلۂ جنّت ہے۔ اوروں کو حشر و حساب کے بعد۔"

"انہوں نے مجھے بے قیمت سمجھ کر قتل کر ڈالا اور میرے رب نے مجھے شہید کا مرتبہ دے کر بے حساب فوراً جنّت میں داخل فرما کر مجھ پر ایسا کرم فرمایا کہ اگر اُن کو میرے رتبے اور کامیابی کی اطلاع ملے تو یہ لوگ بھی ایمان قبول کر لیں۔ یہ شخص حبیب نجار تھے۔ بستی والوں نے رسولوں ؑ کو ستانا شروع کیا تو یہ اپنے گاؤں کے کنارے سے دوڑتے آئے اور بیچ بچاؤ کیا۔ قوم نے اُن کو شہید کر دیا مگر جنّت میں بھی اُنھیں اپنی قوم یاد رہی کہ کاش اُن کو ایمان نصیب ہو اور میری طرح کامیاب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی آواز اور تمنّا کو قرآن مجید میں نازل فرما کر قیامت تک کے لوگوں کو اطلاع ملتی رہے اِس کا انتظام فرما دیا۔"

(۳۶۔ یٰسین: آیت ۲۰ تا ۲۷)

صلح حُدیبیّہ

(۱) "سورۃ الفتح، حدیبیہ کی صلح کے واقعہ پر اُتری اور اللہ تعالیٰ نے اِس صلح کو فتح فرمایا۔ ہجرت

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے چھٹے برس، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ مکہ مکرمہ، زیارتِ کعبہ کے لیے تشریف لے گئے ہیں۔ حضور اقدسؐ نے ارادہ فرمایا، ساتھ میں پندرہ سو اصحابؓ لے کر بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے عمرہ کرنے کا قصد فرمایا۔ ذوالحلیفہ سے جو مدینہ طیبہ کے قریب ایک مقام ہے احرام باندھ کر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سمیت، عمرہ کے لیے ذیقعدہ ۶ھ ہجری میں روانہ ہوئے۔ مکہ والوں کو پتہ چلا تو راستہ روکا اور مکہ میں داخل ہونے نہ دیا۔ حضور اکرمؐ نے مکہ سے کچھ دور ہی حُدیبیہ نام کے میدان میں پڑاؤ کیا اور دونوں طرف صلح کی بات چیت شروع ہوئی۔ حضور انورؐ اور آپ کے صحابہؓ احرام باندھے ہوئے تھے۔ ساتھ میں قربانی کے جانور بھی تھے، جسے ھدی کہا جاتا ہے۔ ہر طرح دلیل ظاہر تھی کہ لڑنے کے ارادے سے حضور اکرمؐ اور آپ کے ساتھیؓ نہیں آئے ہیں، صرف کعبہ شریف کی زیارت مقصود ہے اور کعبہ کی زیارت کے لیے دشمنوں کو بھی منع نہیں تھا۔ ہر کوئی امن کی اس جگہ میں اپنے رب کے گھر کی زیارت کے لیے آتا تھا مگر مشرکوں نے اہلِ ایمان کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیا۔ بظاہر جو صلح ہوئی، اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید مسلمانوں نے یہ صلح دب کر کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے صلح میں خیر رکھا ہے اور مسلمانوں کو امن نصیب ہوا اور مکہ والوں کا مدینہ طیبہ آنا جانا شروع ہوا۔ لڑائی کا خوف کچھ وقت کے لیے ٹل گیا اور اس میں سمجھ بوجھ والے بہت لوگ، مسلمان ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ جیسے بڑے لڑاکا فوجی کمانڈر بھی اِسی دور میں داخلِ ایمان ہوئے اور جب اللہ تعالیٰ نے اِس صلح سے حالات درست فرما دیئے تب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو برس بعد دس ہزار کا لشکر عظیم لے کر بغیر لڑائی اور بغیر خون خرابہ کے، مکہ فتح کر لیا۔"

"اِس صلح سے مسلمانوں کو بہت دکھ ہوا کہ عمرہ کے بغیر واپس ہوئے اور مشرکوں نے بہت ہی ضد کی جب کہ اگر لڑائی ہوتی تو مسلمان تیار تھے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا ادب قائم رکھا اور لڑائی کو آخر وقت تک ٹالتے رہے کہ حرم میں خون خرابہ نہ ہو اور بہت ہی دور اندیشی سے بغیر لڑائی کے اہلِ مکہ کو قابو میں لیا اور امن کا عہدنامہ تیار ہوا۔ اِس سفر میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھے۔ بھاری دل سے واپس ہوئے، مگر سب نے حضور اقدس ؐ کی اطاعت کی۔ دل کو سکون ملا۔ حضور اکرم ؐ نے جو صلح کی اُسی میں برکت تھی۔ اور اُسی وجہ سے ان کو ایمان میں مضبوطی اور ترقی ملی۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں اطاعت کرنے والوں کی تعریف فرمائی۔"

"اپنے ایمان اور یقین کی کمزوری سے جو لوگ اِس سفر میں نہ جا سکے، وہ صلح حدیبیہ سے واپسی پر اپنے اپنے عُذر اور بہانے لاکر معافی اور مغفرت کی درخواستیں پیش کرنے لگے کہ ہم کو اپنے گھر بار کی یہ فکر تھی اور آل اولاد کا فلاں کام باقی رہ گیا تھا، ورنہ ہم ضرور ساتھ چلتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اُن سے کہہ دو کہ تمہارے بُرے بھلے کا اختیار اللہ کے دربار میں کس کو ہے۔"

"عمرہ کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ سفر اُن کو ایسا لگا کہ اب یہ لوگ مکّہ سے زندہ سلامت کبھی واپس نہیں آئیں گے جب کہ یہ سفر کسی جنگی کاروائی کا نہیں تھا۔ آپ نے احرام باندھ لیا تھا اور قربانی کے جانور ساتھ تھے، لڑنے یا حملہ کرنے کا حضرت کا کوئی ارادہ نہ تھا، لیکن منافق یہ حساب لگا کر بیٹھے تھے کہ اب حضور ؐ اور آپ کے ساتھی ؓ اِس سفر سے واپس نہیں آئیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صلح سے کامیابی کے وہ راستے کھول دیئے جو کسی بڑی سے بڑی جنگ پر بھی ممکن نہ تھی۔"

"جب مکہ والوں نے راہ روکی اور عمرہ کرنے کو مسجد حرام جانے نہ دیا اور حالات لڑائی جیسے ہونے لگے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام ساتھیوں سے قول و قرار لیا۔ یہی قول و قرار بیعتِ رضوان کہلاتی ہے۔ جن صحابہ کرام ؓ نے بیعت کی، وہ بہت ہی بڑے مرتبے والے مانے گئے۔ حضور اکرم ؐ نے ارشاد فرمایا کہ اِس بیعت والا کوئی شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔" اِنْ شَاءَ اللّٰہ

"صلح حُدیبیہ کے بعد مسلمان احرام کھول کر واپس ہوئے۔ مشرکین نے عمرہ نہیں کرنے دیا۔ مسلمان بہت بھاری دل سے کعبہ کی زیارت کئے بغیر واپس ہو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ اِس شہر کو تمہاری ولایت میں دیا جائے گا۔ اور فتح مکّہ کے وقت یہ پیش خبری پوری ہوئی، جو آج تک قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو اُسی وقت مکّہ فتح کرا دیتا لیکن

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِس میں بہت سی مصلحتیں تھیں "۔

"آسمانی تعلیم کی خوبی دیکھنے کے لائق ہے کہ مسلمان خالص رضائے الٰہی کی نیت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب والی مسجد، کعبہ کی زیارت یعنی عمرہ کرنے کو گئے۔ راستہ میں حدیبیہ کے میدان میں ٹھیک سرحدِ مکہ پر مشرکوں نے ان کو روک دیا کہ کعبہ شریف کی زیارت کے لیے بددین لوگوں کو ہم نہیں آنے دیں گے وغیرہ۔ اور بے ادبی کی بات کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی صبر سے جی کو تھام کر اُن سے صلح فرمالی جب کہ دونوں طرف سے لڑائی کے لیے ہاتھ اٹھ گئے تھے اور خون خرابہ ہوتا۔ ظاہر میں مسلمانوں کی کامیابی معلوم ہوتی تھی پھر بھی اللہ تعالیٰ نے پسند نہ فرمایا بلکہ بغیر عمرہ کئے مسلمان واپس جائیں یہ چاہا۔ کیوں کہ ابھی مکہ معظّمہ میں بہت سے اہلِ ایمان تھے جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔ لڑائی ہوتی تو بے خبری اور انجانے میں بہت سے چھپے ہوئے مومن یا تو مسلمانوں کے ہاتھ ہی مارے جاتے یا پھر مجبور ہو کر چھپے ہوئے اہل ایمان کو اپنے شہر کا لحاظ کر کے مشرکوں کا ساتھ دینا پڑتا۔ دونوں صورتوں کو سامنے رکھا گیا اور صلح کر لی گئی۔ دنیا میں کہیں بھی اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے والا نہیں مل سکتا۔ یہ آسمانی تعلیم اور نبوی صحبت کا اثر ہے جس کے سبب مسلمانوں میں قوت برداشت پیدا ہوئی کہ سخت سے سخت حالات میں بھی جی کو بے قابو ہونے نہ دیا "۔

(۴۸۔ الفتح: آیت ۱ تا ۲۴)

انفاق فی سبیل اللہ

(۱) "سخت آندھی اور اس میں تیز سردی سے فصل کو نقصان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اِس دنیا میں آدمی نے مال کو محض دنیا پرستی میں خرچ کیا، وہ طوفان کی غذا بن کر ضائع ہو گیا۔ آگے آخرت میں وہی خرچ کرنا کام آئے گا جو اللہ کے حکم اور رضا کے مطابق ہو اور اس کی راہ میں خرچ کیا گیا ہو "۔

(۳۔ آل عمران: آیت ۱۱۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲) "اسلام کی دعوت میں کئی طرح کے اخراجات ہوتے ہیں ۔سب لوگ مل جل کر اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس خرچ میں حصہ لیں۔زکوٰۃ، عشر اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے مالی قربانی کا بوجھ ہر مسلمان پر اُس کی حیثیت کے مطابق پڑتا ہے۔ گاؤں دیہاتوں کے لوگوں پر بھی یہ خرچ لازم آتا ہے ۔ دیہات کے کچھ لوگ وہ ہیں جو فی سبیل اللہ خرچ کو جرمانہ سمجھ کر بے دلی سے یا شرما شرمی اور نمائش میں ادا کرنے پر، مجبور ہو کر دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی حادثہ ٹوٹے اور ہماری جان چھوٹے ۔ لیکن گاؤں دیہات کے سب لوگ برابر نہیں بعضے ایسے بھی ہیں کہ دل کھول کر راہ خدا میں مال کی قربانی پیش کرتے ہیں اور اس عمل سے اللہ کی رضا حاصل کرنا، اُس کا قُرب حاصل کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی دعا لینا، اُن کا مقصود ہوتا ہے ۔حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جو لوگ راہ خدا میں اپنا مال خرچ کرتے تھے اُن کے لیے دعا فرماتے ۔یہ دعا ایک مومن کے لیے بڑی سعادت ہے ۔آج بھی جو یہ عمل کرے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا وہ مستحق ہوگا۔"

"صدقہ، زکوٰۃ اور خیرات ۔سے گناہوں کے داغ دھبے صاف ہوتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا آدمی حقدار ہوتا ہے ۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ صدقہ کرنے والوں کے لیے دعا کریں ۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ صدقہ کرنے والوں کے لیے دعا کو ہاتھ اٹھاتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا، اُمتی کے حق میں بڑی تسلی بخش ہے۔"

(۹-التوبہ: آیت ۹۸-۹۹-۱۰۳)

(۳) "اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی ضرورت پوری ہونے کا سوال نہیں بلکہ یہاں جو مال راہ خدا میں خرچ کیا تو دوسرے حاجت مندوں کے کام آیا ۔اپنی ہی انسانی برادری کی خدمت میں لگا۔ مگر چونکہ خدا کے حکم کے تحت اور اُس کی رضا حاصل کرنے کو مال خرچ کیا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اُس کا اجر عطا فرمائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ ہر وقت مال خرچ کرنے کا حکم دیدے اور دوسری جانب آدمی کا ہاتھ تنگ کر دے تو پھر آدمی کی سخاوت کا بھرم کھل جائے ۔اس لیے فرمایا کہ ہاتھ تنگ کر دوں تو بخیلی کرنے لگو گے ۔معلوم ہوا کہ جو کچھ ہے اُسی کے دینے سے ملا ہے اور اپنے عطا کئے ہوئے میں طلب فرما کر ثواب بھی عطا

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرماتا ہے جب کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے نہیں بلکہ ضرورت مند انسانوں کے لیے حکم جاری فرمایا ہے ۔"

(۴۷- محمّد: آیت ۳۷)

④ "کسی کو خیرات دی، اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقہ دیا تو احسان نہیں جتایا بلکہ سوالی اور بے سوالی کا حق وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے مال میں اُن کا بھی حصہ ہے۔ دیدیں گے تو آخرت میں پائیں گے اور نہ دیں گے تو پکڑے جائیں گے۔ اِس نیّت پر جو مال کوئی خرچ کرے، وہ اللہ کے یہاں مقبول ہے ۔"

(۵۱- الذّاریات: آیت ۱۹)

فکرِ آخرت

① "ایمان والوں کو چاہئے کہ اپنے لیے مرنے کے پہلے آخرت میں کام آنے والی نیکیاں ابھی سے بھیجنا جاری رکھیں ۔ جسے یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ سے اُس کی ملاقات ہونی ہے۔ تو وہ بُری باتوں سے دور رہے اور کل کی فکر آج کرتا رہے تاکہ خدا سے ملاقات کے وقت اُسے پچھتانا نہ پڑے کہ ہائے افسوس ہم نے اپنی زندگی ضائع کردی ۔"

(۲- البقرہ: آیت ۲۲۳)

② "تیرے وعدے کے خلاف ہونے کا خطرہ ہم کو نہیں بلکہ اپنے متعلق ہم کو خطرہ ہے کہ ہمارا ایمان قبول پڑے یا نہ پڑے۔ اگر ہمارا ایمان قبول نہ ہوا تو پھر تیرے انعام کے وعدے پر ہم پورے نہ اتریں گے۔ دنیا میں ہم کافروں کے طعنے سنتے رہے اور قیامت میں بھی کافروں کے سامنے ذلیل ہونا پڑے گا کہ وہ تو کفر کے سبب ذلیل ہوئے لیکن ہم کو یہ طعنے دیں گے کہ تم بھی بد قسمت نکلے کہ ایمان لاکر بھی تمہارا بھلا نہ ہوا۔ ایسی رسوائی اور ذلّت سے ہمیں بچا لیجیو ۔"

(۳- آلِ عمران: آیت ۱۹۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳) "معلوم ہوا کہ پیدا ہونے سے پہلے زمین میں تھے۔ وہ بھی عارضی ٹھکانہ تھا۔ وہاں سے نکالے گئے اور ماں کے پیٹ میں رہے، یہاں بھی کچھ ماہ رہ کر دنیا میں آئے اور دنیا میں وقت مقررہ گزار کر جب مرے تو قبر میں گاڑ دیئے گئے۔ یہاں سے بھی حشر و حساب کے دن نکالے جائیں گے اور یہ سب ٹھکانے عارضی اور تھوڑے دن کے تھے پھر جب نیکی اور بدی کا تول ہو گا تو قیامت کے بعد ہر ایک اپنے ایمان و عمل سے جنّت یا شرک و بدی سے دوزخ میں جا پہنچے گا اور یہی جگہ سپرد ہونے اور سونپے جانے کی ہے، اب کہیں اور جانا نہیں ہے۔"

(۶۔الانعام: آیت ۹۹)

(۴) "جنّت کی نعمت قائم اور دائم ہے ہمیشہ ہمیشہ۔ اس لیے کہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا سے ہے۔ جب کہ دنیا کی نعمت عارضی اور فانی ہے کہ دنیا کا تعلق امتحان سے ہے۔ امتحان کی مدّت پوری ہوئی اور آدمی کو موت نے دبوچا اور آخرت میں پہنچایا گیا۔ یہاں کے آرام و راحت کے سب سامان ہاتھ سے گئے اور اُس کا حساب دینے کا موقع آگیا۔ تب آدمی کو معلوم ہو گا کہ بات الٹ گئی ہے۔ اصل نعمت و راحت اور ہمیشگی دنیا کو نہیں بلکہ آخرت کو حاصل تھی۔"

(۹۔التوبہ: آیت ۲۱)

(۵) "اولادِ آدمؑ اوّل میں ایک ہی جماعت رہی، بعد میں جیسے جیسے زمین میں وہ پھیلتے گئے اختلاف اور پھوٹ میں مبتلا ہوئے اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے فیصلہ فرما دیا تھا کہ قیامت کے دن سب کے ساتھ پورا انصاف ہو گا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اب تک معاملہ نپٹا دیا جاتا مگر سب کو انتظار ہے۔ آخری فیصلہ کا دن دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں ہے۔"

(۱۰۔یونس: آیت ۱۹)

(۶) "دنیا میں بہت سے یار دوست آشنا ہوتے ہیں۔ آدمی اُن پر تکیہ کر لیتا ہے اور اس ماحول میں آخرت کو بھول بیٹھتا ہے۔ رفاقت کا عین وقت جب آیا کہ دوست ساتھ دیں تو سب یار دوست رخصت ہو چکے تھے اور ایسے سنگی ساتھی، بیگانہ ہی نکلے جو وقت

toobaa-elibrary.blogspot.com

پر مصیبت میں ساتھ چھوڑ بھاگے۔"

(۲۵-الفرقان، آیت ۲۹)

(۷) "اب تک حق کی دعوت دینے والے کی دنیا میں سننے کو تیار نہ تھے۔ حشر کے فرشتے کی چنگھاڑ پر اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے اور حساب کے بھیانک دن کے آ جانے کی خبر سنیں گے ان کے لیے کیا اچھا ہوتا کہ دنیا میں داعیٔ حق کی بات سن کر آج کی فکر میں لگ جاتے تو یہ دن خوشی کا ہوتا۔ داعیٔ حق کی بات کو رد کر دینے پر خوشی کا دن، بھیانک مصیبت کے دن میں، اُن کے حق میں تبدیل ہو گیا۔ اپنے اپنے عمل کی بات ہے۔"

(۵۴- القمر: آیت ۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مختصرات

toobaa-elibrary.blogspot.com

اخلاص

(۱) "انسان کا ہر عمل اگر اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہو تو قیامت کے دن میزان میں اس کا تول ہوگا اور ہر کام کا وزن سامنے آئے گا اور نامۂ اعمال میں درج کیا جائے گا۔ اِس مضمون کے لیے مزید دیکھئے (۷) سورہ الاعراف آیت ۸-۹۔ (۲۳) سورہ المومنون آیت ۱۰۲-۱۰۳۔ اور (۱۰۱) القارعہ آیت ۶-۷۔

(۱۸۔ الکھف: آیت ۱۰۵)

(۲) "جو لوگ اپنے اصل مالک کو نہ مانیں اور اس پر ایمان نہ لائیں، پھر اگر انہوں نے رواج کا لحاظ کرکے یا لوگوں کو دکھاوے کے لیے کچھ نیک کام کیے بھی تو اس کا کوئی نتیجہ آخرت میں نہیں نکلے گا، بلکہ عین حشر کے میدان میں جب نیکیوں کا بدلہ پانے کا دن ہوگا تو یہ اپنی نیکیوں سے محروم ہوں گے۔ اس وجہ سے کہ جب کوئی نیک کام اپنے خالق مالک اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ کو کیا پرواہ ہے کہ اُسے اُس دن اجر سے نوازے بلکہ اُس کی مثال یہ دی گئی کہ پیاسا آدمی پانی کی طلب میں دور سے دور جا پڑے اور میدان میں تیز دھوپ کی لپٹیں دیکھ کر اُسے لہراتا پانی خیال کرکے اُس کی طلب میں دوڑ کر وہاں جا پہنچے۔ مگر کچھ بھی ہاتھ نہ آیا بلکہ قضا آگئی اور اللہ کے حضور پیشی ہوگئی۔ حساب کتاب بھی معلوم ہوگیا کہ دنیا کا کیا دھرا کچھ بھی ہاتھ نہ لگا۔"

(۲۴۔ النور: آیت ۳۹)

کلمۂ طیّبہ

(۱) "پاکیزہ بات، کلمۂ طیّبہ کو فرمایا۔ بہت ثابت قدم رکھنے والا۔ اعلانِ حق جس کی جڑیں زمین میں ہر جگہ گہری ہوں اور ڈالیاں شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہوں۔ اگر اس درخت

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو کوئی اکھاڑنا چاہے تو زمین آسمان کو توڑ پھوڑ کرنے کے برابر طاقت لگے اور یہ کسی کے بس کی بات نہیں۔"

"کلمۂ طیبہ، کلمۂ حق، ہر موسم میں فصلِ بہار ہے۔ رضائے الٰہی کے لیے لگایا گیا یہ درخت، پھلتے پھولتے رہتا ہے۔ کبھی اس کو پت جھڑ نہیں، موسم کا اس پر اثر نہیں۔ ہر موسم میں فصل ہی فصل۔ موجودہ زمانے کے ہم مسلمان لوگ سوچیں کہ اس موسم میں ہمیں کلمۂ طیبہ کا پھل کیوں نہیں مل رہا ہے جب کہ ہر زمانے کے نبیؑ اِس بات کو بتاتے رہے ہیں۔"

(۱۴-ابراہیم: آیت ۲۴-۲۵)

"توحید کا کلمہ، ایمان والوں کو دنیا میں اور آخرت میں ہر جگہ ثابت قدم رکھتا ہے۔ دنیا میں ہر رنج اور راحت کے موقع پر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ، موت، قبر، حشر، حساب اور آخرت ہر جگہ اس کلمہ والوں کو نجات کی خوشخبری ہے۔ باقی مشرک لوگ بے سر پیر کی باتیں ہانکتے ہیں ان کو ہر جگہ الجھن، پریشانی، گمراہی، ناکامی اور ناامیدی ہے۔"

(۱۴-ابراہیم: آیت ۲۷، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "یہ آیت شریفہ بتا رہی ہے کہ کلمۂ طیّبہ پڑھ کر عروج حاصل ہوگا۔ لیکن اس عروج کو تھامے رکھنے کے لیے نیک عمل جاری رہنا ضروری ہے۔ کلمۂ طیّبہ کو حدیث شریف میں افضل الذکر فرمایا گیا ہے۔ ایمان کے ساتھ نیک عمل کئے جاؤ پھر تمہارے خلاف چلنے والے تباہ ہو کر رہیں گے۔"

(۳۵-فاطر: آیت ۱۰)

نماز

(۱) "نکاح و طلاق اور دنیا کے جھمیلوں میں غرق ہو کر نماز کو بھول نہ جانا۔ ایسے جھگڑوں میں اکثر لوگ نماز میں دیر کر جاتے ہیں۔ بیچ کی نماز یعنی عصر کی نماز کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔"

"سفر میں دشمن کا خوف، اندھیرا ہو یا جنگل میں ڈر لگے یا آج کے زمانے میں موٹر یا ریل کی سواری، ہر حال میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ نماز کی اہمیت کا یہ سب سے بڑا ثبوت ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

پھر جب یہ حالت نہ رہے تو باقاعدہ جیسے اللہ تعالیٰ نے نماز کا طریقہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سکھایا ہے، ادا کرنا چاہئے۔ اب جو لوگ گھر میں آرام سے بھی نماز نہ ادا کریں، اُن کے ایمان اور اسلام کا خدا حافظ۔ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تو، حالتِ جنگ میں بھی قائم رکھی ہے، اب کوئی شخص نماز چھوڑ دے تو اسلام کا دعویٰ کس مُنہ سے کر سکتا ہے۔"

(۲۔ البقرہ: آیت ۲۳۸۔ ۲۳۹، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "حدیث شریف میں آتا ہے کہ حالتِ سفر یا دشمن کے خوف کے سبب ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں چار رکعت کے بجائے دو رکعت ہی ادا کی جائیں۔ سفر میں سنّت پڑھنا ضروری نہیں۔ البتہ فجر کی دو سنّتیں اور عشاء کی وِتر پڑھنا چاہئے۔"

"اِس آیتِ شریفہ میں صلوٰۃ الخوف کا بیان ہے۔ مقابلے کے وقت مسلمانوں کی فوج نماز ادا کرنے کی غرض سے دو جتھوں میں ہو جائے۔ ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور ایک گروہ آدھی نماز، جماعت کے ساتھ ادا کرے اور سجدے کے بعد لڑائی کی جگہ سنبھال کر دوسرے جتھے کو بقیہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے فارغ کرے۔ اِس وقت نماز میں چلنا پھرنا، جائز ہے۔ اب تو مسلمان، حالتِ امن میں بھی نماز کے پابند نہیں رہے جب کہ اسلام نے عین لڑائی کے وقت بھی نماز با جماعت ادا کرنے کے طریقے بتائے۔"

"سفر یا خوف کے وقت نماز کے آداب کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ کوتاہی رہ جاتی ہے یہ سب معاف ہے۔ لیکن جب حالات پُرامن ہو جائیں تو نماز ٹھیک طور سے قائم رکھنا چاہئے اور وقت پر ادا کرنی چاہئے۔"

(۴۔ النساء: آیت ۱۰۱ تا ۱۰۳)

(۳) "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان والو، اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ بلکہ گھروں میں نوافل، سنّت اور تہجّد وغیرہ نمازیں پڑھتے رہو، تاکہ بچوں اور عورتوں میں بھی نماز کی تعلیم ہوتی رہے۔ مسجد میں فرض نماز، جماعت کے ساتھ پڑھنا بہت ضروری ہے اور افضل ہے لیکن کبھی دشمنوں کا خوف ہو تو گھر میں نماز پڑھنے سے بھی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔"

(۱۰۔ یونس: آیت ۸۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

④ "ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی پانچوں نمازوں کا حکم اِس آیت شریفہ میں بیان ہوا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشاء کے مقابلے میں فجر کی نماز میں قرآن مجید زیادہ پڑھتے۔ فجر کی نماز میں قرآن کے پڑھنے والے اور نماز کے بعد صبح میں قرآن کی تلاوت کرنے والے کا مشاہدہ، اللہ رب العالمین فرماتے ہیں اور اس وقت رات والے فرشتے، آدمی کا نامۂ عمل تیار کر کے جاتے ہیں اور دن والے فرشتے آتے ہیں۔ سب اس وقت ہر اُس آدمی پر جمع ہوتے ہیں، جو قرآن مجید پڑھتا ہوا پایا گیا۔ اس کی خوش قسمتی ہے کہ فرشتوں نے بھی مشاہدہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے خاص نظرِ عنایت فرمائی۔ پھر بھی جو لوگ سوئے پڑے ہوں، اُن کے حال پر افسوس ہے۔"

(۱۷۔ بنی اسرائیل: آیت ۷۸)

⑤ "نماز یعنی اقامتِ صلوٰۃ کا اجتماعی نظم، اِس اُمّت کو برقرار رکھنا لازمی ہے۔"

(۲۲۔ الحج: آیت ۷۷، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

روزہ اور اعتکاف

① "موضح القرآن میں اِس آیتِ شریفہ کی تفسیر میں حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ اوّلاً یہی حکم تھا کہ مریض اور مسافر چاہیں تو پھر قضا کرلیں اور جن کو طاقت ہے یعنی بے عذر ہیں، وہ چاہیں کہ پھر قضاء کریں تو بالفعل ہر روزے کے بدلے ایک فقیر کو کھلائیں اور بہتر ہے کہ روزہ ہی رکھیں۔ بعد میں جو آیت اتری اس میں فقط مریض و مسافر کو قضا کرنے کی رخصت ملی اور کسی کو نہیں۔"

"جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو مسلمان، روزوں کی راتوں میں اگلی امتوں کی طرح اپنی عورتوں کے پاس نہ جاتے تھے مگر کچھ لوگ صبر نہ کرسکے۔ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، تب یہ آیت اُتری کہ روزہ کی رات میں اپنی بیوی سے شب باشی کرسکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پہلے کسی آیت سے روزے کی رات میں عورت کے پاس جانا منع

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں کیا تھا لیکن لوگ اپنے طور سے یہی سمجھتے تھے کہ یہ کام جائز نہیں ہے۔ پھر کچھ لوگوں سے یہ عمل سرزد ہو گیا تو یہ اپنے نفس و ضمیر سے خیانت سمجھے۔ رات کی سرحد، غروب آفتاب سے شروع ہو جاتی ہے اس لیے غروب کے ساتھ ہی روزہ افطار کرنا چاہئے۔ اعتکاف یہ ہے کہ آدمی یادِ الٰہی اور ذکر اللہ اور عبادات کے لیے دنیا کے کاموں سے الگ ہو کر مسجد میں جا بیٹھے۔ اعتکاف کی حالت میں روزہ ضروری ہے۔ رمضان میں آخری دس دن کا اعتکاف سب سے افضل ہے۔" (۲-البقرہ: آیت ۱۸۴ - ۱۸۷)

تہجّد

(۱) "تہجّد کی نماز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تاحیات مسلسل پڑھی ہے۔ امت پر یہ فرض نہیں ہے لیکن بڑی رحمت والی نماز ہے۔ تہجّد دو رکعت، چار رکعت، آٹھ رکعت ہو سکتی ہے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔ رات کے تین حصّے کئے جائیں تو بیچ کے وقت تہجّد پڑھنی چاہئے یا پھر دو حصّے کئے جائیں تو رات کے پچھلے حصّہ میں پڑھنا چاہئے۔"

(۱۷- بنی اسرائیل: آیت ۷۹)

(۲) "دن میں لوگوں سے ملنا ملانا، سمجھنا سمجھانا، دوسروں کی بات سننا اور اپنی معاشی حاجت کے لیے محنت کرنا وغیرہ یہ سب مشغولیت ہوتی ہے۔ رات پرسکون رہتی ہے۔ رات میں تہجّد کے لیے کچھ دیر کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا رہنے سے دن میں کام کرنے کی قوّت ملتی ہے اور ساتھ ساتھ ربّانیتِ صادقہ اور روحانی قوّت حاصل ہوتی ہے۔" (۷۳- المزمّل: آیت ۷)

سورۂ فاتحہ

(۱) "سورۃ الفاتحہ، اللہ تعالیٰ نے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ اِن الفاظ میں وہ اللہ کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بندگی کریں۔ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نماز میں یہ سورت پڑھنی چاہیئے۔ قرآن شریف میں اِس سورت کو "سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِی" کہا گیا ہے۔ سورہ الحجر آیت ۸۷ میں فرمایا گیا کہ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ۔ اور بالیقین ہم نے آپ کو وہ سات آیات عطا فرمائیں جو وظیفہ ہیں اور بار بار دہرائی جائیں گی اور بڑی عظمت والا قرآن بھی عطا فرمایا ہے۔ قرآن پاک کی یہ پیش خبری پکار پکار کر اعلان کرتی ہے کہ سورہ فاتحہ، انفرادی نماز اور جماعت کی نماز میں اِس زمین پر جتنی پڑھی گئی ہے اور بار بار پڑھی جا رہی ہے اُس کی گنتی کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ اِس سورت کی تلاوت ختم کرنے پر آہستہ یا زور سے آمین کہا جاتا ہے، جس کے معنی ہیں کہ اے اللہ، ہماری دعا قبول ہو۔"

"سورہ فاتحہ ہر نماز میں مسلسل پڑھی جاتی ہے۔ ہر جگہ اس کا وظیفہ رات دن جاری ہے۔ اِس کی سات آیتیں ہیں۔ زمین پر یہ ساتوں آیات کثرت سے پڑھی جاتی ہیں۔"

(۱۔ الفاتحہ: آیت ۷)

سجدۂ تلاوت

(۱) "سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ کے نبیوںؑ کی یہ سنّت بتائی گئی کہ اللہ کی آیات کو جب کبھی اُن پر پڑھا گیا تو فوراً سجدے میں گرے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی۔ غیر اختیاری طور پر اللہ تعالیٰ کی محبّت میں مغلوب ہو کر ایسے اچانک سجدے میں گر پڑے کہ ٹھوڑیوں پر منہ کے بل زمین پر سر رکھ دیا۔ یہ طریقہ اللہ کے مقبول بندوں کا ہے اِس لیے ہر مسلمان کو اُس کی نقل کرنی چاہیئے۔ سجدۂ تلاوت کی آیات پر، شوق و محبّت سے اللہ تعالیٰ کی عظمت خوبیاں اور پاکی بیان کرتے ہوئے اپنا سر سجدے میں رکھ دینا چاہیئے۔" (۱۷۔ بنی اسرائیل: آیت ۱۰۷)

حروف مقطّعات

(۱) "حرف "صٓ" کی شہادت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی قسم پیش کر کے اُس کی عظمت

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا تعارف کرایا کہ وہ نصیحت سے بھرا ہوا ہے۔ حروف سے لفظ بنتے ہیں اور لفظ کے معنی ہوتے ہیں۔ پھر الفاظ کی ترتیب سے عبارت بنتی ہے اور پوری بات واضح ہو جاتی ہے اور کلام ہو سکتا ہے اگر صرف حروف سے کلام کیا ہوتا تو مخلوق کو برکت ضرور ہوتی مگر ہدایت کی راہ اور حق و ناحق میں فرق کا علم نہ ہو پاتا۔ حرف اصل ہے مگر پھر بھی ایک حرف کسی دوسرے تیسرے حرف کے ساتھ ملتا ہے تب معنی بنتے ہیں۔ حرف صٓ، حروف مقطّعات میں سے ہے اُس کی خیر و برکت عالموں نے بہت لکھی ہے اور اس کی تاثیر بھی ہے جاننے والوں سے پوچھنا چاہیئے۔"

(۳۸-صٓ : آیت ۱)

طہارت

(۱) "معلوم ہوا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی محبت چاہے تو اُسے طہارت و پاکیزگی اور صاف ستھرے پن کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ یہاں سے ان لوگوں کی غلطی معلوم ہو گئی جو گندگی پسند ہوتے ہیں اور نہانا دھونا چھوڑ کر گندے رہتے ہیں۔ اور اُسے عبادت بتاتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں گندگی کے مقابلے میں طہارت اور ناپاکی کے مقابلے میں پاکیزگی و سلیقہ مندی مقبول و محبوب ہے۔ ہمارے زمانے میں بہت سے سادھو، سنیاسی، جوگی، فقیر اور جاہل پیر، پسینہ میں لت پت، بدبودار بدن، گندے کپڑے اور بکھرے بال لے کر سادہ عوام پر دھونس جماتے ہیں کہ وہ بہت پہنچے ہوئے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اُن کی وقعت، کوڑی کی بھی نہیں۔" (۹-التوبہ: آیت ۱۰۸، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

تیمّم

(۱) "اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نشہ کی حالت میں نماز سے دور رہو۔ یہ حکم جب تھا کہ نشہ حرام نہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوا تھالیکن نماز سے مانع ہوا۔ اسی طرح نیند یا بے ہوشی کی حالت میں اگر اپنے مُنہ سے کہا ہوا لفظ بھی نہ جانے تو اس حالت کی نماز بھی درست نہیں، پھر قضاء کرلے۔ حالت جنابت یعنی عورت سے صحبت کی ہو یا احتلام ہوگیا ہو تو، بغیر غسل کئے نماز نہ ہوگی۔ ہاں جہاں پر راستے میں لوگوں کے نماز پڑھنے کی جگہ پڑتی ہو تو، ٹھہرے بغیر وہاں سے گزر جانے کی اجازت ہے۔ استنجا سے آنے پر یا سفر میں ہو یا ایسا بیمار ہو کہ پانی سے نقصان کا اندیشہ ہو یا پانی ہی نہ ملے اور غسل کی حاجت ہو تو ایسی تمام صورتوں میں تیمم کرلے۔ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ پاک مٹی پر دونوں ہاتھ مارے اور مُنہ پر پھیرلے۔ دوسری بار پھر مٹی پر ہاتھ مار کر کہنیوں تک دونوں ہاتھ پھیر لے۔ جنس مٹی ہر وہ چیز ہے جو زمین سے متعلق ہو۔ آگ میں ڈالنے سے راکھ نہ بن سکے۔ مٹی سے ہی بنی نوع اِنسان کی پیدائش ہوئی۔ اپنی پیدائش میں جانا گناہ سے بچاؤ ہے اس لیے مٹی سے تیمم کرنے یعنی چہرے اور ہاتھوں کو ملنے سے بھی طہارت حاصل ہوتی ہے۔ کوئی اگر یہ کہے کہ مٹی کے مَلنے سے ظاہری طہارت تو نظر آتی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ پانی کے نہ مِلنے کی صورت میں دینِ فطرت کی طرف سے کچھ نہ کچھ قاعدہ تو ہونا ہی چاہیئے تھا۔ اِس کے علاوہ بھی اگر کوئی طریقہ بتلایا گیا ہوتا تب بھی ایسا ہی اعتراض ممکن تھا۔ اس لیے جاننا چاہیئے کہ مالک کا جو حکم ہے وہ ہم پر لازم ہے۔ دوسرے یہ کہ تیمم کا خیال رکھنے سے ہمیشہ پاکی ناپاکی کا دھیان بنا رہے گا تاکہ پانی ملنے پر یا عذر جانے پر پھر طہارت کی طرف دھیان جائے اور نجاست سے پاک ہونے کی فکر بنی رہے۔ یہ نعمت کیا کم ہے۔ ثابت ہوا کہ احساس طہارت کو زندہ رکھنے کے لیے تیمم کا حکم ہمارے لیے آسمانی تحفہ ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے، حدیث شریف کی کتاب مشکوٰۃ المصابیح باب تیمم فصل ثالث۔"

(۴۔ النساء: آیت ۴۳)

حُرمتِ حرم

(۱) "کعبہ شریف کی مسجد، جسے مسجدِ حرام کہتے ہیں، مرکز ہے توحید کا۔ اور صدر مقام ہے اہلِ ایمان کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس لیے سنہ ۹ ہجری میں اعلان کر دیا گیا کہ اِس برس کے بعد کوئی مُشرک یہاں نہ آنے پائے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک بتلائیں وہ نجس و ناپاک ہیں اور یہ پلیدی اُن کے عقیدے کے سبب ہے۔ جب تک توبہ کر کے خالص توحید قبول نہ رکھیں، کعبہ کے پاس نہ آئیں۔ مسلمانوں کو خوف ہوا کہ کاروبار کیسے چلیں گے اور تجارت و سوداگری کا کیا بنے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے فضل سے تم کو مالدار و مالا مال کروں گا۔ آج تک مکّہ والوں کو ہر طرح سے خوشحالی ہے جس کی مثال دوسرے علاقوں میں نہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے سارا ملک ہی مسلمان کر دیا پھر یہ خوف بھی جاتا رہا۔ آج بھی مشرک کو اس مرکز اور توحید والے علاقے میں جانا منع ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ حدودِ حرم میں کسی مشرک کو قدم نہ رکھنے دیں۔ آج بہت سے لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم کو مکّہ جانے کی اجازت کیوں نہیں؟ اس مذہبی زیارت گاہ میں جانے سے غیر مسلم کو منع کیوں ہے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ مکّہ مکرّمہ میں جو بھی داخل ہوا، اُس پر لازم ہے کہ مکّہ کی حد شروع ہونے کی جگہ سے پہلے ہی احرام باندھے۔ دو چادر سفید۔ ایک لنگی کی طرح باندھ لے اور دوسری کاندھے پر ڈال لے۔ سر کھلا اور پاؤں کھلے اور صرف ایک اللہ کی تکبیر بیان کرتے ہوئے کعبہ شریف کا طواف کرے۔ شرک کی مذمت کرے، توحید کا اقرار کرے پھر صفا و مروہ دونوں پہاڑیوں کے بیچ دوڑ لگا کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بولے پھر اللہ کے نام پر سر منڈوائے، تب اس شہر میں قیام کر سکے گا۔ اب جو مشرک ہو وہ یہ سب کام کیوں کرے گا؟"

(۹۔ التوبہ: آیت ۲۸)

حرمت کے مہینے

(۱) "ذیقعدہ اور ذی الحجّہ اور محرّم یہ تینوں ماہ حج کے ہیں۔ اس میں لڑائی جھگڑا منع تھا تمام لوگ اس کا لحاظ کرتے تھے۔ حج کے قافلے اِن مہینوں میں امن کے ساتھ آ جا سکتے تھے اور ماہِ رجب عمرہ کے لیے مخصوص تھا۔ اِن چاروں مہینوں میں جنگ کرنا منع تھا تاکہ کعبہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی زیارت کرنے والے بدامنی کا شکار نہ ہو جائیں۔ یہ قاعدہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے چلا آرہا تھا، مگر اپنی غرض کے لیے کفار نے اِس قاعدے کو توڑنا شروع کردیا اور کسی بھی ادب والے مہینے میں لوٹ مار، قتل و غارتگری کرتے اور بعد میں کسی دوسرے مہینے کو اُس کی جگہ ٹھہرا کر حساب برابر کر دیتے۔ ایسی دھاندلی بازی کو مذہبی نام دیدیا تھا، جس کا ذکر سورہ توبہ آیت ۳۶ - ۳۷ میں آئے گا۔"

"ہجرت کے دوسرے سال سرحدی چوکیوں میں دیکھ بھال کے لیے آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک دستہ مکہ اور طائف کے درمیانی علاقہ بطنِ نخلہ میں مدینہ طیبہ سے باہر مسافری میں تھا صحابہ کرامؓ کی ایک موقع پر کافروں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ جمادی الثانی کا آخری دن تھا لیکن اس دن قریب ہیں چاند ہونے سے رجب کا مہینہ شروع ہو چکا تھا اور رجب ادب کا مہینہ ہے، اِس میں جنگ بندی لازم ہے، جس طرح ذیقعدہ و ذی الحجہ اور محرم میں جنگ کرنا منع ہے۔ چنانچہ کافروں نے خوب چرچا کیا کہ مسلمان خود ہی ادب والے مہینے کی بے حرمتی کر کے رجب میں ہاتھ چلا چکے ہیں۔ لوگ فتویٰ پوچھنے لگے اور سوال کیا کہ ادب والے مہینے میں لڑنا کیسا ہے تو آسمان سے جواب آیا کہ بڑا گناہ ہے مگر چرچا کرنے والے بھی سن لیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا اور شرک کو دین سمجھنا، کعبہ کی مسجد میں ایمان والوں کو آنے نہ دینا اور وہاں کے لوگوں کو ایمان لانے کے جرم میں جلاوطن کرنا اور فتنہ کھڑا کر کے دین سے بچکا دینا، یہ حرکات قتل و غارتگری سے بھی بھاری گناہ ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ مسئلہ پوچھنے والا، اور دوسروں کو نصیحت و درس دے کر قائل کرنے والا، خود اپنا کردار بھی نظر میں رکھے۔ جنہوں نے ظلم و زیادتی سے اپنا مُنہ کالا کیا انھیں کیا حق پہنچتا ہے کہ معمولی جھڑپ اور وہ بھی سفر میں ہونے کے سبب اچانک حادثہ پر اعتراض کریں۔ پھر بھی جب یہ دستہ مدینہ منورہ آیا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضی کا اظہار فرمایا کہ میں نے تم کو لڑنے کی اجازت نہیں دی تھی اور اس لڑائی میں آئے ہوئے مال کو بھی قبول نہیں فرمایا اور دستہ کے لوگوں کی سخت باز پرس فرمائی۔"

(۲ - البقرہ: آیت ۱۹۴ - ۲۱۷)

(۳) "ایک برس کے بارہ مہینے، یہ ہر کوئی جانتا ہے اور ان بارہ مہینوں میں چار ماہ ادب کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں۔ ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب۔ کعبہ شریف کی زیارت میں حج کے ایام، ذیقعدہ و ذی الحجہ اور محرم میں لڑائی، مارکاٹ اور جنگ وغیرہ منع کر دی گئی کہ حاجیوں کو امن سے سفر کی سہولت ملے۔ ماہ رجب عمرہ کے لیے محترم ٹھہرایا گیا۔ یہ چار ماہ ادب کے فرمائے۔ اسلام میں اِن چاروں مہینوں کا ادب لازم ہے۔ جب تک کافر مشرک خود لڑنے نہ آئیں تب تک ہم بھی جنگ نہ کریں مشرک لوگ اپنے مخالف سے لڑنے کو اگر موقع پاتے کہ بے خبری میں ادب والے مہینے میں حملہ کر دیں تو حیلہ بنا لیتے اور محترم مہینہ کو بدل دیتے، جیسے اب کی سال ذیقعدہ کے ماہ میں کسی سے لڑنے کا اچھا موقع ہے تو اس مہینے کا نام بدل کر اگلے سال میں کوئی مہینے کا نام یہ رکھ دیا اور جنگ کا نفع اٹھا لیا۔ دوسرے کو بے خبری میں مار دیا، اِس پر اُنھیں ملامت کی گئی۔ دوسری عام اور اہم بات یہ ہے کہ سال کی گنتی بارہ ماہ کی ہے پھر کافر لوگ اس میں بھی من مانی کرتے تھے کسی کو سال بھر کے لیے بیاج سے رقم دی تو سال دس مہینے کا مان لیا اور کسی کو نوکر رکھا تو چودہ مہینے کا سال بنا کر نوکری میں دو ماہ اور زیادہ کر لیا۔ ہمارے ملک ہندوستان میں بھی اس کا رواج ساہوکاروں اور زمینداروں میں بہت رہا اور آج بھی ہر تین سال کے بعد ایک سال تیرہ ماہ کا بنا کر دیوالی کے حساب کتاب کے دنوں کو اکثر ایک ہی موسم میں لاتے ہیں۔ خدا نے ان سب باتوں کو مشرک سماج کی خرابی بتا کر اِس رسم بد سے منع کر دیا۔ اِس بدی میں ساہوکار کو نفع ہوتا ہے اور غریب ہر طرح سے نقصان میں رہتے ہیں۔ اگر قرآن میں یہ حکم نازل نہ ہوتا تو ملکوں میں امن غارت ہو جاتا اور ادب کے مہینوں سے عام لوگوں کا بھروسہ ختم ہو جاتا۔"

(۹۔ التوبہ: آیت ۳۶۔۳۷)

مساجد

(۱) "اِس آیتِ شریفہ سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ مسجد کو اونچا اٹھایا جائے۔ دوسری یہ کہ اُس کی عظمت و ادب کا خوب خیال رکھے۔ تیسری یہ کہ مسجد کی اصل زینت اللّٰہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح و نماز ہے۔"

(۲۴۔ النور: آیت ۳۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

متولیانِ مساجد

① "اِس آیتِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ مسجد کے متوّلی، نیک اور پرہیزگار لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔ اُچکّے، مشرک، بدمعاش، جھگڑالو، کم ظرف اور جعلساز لوگوں کو مسجد کا متوّلی ہر گز نہیں بنانا چاہئے"

(۸-الانفال: آیت ۳۴)

② "مکّہ کے مشرک چودھری لوگ حرم شریف، کعبہ شریف، زمزم، صفا و مروہ، عرفات و منیٰ ان سب اللہ کی آیات کو اپنے قبضے میں رکھے ہوئے تھے اور اپنی سرداری قائم رکھنے کو مسلمانوں کو یہاں آنے سے منع کیا اور مسجد میں اپنی من مانی کرتے رہے اور اس کا سیاسی و معاشی نفع اٹھایا۔ اِسی کو فرمایا کہ اللہ کی آیات کو انہوں نے سستے داموں بیچ کر حقیر قیمت وصول کی جب کہ اللہ تعالیٰ کی آیات (نشانیاں) تو بہت ہی قیمتی اور نادر نعمت ہیں۔ اُن کے سبب اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہئے تھا۔ آج بھی بعض مساجد کے متوّلی یا ٹرسٹی لوگوں میں یہ بیماری ہے کہ کسی طرح مسجد پر قابض ہو جائیں پھر اپنی مرضی سے جسے چاہیں آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں اور مسجد کی جائیداد اور آمدنی میں نفع اٹھانے میں خدا کا خوف نہ رکھیں۔ وہ لوگ اِس آیتِ شریفہ کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ لیں"

(۹-التوبہ: آیت ۹، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

حلال و حرام

① "حرام اور حلال پر اللہ کے حکم کی سند چاہئے۔ کتاب اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم چاہئے، جو لوگ خود کسی چیز کو حرام حلال ٹھہراتے ہیں یا کسی کے کہنے ماننے پر چلتے ہیں، وہ دوسرں کو خدا کا درجہ دیتے ہیں۔ ایسے بے ایمان لوگ آج بھی پائے جاتے ہیں"

(۶-الانعام: آیت ۱۵۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲) "حرام، وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بتادی ہو۔ ایسی چیز سے اِس طرح دور بھاگنا چاہیے جیسے آگ سے دور بھاگا جاتا ہے۔ اس آیت میں مردار، خون اور سوّر کو حرام کیا گیا۔ مسلمان ان سے دور رہتے ہیں۔ شاید ہی کوئی بدنصیب، یہ حرام چیزیں کھاتا ہو۔ مگر چوتھی چیز یعنی غیر اللہ کے نام کے چڑھاوے کے کھانے، یہ بھی حرام کئے گئے، مگر مسلمان، ایسے بہت سے کھانے بناتا ہے اور کھاتا ہے مثلاً شیخ صدو کے نام کا بکرا۔ امام جعفرؒ کے کونڈے، بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں وغیرہ۔ اِن کھانوں کو اگر اللہ تعالیٰ کے نام سے بکا یا جائے اور ثواب شیخ صدو کو یا حضرت امام جعفرؒ کو یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو پہونچایا جائے تو اس میں حرج نہیں، لیکن یہ کھانا غریبوں کو کھلانا چاہیے۔ پیٹ بھرے لوگ اور مالدار لوگ خوب دعوتیں اڑاتے رہے تو ثواب کیا ملے گا۔ اُلٹے غریب کا حق مار کھایا۔ اِس پر ایسے لوگ خدا کے یہاں پکڑے جائیں تو تعجب نہیں۔ مالدار اور خوشحال لوگ یہ کھانا نہ کھائیں اور غریب لوگ کھائیں تو یہ ایصالِ ثواب کا کھانا ہوگا۔ ہاں کسی نے صاف صاف غیر اللہ کی نیاز کی تو مسلمانوں کے لیے یہ حرام ہے۔ قرآن میں اور جگہ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے نام کی نذر و نیاز اور منّت، صاف صاف حرام کر دی گئی۔ دیکھئے سورہ البقرہ آیت ۱۷۳۔ سورہ المائدہ آیت ۳۔ سورہ الانعام آیت ۱۴۵،۱۴۶۔ سورہ النحل آیت ۵۶۔"

(۱۶۔ النحل: آیت ۱۱۵)

اللہ و رسولؐ کی تابعداری

(۱) "سماج اور معاشرے میں دین و دنیا کے کاموں پر مقرر صاحب اختیار مسلمان بادشاہ، سرکاری افسر، قاضی، عالم، چودھری، امام، استاد وغیرہ جو بھی اللہ و رسولؐ کا حکم جاری کریں، اُن کی اطاعت لازمی ہے، لیکن اگر کسی بات میں ذمّہ داروں سے اختلاف ہو جائے تو فیصلے کے لیے اس قضیہ کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سب مل کر رجوع کریں۔ وہاں سے جو فیصلہ ملے، سب مل کر اُسے قبول کریں کہ اصل اطاعت تو اللہ تعالیٰ اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کے رسولؐ کی ہے۔"

"صرف دعوئ کرنے سے کام نہیں چلتا، تمام معاملات میں اللہ ورسولؐ کے حکم پر راضی ہوکر چلے وہی مسلمان ہے۔"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا لازم ہے جو نافرنی کرے وہ ظالم ہوا اور ظلم بھی خود اپنی جان پر کیا۔ ایسے لوگ توبہ و استغفار کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔ "فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَہُمۡ" کا ترجمہ اپنے تمام جھگڑوں' میں کیا گیا ہے۔ "شجر" کے معنی درخت کے ہوتے ہیں۔ درخت کو شجر اسی لیے کہتے ہیں کہ اس کی شاخیں' ڈالیاں' ریشے وغیرہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور الجھے ہوتے ہیں۔ انسان کے سماجی و معاشرتی معاملات میں بھی الجھن ہوتی ہے اور اختلافات بھی ہوتے ہیں' اسی لیے "شَجَرَ بَیۡنَہُمۡ فرمایا گیا۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ زندگی کے تمام معاملات اور دنیا و آخرت کی تمام باتوں میں اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے اور فیصلے کو اپنے اوپر لازم کرے اور اس فیصلہ میں ہر طرح کے جانی و مالی نقصان کو خوشی خوشی قبول کرلے اور دل میں بھی اللہ کے رسولؐ کی محبّت کو خوب جمائے رکھے۔ چاہے فیصلہ ہمارے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔"

"مالک کا حکم اگر یہ ہوتا کہ بندگی ایسی کرو کہ جان ہلاک ہوجائے اور گھر بار و عورت چھوڑ کر جنگل میں نکل جاؤ، تب بھی آدمی پر لازم تھا کہ اِس حکم پر عمل کرے مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم نہیں دیا لہٰذا آدمی کو چاہیئے کہ جو کچھ قرآن مجید کا حکم ہو اور پیغمبرؐ کی سنّت ہو اُسی پر عمل کرتا رہے۔ اسلام ترکِ دنیا کی تعلیم نہیں دیتا کہ آدمی دنیا کو چھوڑ کر جنگلوں میں نفس کشی کرتا رہے خدا کو صرف وہی بات پسند ہے جو اس نے اپنی کتاب میں فرمائی اور جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے بتادیا۔"

(۴۔النساء: آیت ۵۹ تا ۶۶)

(۲) "ہر آدمی کے لیے بڑی خطرناک بات ہے کہ جو کام کرے اُسے ہمیشہ اچھا سمجھے۔ جاننا چاہیئے کہ ہم جو کام کریں اور جو عقیدہ رکھیں' ہمارا مالک اس پر راضی بھی ہے یا نہیں۔ کام چاہے بڑے سے بڑا ہو مگر اس پر اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو تو کیا فائدہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا،

toobaa-elibrary.blogspot.com

جاننے کے لیے دنیا میں دو چیزیں بہت ہی مضبوط ہیں جس میں کبھی غلطی نہیں ہوسکتی۔ ایک تو آسمانی کتاب اور دوسرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، جو انسانوں کو برابر صاف صاف بتا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند کیا ہے۔"

(۱۸۔ الکہف: آیت ۱۰۴)

شفاعت

① "اب جو لوگ شفاعت پر تکیہ کرکے بُرے اعمال کیے جا رہے ہیں وہ کس دلیل سے اپنا مذہب برحق ثابت کرسکیں گے، جب کہ مالک نے خود ہی فرما دیا کہ حشر و حساب کے دن ایسے تمام سہارے ٹوٹ جائیں گے۔"

(۲۔ البقرہ: آیت ۱۲۳)

② "اِس آیت شریفہ کی تشریح میں حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوںؑ سے پوچھے گا کہ میں نے تم کو جن لوگوں کی طرف پیغام دے کر بھیجا تھا، انہوں نے تمہاری دعوت کو قبول کیا یا نہیں؟ پیغمبر علیہم السلام جواب کا حوالہ اللہ تعالیٰ کے علم پر رکھیں گے کہ ہم کو دلوں کی خبر نہیں۔ یہاں یہ سنا دیا گیا اُن کو جو مغرور ہیں پیغمبروںؑ کی شفاعت پر، تاکہ انھیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی کسی کے دل پر گواہی نہیں دے گا اور کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرتا۔ اِس معنی میں (۷) سورہ الاعراف کی آیات ۶ ۔ ۷ دیکھ لی جائیں۔"

(۵۔ المائدہ: آیت ۱۰۹)

③ "جن لوگوں کو شفاعت کرنے والا سمجھ بیٹھے تھے، وہ انکو مل بھی نہیں سکے اور دوسری بار دنیا میں آنے کی تمنّا کرنے لگے تو یہ بھی پوری نہ ہوئی۔ اپنی جان کو خود ہی ہمیشہ کے لیے نقصان میں ڈال لیا۔ کسی کے سمجھائے سمجھتے ہی نہیں تھے۔ حشر میں جا کر عقل آئی تو وہ بھی کس کام کی۔"

(۷۔ الاعراف: آیت ۵۳)

④ "اِس آیتِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ شفاعت وہاں کس کی ہوگی۔ سفارش کرنے والے نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ تعالیٰ سے اجازت لی ہو تب ۔ ورنہ بغیر اجازت کوئی کسی کی سفارش کے لیے مُنہ بھی نہیں کھول سکتا ۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے (۲) سورۃ البقرہ آیت ۲۵۵ ۔ اور (۳۹) سورہ الزمر آیت ۴۴ ۔"

(۱۹ ۔ مریم : آیت ۸۷ ، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۵) "یہاں شفاعت کرنے والے کو آگے پیچھے کا حال معلوم ہونا ضروری بتایا گیا اور یہ علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ۔ اسی لیے فرمایا کہ جس کے بارے میں راضی ہوگا اُس کی سفارش کے لیے اپنے مقرب اور معزز بندوں کو خود ہی اللہ تعالیٰ اجازت عطا فرمائے گا ۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے (۲) سورہ طٰہٰ آیت ۱۰۹ ۔"

(۲۱ ۔ الانبیاء : آیت ۲۸ ، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۶) "واقعہ معراج میں یہ آیات اُتریں ۔ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ اہم اور بڑا مرتبہ رکھنے والے نبیٔ معظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ابھی معراج سے واپس آئے ہیں ، جن کا فرشتوں نے تمام آسمانوں میں استقبال کیا ۔ آپؐ ہی کی زبانِ مبارک سے معلوم ہوا کہ آسمانوں میں کتنے بے شمار مقبول ترین فرشتے ہیں ، مگر کسی ایک کی یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے ۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت کے بعد بھی پسندیدہ شخص کے لیے اللہ کے چاہنے پر ہی کوئی فرشتہ اس کی سفارش کر سکے گا ۔ اب ہر کسی مسلمان کو صاحبِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لینی چاہیئے جو ابھی ابھی لاکھوں لاکھ فرشتوں کی سلامی لے کر آسمانوں کا سفر کر کے آئے ہیں یا اُن جاہل نادان مجاوروں اور مذہبی دکانداروں کی بات ماننی چاہیئے جو مسلم عوام کو گناہ پہ دلیر کر کے شفاعت کے پروانے بانٹتے ہیں اور کچھ رقم پانے کے بعد جھوٹا دلاسہ دیتے ہیں کہ اُن کی سفارش کرا دیں گے ۔"

(۵۳ ۔ النجم : آیت ۲۶ ، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

ہجرت

(۱) "اِس آیت میں منافقین کے لیے صاف حکم آگیا کہ اگر اپنے ایمان میں وہ سچے ہیں تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسلمانوں کے ساتھ وہ ہجرت کریں، ورنہ جہاد کی کاروائی میں ان کا بچاؤ نہیں کیا جائے گا۔"

"کسی جگہ مسلمانوں کو اپنے دین اور ایمان پر قائم رہنے پر کفار تکلیفیں دیں اور ہر طرف سے تنگ کرنا شروع کردیں اور ایمان سے پھیرنا چاہیں تو مسلمان کو لازم ہے کہ موقع پاتے ہی وہ علاقہ چھوڑ کر چلا جائے مگر ایمان اور دین کو ہرگز نہ چھوڑے اگر کفر سے دب کر ایمان گنوا بیٹھا تو موت کے وقت ایسے لوگوں سے فرشتے اس طرح سوال کریں گے جیسا کہ اس آیت میں بتایا گیا کہ کیا اللہ کی زمین میں اتنی گنجائش نہ تھی کہ تم ہجرت کر کے کہیں اور چلے جاتے۔"

"لاچار اور بے سہارا حیلے بہانے اور موقع کی تلاش نیز راستے سے انجان لوگ دل سے مسلمان بنے رہیں اور ظاہر نہ ہوں تو ان کی معافی کی اُمید ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوئی اور یہ لوگ ہجرت نہ کرنے کے الزام سے بری ہیں۔"

"کفر کی تکالیف سے تنگ آکر جو شخص ایمان کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کے راستے میں وطن اور گھر بار چھوڑ کر نکل جائے تو اسے اللہ کی طرف سے بہت ہی گنجائش اور کشادگی ملے گی اور پھر اگر راستے میں وفات ہو جائے اور ہجرت کے پیشِ نظر کام انجام نہ دے سکے تب بھی اللہ کے حضور اجر ثابت ہے۔"

(۴-النساء: آیت ۸۹ - ۹۷ تا ۱۰۰)

(۲) "اِس وقت تو تیس ۳۰ ہزار کا لشکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا لیکن اِس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے نو سال پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکلنا پڑا۔ کافروں نے ایسا ستایا کہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ راستہ میں مکّہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک غار جس کا نام غار ثور ہے، آپؐ نے پناہ لی۔ ساتھ میں حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ تھے، اسی لیے فرمایا کہ دو۲ تھے۔ ان دونوں میں ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک صحابیؓ۔ ادھر تمام مشرکینِ مکہ نے دوڑ بھاگ کر کے ان کا پیچھا کیا، لیکن اللہ نے اس وقت مدد فرمائی تھی جب صرف دو تھے۔ اب تیس ۳۰ ہزار ایمان والے ہیں، تب بھی اللہ تعالیٰ کی مدد ہی سب سے بڑی بات ہے۔"

(۹-التوبہ: آیت ۴۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳) "اللہ تعالیٰ کے راستے میں گھر بار چھوڑ کر دوسری جگہ جانا پڑے تاکہ دین وایمان محفوظ رہیں اس پر تو اللہ کا کھلا وعدہ ہے لیکن بعض لوگ صرف روزی روٹی یا کاروبار کی غرض سے یا فسادات کی وجہ سے اپنا علاقہ چھوڑ کر باہر نکل جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی دنیا میں مال ودولت سے خوب نوازا ہے پھر جو شخص خالص رضائے الٰہی کے لیے اپنے دین وایمان کی حفاظت کی خاطر ظالموں کا علاقہ چھوڑ کر ہجرت کرے اُس کی تو دنیا آخرت دونوں بن گئیں اور دنیا کے مقابلہ میں آخرت زیادہ پائیدار اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سرداری میں ہجرت کر کے اسّی یا بیاسی صحابہؓ اور صحابیاتؓ مکّہ سے چل کر حبشہ جانے والوں کی تعریف میں اتری ہے اور ایک جماعت حضرت جعفر طیّار رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہجرت کر کے حبشہ گئی تھی اس کے علاوہ آج بھی جو دین کی خاطر ہجرت کرے تو اس کے ثواب کا اللہ کا وعدہ ہے۔"

(۱۶۔النحل: آیت ۴۱، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) "کسی ایمان والے بندے کو کسی ملک میں مشرک لوگ ستاتے ہوں اور ایک اللہ کی بندگی میں رکاوٹ ڈالیں تو ایمان والوں کو وہاں سے ہجرت کر جانا چاہیے۔ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ یہاں نہیں وہاں، کہیں بھی پاؤں رکھنے کا اللہ تعالیٰ ٹھکانہ اور انتظام کردیگا۔"

(۲۹۔ العنکبوت: آیت ۵۶)

"لوگ ہر طرح مخالف ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے اور تکلیف دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی جب کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بُرے انجام سے بچنے کے راستے بتائے اور نیکی پر چلنے والوں کو بشارت دی لیکن اس پر ان سے کچھ اجر نہیں لیا مگر یہ فرمایا کہ میں تمہارا قرابت دار ہوں اور تم ہو کہ مجھ پر ہر طرح کے ظلم وستم سے باز نہیں آتے۔ برداشت کرنے کی جب آخری حد آگئی تو ہجرت کا حکم ہوا اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ چھوڑ کر مدینہ میں قیام فرمایا۔"

(۴۲۔الشوریٰ: آیت ۲۳، اضافہ کردہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

معراج

① "سفر معراج کا ذکر اِس آیت میں فرمایا گیا ہے، جو ایک شب کا سفرِ نبوی ہے، جس کی ابتدا جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ کی ادب والی مسجد سے ہوتی ہے اور پہلا پڑاؤ مسجدِ اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد میں ہوتا ہے پھر سورہ النجم میں پہلے رکوع کی ابتدائی اٹھارہ آیات میں بیان کے مطابق آگے کے سفر کا ذکر آیا ہے اور حدیث شریف میں اس سفر کی بہت ہی مفصّل معلومات ہیں۔ رات کی ایک گھڑی میں ساتوں آسمان کی سیر، جنّت دوزخ کا مشاہدہ فرشتوں سے اور انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتیں، دربار خداوندی میں بندۂ خاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری، سدرۃ المنتہیٰ یعنی اس کائنات کا وہ آخری سرحدی مقام جہاں کوئی انسان تو کیا فرشتے بھی پہنچ نہیں پاتے، وہاں تک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلب فرمایا گیا۔ یہ معراج کا قصہّ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانی زندگی کا ایک بڑا عظیم معجزہ ہے۔ آدھے سے زیادہ قرآن مجید نازل ہونے کے بعد ربِّ کائنات نے اپنی بارگاہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو طلب فرمایا اور ایسا اعزاز کسی بندے کو نہ مل سکا۔"

(۱۷۔ بنی اسرائیل: آیت ۱)

② "معراج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا، آپ کے دل کو اس سے کچھ تعجب نہ ہوا بلکہ قلب خود اس طرح منوّر تھا کہ جو کچھ دیکھا دل نے اس کی تصدیق کی اور کہیں کوئی شک وشبہ نہ ہوا۔"

(۵۳۔ النجم: آیت ۱۱)

"سیّد المرسلین رحمۃٌ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دربار خداوندی کے قریب کی سرحد تک پہنچتے ہی، آداب کا خیال رکھا اور وہی کچھ دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دکھانا چاہتا تھا۔ کسی بے قابو انسان کی طرح اِدھر اُدھر آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ خداوندِ قدوس نے محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ادب کی یہاں تعریف فرمائی۔" (النجم: آیت ۱۷، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حوضِ کوثر

(۱) "جنّت کی ایک بڑی نہر کا نام کوثر ہے۔ یہ نہر حضورِ اکرم، شافعِ محشر، رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئی۔ حشر کے دن جو کوئی اس نہر سے ایک بار پی لے گا پھر کبھی اُسے پیاس نام کی چیز ستا نہیں سکتی۔ اِس حوض کوثر کے چاروں طرف خوبصورت قالینوں کی بچھاییت ہوگی۔ فرش پر سونے کی کرسیاں لگی ہوں گی اور تخت سجے ہوں گے۔ چاروں طرف ایک ہی کھوکھلے موتی کے بنے مکانات کی قطاریں ہوں گی۔ حوض میں سجاوٹ کا اِتنا سامان ہوگا، جیسے آسمان کے تارے ہوں۔ حشر کے دن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود ہوں گے۔ امّت کے لوگ درجہ بدرجہ پہنچتے ہوں گے اور حوضِ کوثر کے جام پیتے ہوں گے۔ یہ مقام جس نے پایا، وہ کامیاب ہوا۔"

(۱۰۸۔ الکوثر: آیت ۱)

شقِّ قمر

(۱) "ایّامِ حج میں نبیِّ مکرم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کے قریب مکّہ والوں کو دین کی دعوت پیش فرما رہے تھے۔ مجلس میں شامل لوگوں نے مطالبہ کیا کہ آپ اپنی بات پر کوئی نشانی دکھائیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو فرمایا کہ چاند کی طرف دیکھو۔ آپ نے اشارہ فرمایا اور سب نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ ایک ٹکڑا مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف۔ سب نے اچھی طرح دیکھ لیا، پھر دونوں ٹکڑے مِل گئے۔"

(۵۴۔ القمر: آیت ۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

سدرۃ المنتہیٰ

① "دنیا میں لوگ اپنے علاقہ میں جہاں دوسروں کو جانے کی بندش لگانا چاہتے ہیں تو کانٹے دار درخت لگاتے ہیں، جس میں کانٹے دار بیری کا احاطہ اکثر کامیاب ہوتا ہے۔ انسانوں کو اصل مفہوم کے قریب لانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ کا لفظ استعمال فرمایا کہ وہاں ایسی حد بندی ہے کہ کوئی بھی آگے نہیں جاسکتا۔ یہ مقام جنّت کی سرحد سے لگا ہوا معلوم ہوتا ہے اس لیے اگلی آیت میں فرمایا کہ سرحد کے نزدیک جنّت کے اعلیٰ درجوں کے مقامات ہیں۔"

(۵۳۔ النجم: آیت ۱۴)

دیدارِ الٰہی

① "کسی انسان سے اللہ تعالیٰ کلام فرمائے تو قوتِ برداشت انسان میں نہیں، مگر وحی کے ذریعہ کلام فرمایا ہو یا پردے کے اوٹ سے یا کسی فرشتے کو اپنا قاصد بنا کر اپنا کلام بھیجا ہو۔ یہ تین صورتیں ممکن ہیں۔ باقی حجاب کا جہاں تک تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں بلکہ بندے کے ادراک میں کمزوری کی وجہ سے تجلّیاتِ ربّانی کا براہ راست برداشت کرلینا، انسان کے لیے مشکل ہے۔ اس لیے حجاب کا تعلق بندے سے ہوگا کہ اس حجاب کی وجہ سے بندے کو سہولت ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کلام فرمایا تو وہ بھی پردے کے اوٹ سے ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے حجاب پر حجاب تھا۔ براہ راست کلامِ ربّانی کے جلال کا ایک لطیف عکسِ جمیل بھی انسان کی قوتِ برداشت کے باہر ہے۔ یہ اس دنیا کی بات ہے لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا اور اس کا دیدار، مومن کو انشاء اللہ نصیب ہوگا۔"

(۴۲۔ الشوریٰ: آیت ۵۱)

"براہ راست کلامِ ربّانی کے جلال کا ایک لطیف عکسِ جمیل بھی انسان کی قوتِ برداشت

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے باہر ہے۔ البتہ یہ قاعدہ اِس دنیا کا ہوا۔ رہا آخرت میں، تو اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کا شرف اور اُس کا دیدار کرنا، یہ مومنِ صالح کو الحمدللہ نصیب ہوگا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ اُسے ایسی قوت برداشت عطا فرمائے گا کہ بندے کو سہولت ہو۔"

(۴۲۔ الشوریٰ؛ آیت ۵۱، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

عرش و کرسی

(۱) "عرش اُس تختِ سلطنت کو کہا گیا ہے جس کی کرسی زمین اور آسمان سے بھی زیادہ وسیع ہے، تو عرش کتنا عظیم ہوگا۔ اس عرش پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا قبضہ نہیں، صرف اُسی وحدہٗ لاشریک کی جلوہ فرمائی ہے اور وہیں سے پوری کائنات کا نظم وضبط وہ چلاتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ کرسی سے ہماری چارپاؤں کی کرسی مراد نہیں، بلکہ ہم کو اُس کے اقتدار اور حکومت کا تصوّر دلانے کے لیے ہماری زبان کا بڑے سے بڑا لفظ استعمال کرکے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھایا ہے، اسی طرح عرش، جو تخت یا راج سنہاسن اور بادشاہوں کے تخت کے لفظ سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس لفظ سے ہمیں عرش عظیم کا تصوّر دلایا گیا، ورنہ اللہ تعالیٰ کی کرسی اور عرش کے گھیرے اتنے بڑے ہیں کہ اس کی کرسی کے ایک پاؤں تلے کروڑوں اور اربوں آسمان و زمین بھی چھپ کر رہ جائیں بلکہ اس سے بھی آگے جہاں انسانی عقل حیران ہو، بات کہی جاسکتی ہے۔ انسان کی عقل محدود ہے اور انسانی بینائی اور بصیرت کی بھی حد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عجائبات لامحدود ہیں، جن کی حد معلوم کرنا انسان کے بس کی بات نہیں، صرف ایمان لاکر مطمئن رہنے میں ہی اس کا بھلا ہے۔"

(۲۰۔ طٰہٰ؛ آیت ۵، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

نامۂ عمل

(۱) "روزِ قیامت آدمی کا دفترِ عمل اس طرح اُس کے سامنے کھلا ہوا ہے کہ دوسرے بھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

چاہیں تو دیکھ لیں اب اپنے کئے ہوئے اعمال، انسان کو یاد آئیں گے اور بڑی ندامت اور شرمندگی ہو گی کہ دوسروں کو بھی پتہ چل گیا۔ جو کچھ بھی چھوٹا بڑا عمل کیا ہو گا، سب اُس نامۂ عمل میں درج ہو گا۔ آدمی اپنا حساب چاہے تو خود ہی کر لے کہ اس کو کیا کچھ سزا یا جزا ملنی چاہیئے"۔

(۱۷۔ بنی اسرائیل: آیت ۱۴، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "نامۂ عمل میں سب کچھ لکھا ہوا ہو گا۔ گواہیاں اور شہادتیں مکمل ہوں گی، اس لیے زیادہ پوچھ گچھ کی ضرورت نہ ہو گی۔ البتہ مجرم کو ذلیل کرنے کے لیے بعض موقعوں پر پوچھا جائے گا"۔

(۵۵۔ الرحمٰن: آیت ۳۹)

حُوریں

(۱) "جس طرح انڈے کے اندر سفید چمکدار صاف ستھری جھلّی ہوتی ہے کہ کسی کا ہاتھ بھی نہ لگا ہو، یہ مثال ہے جنّت کی حوروں کے محفوظ ہونے کی۔ پھر بعض مقامات پر یہ بھی فرمایا کہ آج تک کسی جنّ یا انسان نے اُن کو چھوا بھی نہ ہو گا"۔

(۳۷۔ الصّٰفّٰت: آیت ۴۹)

پُل صراط

(۱) "حدیث شریف میں پُل صراط کا بیان بڑی تفصیل سے آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حشر و حساب سے فارغ ہونے کے بعد جنّت میں جانے والوں کو بھی راستہ، دوزخ کے اوپر سے پار کرنا پڑے گا یعنی ہر ایک کو جہنّم پر سے گزرنا ہے۔ دوزخی لوگ دوزخ میں گر پڑیں گے، راستہ پار نہ کر سکیں گے اور جنّتی، اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے صدقہ اپنے ایمان و عمل کے نور سے بڑی تیزی سے سلامتی کے ساتھ جہنّم کے اوپر سے گزر کر جنّت کی سرحد میں جا پہنچیں گے۔ ملاحظہ ہو سورہ الحدید آیت ۱۲ تا ۱۴"۔ (۱۹۔ مریم: آیت ۶۸ تا ۷۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اَعراف

(۱) "دوزخ میں جانے والوں کے بھیانک اور خوف زدہ چہرے اور آگ کا اُن کے چہروں پر ابھی سے اثر دیکھ کر اَعراف والے گھبرا جائیں گے اور دعا کریں گے کہ خدایا، ہم کو ان ظالموں کے ساتھ مت رکھنا۔ چونکہ ابھی تک اعراف والے جنّت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اس لیے دوزخی لوگوں کو دیکھ کر اُن پر خوف طاری ہوگا، لیکن الحمدللہ آخر میں اَعراف والے جنّت میں داخل ہوں گے تب خوف جاتا رہے گا۔"

"دنیا میں مشرک، بدعتی اور کافر لوگ اپنی تعداد پر بڑا گھمنڈ رکھتے تھے اور ہمیشہ اہلِ حق کو دین سے خارج کرتے رہے اور قسمیں کھا کھا کر دوسروں کو بے دین اور اللہ کی رحمت سے محروم، بتاتے تھے، لیکن حشر کے دن پتہ چلا کہ خود بے عمل اور مشرک تھے۔ اُن کو چہرے سے پہچان کر اعراف والے کہیں گے کہ ذرا دیکھو تو، جو لوگ جنّت میں جا رہے ہیں کیا تم انھیں کے بارے میں قسمیں کھاتے تھے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہیں، جب کہ یہ تو کامیاب ہو گئے اور تمہارا جمگھٹ اور تمہارا تکبّر تم کو لے ڈوبا۔"

(۷۔ الاعراف : آیت ۴۷ تا ۴۹)

تحتُ الثّریٰ

(۱) "تحت الثّریٰ کا لفظ قرآن مجید کی اِسی آیتِ شریفہ میں استعمال ہوا ہے۔ تحت الثّریٰ کے اصل معنیٰ، مٹی کی باریک سے باریک ترین اور نہایت پتلی و نمناک اور روشنی کی کرن کی طرح تیز دھار، ایسی تہہ کو کہا گیا ہے جو انسانی بینائی اور نظر و نگاہ کے احاطہ میں نہ آسکتی ہو۔ اس لفظ سے غالباً مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ بندوں کو ایک طرف اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی معرفت کا احساس دلایا جائے، جس میں ہر چھوٹی بڑی چیز شامل ہو۔ انسانوں کی خود اپنی

toobaa-elibrary.blogspot.com

زبان میں استعمال کئے جانے والے الفاظ سے علم دیا جائے اور دوسرے یہ بھی کہ کائنات کی ہر ہر شئی اللہ تعالیٰ کی بصیرتِ کاملہ اور اس کی عظیم حفاظت اور اس کے اقتدارِ اعلیٰ کے گھیرے میں قطعی طور پر محصور ہے۔ اُس کا ایک ہلکا سا اندازہ انسان کو کرا دیا جائے۔"

(۲۰۔ طٰہٰ: آیت ۶، اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

رُوح

① "روح جاندار کے بدن میں ہے کہ وہ چل پھر رہا ہے اور جب بدن سے نکل گئی تو جسم بے جان ہوا۔ آدمی نے اس کیفیت کو روح، جی، جان، آتما وغیرہ کے نام سے یاد رکھا ہے اب تک صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ ایک چیز بدن میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگئی اور بدن ہلنے جُلنے اور کام کاج میں لگا اور جہاں روح بدن سے خارج ہوئی تو موت واقع ہو گئی، بس اتنا جان لینا کافی ہے۔ باقی روح کیسی ہے اس کا مرکز کہاں ہے اور کیسے آتی جاتی ہے اور آگے بہت سے سوالات سے آدمی کو کچھ بھی حاصل نہیں کہ ہمارا علم محدود ہے اور جو کچھ بھی علم اب تک ہمیں ملا ہے وہ بہت تھوڑا ہے پھر بعض باتوں کا علم آدمی برداشت نہیں کر سکتا، کیونکہ اُس کی پرواز اتنی بلند نہیں۔ بعض علماء کے نزدیک روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ہیں کہ اُن کو بھی روح القدس کہا گیا ہے، چاہے جو کچھ ہو، سب کا سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔"

(۱۷۔ بنی اسرائیل: آیت ۸۵)

دُرود و سَلام

① "پچھلی اُمّتوں میں اپنے نبی پر درود و سلام کا طریقہ اب نہیں رہا کیونکہ قریب قریب ہر اُمّت نے اپنے نبیؑ کو خدا، یا خدا کا شریک بنا لیا اور کسی نے اپنے نبیؑ کو اللہ کا بیٹا بنا دیا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس وجہ سے ان کے لیے نبیوںؑ کی اطاعت سے بغاوت اور نافرمانی کا راستہ کھل گیا۔ پھر نبیؑ کو نبیؑ اور رسولؑ جب تک مانا جائے، ہدیہ درود و سلام لازم ہے، لیکن جب نبیؑ کو خدا یا خدا کا شریک بنا دیا گیا تو درود و سلام سے چھٹی ہو گئی اور نبیؑ کے ہاتھ سے ہاتھ چھوٹ گیا اور خداؤں کی فہرست طویل ہو گئی، لیکن اللہ کے آخری نبی جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب اور آپ کی مبارک زندگی اور آپ کی شریعت زندہ ہے اور قیامت تک آپ کی دعوت جاری ہے اس لیے یہاں اہلِ ایمان کو فرمایا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان اور عظمت و اکرام یاد رکھیں اور اُن پر سلامتی کا تحفہ، ہدیہ سلام اور درود شریف بھیجتے رہیں اور خود نماز میں بھی اس کا انتظام رکھا گیا کہ نمازی قعدے میں دو زانو بیٹھ کر ادب سے درود شریف پڑھ کر دعا کے بعد سلام پھیر کر نماز سے باہر آتا ہے۔ ہر دعا کے آگے اور پیچھے درود شریف پڑھنے سے دعا کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ درود شریف عربی زبان میں اور حدیث شریف میں آئے بیان کے مطابق پڑھنا چاہئے۔ اردو، فارسی، گجراتی وغیرہ زبانوں میں، گانے بجانے کی طرح درود و سلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت نہیں۔"

(۳۳۔ الاحزاب: آیت ۵۶)

"درود شریف کے تعلق سے تفصیل حضرت شیخ الحدیث مولانا شاہ محمد زکریا کاندھلویؒ کی کتاب "فضائل درود" میں دیکھیں۔ پوری عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ یہ ایک قانونی بات ہوئی، باقی محبّتِ رسولؐ کی روح یہ ہے کہ امتی کو کثرت سے درود شریف کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اِس عاجز بندے کا خیال ہے کہ ہو سکے تو دن میں ایک سو مرتبہ درود شریف ضرور پڑھیں۔ اللّٰھمّ صلّ علٰی محمّد۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود و سلام پڑھا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اب رہے وہ لوگ جو قسم قسم کے درود ایجاد کرتے ہیں اور راگ راگنی کے ساتھ اور گیت و قوّالی کی دھن اور لَے میں درود شریف پڑھتے ہیں، وہ ہندوستانی طریقہ کی نقل کرتے ہیں۔ اُن کی بات درست نہیں۔ صحیح طریقہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔ اُسی پر چلنے میں خیریت اور ثواب ہے۔"

(۳۳۔ الاحزاب: آیت ۵۶۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بدعات

① "اللہ تعالیٰ نے جو دین نازل فرمایا، وہ برحق ہے اور اس کی شریعت یعنی راہِ عمل مقرر ہے لیکن کتاب اور نبی والے ہو کر بھی بہت سے لوگ دینِ حق میں عوام کو ایسی راہ نکال دیتے ہیں، جو دین و شریعت کے خلاف ہے۔ بھولی عوام یہ سمجھتی ہے کہ وہ دین پر چل رہی ہے بلکہ بعض تو ایسی راہ پر اپنی جان و مال قربان کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول لیتے ہیں۔ ہماری آخری شریعت میں ایسی باتوں کو بدعت کہا گیا ہے۔ بدعت وہ راہ ہے جو دین میں نئی نکالی جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا کوئی حکم نہ ہو اور اجازت بھی نہ ہو۔ ہمارے زمانے میں قبریں پوجنے والے اپنے آپ کو "سنی اور اہلسنت والجماعت" کہتے ہیں۔ اُن کو اس آیتِ شریفہ پر غور کرنا چاہیے۔"

"دین میں نئی بات نکال کر خوب زور و شور سے بدعتی لوگ عمل کرتے رہے اور خلافِ سنت یہ عمل ان کے لیے قیامت کے دن عذاب کا سبب بن گیا۔ بدنصیبی ایسی کہ کافروں سے بھی زیادہ مہنگی پڑی کہ وہ تو دین کے اِنکاری ہو کر جہنم میں جا گرے، لیکن یہ تو دین کے ماننے والے ہو کر بھی دوزخ میں ڈالے گئے اور حدیث شریف میں یہ فرمان ہے کہ جو کوئی ہمارے دین میں نئی بات نکالے، وہ ہمارا نہیں۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ دین میں ہر نئی بات، بدعت ہے اور ہر بدعت، گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی۔"

(۴۲-الشوریٰ: آیت ۲۱-۲۲)

عذابِ قبر

① "فرعونی لوگ تو پانی میں ڈوب کر مرے اور اُن کی لاشیں سڑ گل کر فنا ہو گئیں یا دریا کے جانور اُنھیں کھا گئے ہوں گے۔ فقط فرعون کا بدن سمندر کے باہر ڈالا گیا تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لیکن عالم برزخ اور عالم آخرت میں ان کی روح اور ان کے بدن قید میں ہیں اور صبح شام آگ پر اُن کی پیشی کرائی جاتی ہے، جیسے دنیا میں سزائے موت پائے ہوئے کسی قیدی کو روزانہ صبح و شام پھانسی گھر دکھایا جائے تو ظاہر ہے کہ موت سے پہلے اس کو ہزار موت کا دکھ درد اٹھانا پڑے۔ اس آیت سے عذابِ قبر کے برحق ہونے کی دلیل ثابت ہے۔ عالمِ قبر صرف اُس گڑھے کا نام نہیں جس میں مردوں کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ عالمِ قبر ایک دفتری نظام ہے جہاں مرنے والے حراست میں ہیں۔ اچھے بُرے سب کو اپنا اپنا مقام صبح و شام قیامت کے پہلے تک دکھایا جاتا ہے، چاہے مرنے والوں کی لاش دفن کی گئی ہو یا جلا دی گئی ہو یا جانور کھا گئے ہوں۔ قانونِ قدرت کے تحت اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

(۴۰۔ مومن: آیت ۴۶)

توبہ

(۱) "بندہ اگر نادانی سے گناہ کر بیٹھے اور توبہ کر کے اصلاح کر لے تو اُس نے اپنے مالک کو خوش کر لیا۔ پھر جُرم کے راستے پر اڑنا اور بار بار گناہ کرنا کیا معنی؟ اس لیے فرمایا کہ مجرموں کا راستہ صاف ظاہر ہو گیا کہ مالک اگر توبہ کو قبول ہی نہ رکھتا اور کسی طرح بھی گناہ معاف کرنے کو تیار نہ ہوتا تو بندے کو بہانہ مل جاتا کہ توبہ کرنے سے جب کچھ فائدہ نہیں تو، گناہ کئے جاؤ، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا کہ توبہ قبول کروں گا اور معافی دوں گا' اب کوئی اس کا فائدہ نہ اٹھائے اور گناہ پر دلیر رہے تو وہ مجرم ہے۔"

(۶۔ الانعام: آیت ۵۵)

(۲) "جنگِ تبوک میں بعض اہلِ ایمان، کاہلی اور سستی یا کام کاج کی مشغولیت سے شامل نہ ہو سکے۔ اِس غیر حاضری پر انھیں بہت ندامت تھی، اس لیے انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ بندہ بے عیب کوئی نہیں۔ اچھے بُرے عمل ہو جائیں اور توبہ کا خیال رکھے اور اپنے کئے پر نادم ہوتا رہے اور آگے اچھے عمل کی تعداد زیادہ کرے تو امید ہے کہ بخشا

toobaa-elibrary.blogspot.com

جائے گا۔"

(۹-التوبہ: آیت ۱۰۲)

(۳) "اللہ کی کتاب نے گنہگاروں کے لیے توبہ کا دروازہ کھولدیا اور توبہ کرنے والوں کو معافی کا اعلان کر دیا۔ اب توبہ کی شرط بھی جان لینی چاہیے۔ ایک تو ایمان پر قائم رہے، دوسرے نیک عمل کرتا رہے، تیسرے یہ کہ توبہ کرنے کے بعد پھر اُس گناہ میں مبتلا نہ ہو بلکہ اُس گناہ کی کھٹک، کانٹا چبھنے کی طرح محسوس کرتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ توبہ کی، پھر اُسی کام پر دلیر رہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے (۴) سورہ النساء آیت ۱۷۔"

(۲۵-الفرقان: آیت ۷)

(۴) "اِس آیتِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ توبہ کا اصل مرکز اللہ کے سوا کہیں نہیں، جو لوگ عوام کے گناہوں کے ٹھیکہ دار بن گئے ہیں یا دنیا میں کچھ رقم لے کر بخشش یا قبولیتِ توبہ کے پروانے جاری کرتے ہیں، وہ سب جعلی اور بناوٹی قسم کے مذہبی لوگ ہیں۔ اُن کی بات کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔ بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہو اور آدمی اپنے گناہ کا اقرار اللہ تعالیٰ کے سامنے کرتا رہے اور آئندہ بُرے عمل سے دور رہنے کا سچا اقرار کرے تو اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوئے اور اس پر انعام یہ ملا کہ پچھلے گناہ، گناہ نہ رہے بلکہ ان گناہوں کا تبادلہ نیکیوں میں کر دیا گیا۔"

(۲۵-الفرقان: آیت ۷۱)

تعلیم و تعلّم

(۱) "معلوم ہوا کہ ہر علاقہ، برادری، جماعت اور گروہ میں سے چند آدمی برابر نکل کر اسلامی تعلیم کے مرکز میں جائیں اور دین کا علم حاصل کر کے واپس آئیں اور اپنے علاقے کے لوگوں میں دین کا تعارف کرائیں تاکہ علمِ دین پھیلے اور بھلائی برائی کی تمیز، بستی کے ہر آدمی کو ہوتی رہے۔"

(۹-التوبہ: آیت ۱۲۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

علمائے سوء

① "یہ حال، بیان فرمایا یہود کے لوگوں کا، پیٹ بھرنے والے بازاری عالموں کا آج بھی یہی حال ہے۔ جھوٹی باتیں پھیلانا تاکہ اصلاح نہ ہو اور حرام کا مال جیسے غیراللہ کے نام کے کھانے بکرے، مرغے، چڑھاوے، نذرو نیاز ڈکارتے رہنا اور کسی کو بھی اطمینان سے حق راستہ پر چلنے نہیں دینا۔ سچ ہے جو آدمی اللہ کے حکم کو جان لینے کے بعد نافرمانی پر اُترا وہ راہ حق سے دور جا پڑا۔"

(۵-المائدہ: آیت ۴۲)

② "کسی کو پیدا کر دینا پھر اس کو بیٹیاں عطا کرنا یا بیٹے عطا کرنا یا اس کو بے اولاد رکھنا، یہ سب کام اللہ تعالیٰ اپنے علم اور قدرت سے انجام دیتا ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان کے مشرکوں کی دیکھا دیکھی یہاں کے بے علم مسلمان بھی اُن کی نقل میں قبروں سے بیٹے بیٹیاں اولاد مانگتے ہیں جب کہ خود صاحبِ قبر بھی پیدا ہونے کے بعد ہی دُنیا میں آیا اور وفات پر یہاں سے لے جایا گیا۔ اب یہ اس کا کام نہیں کہ لوگوں کی عرضیاں سنتا بیٹھے اور بچے دینے کا کام کرتا رہے۔ اس پر بہت سے پیٹ بھرو عالم نما جاہل بہروپئے ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو غیراللہ کو اولاد دینے کے اختیار پر گلا پھاڑ پھاڑ کر وعظ بیان کرتے ہیں ایسے نادانوں کو یہ آیتِ شریفہ غور سے پڑھنی چاہئے۔"

(۴۲-الشوریٰ: آیت ۴۹-۵۰)

عربی زبان

① "نزول قرآن کے پہلے بھی عربی زبان، ایشیا و افریقہ میں اجنبی نہیں تھی، لیکن نزولِ قرآن مجید کے بعد تقریباً پوری دنیا کی زبانوں میں اس کے الفاظ اتنے رواں دواں ہوئے کہ بعض علاقائی

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور محدود زبانوں تک میں اس کے الفاظ بولے جانے لگے۔ آج الحمدللہ عربی زبان، یورپ میں بھی اجنبی نہیں رہی۔ بازاروں، منڈیوں، کھیت کھلیانوں اور چولھے چوکے سے لے کر ایوانِ حکومت میں، تحصیل دار سے چپراسی تک اور تعزیراتی قوانین سے لے کر عدالتوں کے فیصلوں میں بھی عربی زبان اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ پھر قرآن مجید کا ایک اہم معجزہ اب یہ بھی ہمارے سامنے آیا کہ دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں قرآن مجید کے الفاظ بڑی تعداد میں لکھے بولے جاتے ہیں، اس لیے کسی انسان کو قرآن مجید کی عربی زبان سیکھنے میں کسی طرح کی اجنبیت محسوس نہیں ہوتی۔"

(۴۳ - الزخرف، آیت ۳)

شعر و شاعری

(۱) "اکثر پیشہ ور شاعر، رنگین خیالی اور تصوّر کی دنیا میں گمان کے محل بناتے ہیں، جن میں بہت سے خیالات کو حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ پھر بعضوں کی اسی سے روزی روٹی وابستہ ہوتی ہے اس لیے عوام کو خوش کرنے کے لیے بے سر پیر کی باتیں جوڑ جاڑ کر اپنا سکہ جماتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شاعری کو شایانِ شان نہیں بتایا۔ دیکھئے سورہ یٰسین آیت ۶۹ - سورہ الحاقہ آیت ۴۰-۴۳۔"

"بعض شاعر عشقیہ شاعری میں رنگ پیدا کرنے کے لیے اپنی معشوقہ کے لیے آسمان سے تارے توڑ لانے کی بات کرتے ہیں مگر اندھیرے میں ٹانگ باہر نکالنے میں اُن کا دم گھٹتا ہے۔ اسی طرح جنگ نامے اور لڑائیوں کے تذکروں میں تلواروں کی جھنکار کو نظم میں پرولیں گے مگر کسی نے ذرا چاقو بتایا تو بھاگ نکلے۔"

"پیشہ ور شاعروں کی اصل کمزوری بتادی، لیکن چونکہ شاعری ایک فن ہے اور اس فن کا ایک استعمال غلط ہے اور ایک استعمال صحیح ہے۔ بے عمل اور بے ایمان اور بدکار پیشہ ور شاعر کی شاعری ناپسند کی گئی اور اہلِ ایمان، نیکی پر چلنے والے اللہ تعالیٰ کے ذاکر و شاکر نیک بندے، شاعری کے فن میں دین کی خدمت کریں، اُسے پسند کیا گیا۔ مشرک

toobaa-elibrary.blogspot.com

سوسائٹی کے بازاری شاعروں کے مقابلہ میں حقیقت پسندی سے اِس فن کے ذریعہ خدمت انجام دی جائے تو بُرا نہیں۔ اہلِ ایمان میں حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم اور بعد میں عطارؒ، رومیؒ، سعدیؒ، غزالیؒ اور نئے دور میں اقبالؒ، مومنؒ، حالیؒ وغیرہ کو اِس صِنف میں گنایا جاسکتا ہے اور بھی اللہ تعالیٰ کے بیشمار بندے ہوں گے۔"

(۲۶۔ الشعراء: آیت ۲۲۴ تا ۲۲۷)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

① "جب بھی زمین میں بگاڑ اور فساد، مارکاٹ، شرک، بدعات، زنا، جھوٹ، کم تولنا، بہتان، غیبت وغیرہ برائیاں پھیلتی ہیں تو سمجھدار لوگ گھر سے باہر آکر فسادیوں کا ہاتھ روکنے کی کوشش کریں تو عذاب آنے پر منع کرنے والے بچ سکتے ہیں۔ لیکن پچھلے زمانے سے مالدار اور خوشحال طبقہ کا یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ اپنی چودھراہٹ اور بڑائی کی حفاظت کے لیے مجرم طبقہ کی حمایت کرتے ہیں اور مظلوم طبقہ کا ساتھ نہیں دیتے۔ کھاتے پیتے لوگ ہمیشہ سماج میں بڑے مانے جاتے ہیں، اُن کا کام ہے کہ ایسے وقت میں ظالموں کا ہاتھ روک دیں، ورنہ عذاب آنے پر اُن کی بھی خیریت نہیں۔"

"معلوم ہوا کہ کسی بستی میں برائی پھیلنے پر کچھ لوگ اصلاح اور سدھار کی کوشش میں برابر لگ جائیں تو اُن کا یہ اصلاحی کام عذاب کے ٹلنے کا سبب بن جاتا ہے۔"

(۱۱۔ ہود: آیت ۱۱۶۔ ۱۱۷)

پردہ

① "عورت پر لازم ہوا کہ باہر نکلے تو ایک بڑی سی چادر اوڑھ لے اور سر کے اوپر سے چادر

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو تھوڑا سا نیچے کو جھکالے، تاکہ حیادار اور شریف خاتون کی طرح راستہ چلنے میں دوسری بے حجاب عورتوں کے مقابلے میں یہ الگ سے پہچانی جائے اور معلوم ہو کہ یہ پردہ نشین اور حیادار خاتون ہے، پھر ایسی کسی عورت کو چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوئی بھی ہمّت نہ کر سکے گا۔ اصل میں عورتیں جب خود ہی خوب بن سنور کر لوگوں کو اپنا دکھاوا کرانے جا نکلتی ہیں، تب بُرے خیال کے مرد اُن کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ چادر لپیٹ کر پردے والی عورتیں الحمدللہ آج بھی لوگوں کی بُری نظر سے محفوظ ہیں۔"

(۳۳۔ الاحزاب: آیت ۵۹۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

صلۂ رحمی

① "اللہ تعالیٰ کے نام پر تمام کام ہوتے ہیں۔ اُسی کے نام کا واسطہ دے کر لگاؤ پیدا کیا جاتا ہے اور کام نکالے جاتے ہیں۔ بس اللہ سے ڈرو اور رشتے ناطے کے تعلقات خراب مت کرو۔ معلوم ہوا کہ ناطے داروں سے لڑائی جھگڑا اور مقاطعہ بائیکاٹ سب تقویٰ کے خلاف ہیں، ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی سخت نگرانی ہے، وہ بچ نہیں سکیں گے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رزق اور عمر میں برکت چاہتے ہو تو رشتے ناطے والوں سے اچھا سلوک کرو۔"

(۴۔ النساء: آیت ۱)

والدین

① "شرک کی بنیاد، علم اور دانائی پر نہیں بلکہ جہالت اور نادانی پر ہے۔ اب اگر ماں باپ بھی ہم پر زور ڈالیں کہ ہم شرک کو قبول رکھیں تو یہ ہرگز نہ ہوگا۔ دنیا میں ان کے ساتھ بھلی طرح گزران کریں گے، لیکن جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کی بات پر ماں باپ جیسی قابلِ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ادب ہستیاں بھی زور کریں تو اُن کی یہ بات قبول نہ کی جائے گی ۔ اللہ تعالیٰ کا حق ماں باپ سے بھی زیادہ ہے۔"

(۲۹ ۔ العنکبوت : آیت ۸)

① "حضرت لقمان کی نصیحت کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہماری طرف سے بھی انسان کو تاکید کے ساتھ وصیت ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک جاری رکھے ماں باپ جب تک اللہ کی توحید کی نصیحت کریں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اُن کی اولاد کو بھی ماں باپ کا حق ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔"

(۳۱ ۔ لقمان : آیت ۱۴)

لڑکیاں

① "کسی کو اللہ تعالیٰ نے کوئی فضیلت عطا کی ہے، اُس کی ہوس کرنے سے حسد کی آگ بھڑکتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت حاصل کر لینا، کسی کے بس کی بات نہیں، جس کو اللہ نے چاہا، مرد بنا دیا اور جسے چاہا عورت بنا دیا ۔ مرد ہونے پر کسی کام میں اجر اور ثواب بڑھ نہیں جائے گا اور عورت ہونے پر کسی نیکی میں اجر گھٹنے کا نہیں۔"

(۴ ۔ النساء : آیت ۳۲)

② "مشرک لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، مگر جب خود اُن کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو چہرے کا رنگ بگڑ جاتا ہے کہ آج تو منحوس خبر ملی ۔ اب اس کی پرورش کر کے بڑی کریں گے تو کوئی آ کر بیاہ کر لے جائے گا اور کسی کو داماد بنانا پڑے گا اور سسر بننا پڑے گا ۔ علاوہ اس لڑکی سے کوئی مالی معاشی فائدہ بھی نظر نہیں آتا ۔ آج کے پڑھے لکھے جاہل لوگ بھی لڑکی کی پرورش کو بڑی ذلت سمجھتے ہیں ۔ لڑکا پیدا ہو تو خوب مٹھائی بٹیں گی، ڈھول بجیں گے، ناچنا کودنا ہوگا ۔ اور لڑکی پیدا ہو تو سب مزہ کرکرا ہو گیا مٹھائی ہے نہ بدھائی ۔ بیوقوف نہیں جانتے کہ وہ خود بھی کسی عورت ہی کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اورعورت کے بغیر آدمی کا جوڑا نہیں بنتا ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیبی فیصلے سے جسے چاہا عورت بنادیا اور جسے چاہا مرد بنادیا ۔ مشرک لوگ لڑکیوں کی پیدائش پر بہت ناخوش ہوتے اور کوئی تو لڑکی جب چھ سات سال کی ہوتی تو کپڑے پہنا کر بنا سنوار کر جنگل لے جاتے اور گڑھا کھود کر لڑکی کو زندہ گاڑ دیتے ۔ دیکھئے سورۂ تکویر آیت ۸ ۔ ۹ ۔ حدیث شریف میں ایمان والوں کو لڑکی کی پرورش پر بڑی بشارت ہے ۔ دو تین یا صرف ایک ہی لڑکی ہو تب بھی باپ کے لیے جنّت کی خوشخبری ہے ۔"

(۱۶ ۔ النحل : آیت ۵۸ ۔ ۵۹)

مال واولاد

(۱) "مال واولاد سے ہر وقت ، ہر امید پوری نہیں ہوتی بلکہ کبھی کبھی تو مصیبت کا سبب بھی ، مال اور اولاد میں دکھائی پڑتا ہے لیکن نیک عمل ، مومن کے لیے امید و آرزو اور ثواب کے لحاظ سے آخرت میں بن سنور کر باقی رہیں گے ۔"

(۱۸ ۔ الکھف : آیت ۴۶)

(۲) "بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس اللہ کا پیغام پہنچ چکا ہوتا ہے ۔ اب ان کو آخرت کے انجام سے باخبر ہونا چاہیئے مگر ان کو مال اور اولاد سے کام ہے ، یہ مل گیا تو اُن کے سنبھالنے سنوارنے میں لگے ہیں اور اس سے مرتے دم تک فرصت نہ پاسکے ۔"

"مال واولاد کا انجام ، اُسے غیب سے معلوم ہوگیا یا اس نے اللہ سے کوئی معاملہ وعدے کا کرلیا تھا کہ مال واولاد سے اس کا کام آخرت میں بھی چل جائے گا ۔ مال اولاد کچھ اللہ تعالیٰ کے قُرب کا ذریعہ نہیں ، اصل تو ایمان اور نیک عمل ہیں جو اللہ کے قُرب کا ذریعہ ہیں ۔ مال و اولاد بھی اگر ایمان اور نیکی کا ذریعہ بن گئے تو سُبحان اللہ ، ورنہ ایمان اور عملِ صالح ، اصل ہیں باقی کسی کی کچھ اہمیت نہیں ۔"

"ہر آدمی اللہ تعالیٰ کے پاس الگ الگ جانے والا ہے ۔ کوئی کسی کا ساتھی نہیں ، سب

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو اپنا اپنا حساب اکیلے دینا ہے۔ قبر میں بھی آدمی اکیلا ہی جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا، کہ کچھ رشتے ناطے والے بھی ساتھ دفن ہو جاتے ہوں۔ سب مال اسباب کا اصل وارث اللہ ہے۔ اِس مضمون کے لیے دیکھئے (۶) سورۃ الانعام آیت ۹۵۔ (۱۹) سورہ مریم آیت ۹۵۔"

(۱۹۔ مریم: آیت ۷۷ تا ۸۰)

یتامیٰ

(۱) "یتیم جب بالغ اور ہوشیار ہو جائے تو والی پر لازم ہے کہ اس کا مال واپس کر دے اور پنچ حضرات کو اس پر گواہ بنائے۔ یتیم کا نگران اگر مالدار ہو تو یتیم کے مال کی دیکھ ریکھ اور حفاظت پر اُس کے مال میں سے کوئی اجرت نہ لے، لیکن اگر محتاج ہو تو واجبی طور سے اپنا محنتانہ لے سکتا ہے، کوئی حرج نہیں مگر گواہوں کے روبرو یتیم کا مال جب اُسے سونپا جائے تو حساب کتاب سمجھا دیا جائے۔ چوری چھپے کچھ بھی نہ لیا جائے، جو کچھ ہو علانیہ ہو۔"

"یتیم لڑکیاں یا جن کے ساتھ یتیم بچے ہوں، ایسی عورتوں سے نکاح کرنے میں اُن کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کا اندیشہ ہو تو پھر اس گناہ کا خطرہ مول نہ لیتے ہوئے دوسری عورتوں سے نکاح کرنا اچھا ہے۔ مثال کے طور پر کسی یتیم لڑکی کا کوئی والی نہ ہو، مگر اسکے چچا یا خالہ کا بیٹا ہو، وہ اُس سے نکاح نہ کرے کسی اور کے نکاح میں دیدے تاکہ آپ اس کا والی اور حمایتی بنا رہے۔ چنانچہ مسلمانوں میں یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے میں ڈر پڑ گیا بعض یتیم لڑکیاں مالدار اور قبول صورت ہونے پر اُن کے والی خود اپنے نکاح میں لانے کے خواہشمند تھے اور چاہتے تھے کہ جو خاطر تواضع ہم کریں گے کوئی دوسرا نہ کر سکے گا اور بعض موقعوں پر بچے والی بیوہ بھاوج کا نکاح دیور سے کرا دینے میں خاندان اور اُس عورت کی بہتری سامنے آتی، تب ایسے لوگوں نے فتویٰ پوچھا اور یہ آیت شریفہ نازل ہوئی جس میں کہا گیا کہ پہلا حکم جو نازل ہوا تھا وہ اس لیے کہ اُن کے حقوق کی ادائیگی میں کاہلی برتی جاتی تھی، اب اگر کوئی یتیم لڑکی کے ساتھ حقوق کی پامالی کرنے کا اندیشہ نہ رکھے تو اب کھلی اجازت

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے۔ اس اجازت میں وہ عورتیں بھی آگئیں جو اپنے ساتھ پہلے شوہر کے یتیم بچّے لیے ہوئی تھیں اُن سے بھی نکاح کا خواہشمند، چاہے تو نکاح کرے، بہت اچھی بات ہے مگر ہر جگہ یتیم کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھے"۔

(۴۔ النساء: آیت ۶-۱۲۷)

(۲) "آدمی کو اپنی نیّت کا خود بھی جائزہ لیتے رہنا چاہئیے، کسی یتیم کے مال کی خبر گیری یا امانت کی ذمّہ داری ہو، کسی مسجد یا دینی درسگاہ کی ذمّہ داری ہو، کوئی متولی، وٹرسٹی یا مہتمم و خزانچی ہو، ہر ایک اس آیت شریفہ سے سبق لیتا ہی رہے اور کام کرتا رہے۔ اِس آیت میں حکم دیا گیا کہ مال یتیم کے قریب مت جانا مگر اچھے بھلے کے لیے یعنی حفاظت مقصود ہو تو ضرور جائے اور مالِ یتیم کی نگرانی و خبرگیری میں اگر کچھ تنخواہ لینی پڑے غریب نگراں کو تو لینے میں حرج نہیں اور اگر مالدار ہو تو اُسے پرہیز کرنا چاہئیے"۔

(۱۷۔ بنی اسرائیل: آیت ۳۴۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

امانتِ خداوندی

(۱) "پرائی امانت اپنے پاس رکھنے کی جوابداری لینا اور خواہش اس کے خلاف اپنے اندر موجود ہو تو بڑی مشکل پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلافت سے پہلے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو بھی اِس امانت کو قبول کرنے کی پیش کش کی لیکن انہوں نے عذر کیا کہ ہم سے یہ نہ ہو سکے گا۔ شاید آسمان نے کہا ہو کہ ہمیں بس کھڑے رہنا ہے، اس پر قائم ہیں اور یہ امانت اٹھائیں تو اس کے نبھانے میں ہلچل کرنی پڑے گی اور جگہ چھوڑنی ہوگی اور یہ ہماری فطرت میں نہیں۔ زمین اور پہاڑوں نے بھی شاید یہ عذر کیا ہو کہ ہم کو امانت نبھانے کی ہمّت نہیں لیکن انسان کو جب یہ امانت سپرد کی گئی تو اُس نے محبّتِ الٰہی کے جوش میں اٹھا لیا کہ آخر مٹی کا تو بنا ہوں، مٹی میں ملا دیا جاؤں گا۔ اگر کامیاب ہو گیا تو ملائکہ اور جنّات اور ساری مخلوقات پر فضیلت حاصل کرنے کا یہ موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے چنانچہ اس نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بارِ امانت قبول کرلیا۔ اب جاننا چاہئیے کہ قابلیت اور عبادات سے جنّات بھی نیک بن سکتے ہیں اور فرشتے تو گناہ پر قادر ہی نہیں۔ اُن کی فطرت میں صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی ہی رچی بسی ہوتی ہے۔ اور نورانی مخلوق ہو کر، مقرب بھی ہیں اس لیے لطیف یعنی نہایت ہی باریک نور کی کرن کی طرح ہیں، جو تجلیاتِ ربّانی کے مزید متحمل نہیں ہو سکتے، اس لیے فرشتوں نے بھی اِس بارِ امانت کو اٹھانے میں اپنا عذر دربارِ خداوندی میں پیش کیا ہو تو تعجب نہیں۔ البتہ جنّاتوں کے نمائندے ابلیس نے خلافت کی خواہش کا اپنا دعویٰ پیش کیا۔ اِس طرح آدمؑ اور شیطان کی کشمکش کا سلسلہ جاری ہوگیا۔"

(۳۳۔ الاحزاب: آیت ۷۲)

مہر

(۱) "بعض جاہل ماں باپ لڑکی کا مہر خود ہی وصول کر لیتے ہیں اور لڑکی کو نہیں دیتے حالانکہ یہ منع ہے۔ مہر لڑکی کا حق ہے اُسی کو ملنا چاہئیے۔ پھر اگر عورت کسی کے زور سے نہیں بلکہ خود اپنی مرضی سے اپنے شوہر کو یا ماں باپ کو مہر میں سے کچھ دیدے تو کوئی حرج نہیں یہ حلال ہے۔ مہر پر کلّی طور پر مالکانہ حق عورت کا اپنا ہے، وہ جس طرح چاہے خرچ کر سکتی ہے۔"

(۴۔ النساء: آیت ۴)

لعان

(۱) "اگر مرد نے اپنی گھروالی پر بدکاری کا الزام لگایا اور اس کے پاس گواہ نہیں تو اُسے لعان کرنا ہوگا یعنی چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ الزام میں سچّا ہے اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس طرح کی گواہی کو لعان کہتے ہیں۔ اور لعان کرتے ہی عورت پر الزام آگیا اور اُسے سزا دی جائے گی، لیکن اگر عورت بھی مرد کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِس لِعان کا جواب دے تو پھر عورت پر سزا جاری نہ ہوگی البتہ فوراً نکاح ٹوٹ جائے گا اور ہمیشہ اس مرد پر حرام ہو جائے گی "۔

"اپنی آنکھوں دیکھی بات پر الزام لگانے والے کے پاس گواہ نہیں اور اب اپنی عورت سے کسی طرح نباہ ممکن نہیں رہا تو اِس بات کو کہے تو کس سے کہے اور کس طرح کہے؟ ایسے پیچیدہ اور الجھن بھرے مقدمے میں اللہ کا یہ سادہ اور صاف ستھرا آسان قانون نازل ہوا جس کو لعان کہا گیا۔ یہ اس کا فضل اور اس کی رحمت ہے ورنہ آج بھی دنیا کی بہت سی قومیں ایسے معاملات میں اپنا کوئی شرعی قانون نہیں رکھتیں۔ انھیں بہت سی سماجی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کے سبب خاندانی فساد برپا ہوتا رہتا ہے۔ ہم مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے کہ ہمیں ہر چھوٹے بڑے معاملے کی الجھن سے نکالنے کے لیے قانونی آسانیاں عطا فرما دیں "۔

(۲۴-النور: آیت ۶ تا ۱۰)

ظِہار

(۱) "ظِہار اس کو کہا جاتا ہے کہ کوئی اپنی بیوی کو یہ کہہ دے کہ آج سے تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح "۔

"جو شخص اپنی بیوی کو ظہار کے الفاظ بولے اور پھر اس عورت کے پاس جانا چاہے تو دونوں ہمبستر ہوں اِس کے پہلے کفّارہ ادا کرنا ہوگا۔ کفّارہ کہتے ہیں گناہ کو ڈھانک دینے کو۔ ظہار کے کفّارہ میں ایک غلام آزاد کرے اگر یہ نہ ہو سکے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ اس کا خیال رہے کہ دو مہینوں کے درمیان، رمضان المبارک نہ پڑتا ہو، اور وہ دن بیچ میں نہ آجائے جس میں روزہ رکھنا منع ہے جیسے عیدین کے دن۔ ظہار کے روزے لگاتار رکھنے ہوں گے بیچ میں کہیں سے ایک بھی چھوڑ دیا تو روزوں کی گنتی پھر ایک سے شروع کرنی ہوگی لیکن اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو آخر میں ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر دو وقت روٹی سالن کھلائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کچا اناج دینا چاہے تو ہر ایک کو دو سیر گیہوں دینا ہو گا، اگر ایک ہی مسکین کو مسلسل ساٹھ دن تک کھلاتا رہے تو بھی درست ہے۔"

(۵۸۔ المجادلہ : آیت ۲ تا ۴)

بیعت

(۱) "حضور اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایمان والی عورتیں اِس شرط پر بیعت کرنے کو حاضر ہوئیں کہ اِن چھ گناہوں سے بچتی رہیں گی۔ شرک، چوری، زنا، قتلِ اولاد، بہتان اور نافرمانی۔ بیعت کا نبوی طریقہ یہی ہے کہ ان بڑے بڑے گناہوں سے بچنے کا اقرار لیا جائے۔"

(۶۰۔ الممتحنہ : آیت ۱۲)

بیعتِ رضوان

(۱) "جب مکہ والوں نے راہ روکی اور عمرہ کرنے کو مسجد حرام جانے نہ دیا اور حالات لڑائی جیسے ہونے لگے تو حضور اکرم صلی اللہ نے اپنے تمام ساتھیوں سے قول و قرار لیا۔ یہی قول و قرار بیعتِ رضوان کہلاتی ہے۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کی وہ بہت ہی مرتبے والے مانے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِس بیعت والا کوئی شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔"

(۴۸۔ الفتح : آیت ۱۸)

قربانی و ذبح

(۱) "ہر امت میں قربانی کا طریقہ جاری تھا۔ قربانی حلال جانوروں کی ہونی چاہئے جس کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایمان والوں کو بطور غذا استعمال کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہو۔ قربانی کے جانور کے ذبح کے وقت صرف اللہ کا نام پکارا جائے، کسی غیر کا نام نہ لیا جائے۔ یہ تین باتیں ساری دنیا کے اہلِ ایمان میں مشترک تھیں بعد میں شیطان نے آدمی کو الٹی پٹی پڑھا کر اُسے شرک میں مبتلا کیا اور جانوروں کی قربانی، غیر اللہ کے نام ہونے لگی۔ حضرات انبیاءؑ اور مرسلینؑ نے اس شرک کو پوری طاقت سے منع کیا۔"

"ہر مخلوق میں خالق کو پہچاننے کا ایک نشان تو کیا بہت نشان موجود ہیں۔ عقل والوں کو خالق کی پہچان اور معرفت بس ہے لیکن جو قربانی کے جانور ہیں، ان میں تقویٰ اور دل کا ادب آنے سے اور اللہ کا نام لینے سے اس کی اہمیت بڑھ گئی۔ ریگستانی علاقوں میں اونٹ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ریت میں چلے چلنا بوجھ لاد کر طویل مدت سفر کرتے ہی رہنا۔ اونٹنی کا دودھ بھی پینے کے کام آئے اور اونٹوں کا گوشت بھی آدمی کے کھانے کو حلال کر دیا۔ پھر اونٹ میں ایک خاصیت رکھدی کہ کئی کئی دن بلکہ ہفتوں کا پانی پی کر پیٹ کی تھیلی میں جمع کر لیتا ہے، مسافر راہ میں بھٹک کر پانی سے دور جا پڑے تو اونٹ کے ذبح کے بعد پانی کی یہ تھیلی اسے پیاس بجھانے کے کام آئے۔ قدرت کے اِس انتظام پر انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ تمدّن کی ضروریات کی تمام چیزوں کی ایک فطرت اور خاص بناوٹ رکھی، ورنہ بے ترتیب اور بے مقصد تخلیق میں ایسا نظم پایا جانا ہر گز ممکن نہیں۔"

"مشرک لوگ اپنی قربانی کے جانور کا گوشت، کعبہ مکرمہ پر لٹکاتے اور کعبہ شریف کی دیواروں پر خون ملتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا اور اصل حقیقت بتادی کہ گوشت اور خون جیسی چیز کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں، وہ تو تمہارے دل کے تقویٰ اور ادب سے خوش ہوتا ہے۔ رہا گوشت تو تم بھی کھاؤ اور غریب و مسکین، سوالی و بے سوالی سب کو کھلاتے جاؤ۔ غریب مسکین کی ضرورت پوری ہوگئی اور تمہاری منت قبول ہوئی۔ بس بات بن جائے گی۔"

(۲۲۔ الحج، آیت ۳۴ تا ۳۷۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حق و باطل

(۱) "دنیا میں ہزاروں بار باطل ابھرتا ہے اور مٹتا ہے مگر کہیں قرار نہیں۔ حق، لاشریک ہے۔ ہمیشہ طاقتور اور مضبوط۔ اس کے نام کی برکت سے اس کا کلمۂ پاک ہر زمانے میں ہر موسم میں رنگ، خوشبو، لذّت اور مٹھاس میں خوب سے خوب تر۔ اور باطل کا وجود زمین پر کچھ دیر کے لیے ہوا، پھر برباد ہوا، نابود ہوا اور اُس کا جڑ پکڑنا کہیں بھی ممکن نہیں۔"

(۱۴۔ ابراہیم: آیت ۲۶ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

دین و دنیا

(۱) "مومن کو چاہیئے کہ دنیا و آخرت دونوں جگہ کی فکر کرے۔ یہ نہ ہو کہ دنیا کے کاموں میں مشغول ہو کر آخرت سے لاپرواہی کرے اور یہ بھی نہ ہونا چاہیئے کہ آخرت کے کاموں میں لگے تو دنیا کی زندگی میں اپنے نفس اور مخلوق کے حقوق ادا کرنا بھول جائے، بلکہ دونوں طرف نظر رکھے۔"

"اُدھار کے معاملات، قرض، مکان کی خریداری، بکری کی دستاویز لکھنے کا حکم اس آیتِ شریفہ میں دیا گیا ہے اور جس کے ذمّہ حق واجب ہے وہ خود ہی دستاویز لکھوا کر دے۔ ہاں جو نقد کے سودے اور ہاتھوں ہاتھ لینا دینا، بازاروں اور منڈیوں میں ہوتا ہے، اُسے نہ لکھا جائے تو گناہ نہیں۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ سوداگری، کاروبار اور دنیاداری کے معاملات کو ترک کرنا، دین کا حکم بتاتے ہیں، وہ غلط کہتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم پر عمل، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے کی پابندی کرو تو دنیا کے تمام کام، دین کے کام ہیں اور آخرت میں اس کا اجر ملے گا۔"

(۲۔ البقرہ: آیت ۲۲۰ - ۲۸۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

خلافت و حکومت

① ایمان اور عمل صالح پر اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر یہ وعدہ پورا ہوا اور حضور اکرمؐ کے صحابہؓ کے ذریعہ جو ملک بھی اللہ تعالیٰ نے فتح کرائے، اکثر ممالک آج تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔ خلافت اور حکومت کے لیے قرآن مجید کی شرط ہے کہ ایمان اور عمل صالح ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جو دین پسند فرمایا ہے اس پر ایمان والے جم کر قائم رہیں۔ بندگی صرف ایک اکیلے اللہ کی ہونی چاہئے، اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ مانا جائے۔ اس نعمت کی ناقدری نہ کی جائے ورنہ پہلی امتوں کی طرح ناکامی، نامرادی اور بدحالی کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔ اس آیت شریفہ کی روشنی میں ہم دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ آج بھی دنیا میں ہم مسلمانوں کی پچاسوں حکومتیں ہیں اور کچھ کو چھوڑ کر ہر جگہ ایمان اور عملِ صالح کی کمی ہے، جس کے سبب آئے دن ہمیں ہر جگہ بڑی مصیبتوں اور ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اب ہمیں اگر اپنی دنیا و آخرت بنانی ہے تو ہم سب مل جل کر ایمان اور نیک عمل کی ترتیب قائم کرلیں۔ بندگی صرف ایک اللہ تعالیٰ کی کریں اور شرک کی ہر چھوٹی بڑی قسم کو ترک کردیں، تب ہماری بات بن سکتی ہے، لیکن جب سو میں نوے آدمی نماز چھوڑتے ہوں اور سو میں سے ساٹھ آدمی قبریں پوجتے ہوں اور قبروں پر وہی کچھ رسومات کرتے ہوں جو مشرک لوگ بتوں کے ساتھ کرتے ہیں تو پھر ہم میں سے جوشیلے افراد اور بے لگام جماعتوں کو اسلامی حکومتیں قائم کرنے کی بات چلانے کے بجائے اصلاحِ معاشرہ کی طرف اوّل دھیان دینا چاہئے تاکہ کامیابی کی امید باندھی جاسکے۔ (۲۴ النور: آیت ۵۵)

پنچایتی نظام

① اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اسلام میں پنچایتی نظام کی بڑی اہمیت ہے۔ عدل و انصاف

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی بات، کفارہ کے جانور، مسکینوں کو کھانا دینے اور روزے کے دن طے کرنے میں دو معتبر آدمی فیصلہ کریں تو وہ ماننا ضروری ہوا۔ اسی طرح دوسرے معاملات میں بھی مسلمانوں کو چاہیئے کہ پنچ اور حکم مقرر کر کے فیصلہ قبول کریں۔ آج کے زمانے کی کورٹ کچہری اور عدالتوں میں کافروں سے اپنے لئے فیصلہ نہ مانگیں"۔

(۵۔ المائدہ: آیت ۹۵)

رہبانیت

(۱) "درویشی، فقیری، گوشہ گیری اور ترکِ دنیا، سادھو سنیاسی ہو جانا اور لنگر لنگوٹ کس لی، خاص قسم کے کپڑے پہن لئے، بیوی بچے چھوڑے، دکان مکان سے چھٹی لی، قلندر بن گئے، جنگلوں میں رہنے لگے، کمانا جوڑنا اور مخلوق کے حقوق ادا کرنا، لوگوں سے ملنا جلنا سب بند کر دیا، یہ حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا۔ پھر بھی بہت سے لوگوں نے یہ راہ اختیار کی۔ جن کو اللہ نے کتاب کا علم دیا تھا اور انہوں نے اس کی قدر کی، اُن لوگوں نے یہ کام نہیں کئے۔ لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ناواقف رہے، انہوں نے ایسا راستہ اختیار کیا۔ اُن میں دو طبقے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اُسے خوش کرنے کے لیے اپنے دل سے یہ بدعت ایجاد کرتے ہیں۔ مگر انسان کو حاجت لگی ہوئی ہے، کھانا پینا، پہننا، عورت، اولاد، کنبہ خاندان۔ ان حاجات کے سبب ایسے عمل میں قدم قدم پر مشکل پڑتی ہے اور ایمان کو پکڑ رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اِس کھینچ تان میں بھی جس نے ایمان پکڑ رکھا، اُسے اُس کا اجر ملے گا۔ مگر یہ بھی کچھ ضروری نہیں تھا لیکن کرنے والوں نے کیا اور دل تھام لیا تو اللہ کے یہاں اُنھیں بھی کچھ نہ کچھ مل گیا۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو مکار، بدمعاش، جعلساز اور کمینہ ہوتا ہے۔ ترکِ دنیا کا نام لے کر درویشی اختیار کی اور پردے کے پیچھے دنیا کے کتے بنے رہے۔ نام قلندری کا اور کام شیطان کے"۔

(۵۷۔ الحدید: آیت ۲۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مرض و شفا

(۱) "بیماری میں مرض کی صحیح تشخیص اور دوا کی تجویز سب کچھ اپنی جگہ، اچھے سے اچھی ہو، تب بھی اللہ تعالیٰ کے شفا عطا فرمائے بغیر کسی کو شفا حاصل ہو نہیں سکتی۔ آج کے دور میں آدمی نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی دواؤں میں کافی کھوج بین سے بہت سی عجیب عجیب اور جلد اثر کرنے والی دوا، انجکشن، جراحی اور سرجری کا علم حاصل کر لیا مگر پھر بھی قانونِ قدرت میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے۔ تندرستی عطا کرے یا نہ عطا کرے۔ یہیں آکر بڑے بڑے ڈاکٹر بھی گھٹنے ٹیک دیتے ہیں کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا، جو مالک کو منظور ہے وہی ہوگا یعنی مریض اب بچ نہیں سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے عقیدے کا اظہار کر کے بتا دیا کہ شفا دینا بھی صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے۔"

(۲۶۔ الشعراء: آیت ۸۰)

موت و فنا

(۱) "کوئی ایک فرد ہو یا کوئی امّت، ہر ایک کے لیے فنا کا وقت اللہ تعالیٰ نے طے کر دیا ہے۔ یہ وقت اس کے علم میں ہے۔ اور فرشتے جو قضا اور تقدیر کے کارکن ہیں انھیں یہ سب کچھ لکھوا دیا جاتا ہے تاکہ تمام کام انتظام اور ضابطے سے اپنے اپنے لگے بندھے وقت پر برابر انجام پائیں۔"

(۱۵۔ الحجر: آیت ۵)

(۲) "اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ پیغمبرؑ پیدا ہوتے ہیں، وفات پاتے ہیں اور موت کے بعد اُنھیں زندہ کیا جائے گا تاکہ قیامت کے دن اُمّت کے قضیوں کے فیصلے ہوں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (۳) سورۂ آلِ عمران آیت ۱۴۴۔ (۴) سورۂ النساء آیت ۴۱۔ (۱۶) سورۂ النحل آیت ۸۹۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳۹)سورۃالزمر: آیت ۳۰-(۲۱)سورہ الانبیاء آیت ۳۴-۳۵-(۷۷)سورہ المرسلات آیت ۱۱-۱۲۔"

(۱۹۔مریم: آیت ۳۳۔اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۳) "موت سے آدمی کو فرار کیوں؟ جب کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے۔نہ اس کے پہلے آسکے نہ اس کے بعد ٹل سکے۔پھر بھاگ کر کیا فائدہ؟ باطل کے مقابلے میں بھاگ آئے تب بھی دنیا کا جینا کتنے دن تک؟ ہر طرح سے پناہ اور بچاؤ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کہاں ہے اور کون دے سکتا ہے؟ اِن باتوں پر دھیان ہو تو آدمی موت سے بے خبر ہو کر پوری دلیری سے لڑ سکتا ہے ورنہ نہیں"۔

(۳۳۔الاحزاب: آیت ۱۶۔اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۴) "مرنا ہر ایک کو ہے اور اس کے دربار میں پہنچ کر آخری فیصلے ہوں گے۔دنیا میں ہر قضیہ کا صحیح فیصلہ ہونا ممکن نہیں"۔

(۳۹۔الزمر: آیت ۳۰۔اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۵) "موت کو قصہ تمام کرنے والی سمجھتے تھے جب کہ حساب کتاب کا معاملہ،موت کے بعد ایسا کچھ سامنے آیا کہ آخرت کے مقابلے میں موت کو آسان کہنے لگے، جب کہ موت نے ہی اُن کو حشر کے میدان میں لا کھڑا کیا۔جسے قضیہ سمیٹنے والی سمجھے تھے وہ قضیہ شروع کرانے والی نکلی"۔

(۶۹۔الحاقۃ: آیت ۲۷)

(۶) "آج آدمی دنیا میں ہے موت کے بعد آخرت میں جانا ہے۔اچھا ہوتا کہ اپنے جانے کے پہلے نیکیاں بھیج دیتا،مگر نادان انسان اپنے آگے اپنی بدی اور گناہ بھیجتا ہے جب کہ اُسے وہاں ایمان اور نیکی کی ضرورت ہوگی"۔

"مرتے وقت جسم بدن میں کھنچاؤ تناؤ آیا، پنڈلی پنڈلی سے لپٹ گئی، پاؤں بیکار ہوئے، دنیا کا چلنا پھرنا بند ہوا مگر آخرت کا سفر شروع ہوا کہ اب اپنے رب کی طرف چلا چل"۔

(۷۵۔القیامہ: آیت ۵-۲۹-۳۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

تدفین

① "معلوم ہوا کہ مُردے کو دفن کرنے کی تعلیم، اللہ تعالیٰ نے کوّے کے ذریعہ دی ہے۔ کوّوں میں آج بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ کوّے کی میت پر وہ جمع ہو کر غم کا اظہار کرتے ہیں۔ جو لوگ لاشوں کو جلاتے ہیں، اُن کا طریقہ غلط ہے۔ نیز مردے کو دفن کرنے کا طریقہ آسمانی کتابوں کو ماننے والی تمام امتوں میں رہا ہے۔ جو غیر آسمانی مذاہب رکھتے ہیں اُن میں بہت تھوڑے لوگوں کے یہاں مُردوں کو جلانے کا رواج ہے لیکن یہ لوگ بھی صرف شادی شدہ میت کو جلاتے ہیں، غیر شادی شدہ اور نابالغ بچوں کو یہ بھی دفن کرتے ہیں۔ پھر ایک پہلو پر ہر عقلمند آدمی کو غور کرنا چاہیئے کہ جلائے ہوئے مُردوں کے اجزا بہتے ہوئے پانی میں ڈال دینے سے حیاتِ انسانی کے لیے پانی میں ہزاروں قسم کے مہلک جراثیم کا اندیشہ ہے اس کے علاوہ مُردوں کو جلاتے وقت جو بدبو پھیلتی ہے، اس سے بھی صحتِ عامہ کے خراب ہونے کے قوی اندیشے ہیں۔"

(۵۔المائدہ: آیت ۳۱)

عبرت

① "زمین میں اکثر کھنڈرات، سوکھی پڑی باؤلیاں اور ڈراؤنے راج محل جہاں کبھی نوبت بجتی تھی آج اُلّو بول رہے ہیں۔ الٹی ہوئی بستیاں، ویران علاقے، بدبودار دلدل اور زمین میں دھنسے ہوئے شہر، زلزلوں، طوفانوں اور آسمانی عذاب کے شکار ہزاروں مقامات آج بھی موجود ہیں جہاں لوگ آتے جاتے، دیکھتے رہتے ہیں مگر عبرت پکڑنے والے بہت کم ہوتے ہیں کہ جب مر کر جی اٹھنے کی امید نہیں۔ اپنے رب سے ملاقات کا یقین نہیں تو بس ان علاقوں سے بے دھیان گذر جاتے ہیں، کوئی نصیحت حاصل

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں کرتے ؟"

(۲۵۔الفرقان : آیت ۴۰ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "کسی کو یہ خیال ہو کہ قوم ثمود کے لوگوں کے سبب بعد والے ایمان سے کیوں محروم قرار دیئے جائیں تو فرمایا کہ اتنا بڑا بھاری واقعہ زمین پر ہوا کہ دھماکہ سے ثمود کا پورا علاقہ ہل گیا اور سخت آوازوں اور چنگھاڑ سے لوگوں کے دل چیتھڑے کی طرح پھڑپھڑائے کہ پوری قوم لاشوں کا ڈھیر بن گئی ۔ یہ تاریخی واقعہ عرب عوام کے علم میں ہونے کے باوجود بھی اکثر لوگ ایمان سے لاپرواہ ہو کر زندگی گزارتے ہیں ۔ ایسوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے لوگوں کی اکثریت کو مجرم قرار دیا کہ سب کے سب غافل ہیں ، کچھ چند لوگ تو عبرت حاصل کرتے کہ نبیؑ ورسولؑ کی دعوت پر ایمان نہ لانے کا ایسا برا نتیجہ ایک پوری قوم کی قوم بھگت چکی ہے تو ہماری کیا حیثیت ہے ؟"۔

(۲۶۔الشعراء : آیت ۱۵۸ ۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

تہمت بہتان

(۱) "کسی عورت پر بے حیائی کا الزام لگانے میں چار گواہوں کا لانا ضروری ہے ورنہ الزام لگانے والا، تہمت کے جرم میں دھر لیا جائے گا اور اسّی کوڑے مار مار کر اُس کی پیٹھ ادھیڑ دی جائے گی اور ہمیشہ کے لیے کسی بھی معاملہ میں اُس کی گواہی قبول نہیں رکھی جائے گی ۔ ہر کوئی جان لے کہ اسلام میں عورت کی عزت اور ناموس ، عصمت اور پاکدامنی کا کتنا بڑا اکرام ہے کہ اس کے دامنِ عصمت پر الزام لگانے والا اگر چار گواہ نہ لا سکے تو اسّی دُرّے کی سزا بھگتنے کو تیار رہے اور اُسے ہمیشہ کے لیے سماج کے باعزت مقام سے نیچے گرا کر اس کی گواہی کو ہمیشہ کے لیے ناقابل قبول بنا دیا ۔"

"اپنے گناہ کی سزا پالی ، توبہ کرلی ، سدھر گئے تو اب پچھلا گناہ معاف ہو گیا مگر کسی مقدمے میں ایسے آدمی کی گواہی قبول نہ کی جائے گی کہ ایک مرتبہ پاکدامن خاتون پر جو الزام لگایا

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے تو کیا بھروسہ کہ پھر کسی پر جھوٹی بات لگادے۔ سماج کو خطرے سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ ایسے آدمی کو معاملات میں گواہی کے لحاظ سے شامل نہ کیا جائے۔ توبہ کر لینے کی وجہ سے یوں ذاتی طور پر اسے گناہ سے معافی دیدی گئی، یہ اور بات ہے۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ توبہ سے حدِ شریعت ساقط نہ ہوگی بلکہ توبہ اور اصلاح سے آخرت کے عذاب سے بچ جائے گا۔"

"ایمان والی بہنوں پر کلنک لگانے والوں پر بڑے عذاب کی وعید (نوٹس) یہاں جاری کی گئی۔"

"حدیث شریف میں آتا ہے کہ "قَذْفُ الْمُحْصِنَةِ يَهْدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ" کسی پاکدامن عورت پر بدی کا الزام لگانا، آدمی کے سو سال کے نیک عمل کو برباد کرڈالتا ہے۔"

(۲۴۔ النور: آیت ۴۔۵۔۲۳)

سُود

(۱) "سود میں آدمی محنت کچھ نہیں کرتا، صرف حرام کا مال بغیر محنت اور بغیر مشقت، خطرہ (رسک) مول لیے بغیر گھر بیٹھے دُونے پر دُگنا مال بناتے پڑا رہتا ہے۔ یہ طریقہ دوسرے انسانوں کے لیے مالی تنگی کا باعث بنے گا کہ ایک آدمی بغیر کسی قسم کا خطرہ مول لیے، دوسرے افراد کے مال میں سے اپنا مال دوگنے پر دوگنا کرتا چلا جائے، آج کے جاہل ماہرینِ معیشت بھی اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ دنیا میں خوشحالی کا دور لانے کے لیے سُود جیسی لعنت کو طاقت کے زور سے بند کرنا ضروری ہے۔"

(۳۔ آل عمران: آیت ۱۳۰)

زِنا

(۱) "یہاں ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ جُرم کی دو قسمیں ہیں، ایک تو ایسا جرم جس پر صرف شخصی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حقوق متاثر ہوتے ہوں، دوسرے وہ جو ناقابلِ معافی ہوں جس کی سزا دینا حکومت اور سماج کے فرائض میں شامل ہو جیسے کہ زنا کا جُرم۔ اِس پر سماج اور حکومت پر لازم ہے کہ وہ زنا پر تعزیرات جاری کر کے ملزم کو سزا دے۔ ایسے جرم پر فریقین میں سے کسی کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جاہلیتِ قدیمہ اور جاہلیتِ جدیدہ میں جو لوگ بھی سزا کے نفاذ میں کمی زیادتی کرتے ہیں، اُن کی اس حرکت سے سماجی زندگی کا ڈھانچہ بکھرتا رہتا ہے۔ مثلاً آدمی اور عورت دونوں رضامندی سے یہ بدفعلی کریں تو جاہلی قانون انھیں سزا نہیں دے گا لیکن خدائی قانون میں زنا کے جرم میں باہمی رضامندی سے سزا میں کوئی تخفیف نہیں ہوگی اور دونوں میں سے ایک اگر دوسرے کو معاف کر دے تو بھی یہ جُرم قابلِ معافی نہ ہوگا اور سزا جاری کی جائے گی۔ ایسے جرم کے ناقابلِ معافی ہونے اور ناقابلِ راضی نامہ ہونے کے بہت سے اسباب ہیں۔ اس میں سے ایک سبب یہ ہے کہ زنا میں حمل رہنے کا موقعہ ہوتا ہے اور اس صورت میں کسی کی اولاد کسی دوسرے پر لگ جانے سے وراثتی حقوق متاثر ہوتے ہیں اور جسمانی گناہ معاشی گناہ کے چکر کو چلانے لگتا ہے۔ یہ صورتِ حال پورے انسانی معاشرے کو آلودہ کرتی ہے اس لیے اس میں معافی کی قطعی گنجائش نہیں۔ راہبانہ اور جوگیانہ وعظ سے ہٹ کر انسانیت کے ڈھانچے کی اصلاح اور حفاظت کے لیے الٰہی قانون ہی موزوں اور کارگر ہے۔ البتہ شخصی حقوق متاثر ہونے والے جرم میں مظلوم چاہے تو معاف کر دے جیسے کہ کسی کو زخم لگایا گیا یا کسی کی جائیداد چھین لی گئی یا کسی کا مال ہڑپ لیا گیا اور بہت سی صورتیں ایسی ہیں جو شخصی حقوق کو متاثر کرتی ہیں، اس میں صاحبِ حق اپنا حق چھوڑ دے اور بدلہ نہ لے، معاف کر دے تو حکومت اور سماج اس میں جبر نہیں کر سکے گا اور راضی نامہ ہو جائے گا۔"

(۱۶۔ النحل: آیت ۱۲۶۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "زناکاری سے بدی کے راستے کھلتے ہیں۔ شراب، جوّے، ناچ، گانے، قتل بھی اُس کے ساتھ لگے ہیں۔ غنڈہ گردی، آوارگی، نکماپن، بے شرمی، بے حیائی اور ننگاپن یہ سب زناکاری کے ساتھ چلتے ہیں۔ سماج کی بہو بیٹیوں کی عزّت اور عصمت خطرے میں پڑتی ہے اور نسلِ انسانی کے مشکوک ہونے کے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔ زِنا کا رواج پڑنے پر کون کس کا باپ ہے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

کون کس کا بیٹا، اِس کا پتہ چلنا مشکل ہوتا ہے اور آدمیت کی روحانی پاکیزگی اور طہارت کے خلاف وحشی درندوں جیسا سماج میں ماحول پیدا ہو جاتا ہے اِس لیے بڑی سختی سے اُسے منع بھی کیا گیا اور اس پر سخت سزا بھی جاری فرمائی گئی۔"

(۱۷۔بنی اسرائیل: آیت ۳۲ ص۲۴۵)

(۳) "یوں تو قرآن مجید کی ہر ہر سورت، اللہ تعالیٰ نے صاف صاف اور کھلی کھلی نازل فرمائی لیکن یہاں اس کا خاص تذکرہ شاید اس لیے فرمایا کہ اِس سورت میں زنا کی خرابی اور اس کی سزا بیان فرمائی۔ زانی اور مشرک سے تعلقاتِ نکاح میں اپنی ناخوشی ظاہر کی۔ کسی پر تہمت، بہتان لگانے پر سزا کا حکم نازل فرمایا۔ عدالتی احکامات، شہادت اور سزا نافذ کرنا وغیرہ یہ سب قانونی باتیں سماج کو اچھی طرح یاد رہیں اِس لیے اِن احکامات کو فرض کرنے کی حکمت سے آگاہ فرمایا کہ ہم نے اُسے فرض کیا ہے یعنی اس کے احکامات کی بجا آوری کے لیے مسلمان حاکم اور رعایا، خوب دھیان سے عمل کریں اور غفلت نہ برتیں۔"

"زنا کی سزا کے موقع پر ایمانی سماج کا ایک حصّہ حاضر ہونا چاہئے تاکہ سب کو عبرت ہو اور قانون الٰہی کی دھاک بیٹھ جائے۔" (۲۴۔النور: آیت ۱-۲۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

شراب

(۱) "کھجور، انگور کی خوش ذائقہ روزی کو بہترین رزق فرمایا لیکن اسی کو آدمی سڑا گلا کر شراب نکالے تو یہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق کا غلط استعمال ہے۔ شراب کے حرام ہونے کا اشارہ اس آیت میں ملتا ہے۔"

(۱۶۔النحل: آیت ۶۷)

فیملی پلاننگ

(۱) "جاہل عوام اور ظالم حکومتیں بچوں کی پیدائش سے بڑی فکرمند ہوتی ہیں کہ اِن کے کھانے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا انتظام انھیں کرنا پڑے گا۔ آبادی کے بڑھنے پر روک لگاتے ہیں اور طرح طرح کی تدبیریں کرکے آنے والے انسانوں کو روکتے ہیں یا قتل کرڈالتے ہیں۔ نہیں جانتے کہ خود اُن کے کھانے کا جس مالک نے انتظام کیا تھا اور اُنھیں روزی دیئے جارہا ہے وہ آنے والوں کو کیوں مار ڈالیں۔ دختر کشی و نسل کشی اور قتل اولاد سے نسل انسانی کو گھٹانے والے نہیں جانتے کہ دنیا میں کیسے کیسے اہم انسانوں کو اپنا اپنا کردار ادا کرنے کے پہلے ہی ان ظالموں نے مار ڈالا ہے"۔

(۱۷۔ بنی اسرائیل: آیت ۳۱)

عُریانیت

(۱) "ننگا رہنا انسانی فطرت کے خلاف ہے اس لیے لباس کو تنزیل فرمایا۔ انسان کے سوا جتنے جانور زمین میں پائے جاتے ہیں، کوئی لباس نہیں پہنتا، سب ننگے رہتے ہیں۔ جو لباس سے نفرت کرکے ننگا ہوا، وہ انسان سے جانور ہوگیا۔ پوشاک اور لباس، اللہ تعالیٰ کے رسولوںؑ کی سنّت ہے"۔

جس زمانے میں قرآن نازل ہوا، مکّہ میں بعض جاہل ایسے بھی تھے کہ یوں تو کپڑے پہنتے لیکن جب کعبہ کا طواف یا عبادت کرتے تو ننگے ہو جاتے۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے پابند کیا کہ مسجد میں اور ہر سجدہ کے وقت پوشاک لباس کو ٹھیک سے پہن لیں اور کھانے پینے میں بھی فضول کی پابندیاں اور رسومات نہ ڈالیں۔ یہ اس لیے فرمایا کہ تارک الدنیا اور لنگر لنگوٹ والے، ننگے اور بھوکے پیاسے رہیں اور نفس کشی کریں تو یہ بات خدا کو پسند نہیں۔ آدمی کو چاہئے کہ ہر معاملے میں حد کے اندر رہے۔ یہیں سے علمائے کرام نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ نماز میں مرد کو کمر سے گھٹنوں تک اور عورت کو سارا بدن ڈھانکنا فرض ہے اور نہایت باریک کپڑا کہ بدن یا بال نظر آئیں ٹھیک نہیں ہے"۔

"دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے لباس، زینت، رزق اور حلال پاک چیزیں رکھی گئی ہیں۔ مومن اور منکر سب ایک ساتھ زمین پر بستے ہیں اس لیے کافر بھی یہاں ان کا فائدہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اٹھاتے ہیں، لیکن قیامت میں صرف ایمان والے اِن چیزوں کا استعمال کریں گے۔ کافر و منکر محروم کر دیئے جائیں گے مگر بعض بد نصیب کافر ایسے بھی ہیں جو اس دنیا میں ننگے رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں اور حلال چیزوں سے بچتے ہیں۔ جیسے کھانا پینا، بیوی بچے وغیرہ۔ قیامت کے عذاب کا ابھی سے تجربہ شروع کر دیا۔" (۷-الاعراف: آیت ۲۶-۳۱-۳۲)

جاہلی رسوم

(۱) "بعض جاہل لوگ چاند کو پوجتے اور سجدہ کرتے تھے جو کہ انسانوں کی خدمت کے لیے قدرتی جنتری کا کام انجام دے رہا ہے۔ کفر کی رسموں میں یہ بھی تھا کہ حج کے لیے جب گھر سے نکل پڑتے اور پھر کسی وجہ سے گھر میں جانا ہوتا تو پیچھے سے جاتے یا چھت میں سوراخ کر کے کود تے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو غلط بتایا اور یہ حکم دیا کہ تقویٰ چاہیئے، رسمی معاملات سے کچھ نہیں ہوتا۔ گھر میں جانا ہو تو دروازوں سے جانے میں کوئی حرج نہیں۔" (۲-البقرہ: آیت ۱۸۹)

(۲) "جاہلیت میں لوگ اپنے گھریلو لڑائی جھگڑوں میں گالی گلوج یا مار پیٹ میں غصّہ کی حالت میں اپنی بیوی کو ماں کہدیتے کہ آج سے تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ رواج کے تحت اس بول کے بولنے سے عورت کو ماں سمجھ لیا جاتا اور نکاح ٹوٹ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی جہالت والے رواجی چلن کو بند فرما دیا کہ ماں کہدینے سے کوئی ماں نہیں ہو جائے گی اور کسی کو مُنہ سے بیٹا کہدینے سے وہ سچ مچ کا بیٹا نہیں ہو جائے گا۔" (۳۳-الاحزاب: آیت ۴)

گواہ

(۱) "آدمی کے ہر عمل پر فرشتے گواہ ہیں۔ ہر کام کو اور ہر بول کو لکھ لیتے ہیں پھر اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو ہر کام کی خبر ہے اور اللہ تعالیٰ خود گواہ، موجود ہے۔ کوئی عمل اس کی بصیرت اور نگاہ سے چھپا ہوا نہیں۔ لیکن بدعمل لوگوں کے لیے ایک گواہی اور بھی رکھ دی، جس کا انکار کرنا کسی

toobaa-elibrary.blogspot.com

مجرم کے بس میں نہیں، یعنی خود مجرم کے ہاتھ پیر، مُنہ زبان، جلد چمڑے، بال کھال سب کے سب تمام اعمال کی مُنہ بولتی گواہی قیامت کے دن پیش کردیں گے۔ اس کے بعد کسی مجرم کے لیے اپنے گناہوں کا اقرار کیے بغیر چارہ نہیں رہے گا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے ۳۶ سورہ یٰسین آیت ۶۵، ۴۱ سورہ حٰم السجدہ آیت ۲۰ - ۲۲ "

(۲۴۔النور: آیت ۲۴)

تجارت

(۱) "ناپ تول میں کمی اور ڈنڈی مارنا، یہ گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی سزا ملے گی، لیکن دنیا میں بھی ایسے لوگوں کی خیریت نہیں اور اُن کا انجام بہت ہی بھیانک ہوتا ہے غریب لوگوں کو دھوکہ بازی سے مال میں ناپ تول کم کردیا اور اس طرح وقتی طور پر ایک تاجر طبقہ خوشحال ہوگیا۔ مگر سماج میں اُس کی ساکھ گرتے گرتے، عوام کے غصہ و غضب میں ایسا گھیرا جائے گا کہ ایک دن غریب عوام اس کی ترازو باٹ، ناپ تول تو کیا حویلی، دکان اور جسم و جان کو بھی جلا کر بھسم کردے گی اور کوئی رونے والا بھی باقی نہ ہوگا، اسی لیے فرمایا کہ خیریت اور انجام کی بہتری اِسی میں ہے کہ ناپ تول ٹھیک رکھو۔"

(۱۷۔بنی اسرائیل: آیت ۳۵ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "تجارت و سوداگری بُری چیز نہیں۔ جو لوگ اُسے دنیاداری کہتے ہیں اُن کا قول صحیح نہیں بلکہ ایسی تجارت اور سوداگری جو اللہ کے ذکر سے، نماز سے، زکوٰۃ کی ادائیگی اور دوسرے فرائض سے روک دے اور غافل کردے وہ منع ہے ورنہ دین کے ساتھ تجارت و سوداگری عین عبادت ہے۔"

(۲۴ - النور: آیت ۳۷)

شکار

(۱) "شکار کو جھپٹنے پکڑنے اور زخمی کرنے کے لیے جانوروں کو تعلیم دی جائے جیسے کہ شکاری

toobaa-elibrary.blogspot.com

کتّا، باز، شکرہ وغیرہ۔ یہ شکاری جانور اگر سدھا کر تعلیم دیکر شکار کرنے کے لیے چھوڑے جائیں کہ وہ شکار کو روک رکھیں یعنی زخمی کر کے مالک کے لیے روک رکھیں اور پھر اُس جانور پر اللہ کا نام لے لیا جائے تو حلال ہے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ شکاری جانور کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لے کر چھوڑا تب بھی شکار حلال ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ لیکن ہمارے نزدیک پہلی بات زیادہ صحیح ہے اور اس میں شک سے بچاؤ ہے، دوسری بات میں مشکوک ہونے کا شبہ دکھائی دیتا ہے۔"

(۵ المائدہ : آیت ۴)

زمین

(۱) "اِس آیت میں اشارہ ہے سات زمینوں کا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کی تفصیل کیا کچھ ہوگی۔ علمائے کرام کی اکثریت اس طرف رہنمائی کرتی ہے کہ جس طرح سات آسمان ہیں اسی طرح اوپر تلے یا آزو بازو سات زمینیں ہو سکتی ہیں۔ ہر زمین، ہر آسمان اللہ تعالیٰ کے حکم میں جکڑے ہوئے ہیں۔ سب آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کا امر نازل ہوتا ہے، اور تمام زمینوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا حکم جاری ہے۔"

(۶۵۔ الطلاق : آیت ۱۲)

(۲) "زمین میں نرمی اور سہولت رکھی تاکہ آدمی اس میں جوتنا بونا کر سکے اور راستے بنا سکے اور اللہ تعالیٰ کا دیا رِزق اُگا سکے۔ اگر زمین میں یہ سہولت اور نرمی نہ رکھی گئی ہوتی تو آدمی یہاں کچھ بھی پا نہ سکتا تھا اور کچھ کھا نہ سکتا تھا اور اگر زمین کو دلدل یا دھنسن جیسی بنا تا یا وہ تھرتھراتے رہتی تو انسان کا کنبہ یہاں ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ پھر اُس اللہ تعالیٰ سے آدمی بھلا کیسے بے خوف رہ سکتا ہے جس کی یہ شان ہو کہ ہماری سب ضرورتوں کا خیال فرمایا ہے۔"

(۶۷ الملک : آیت ۱۵-۱۶)

رِزق

(۱) "انسان اپنی غذا کو زمین سے اپنی ضرورت بھر حاصل کر لیتا ہے اور اپنے پالتو جانوروں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو بھی کھلاتا ہے، لیکن بے شمار مخلوق ایسی ہے جن کے کھلانے کی ذمہ داری انسان پر نہیں ہوتی اُن کا رِزق بھی اللہ تعالیٰ ہی کے ذمّہ ہے جیسے جنگل کے جانور، حشرات الارض اور پرندے وغیرہ۔"

"کوئی یہ نہ سمجھے کہ انسانوں اور دوسرے جانوروں کی ضروریات پر رزق کا اللہ تعالیٰ نے جو انتظام فرمایا تو بس اُس کے پاس اتنا ہی تھا، بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ایک ایک چیز کے بے انتہا خزانے اُس کے پاس موجود ہیں اور کتنا ہی خرچ ہونے پر بھی اُس کی ملکیت میں کسی چیز کی ذرّہ برابر کمی نہیں ہوتی۔ خاص مقدار کا مطلب یہ ہے کہ ہر جاندار کو اس کا حصّہ خود اُس کی صلاحیت اور اہلیت کے مطابق ملتا ہے۔ ربِ کریم کی جانب سے ہر ایک کے ساتھ انصاف ہی کیا جاتا ہے۔"

(۱۵ الحجر: آیت ۲۰-۲۱)

ہوائیں

① "یہاں اللہ تعالیٰ نے پانچ طرح کی ہواؤں کی شہادت پیش فرمائی۔ ایک وہ جو ہر وقت بھلی لگے، چاہے جو موسم ہو۔ ہوا چلی کہ دل خوش ہو جائے۔ دوسری وہ جو آندھی بن کر آئے اور توڑ پھوڑ مچائے۔ تیسری وہ جو بادلوں کو بکھیر دیتی ہے۔ چوتھی ایسی ہوا کہ جس کے سبب چیزیں پھٹ جائیں۔ پانچویں وہ جس کے آنے سے آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اس میں انسان کے نفع نقصان اور خوشی غم کی تاثیر رکھ دے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی معرفت کے نشانات ہیں۔"

"پانچ قسم کی ہوائیں دیکھنے کا ہر آدمی کو موقع ملتا ہے، اس کو بطور قسم، شہادت اور گواہی میں پیش فرمایا تاکہ ہر کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ اب جس کے نصیب میں نہیں، اُس کا کوئی عذر باقی نہیں رہا۔"

(۷۷ المرسلات: آیت ۵-۶)

ہوائی جہاز اور دیگر سواریاں

① "اِس آیت شریفہ میں آنے والے زمانے کی خبر دی گئی ہے کہ آج گھوڑے، خچّر اور گدھے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی سواری کرتے ہو اور آگے سواریوں کی زیادہ ضرورت پڑنے پر اور بھی سامان سفر کا انتظام، ہم کریں گے۔ اسی لیے فرمایا "وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ" یعنی اور ایسی سواریاں پیدا کرے گا جو تم ابھی نہیں جانتے۔ جیسے آج کے زمانے کی ریل گاڑی، موٹر، سمندری مشینی جہاز اور ہوائی جہاز وغیرہ۔ نزول قرآن مجید کے وقت آدمی کو یہ میسّر نہیں تھے اور آج الحمدللہ قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور آیندہ انسان کو ضرورت پڑنے پر اور بھی اس سے زیادہ تیز رفتار اور زیادہ سہولت والی سواریاں ملنے کے امکانات ہیں۔" (۱۶ النحل، آیت ۸)

② "آج کے زمانے میں جسے ہوائی جہاز کا سفر کرنے کا موقع ملا ہو، اُسے بہت بار دکھائی دیتا ہے کہ پہاڑوں جیسے بڑے بڑے بادل ایک دوسرے سے الگ الگ بھی چلتے ہیں اور آپس میں مل بھی جاتے ہیں۔ جب یہ بادل ایک پر ایک، تہہ بہ تہہ جمع ہوتے ہیں تو سینکڑوں میل تک ہوائی جہاز بادلوں کے اندر ہی اندر اڑنے پر مجبور ہوتا ہے اور ہر وقت خطرہ بنا رہتا ہے کہ ہلکی سی بجلی سے جہاز جل کر خاک ہو جائے۔ بہت سے ہوائی حادثے بدلیوں کے سبب بھی ہوتے ہیں۔"

(۲۴ النور: آیت ۴۳)

شہد کی مکھیاں

① "ڈنک مارنے والی شہد کی مکھی کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم اُس کے جی میں ڈالا تو اُس نے ذہانت، ہنر اور فراست میں ایسی شہرت پائی کہ حیوانی دنیا میں اس کا خوب اونچا مقام ہوا۔ تعمیرات کے ماہر ترین انجینیروں سے کہیں زیادہ حُسنِ تدبیر اور حُسنِ انتظام میں شہد کی مکھی کا ہنر قابلِ رشک ہوا۔ پہاڑوں، درختوں اور اونچے مکانوں میں لٹکتے پہلو دار اور ایک ہی طرز (سائز اور اِسٹائل) کے چھتّوں سے عقل انسانی حیران ہے۔"

"شہد کے کئی کئی رنگ ہوتے ہیں اور لذّت و ذائقے بھی الگ الگ ہوتے ہیں مکھیاں بہت سی قسم کی کچھ چھوٹی اور کچھ بڑی اور ڈنک مارنے والی۔ بعض مکھیوں کا ڈنک اس قدر زہریلا ہوتا ہے کہ آدمی کو ڈنک مار دے تو آدمی بھی مر سکتا ہے۔ اُن کے گھروں کے چھتّے،

toobaa-elibrary.blogspot.com

خانے دار ہوتے ہیں اور نظم وضبط ایسا کہ تمام مکھیاں اپنی ایک مکھی رانی کی اطاعت کی پابند۔ شہد کے علاوہ موم وغیرہ بھی اُن کے چھتوں میں پایا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی کئی طرح کی شہد کی مکھیاں ہیں، ان میں "آگیا اور کوٹیا" نام کی مکھیاں مشہور ہیں۔ جنگل میں رہنے والے بن باسی لوگ اُن کے بہت سے نام بتاتے ہیں کہ اہلِ لغت بھی حیران ہیں۔ حدیث شریف کے مطابق شہد میں ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ آج بھی دوا سازی اور معجون میں اس کا استعمال خوب خوب ہوتا ہے۔"

(۱۶ النحل: آیت ۶۸-۶۹)

زیتون

(۱) "یہ تذکرہ ہے زیتون کے درخت کا۔ اس کی بھاری پیداوار کی جگہ، طورِ سینا، کا علاقہ ہے۔ اس درخت کی عمر ہزاروں سال ہوتی ہے۔ زیتون کا ذکر سورہ والتین میں بھی آیا ہے۔ اس کا پھل بیر کی طرح ہوتا ہے جتنا چباتے جاؤ لذت میں عمدہ اور بڑھیا معلوم ہوتا ہے۔ اس میں تیل بھی خوب نکلتا ہے۔ اس کا اچار ڈالنے سے اس کا تیل رِستا رہتا ہے۔ اس کے روغن میں روٹی ڈبا کر کھالو تو سالن کا مزہ خوب لیا جا سکتا ہے۔"

(۲۳ المومنون: آیت ۲۰)

باغبانی

(۱) "باغیچوں کو باڑھ لگانا، کانٹے دار جھاڑی لگانا، احاطہ کرنا تاکہ باغ کی حفاظت ہو۔ اس سے کہیں زیادہ اچھا یہ کہ باغ کے آس پاس ایسے گھنے درخت ہوں جو اونچے پورے ہوں، ساتھ ساتھ پھل بھی دیتے ہوں تو دگنا فائدہ۔ ایک باغ کی حفاظت دوسرے آمدنی میں اضافہ۔ ہمارے یہاں بنگال میں ایسے باغ کو "باڑی" کہتے ہیں اور کیرالہ اور کرناٹک میں باغ کے آس پاس اس طرح کے درخت ہوتے ہیں۔ باہر سے باغ ڈھنکا ہوا گھنے جنگل کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

طرح دکھائی دیتا ہے۔ اندر جانے پر سب منظر سامنے آجاتا ہے۔ ایسے باغات بہت ہی قیمتی سمجھے جاتے ہیں۔ کئی کئی باغات کا گروپ ہو اور بیچ بیچ کی زمین بھی کھیتی سے آراستہ ہو۔ یہ مناظر بھی ایسے باغوں میں آدمی کی نگاہ کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔"

(۱۸ الکہف : آیت ۳۲)

اُمّہاتُ المومنینؓ

① "اِس آیت میں عام اہلِ ایمان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں الگ الگ احکامات بیان فرمائے۔ وہ اہم اور تجربہ کار خواتین جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور مہاجرات بنکر اسلام کے لیے بڑی بڑی قربانیاں پیش کیں۔ ان میں سے آپ جنہیں چاہیں اپنی زوجیت کا شرف عطا فرمائیں۔ نیز جنگ میں پکڑی ہوئی خواتین اور مومنہ عورت جو اپنے آپ کو نبیؐ اکرمؐ کی خدمت میں بطور زوجہ، بغیر مہر پیش کر دے۔ اگر نبیؐ اکرمؐ چاہیں تو اُن سے بھی نکاح کر سکتے ہیں تاکہ آپ پر اسلام کے دعوتی کاموں میں خواتین کے شعبہ کے متعلق احکامات امت کی بیٹیوں تک پہونچانے کے لیے تربیتِ نسواں میں حلقہ تنگ نہ ہو اور کشادگی رہے۔"

(۳۳ الاحزاب : آیت ۵۰)

"سورہ حُجرات میں جو آپ کے حجرہ مبارک کا بیان آیا ہے، آج اسی جگہ پر یہ حُجرات قائم ہیں جہاں مسجد نبویؐ میں آپ کا روضہ مبارک ہے۔ ان مکانات میں آپ کی رہائش تھی اور یہیں سے تمام کاموں کی دیکھ بھال اور مرکزیت جاری تھی۔ اِنھیں حجرات میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا بھی آپ کے ساتھ قیام تھا۔ یہاں اِس آیت میں اس بات کی اجازت دی کہ دعوتِ ایمان کے کاموں میں دیکھ بھال اور خود خواتینِ اسلام کے لیے تربیت دینے والی ازواجِ مطہراتؓ کو دینِ حق کی پوری معلومات سے ان کو اچھی طرح واقف کرنے کے لیے ضروری تھا کہ جب جس بیوی صاحبہ کو چاہیں زیادہ وقت کے لیے اپنے قریب رکھیں اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

جب جن ازواجِ مطہرات رضؓ کے لیے چاہیں انھیں بعد میں موقعہ دیں اور اسی طرح مصلحتِ دینی کے تحت، محسن انسانیتؐ کی تربیت سے ازواج مطہراتؓ کا وہ نورانی قافلہ تیار ہو جائے جس کی تعلیم سے تمام دنیا کی عورتوں کو مشکوٰۃ نبوت کی روشنی ملتی رہے۔"

(۳۳ الاحزاب : آیت ۵۱ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

(۲) "حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض ازواجِ مطہراتؓ کی خاطر ایک حرم میں شہد نوش فرمانا موقوف کیا اور اِس معاملہ کو راز میں رکھنے کی ہدایت فرمائی کہ دوسری ازواج مطہراتؓ کو اُس کی اطلاع نہ دی جائے۔ اس پر یہ آیات نازل فرمائی گئیں۔"

"معلوم ہوتا ہے کہ شافع محشر نبی رحمت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی گھریلو معاملہ ہوگا۔ تمام ازواجِ مطہراتؓ کو نہ کہتے ہوئے کسی ایک بیوی صاحبہ کو چپکے سے کوئی بات فرمائی اور دوسری زوجہؓ کو خبر دینے سے منع کیا، لیکن یہ بات چرچے میں آگئی اور دوسری امہات المومنینؓ کو معلوم ہو گیا۔ حضور اکرمؐ کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ آپ نے جو بات چپکے سے کہی تھی وہ اس بیوی صاحبہؓ نے دوسری ازواجِ مطہراتؓ کو سنا دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایت میں اُن بیوی صاحبہؓ سے دریافت فرمایا اور اُن کی دل شکنی نہ ہو اس لیے کچھ پہلو نظر انداز فرما گئے۔ بس اس کے آگے ہم کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ تفصیل نہیں بتائی تو ہم کو اِس کرید میں نہ پڑنا چاہیئے کہ وہ بات کیا رہی ہوگی؟ مفسرین نے اس میں بہت سی تفصیلات لکھی ہیں جو دیکھنا چاہے دیکھ لے۔ البتہ اس آیت نے یہ فیصلہ کر دیا کہ کسی بھی معتبر سے معتبر کو بھی کوئی بات چپکے سے بتا کر یہ تقاضہ کیا جائے کہ دیکھو کسی سے مت کہنا، لیکن کتنی ہی بڑی سطح کی بات ہو، راز کی بات راز میں رکھنا شاید انسان کے بس میں نہیں۔ دوسرے سے کہہ کر ہی چین لیتا ہے شاید انسانی فطرت میں یہ تقاضا ہو کہ دل کی بات دل میں نہ رکھ سکے، تب بھی تعجب نہیں۔"

(۶۶ التحریم : آیت ۳ - ۴)

"بخاری شریف اور مسلم شریف میں امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اعظم برحق صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک زوجہ محترمہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس جب تشریف لیجاتے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا سرورِ عالمؐ کو شہد پیش فرمایا کرتیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس پر حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے طے کیا کہ حضور اقدسؐ جب حضرت زینبؓ کے یہاں سے شہد نوش فرما کر، اُن کی باری پر اُن کے یہاں آئیں تو دونوں میں سے ہر ایک سرکارِ دوعالم سے یہ عرض کرے کہ آپ نے کیا "مغافیر" نوش فرمایا ہے؟ مغافیر ایک قسم کا گوند ہوتا ہے۔ صاحب قرآن محسنِ انسانیتؐ نے فرمایا کہ ہم نے تو زینبؓ کے یہاں شہد پیا تھا۔ اچھا جب تم کو ناپسند ہے تو ہم آج سے شہد نہیں پئیں گے۔ شاہِ اُمم ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہراتؓ کا بہت خیال فرماتے، اُن کے ساتھ بہت اخلاق اور لطف و کرم سے پیش آتے، اِن دونوں کی دلجوئی مقصود تھی اس لیے فرمایا کہ یہ بات راز میں رکھنا، کسی سے بھی مت کہنا۔ اس کی اطلاع کبھی نہ زینبؓ کو ہو جائے تو اُن کی دل شکنی ہوگی۔ لیکن دونوں ازواجِ مطہراتؓ اِس بات کو راز میں نہ رکھ سکیں اور حرم نبویؐ میں تمام ازواجِ مطہراتؓ کو اس کا علم ہو گیا اِس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ کسی معمولی بات پر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہونچائی جائے۔ نبی اکرمؐ جب اتنا خیال رکھتے ہیں کہ تمہاری دل شکنی نہ ہو تو تم کو اُن کا زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کہ نبیٔ اکرمؐ کو ذرا بھی ذہنی پریشانی نہ ہو۔"

"اِس آیت مبارکہ کے اترنے پر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہُنّ کو بہت خوف ہوا۔ تمام ازواجِ مطہراتؓ اکٹھی ہوئیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف خدمت اور آپ کی مکمل اطاعت کو نعمتِ ربّانی تسلیم کیا۔ سب کی سب ازواج مطہراتؓ اپنے مرتبے اور عظمت پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام امّہات المومنینؓ سے راضی ہوا۔"

(۶۶ التحریم: آیت ۴۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

اُمیّین

(۱) "اُمیّین ان لوگوں کو کہا گیا ہے جو کتاب پڑھنا نہیں جانتے تھے۔"

"اُمیّین کے معنی بے پڑھے لکھے ہیں۔ یہ جمع ہے اُمّی کی۔ یہودی لوگوں نے پرایا مال ہڑپ کر جانے کو یہ غلط مسئلہ بنا لیا تھا کہ غیر دین والوں کی امانت میں خیانت کرنے میں ہم کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

گناہ نہیں ہے۔ ایسے بے ایمانوں کی بات، دین میں کیا سند ہو سکتی ہے۔ یہود کا عقیدہ تھا کہ جو یہودی نہیں ہے وہ جاہل ہے۔ بے پڑھا لکھا آدمی، ملحد اور غیر ہے۔ انگریزی میں اُمّی کا مطلب جنٹائل ہے یعنی غیر یہودی اور ملحد آدمی۔ حالانکہ اُمّی کے معنی صرف بے پڑھے لکھے اور ناخواندہ کے ہیں مگر بعد میں ہر فرقہ نے اپنی اپنی پسند اور ضرورت کے مطابق لفظ اُمّی کو اپنی چاؤ پر ڈھال لیا، جیسے ہمارے زمانے میں لفظ وہابی کہ طرح طرح کے الزام لگ کر وہ ایک لقب بن گیا ہے مگر کوئی شخص بھی اپنے آپ کو وہابی نہیں کہتا۔ اپنے مخالف کو الزام دینے کے لیے یہ لفظ چل پڑا لیکن اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام وہاب ہونے سے اس کے معنی میں کوئی خرابی نہیں لیکن بولنے والے کسی نجدی قبیلے کے سردار کا نام بتا کر اپنے مخالف پر، وار کرنے کے لیے اِس لقب کو خوب اچھالتے ہیں۔ جاہلوں کے یہاں، کسی لفظ کے معنی مطلب اور تحقیق سے کوئی غرض نہیں ہوا کرتی بلکہ جھگڑا کرنے کے لیے بات کا بتنگڑ بناتے ہیں اور اسی میں شان سمجھتے ہیں۔ یہی حال یہود کا تھا۔ اُمّی کے معنیٰ اپنے سوا غیر کے یا مخالف مذہب یا ملحد کے وہ بتلاتے اور پھر ہر طرح کی ناانصافی اپنے مخالف کے لیے جائز کر لیتے تھے۔"

(۳ آل عمران: آیت ۷۵-۲۰)

انصار

(۱) "یہ تعریف ہے مدینہ طیبہ کے انصاریوںؓ کی، جو مہاجرینؓ کو راحت پہنچانے میں اپنی جان و مال، کنبہ و خاندان اور اولادیں وہ کسی ضرورت کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتے اور ہر طرح اپنے مہاجر بھائیوںؓ کے لیے سہولت کا پورا انتظام کرتے تھے۔"

(۵۹ الحشر: آیت ۹)

قریش

(۱) عرب میں قریش نامی قبیلہ بہت مشہور تھا۔ تجارت، معاملہ فہمی اور سوجھ بوجھ، شرافت

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں اُن کا بڑا نام تھا اور یہی قبیلہ کعبہ کا متولّی تھا۔ اللہ تعالیٰ کے گھر کا ہمسایہ اور خادمِ کعبہ ہونے کے سبب اِس قبیلے کے ایک ایک آدمی کی عزّت کیجاتی تھی۔ جہاں جاتے ہاتھوں ہاتھ عوام اُن کو اٹھا لیتے تھے۔ جاڑے میں اُن کے تجارتی قافلے یمن کی طرف چلتے اور گرمی میں شام کی طرف جاتے۔ لوگ ان کو بہت چاہتے اور تحفے تحائف سے اُن کا استقبال کرتے۔ لڑائی جھگڑے میں قبائلی علاقے مار کوٹ کرتے مگر کعبہ کے متولّی ہونے کے سبب قریش پر کوئی ہاتھ نہ ڈالتا۔ سب اُن کا ادب کرتے۔ حرم کے ادب سے چور ڈاکو حملہ آور بھی یہاں نہ آتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قبیلے میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے احسانات یاد دلائے کہ کعبہ شریف کی عظمت کے سبب تم کو روزی عزّت اور امن حاصل ہے۔ اِس گھر کے مالک کی بندگی تم پر لازم ہے۔" (۱۰۶ القریش: آیت ۱)

قومِ لوطؑ

(۱) "لڑکوں سے جسمانی لذّت کے نشہ میں ایسے دھت ہوئے کہ آنکھ کا نور بھی سلب ہوگیا اور انجام سے بے خبر ایسے ہوئے کہ وقت کے نبی حضرت لوط علیہ السلام کی سوز میں ڈوبی ہوئی ہمدردی سے بھرپور تقریر کا کچھ بھی اثر نہ لیا۔ کسی قوم کے بُرے دن آتے ہیں تو پھر اُس کا یہی حال ہوتا ہے۔"

"آگ اور تیز جلن سے خوب خوب گرم کنکر پتھّر برسنے لگے کہ مجرم تمام کے تمام جھلس کر رہ گئے اور بستی کو اوندھا کر کے الٹ دیا گیا۔"

"اِس آیت شریفہ سے ایک اشارہ یہ بھی ملتا ہے کہ ہم جنسی کا فعل کرنے والے کا چہرہ نور کھو بیٹھتا ہے۔ اُس کی صورت پر ایسی پھٹکار برستی ہے کہ عقل مند آدمی فوراً تاڑ لیتا ہے کہ یہ شخص ہم جنسی کے مکروہ فعل کا مجرم ہے۔"

"اب یہ علاقہ بنجر اور بڑا ڈراؤنا معلوم ہوتا ہے۔ مکّہ سے شام جانے والے قافلے اور عراق سے مصر کا سڑک سے سفر کرنے والے اِن علاقوں سے گزرتے ہیں، اِس جگہ کسی زمانے میں یہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بدنصیب قوم آباد تھی۔"

"ایمان والوں ہی میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ کسی واقعہ اور حادثہ سے عبرت اور سبق حاصل کرسکیں۔ ایمان سے کورے لوگ اُس وقت تک خوابِ غفلت میں پڑے رہتے ہیں جب تک کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بدبخت قوم کی طرح اپنے عبرت ناک انجام کو نہ پہنچ جائیں عبرت کا اولی الابصار سے گہرا تعلق ہے۔ کسی کا عبرت حاصل کرنے پر توجہ دینا اِس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں کسی نہ کسی حد تک ایمان کی روشنی موجود ہے۔"

(۱۵ الحجر: آیت ۲۷ تا ۷۷۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

یاجوج ماجوج

(۱) "اِس علاقے کے لوگ ہر وقت یاجوج ماجوج کی قوم کے حملے کے شکار بنتے تھے۔ یہ غارت گر اور مفسد لوگ اس علاقہ میں کبھی کبھی آجاتے تو یہاں کے باشندوں کا قتل عام اور لوٹ مار کرکے پہاڑیوں کے اُس پار چلے جاتے۔ یہ پہاڑیاں نہایت اونچی پھانکوں کی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔ بیچ میں دَرّہ تھا۔ یہیں سے یہ لوگ حملہ کرنے آتے تھے۔ اِس علاقہ کے لوگوں نے دیکھا کہ بڑا طاقتور اور جنگی سامان سے بھرا فوجی بیڑا اِس بادشاہ حضرت ذوالقرنین کے پاس ہے تو فوراً عرضی پیش کی کہ ہم خراج جمع کرادیں گے۔ آپ ہمارے اور یاجوج ماجوج کے بیچ ایک مضبوط آڑ بنادیں تاکہ یہ لوگ ہمارے علاقے میں آنہ سکیں۔"

(۱۸ الکھف: آیت ۹۴)

(۲) "یاجوج ماجوج تو آج بھی ہیں۔ لیکن قیامت کے قریب ان کو آزادی دیدی جائے گی کہ جتنا ظلم، فساد اور اودھم مچانا چاہیں، اپنے ارمان نکال لیں۔ جس کو بھی ان کے ساتھ ہونا ہوگا ہوجائے گا۔ ایمان والوں کا اُس وقت جینا مشکل ہوگا مگر جلد ہی قیامت آجائے گی۔ اس لیے مومن کو زیادہ پریشانی نہیں ہوگی کہ حشر و حساب کے دن، اُس کو راحت ہی راحت ہے۔ باقی تفصیلات حدیث شریف میں بہت کچھ ہیں۔ علمائے کرام سے پوچھنا

toobaa-elibrary.blogspot.com

چاہئے یا قربِ قیامت کی علامات پر حدیثوں کے حوالے سے آئے ہوئے مضامین پر غور کرنا چاہئے۔" (۲۱ الانبیاء: آیت ۹۶-۹۷ - اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

قوم تبّع

(۱) "تبّع کی قوم، بڑی طاقتور قوم گزری ہے اور اُن کے بعد کے زمانے میں بھی ایک سے بڑھ کر ایک قوم ابھری اور زمین پر یہ لوگ خوب دندناتے پھرے۔ اُن کا زور و دبدبہ اتنا کچھ تھا کہ اُن کا مخالف ان کے مقابلے میں دم نہیں مار سکتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کو فنا کے گھاٹ اتار کر بے نام و نشان کر ڈالا، تو تمہاری کیا حیثیت ہے۔ یہ بات سنائی اہلِ مکّہ کو اور اُن کے بعد ہر گھمنڈی اور طاقتور قوم کو جو، حق کا مقابلہ کرنے پر تُل جائے، ان سب کو بھی سنا دیا۔" (۴۴ الدخان: آیت ۳۷)

دورۂ حاضرہ

(۱) "ظاہری چمک دمک اور زندگی کا ساز و سامان، حکومت کی قوت، فوج فراٹا اور آج کی مشینی طاقت بھی دیکھ لیجئے کہ جن کو حاصل ہے وہ ایمان والوں کے مقابلہ میں بڑی اکڑ بتاتے ہیں اور اِتراتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ ہر زمانے میں ایسے طاقتور لوگ ہوتے رہے، مگر آج ان کا وجود نہیں، بلکہ بعضے تو ایسے گمنام و بے نشان مرے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا اُن کو کوئی جانتا بھی نہیں۔" (۱۹ مریم: آیت ۷۴)

"موجودہ فرنگی تہذیب میں یہ مرض دیکھا جا سکتا ہے کہ یورپ میں اتنے سکھ چین کی زندگی سے وہاں کے بہت سے لوگ اوب گئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا جی سکھ چین سے ہی اُچاٹ ہو گیا ہے۔ وہ اب یہ بھی چاہنے لگے ہیں کہ پھٹے پرانے کپڑے اور میلے گندے جسم اور ننگ دھڑنگ رہیں پھر در در کی ٹھوکریں کھا کر مصیبت کا مزہ جان بوجھ کر چکھیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ ناشکری آج بھی خوشحال ملکوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جس کا تجربہ ملکِ سبا کے عوام کر چکے اور اجڑ کر برباد ہو گئے۔ شاید یورپ والے بھی ایسے ہی کسی دھماکے کے منتظر ہوں تو تعجب کی بات نہیں۔ قوم سبا کی بدبختی بھی ایسی ہی تھی کہ آرام میں مستی چھا گئی تو چاہنے لگے کہ سفر کی تھکان، پانی کا نہ ملنا اور مصیبت کا جھیلنا، ذرا ہم کو ملے تو اس کا بھی مزہ چکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے پوری قوم کو نابود اور بے وجود کر ڈالا۔"

(۳۴ سبا: آیت ۱۹۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

اقوامِ عالم

(۱) "پہلے زمانے میں لاتعداد قومیں اُبھریں اور فنا ہو گئیں۔ اُن سب کو اللہ تعالیٰ کی دعوت پہونچانے کے لیے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے، لیکن ان قوموں نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو بات بھی نہیں کرنے دیا اور اُن کی آواز کو روکا اور اُن کی مخالفت میں ایسے بھڑ گئے کہ فنا ہو کر گمنامی کی موت مرے اور ہمیشہ کے لیے آخرت کی ناکامی مول لی۔"

(۱۴ ابراہیم: آیت ۹۔ اضافہ کردہ از غیر مطبوعہ تفسیر)

دل کے اندھے

(۱) "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بہت سے لوگ آپ کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے۔ اُن کو فرمایا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں مگر حقیقت سے ناواقف ایسے اندھوں کو ہدایت دینا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام نہیں۔ یہ اندھاپن آنکھ کا نہیں بلکہ دل کا ہے۔ آنکھ اندھی ہو تب بھی آدمی عقل سے احساس سے دوسروں کے بتانے سے راہ پر لگ جاتا ہے لیکن جن کے دل اندھے ہوئے ان کا کام بگڑ گیا۔ اب اُن کو باوجود آنکھ ہونے کے بھی کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

"دشمنی یا مخالفت کے جوش میں کسی کی بات پہلی فرصت میں رد کر دینا پھر ہزار دلیل سے یہ سچ ثابت ہو، تب بھی نہ ماننا اور اپنی ضد پر اڑے رہنا، یہ نشان ہے دلوں پر تالے پڑ جانے کا۔" (۱۰ یونس: آیت ۴۳-۴۷)

"کسی جنازے کو دیکھ کر یا کسی آدمی کو موت کے شکنجے میں کسا ہوا دیکھ کر، کسی منکر اور کٹّر کافر و ملحد کو بھی آخرت کا کچھ خیال سا ہونے لگتا ہے، مگر جو اپنے ضمیر کی اِس لطیف اور نہایت مخفی آواز کو بھی دبا دے تو پھر آگے اُسے ہدایت نہیں۔"

(۴۵ الجاثیہ: آیت ۳۲)

دُعا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قرآن مجید کی آیات کے اس تفسیری مجموعے کو قبول فرمائے اور راضی ہو، مخلوق کے لیے نافع بنائے اور لکھنے پڑھنے والے سُننے والے سبھوں کو صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائے۔

پڑھنے والوں سے گذارش ہے کہ اگر اس تفسیری مجموعے کو پڑھنے سے ایمان میں پختگی اور معلومات میں اضافہ کا احساس ہو تو مسجدوں میں کسی نماز کے بعد لوگوں کو یا اپنے گھر میں بیوی بچّوں اور چھوٹوں بڑوں کو کسی وقت جمع کر کے اس تفسیری مجموعہ کا صفحہ دو صفحہ پڑھ کر سُنانے کا اہتمام کریں۔

دعا گو و طالبِ دعا

(حضرت مولانا) عبدالکریم پاریکھ

IQBAL LIBRARY
& PUBLIC READING ROOM (REGD.)
IQBAL MAIDAN, BHOPAL (M.P.) 462001
PHONE - 542659 Post Box No. 20

toobaa-elibrary.blogspot.com

مترجم ومفسر قرآن مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب کی دیگر تصانیف

تشریح القرآن (قرآنِ مجید کی مکمل ترجمانی و تفسیر) -/۱۵۰	**لغات القرآن** اردو -/۵۰
لغات القرآن بنگلہ • انگریزی • ہندی -/۴۰	**قوم یہود اور ہم** اردو -/۳۵
بہنوں کی نجات اردو -/۱۵	**حج کا ساتھی** اردو -/۱۲
حج گائیڈ انگریزی -/۲۵	**قانون اور انصاف کے نام پر عورت کی توہین** اردو -/۵
اوپر کی دنیا اردو -/۳۰	**گائے کا قاتل کون؟ اور الزام کس پر** اردو -/۱۵
گئو ہتھیا۔ اپرادھی کون؟ ہندی • انگریزی • مراٹھی، -/۲۵	**مدحِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)** اردو -/۱۲
مؤمن خواتین اور قرآن مجید اردو -/۱۵	**تحفظ گائے اور ہندوستانی مسلمان** اردو -/۸
سحر (جادو) کا توڑ (قرآن و حدیث میں) اردو -/۵	**تعلیم الحدیث** اردو

ملنے کا پتہ: اِقرأ آڈیو پاریکھ کا مپونڈ، لکڑ گنج فائر بریگیڈ روڈ، ناگپور-۴۴۰۰۰۸

toobaa-elibrary.blogspot.com